المحاسن

باب المفاخرت

من کتاب المحاسن و الاضداد للادیب الاریب جاحظ عثمانی

(مطبوعہ مطبع سعادت قریب دیوان محافظت ۔ مصر)

دربیان مکالمت و مفاخرت و ترجیح و تفضیل بنی ہاشم علیٰ بنی امیہ

(مترجمہ و مرتبہ)

خان بہادر سید اولاد حیدر "فوق" بلگرامی

باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع

نظامی پریس و لیتھو پریس اسٹیٹ لکھنؤ طبع گردید

الله اکبر

باب المفاخرت

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب المتعال والصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ خیر آل

سال گذشتہ فیض آباد کی سالانہ مجالس تبلیغی کی شرکت سے شرف اندوز ہوا ۔ قوم و ملت کے مشہور و معروف علماے دین ۔ واعظین اور ذاکرین نزدیک و دور سے تشریف لائے تھے ۔ قابلیت ۔ جامعیت اور علم و واقفیت کا کامل مجمع تھا ۔ مجالس بھی کامیاب رہیں اور سامعین بھی نئے معلومات اور تازہ اطلاعات کا کافی ذخیرہ ساتھ لیکر رخصت ہوئے

میں ان متبرک مجالس سے جو تبرک لیکر گھر لوٹا وہ کتاب المحاسن والاضداد کا **باب المفاخرۃ** تھا ۔ جو مجھکو میرے عنایت فرماے قدیم ۔ محترمی مولانا سید شبیر حسین صاحب ۔ مدرس اعلیٰ ۔ وثیقہ اسکول فیض آباد نے بغرض مطالعہ عنایت کی تھی ۔ کتاب المحاسن والاضداد عرب کے قدیم اور مشہور ادیب ۔ جاحظ عثمانی کی تصنیف ہے جو متوکل بالله خلیفہ عباسی کے لڑکون کا معلم تھا اور مخالفت اہلبیت کی عصبیت میں چور اور ناصبیت میں خاص طور پر مشہور ۔

مصنف نے اس کتاب کی تدوین و ترتیب میں اخلاق انسانی کے دونون پہلوؤن کو دکھلایا ہے اور اوصاف انسانی میں جہان تک محاسن پائے جاتے ہیں پہلے اونکو تفصیل سے تمثیل کے ساتھ بیان کیا ہے اسکے بعد اونکے نقائص و قبائح کو بھی بتلایا ہے

میں نے اپنے ایک ہفتہ کے قیام میں اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھ بھی ڈالا اور پڑھ بھی ڈالا اور پھر اپنی ضرورت کے مطابق اوسکے باب المفاخرت کو نقل بھی کر ڈالا ۔ میری کم استعدادی اور محدود عربیت نے جہان تک زبان عربی کے اعلیٰ نمونہ اور ادبیت کا مطالعہ کیا اور اوسکے مختلف دلائل و مباحث کو پڑھا مجھے یہ کتاب ادبیات و اخلاقیات کا کامل خزینہ ہونیکے علاوہ تاریخی معلومات کا کافی ذخیرہ ثابت ہوئی ۔ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ نمونہ ہونیکے علاوہ ہر مضمون پر اسکی بحث و تحقیق معقولات استدلالیہ کے جوہرون سے مالامال ہیں ۔ تمثیلات بھی واقعات و مشاہدات تاریخی کے جواہر پارے ہیں ۔ قریباً دو سو صفحون کی کتاب ہے مصر عربی کے مطبع السعادۃ میں بہ تصحیح دیوان مرتب ذات ہیئت چھپی ہے **یو ۔ پی ۔ گورنمنٹ** نے قدر دانی کر کے اپنے عربی نصاب تعلیمی میں اسے داخل کر لیا ہے ۔ کسی کالج کے کوئی شیعہ طالب علم ۔ بی ۔ اے کلاس ۔ مجالس کی شرکت سے آئے تھے اور انہ

عنایت فرما مولانا کی خدمت مین استفادہ حاصل کرنیکی غرض خاص سے یہ کتاب بھی ہمراہ لائے تھے۔ یہ اونھین کی کتاب تھی جو مولانا نے مجھے دکھلائی تھی اور بہت پسند آئی تھی۔ خصوصاً اسکے باب المفاخرت کے مطالعہ نے تو مجھے دیر تک حیرت مین ڈال رکھا تھا اور میری سمجھ مین نہ آتا تھا کہ جاحظ عثمانی کے ایسے شدید ناصبی نے اپنی کتاب مین المفاخرت کا باب کیون قائم کیا اور پھر باب المفاخرت مین خصوصیت کے ساتھ کافی تفصیل ... ... استدلالات سے خاندان بنی ہاشم کی تفضیل و ترجیح کو قبیلہ بنی امیہ پر جسمین غالباً وہ بھی داخل تھا شہادات تاریخی کے اسناد صحیحہ کے مطابق کس دل کس ہاتھ اور کس قلم سے لکھ سکا جب مین اسکا کوئی سبب نہ سمجھ سکا تو بالآخر اسکو مین نے ان واقعات کی حقانیت کا روحانی معجزہ اور اوس عبودیت یزدانی کا قوی مظاہرہ یقین کر لیا جس نے جاحظ کا قلم پکڑ کر اوس سے حقیقت کا اقرار کروایا اور مفاخرت بنی ہاشم کے حقیقی واقعات کو اوسکے ہاتھون سے لکھوا چھوڑا اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ وَغَالِبٌ عَلٰی کُلِّ اَمْرٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

تاریخون سے ثابت ہے کہ مفاخرت نسبی کا اظہار اہل عرب کی ثبوت شرافت کا قدیم معیار ہے۔ کچھ شرافت نسبی پر موقوف نہین اہل عرب حب وطنی اور محبت قومی کے ایسے جذبات مین اسقدر ڈوبے ہوے تھے کہ اپنے ملک و وطن کی تمام چیزون کو دنیا بھر کی چیزون سے بہتر سمجھتے تھے تمام اقطاع عالم مین اپنی شرافت و نجابت ہمت و شجاعت جود و سخاوت تواضع و ضیافت فصاحت و بلاغت کو عدیم المثال اور لاجواب سمجھتے تھے یہی وجہ تھی کہ اپنے کمال ادب اور فصاحت و بلاغت کی وجہ سے وہ دنیا کی تمام قومون کو عجم (گونگا) کہتے تھے۔ عرب قدیم کی ادبیات سے قطع نظر کر کے غیر ممالک و اقوام کے ادبیات بھی انکے دعوون کی صحت و واقعیت کا اقرار کرتے ہین اور بتلاتے ہین کہ زمانہ قدیم مین۔ سبائی۔ حمیری اقوام عرب کا تمدن۔ اونکی تہذیب۔ تمام دنیا مین لاثانی تھی اور اپنا جواب نہین رکھتی تھی۔ ان ایام مین عرب ارتقاے انسانی کی انتہا تک پہونچے ہوے تھے اور دنیا کی تمام اقوام و قبائل انکی عظمت و وقار کے آگے سر تسلیم و اقرار خم کیے تھی اور یہی محامد و محاسن ادبی اونکے ملکی اقتدار اور قومی عزت و وقار کے اصلی معیار ہمیشہ قائم رہے۔

اسلام کے روشن زمانے مین بھی اونکے معیار ادبی اور کمال فصاحت و بلاغت کے اظہار برقرار رکھے گئے اور ان محامد و محاسن کو اونکی قدیم خصوصیات مین شمار کیا گیا۔ اتنی ترمیم و اصلاح ضرور کردی گئی کہ ان محاسن پر مفاخرت کی افراط و تفریط۔ انکے بیجا اظہار اور انمین کذب و افترا کے اضافات کو ممنوع کر دیا گیا۔ مفاخرت کی انھین غیر مناسب طریقہ عمل کو اونکے معائب مناقص اور مذائم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور جب کسی محاسن انسانی کی حقیقت اور اصلیت دریافت کی جاتی ہے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ محاسن اصلاً محاسن ہی ہین اور ہمیشہ محاسن ہی ہوکر رہینگے۔ یہ عقل کے خلاف ہے کہ محاسن کی ترکیب فطرت مین ابتدا ہی سے مذائم بھی داخل ہون۔ نہین ایسا نہین ہے بلکہ ترکیب فطرت کے اعتبار سے محاسن محض محاسن ہین۔ یہ فقط طرز عمل کی خرابی ہے جو محاسن مین فساد پیدا کر دیتی ہے اور اونکی نکیلوئی و یکسوئی کو ذو جہتی اور دو سوئی کی بدنما صورت مین دکھلاتی ہے اسی وجہ سے انسان کے ہر اخلاقی اوصاف و محاسن مین دو پہلو نظر آتے ہین۔ افسوس ہے کہ ادیب عرب جاحظ عثمانی نے

صرف محاسن و معائب کی تفصیلات و تمثیلات کو بیان کیا ہے اور اُسکی حقیقت۔ جبلیت اور ماہیت پر توجہ نہیں کی۔ انسان کے جس وصف پر نظر ڈالی جائے صورت حال یہی معلوم ہوتی ہے۔ "شرافت نسبی پر مفاخرت" چونکہ ہمارے قدیم ادب عرب کا موضوع تالیف ہے اسلئے ہم اور محاسن و محامد انسانی کی تفصیل و بیان سے قطع نظر کرکے صرف اسی وصف خاص کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہین۔

انسان کا یہ وصف ذاتی جسقدر قدیم ہے اوسی قدر اس پر اترانا مفاخرت کا طرز عمل بھی قدیم ہے۔ اسکا آغاز اور اسکی اجراء اوسوقت سے پائی جاتی ہے جسوقت سے دنیا مین **قومیت** کی بنیاد پڑی۔ علمائے تاریخ کی تحقیق مین قومیت کی بنا **طوفان** نوح کے بعد سے شروع ہوئی۔ جب سے انکی اولاد اقطاع عالم کے مختلف مقامات مین آباد ہوئی اوسیوقت سے محاسن و معائب کے ذاتی اور اخلاقی مظاہرے بھی شروع ہو گیے۔ اسی شرافت نسبی کی بنا پر یون کہا جائے کہ اسی کو وسیلہ بنا کر یا اسی کا واسطہ دیکر حضرت نوح کے ایسے مقدس بزرگ اور اولی العزم پیغمبر نے اپنے گنہگار و ناہموار فرزند کی نجات کیلئے بارگاہ الٰہی مین ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی۔

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ — پروردگار میرا بیٹا (بھی) میرے اہل و عیال مین داخل ہے اور تو نے جو (میرے اہل و عیال کو نجات دینے کا) وعدہ فرمایا تھا (وہ) سچا ہے۔ اور تو سب حاکمون سے بڑا حاکم ہے۔

اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت نوح سے بھی قبل اور انبیاء سابقین و آخرین کیا ذکر اہل و عیال کی نجات و مغفرت کا پہلے سے وعدہ ہو چکا تھا لیکن باوجود اس وعدہ خداوندی کے جسکی صداقت و اہمیت کا حضرت نوح اپنی مناجات مین حوالہ دیتے ہین تاہم وہ احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین انکی نہین سنتا اور نہین مانتا بلکہ ہدایت و انتباہ کے لہجہ مین انکو جواب دیتا ہے۔

یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ — اے نوح تمہارا بیٹا تمہارے اہل مین (اہل عیال مین داخل) نہین کیونکہ اوسکے اعمال اچھے نہین جس چیز کی حقیقت حال تمکو معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو ہم تمکو سمجھاتے ہین کہ نادانون کے ایسی باتین نکیا کرو

غور کیا جائے تو صاف طور پر یہ الفاظ بتا رہے ہین کہ نوح کے بیٹے کی شرافت نسبی مین اوسکے طرز عمل کی برائیان داخل ہو کر اوسکے اس شرف ذاتی کو بالکل بیکار اور محض بے اثر ثابت کر چکی تھین۔ اوسکے طرز عمل کی خرابیان کچھ ایسی ہی بڑھی ہوئی تھین کہ اوسکے سامنے خدا نے انکی شرافت نسبی اور پیغمبر زادگی کا بھی کچھ لحاظ نفرمایا اور جتلا دیا کہ شریف ترین خاندانون کے نااہل اور ناہموار انسانون کی بدکاریان خدا کی کسی رعایت و عنایت کی مستحق نہین وہ اپنی انھین بدکاریون کی وجہ سے سلسلہ نسبی کے محاسن شرافت سے بھی خارج ہو جاتے ہین جناب نوح نے صرف وعدہ الٰہی کی صداقت پر اعتبار کیا اور اوسکی اجراء و ایفا مین مستحق و غیر مستحق کا یا تو اونکو علم نہ تھا یا درد فرزندی

کے جذبات سے یا اوس عالم اضطراب کے اثرات سے اسکا خیال نفرما سکے ۔ خدائے مجید نے فوراً ٹوک کر بتلادیا کہ جس چیز کی حقیقت تمہین معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو۔ ہم تمکو سمجھائے دیتے ہین کہ (دانا ہوکر) نادانون کے ایسی باتین نکرو۔ " اس لئے کہ غیر مستحق کے ساتھ رعایت خلاف عدالت ہے اور بدکارون کی نجات و مغفرت مخالف قانون فطرت ۔

حضرت نوحؑ کے زمانہ مین تو تنظیم قومیت ابتدائی حالتون مین تھی ۔ جناب ابراہیمؑ کے وقت مین تو قومی نظم و تمدن عروج و ارتقا کے وسط الکمال تک پہونچا ہوا تھا ۔ کوشی او قبطی قومین اپنی تہذیب و تمدن اور اقتدار و وقار کے لئے تمام عالم مین مشہور و معروف تھین ۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی اس زمانہ مین ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا ۔ اونھون نے بھی اپنی تمام اولاد و اعقاب کے لیئے وقار و اختیار دینی و دنیوی دیئے جانیکے لئے بارگاہ رب العزت مین دعا فرمائی تھی ۔ قرآن مجید مین اس واقعہ کی حقیقت ان الفاظ مین بیان فرمائی گئی ہے ۔

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝

جب خدا نے ابراہیم کو چند باتون مین آزمایا اور اونھون نے اونکو پورا کر دکھلایا (تو خدا نے خوشنود ہوکر) فرمایا کہ ہم تمکو لوگون کا (پیشوا و امام) بنانے والے ہین تو ابراہیم نے کہا اور میری اولاد مین سے؟ (خدا نے) فرمایا (ہان ۔ مگر) ہمارے (اس) اقرار مین (تمہاری اولاد کے) وہ (لوگ) داخل نہین جو بر سر ناحق ہون گے

اس سے ثابت ہوگیا کہ ذریت ابراہیمی مین بھی وعدۂ خداوندی کی ایفا اونھین لوگون کے ساتھ مشروط ہے جو اسکے اہل ہین اور مستحق ۔ صالحین ہین ۔ ظالمین نہین ۔ یہان بھی دیکھا جاوے تو وہی شرط موجود ہے ۔ شرافت نسبی کے ساتھ محاسن عملی کی شرط لازمی ہے ۔ اگر طرز عمل درست نہین تو ایک نہین ہزار محاسن ہون حسبی ہون یا نسبی ۔ ملکی ہون یا قومی ۔ علمی ہون یا ادبی سب بیکار ہین ۔ بزرگی باید ہمیں بزادگی درکار نیست ۔ ایسے ہی موقعون کے لئے کہا گیا ہے ۔

امام ہشتم حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے ایک بھائی تھے مختلف البطن ۔ اونکا نام تھا زید اور لقب تھا زید النار ۔ اسلئے کہ اونھون نے جعیت لیکر ان کوفہ کا ساتھ دیا اور ابو السرایا ۓ شیبانی کیطرف سے عامل حجاز و یمن مقرر ہوکر گاوٴن کے گاوٴن قصبے کے قصبے جلاڈالے ۔ اس بنا پر زید النار کے لقب سے مشہور ہوے ۔ آخر کار یہہ گرفتار ہوکر مامون کے سامنے لائے گئے ۔ چونکہ یہہ کئی بار مخالفین حکومت کی شرکت نکے جرم مین سزائے قید پا چکے تھے اسلئے مامون نے ابکی بار پھر انکو قید کی سزا دینا بیکار سمجھا اور انکو امام رضا علیہ السلام کیخدمت مین اس معروضہ خاص کے ساتھ بھیجدیا کہ مین انکی باربار کی تنبیہ و تادیب سے عاجز آگیا ۔ اب انکو آپ کے پاس بھیجتا ہون ۔ آپ جو مناسب سمجھین عمل مین لائین ۔

خادم شاہی تو رخصت ہو گئے ۔ امام نے بھائی کیطرف سے منہ پھیر لیا ۔ اور بالکل سکوت اختیار کیا اسلئے کہ اونکے طرز عمل سے آپ سخت بیزار تھے ۔ آخر کار زید نے آپ کو خود متوجہ کرنا چاہا اور عرض کی کہ مین ہون آپ کا بھائی ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلسلہ اخوت وہین تک ہے جبتک خدا کی معصیت اوسمین داخل نہو ۔ اے زید ۔ تمکو عوام کوفہ کا یہہ کہنا کہ ذریات فاطمہؑ آتش جہنم سے

آزاد ہین۔ کہین رہو کا نہ بیٹ۔ ذریات سے مراد اولاد صلبی مراد ہین۔ وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہین اور کوئی دوسرا نہین آیندہ نسلون مین جو جیسا کرے گا ویسا پایے گا۔ کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شب و روز عبادتین کرین اور تم خدا کی معصیت و نافرمانی کیا کرو اور پھر مرنے کے بعد خدائے سبحانہ تعالیٰ دونو کو بہشت برین مین جمع کر دیوے اگر ایسا ہو تو ہم کہینگے کہ تم خدا کے نزدیک اپنے اور ہمارے پدر عالیمقدار جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے زیادہ مکرم ٹھہرو گے تمہارا یہ خیال خام غلط و باطل ہے۔ اے زید۔ یاد کرو قول اپنے اور ہمارے جد بزرگوار حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام

لمحسننا کفلان من الاجر ولمسیئنا ضعفان — ہمارے (اہلبیت کے) نیک لوگون کے لئے دوہرا ثواب ہے اور ہمارے

من العذاب — گنہگارون کے لیئے اوسیطرح دونا عذاب بھی ہوگا۔

اب تو یقین ہو گیا کہ سلسلہ نبوت سے لیکر خانوادہ امامت تک چونکہ ایک ہی شجرہ طیبہ کی دو شاخین ہین شرافت نسبی کے ساتھ محاسن عملی کی شرط دونوین بقدر مشترک واجب العمل ہے۔ ان پاک ہستیون نے ہدایات و ارشاد الٰہی کے موافق اعلیٰ ترین شرافت نسبی و عظمت خاندانی رکھتے ہوئے بھی اپنے اطوار و کردار او رعمل صالح کو اپنے تمام محاسن و اوصاف خاندانی پر مقدم رکھا ہے۔ اور اپنے وقار خاندانی کے ساتھ ہی ساتھ اپنے عمل صالح کا اسوۂ حسنہ دنیا و اہل دنیا کی دیدہ افروزی او رہدایت و سبق آموزی کے لیئے پیش کر دیا ہے۔

ہم پہلے لکھکر بتلا آیے ہین کہ شرافت نسبی پر افتخار عرب کا قومی شعار تھا۔ ایام جہالت سے لیکر سنہ ۹ تو عہد رسالت تک قائم رہا۔ عرب کے بڑے بڑے میلے۔ عکاظ۔ ذو المجاز وغیرہ مین مشہور و معروف قومی ادیب خطیب او شعرا اپنے کمال فصاحت و بلاغت کے مظاہرون مین جو خطبے پڑھتے تھے تقریرین کرتے تھے وہ علے الاکثر اونکی شرافت حسبی و نسبی او شجاعت و دلیری کے تفصیلی فخر ہوا کرتے تھے مفاخرت نسبی کے یہ جلسے موسم (ایام حج) یا غیر موسم۔ غرض ہر ایام مین ہوتے تھے۔ انکے لئے خاص اہتمام کیئے جاتے تھے۔ طرفین مقابل کے علاوہ ملک و قوم کے اکابر و عمائد ایک جگہ جمع ہوتے تھے۔ اتفاق رائے سے ایک شخص حکم قرار پاتا تھا جلسہ کے سامنے طرفین اپنی اپنی شرافت نسبی او نیک عملی کے واقعات بیان کرتے تھے۔ سارے جلسہ کے لوگ جانبین کی تقریر او اونکی استدلال کی تفصیل کو بڑی توجہ او دلچسپی سے سنتے تھے اور طرفین کے بیانات ختم ہونے پر۔ واقعات کی صداقت و صحت کے اعتبار سے۔ جلسہ کا حکم ایک فریق کو دوسرے پر فضیلت و ترجیح دینے کا حکم سنا دیتا تھا اور اوسکا حکم ناطق سمجھا جاتا تھا۔ ان جلسون کو وہ اپنی اصطلاح مین **محاورہ یا مفاخرہ** کہتے تھے

اسلام نے کُل مومنون اخوۃ (سب مومن بھائی ہین) کا پیغام عام دیکر امت اسلام کے تمام طبقات مین مساوات او یکجہتی قائم کر دی اور محاورات کے ان روزانہ دنگلون کی کثرت اور گرم بازاری کو روک دیا لیکن باہم ایک معتدل اور مناسب طریقہ

سے اسکا دستور باقی رکھا گیا۔ بڑے بڑے دنگل۔ لمبی لمبی تقریرین تو جاتی رہین۔ ہان اظہار حق اور عام ہدایت و تعلیم کی غرض خاص گاہ بیگاہ ضرورت کیوقت خوشگوار طریقے سے اسکے مظاہرے اور مذاکرے ہو جایا کرتے تھے۔

زمانہ رسالت کی ابتدائی ایام مین قریش اپنی قدیم عادت جہالت کے موافق آنحضرت صلعم کی توہین، اسلام کی اہانت اور مسلمانون کی ہجوین کہا کرتے تھے۔ لمبی چوڑی نظمین لکھا کرتے تھے۔ اونکے یہ اشعار جب آنحضرت صلعم تک پہونچتے تھے تو حسان ابن ثابت، عثمان ابن مظعون، عبداللہ ابن رواحہ اور ابی ابن کعب وغیرہ انصار و اصحاب رسول صلعم اونکی تردید مین ویسی ہی نظمین مرتب فرماتے تھے۔ دربار رسالت مین جب تمام صحابہ و اکابر جمع ہوجاتے تھے تو طرفین سے نظمین پڑھی جاتی تھین کبھی آنحضرت بالنفس النفیس خود محاکمہ فرماتے تھے اور کبھی ممتازین صحابہ مین سے کوئی بزرگ محاکمت کے لئے نامزد کیے جاتے تھے۔ حسان ابن ثابت کی نظمین سب سے بڑھی چڑھی رہتی تھین۔ انکی نظمون مین سے اکثر کا مقابلہ خود زبان رسالت سے کیا گیا ہے اور حسان کو کلمات خیر سے یاد فرمایا گیا ہے۔

اسلام کے تسلط و اطمینان کے زمانے مین عرب کا ایک قبیلہ اپنے رئیسون کی وفد کے ساتھ اسلام لانیکی غرض سے مدینہ مین آیا۔ لیکن دربار رسالت مین عرض حقیقت سے پہلے انلوگون نے مجلس محاورت جمادی۔ اپنے ہمراہی خطیب کو حکم دیا اوسنے پہلے نثر مین انکے قبیلہ کی خاندانی مدح خوانی شروع کردی جب یہ چپ ہوے تو اونکے شاعر نے ایک طولانی نظم انکی شرافت نسبی و حسن عملی کے اظہار مین پڑھ ڈالی۔ جب انکے مظاہرے تمام ہو چکے تو سرور عالم صلعم کے اشارے سے حسان ابن ثابت نے فی البدیہہ خانوادہ رسالت کی مدح و ثنا فرمائی اور اپنی نظم مین تمام اقوام و قبائل عرب پر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی ترجیح و تفضیل ثابت کردی اور اس خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ کہ رؤسائے قبائل نے خاندان رسالت کی ترجیح و فضیلت کے اعتراف کے ساتھ یہ بھی اقرار کردیا کہ آپکا خطیب ہمارے خطیب سے اور آپکا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے (اسوۃ الرسول جلد چہارم بحوالہ سیرۃ النبی جلد دوم)

ادیب عرب جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت مین بنی ہاشم و بنی امیہ کی مفاخرت نسبی کی ترجیح و تفضیل کی تفصیل مین باہمی مکالمت و مقابلت دکھلا کر اپنی حقیقت شناسی صلحیت دانی اور اپنے انتخاب کے جواب ہونیکا پورا ثبوت دیدیا ہے اوسکا مدعائے بیان یہ ہے جیسا کہ اصولاً ہم اوپر بتلا آئے ہین کہ نسبی شرافت پر مفاخرت کرنا اونہین بزرگوارون کے شایان شان ہوتا ہے جو شرافت نسبی کے زیادہ ون کیسے ساتھ محاسن عملی کے جوہرون کو بھی الا منہ سو بہرہ ہوتے ہین۔ انھین مایہ افتخار اونکا بزرگوارون کے اظہار مفاخر عام اخلاف کی مقبولیت کا اعزاز حاصل کرتے ہین۔ اونکی ان مفاخرات کو وہ کوئی تعلی کہتا ہے اور نہ تاذی انانیت سے تعبیر کرتا ہے نہ ان پر خود نمائیون کا شبہ ہو سکتا ہے اور نہ خود نمائیون کا گمان۔ بلکہ یہ محض اظہار حق ہوتا ہے جو اوسکے مستحق کیطرف اہل دنیا کی سبق آموزی اور ہدایت اندوزی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اسکے برعکس وہ لوگ جو شرافت نسبی پر اگرچہ کم و بیش نازہی ہوتا مگر محاسن عملی سے بالکل محروم ہوتے ہین اور محامد و مکارم کی جگہ اونکی طبیعت اونکی عادت اور اونکے اطوار ذمائم عملی اور معائب اخلاقی سے مملو ہوتے ہین۔ اسلیے اونکی مفاخرت نسبی بالکل بیجا مفاخرت ہوتی ہے۔ نہ اوسکو کوئی سنتا ہے اور نہ کوئی مانتا ہے بلکہ اوسکو خود نما خود ستا مغرور اور تعلی پسند کہتا ہے

جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت مین اسی حقیقت کا مظاہرہ کیا ہے اور مشاہدہ کرایا ہے کہ دنیا کی دنیا بنی امیہ کی طرفدار اور معویہ کے زیر اختیار ہو چکی تھی۔ ملک و قوم کے ذی اقتدار و با اختیار طبقات اوسکی دلہ ربائی حاشیہ برداری اور نمک خواری کا دم بھرتے تھے۔ بنی ہاشم کا ممتاز قبیلہ انحطاط پذیر ہو چکا تھا اور انقلاب ان نیرنگیون کو صبر و سکون سے دیکھ رہا تھا لیکن قدیم دستور جہالت کے موافق جب بنی امیہ کے راس الرئیس معویہ نے اپنی ثروت و مکنت کی قوت پر مفاخرت نسبی [illegible] اور اونکے حواشی اور وظیفہ خوار اونکی پیٹھ ٹھونکنے لگے اور ہان مین ہان ملانے لگے تو معویہ نے اپنے غرور و نخوت کی دھن مین بنی ہاشم کے مایہ افتخار۔ سبط رسول خدا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو ایکبار نہین چھ بار شرافت و نجابت کے مفاخرے اور مظاہرے کے لیے بلایا عرب کے دستور قدیم کے مطابق جانبین سے شرافت و نجابت کے دعوے پیش ہوے اور اون پر استدلال قائم کیے گئے جو پوری تفصیل سے اصل کتاب کی عبارت مین مندرج ہین۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟ ہر بار اور ہر مرتبہ معویہ کی شکست اوسکی ذلت و رسوائی اور تمام بنی امیہ کی بدکاریون کی جلوہ نمائی ہوگئی۔ کس لیے؟ اسلیے کہ بنی ہاشم کے برعکس بنی امیہ مین نہ شرافت نسبی باقی رہی تھی اور نہ محاسن عملی۔ اس بنا پر بنی ہاشم کے استحقاق شرافت اور محاسن عملی کے مقابلے مین معویہ اور اوسکے جانبدارون کی فضولیات یاوہ گوئیون کو نہ کسی نے مانا اور نہ کسی نے سنا۔

معویہ ایسے نہین تھے کہ خود چوٹ کھا جاتے اور دوسرون تک اسکے اثر نہ پہونچاتے یا آپ تنہا ذلت و رسوائی اوٹھاتے اور دوسرون کو اپنا شریک حال نہ بناتے۔ دوسرون کو اوبھارنے اور ورغلانے مین بیحد بڑے مشاق تھے۔ امام حسن علیہ السلام سے مکالمت نیا پوری کر اوٹھا کر انھون نے پہلے مروان پھر عبداللہ ابن زبیر کو اوبھارا اور میدان مقابلت مین لا اتارا۔ ان لوگون نے بھی اوسیطرح منہ کی کھائی اور معرکہ مین پیٹھ دکھلائی۔ مروان کی یہ جرات بنی امیہ ہونیکی خصوصیت سے اسقدر تعجب انگیز نہین تھی جتنی عبداللہ ابن زبیر کی یہ ناعاقلانہ حرکت تعجب خیز تھی کیونکہ باوجود قرابت بنی ہاشم ہونیکے بھی وہ اپنی ترجیح و تفضیل کو بنی ہاشم پر ثابت کرنے کیلیے کیسے تیار ہو بیٹھے۔ اسکی وجہ بالکل ظاہر ہی ہے وجہہ یہ ہے کہ عبداللہ آغاز ہی سے زبیر ابن العوام کی اہلیت و حضرت عائشہ کی نسبت کی مفاخرت اضافی پر اترا چکے ہوئے تھے کہ اپنی بساط و مقدار حقیقت کو بھی بھول گئے تھے۔ مخالفت بنی ہاشم مین انکی سرجوشی بنی امیہ کے جذبات عداوت سے کم نہین تھی بلکہ زاید۔ اسلیے کہ جنگ جمل کے باعث یہی تھے اور جنگ جمل جنگ صفین سے یقین پہلے واقع ہوئی تھی۔ تمہین انصاف سے کہدو انکا الاکس زیرتر ہے۔

شرافت نسبی بنی ہاشم کی مفاخرت حسبانی اور عملی دونون طریقہ پر تمام عرب کا متفقہ مسئلہ تھا۔ محاسن عمل کے اعتبار سے انکے مقابلہ مین کوئی قبیلہ انکا ہمسر نہین تھا۔ بنی امیہ کے قبیلہ مین سوائے کثرت مال و دولت کے اور کوئی اخلاقی یا عملی خصوصیت پائی نہین جاتی تھی اور نہ اونمین رذالت کے سوا شرافت کی بو باقی رہی تھی۔ وہ تنہا اپنی دولت و ثروت کی قوت پر بنی ہاشم سے اظہار [illegible]

کرتے تھے۔ حالانکہ یہ تدبیر سراپا جہل تھی اسلئے کہ یہ مسلم ہے کہ دولت کی افزائش۔ حکومت کی زیب و زیبائش یا جابرانہ تنبیہہ و فہمائش
نہ مجہول النسبی کے دھبون کو چھڑا سکتی ہے اور نہ اخلاقی کمزوریون اور نہ دون طبعی کی برائیون کو مٹا سکتی ہے۔ غانمہ بنت غانم قرشیہ
کی تقریر اسکی شاہد کامل ہے۔ باوجودیکہ معاویہ کا تمام ملک و قوم پر پورے طور سے تسلط ہو چکا تھا اور شام سے لیکر حجاز و یمن تک گیا عجم و
ایران تک تمام بلاد اسلام پر انکے اقتدار و اختیار کا سکہ بیٹھ چکا تھا لیکن عالی نسبی حسن اخلاق نیکوکاری اور علم رواداری کے موقع
اظہار پر بلا استثنا کسی طبقہ و فرقہ کے تمام عرب کی قوم و قبائل ان محاسن مین برابر بنی ہاشم کو بنی امیہ پر بالاعلان ترجیح دیتے تھے جیسا
کہ غانمہ کی تقریر اور اوسکے واقعہ سے بالتفصیل ثابت ہے

معویہ نے اگرچہ اس عالمگیر خیال کو مٹانے کی بڑی بڑی کوششین کی غانمہ کو تنبیہ و فہمائش کی غرض سے اپنے پاس بلا بھیجا
اپنے ولیعہد بہادر یزید علیہ ما علیہ کو اوسکے رسم استقبال کیلئے بھیجا اور مہمانخانہ شاہی کو اوسکے آراستہ کرایا لیکن وہ اور خیال اور جو پسند
عورت انکی دلجوئی اور چاپلوسی کے فقرون مین نہین آئی اپنے بھائی عمر ابن غانم کے گھر اوتری مجبور ہوکر معہ اپنے خدم و حشم کے ساتھ خود
انسے ملنے گئے۔ وہ انکی سطوت شاہی سے رتی بھر بھی مرعوب نہوئی بلکہ بڑی دلیری سے بنی ہاشم کے فضائل و محامد اور بنی امیہ کے رذائل و
معائب بیان کرتی رہی اور معویہ اور اونکے وزیر با تدبیر عمرو عاص سے سوائے سر تسلیم خم کرنے اور چپ رہنے کے کچھ نہ بن آئی جیسا کہ غانمہ قرشیہ
کے واقعات بتلا رہے ہین

مزید برآن تفصیلات و تمثیلات سے بالمقابلہ و المشاہدہ ثابت ہوگیا کہ بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح و فضیلت ہمیشہ عرب کا مسلمہ متفقہ تھی
رہی اور کسی وقت و حالت مین کسیکو بھی اس سے انکار کی جرات نہین ہوئی اقبال و اقتدار سلطنت کے زمانہ مین بھی بنی امیہ کی متواتر ناکامیاب
کوششون اور انکی بار بار شکستون نے بتلا دیا اور دکھلا دیا کہ دولت و ثروت امارت و حکومت شرافت نسبی و محاسن عالی نہین پیدا کرسکتی نہ جبر و تشدد شاہی سے
ملک و قوم کی رائے اور خیال عام مین ذرہ بھر بھی تغیر ہو سکتا ہے انہین تصریحات سے یہ بھی ثابت کردیا کہ شرافت نسبی مفاخرت دنیا کا بہت قدیم دستور قومی ہے جیسا کہ اوپر بھی دکھلا دیا گیا ہے لیکن
اوسکو صرف جذبہ تخیلات بنا کر رکھا ہے اسکے تصورات ماضی و حال کے ماحول مین اونچا کرکے سمجھا یا اور اپنے عمل سے انھوں نے اسکی حقیقت
اور اپنی حقیقت دونون کو فنا کردیا ہے اسکو آئیڈیل (خیالی) سمجھکر بیٹھ رہنا پاپ ہے بلکہ اسے پریکٹیکل (عملی) تعین کرکے اسکے بہترین
نمونے دنیا کو پیش کرنا چاہئے۔ خیال تک محدود رکھنا چاہیے بلکہ مثال بنا کر دکھلانا چاہئے کسی وصف ذاتی یا اضافی
کیساتھ حسن عمل ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ زبانی دعوے اور خالی لفاظی سمجھی جاوے گی

مفاخرت مین توریث کا خیال بھی ٹھیک نہین ہے حق و انیڈک بھی تقسیم کے قابل نہین اچھون کے برے اور بُرون کے اچھے
برابر دیکھنے مین آتے ہیں۔ مداومت کا گمان بھی درست نہین اسلئے کہ نفس انسانی کبھی قابل اعتبار نہین۔ آج ایک آدمی شریف نیکوکار
پایا جاتا ہے تھوڑے دنون مین وہی شخص بدکار بنا دیا جاتا ہے۔ ان وجوہ سے مفاخرت کی کوئی قسم ہو یا صورت۔ تمام قسمون اور صورتون مین
آدمی کا طرز عمل مشترک لیا جانا لازمی ہے۔ اگر اوصاف ذاتی کے ساتھ اعمال حسنہ بھی شامل ہین تو تمام دنیا اوسکے دعوے مفاخرت کو تسلیم کرلیگی
ورنہ خالی لفاظی سمجھکر ٹھکرا دیوے گی۔ قرآن مجید کی مفصلہ ذیل آیت بھی اسکی طرف اشارہ کر رہی ہے

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ — آدمیون مین سب سے زیادہ ڈرنیوالا شخص خدا کے نزدیک مکرم ہے

اور یہ ظاہر ہے کہ خدا سے وہی شخص زیادہ ڈریگا جو اوسکے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کریگا اور چلے گا۔ پھر خدائے پاک نے صاف صاف لفظون مین بھی اسی فرمان کا یون تاکید مزید کے لئے اعلان فرمایا ہے۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (سورہ نساء)

(اے مسلمانو) نجات نہ تمہارے لئے اور نہ اہل کتاب (امم سابقہ کے لئے) یقینی ہے (تم سب مین سے) جو شخص برے کام کریگا (وہ ضرور) اوسکی سزا پائیگا۔ اور پھر اوسکے لئے سوائے خدا کے کوئی حامی و مددگار نہین ہے۔

اس کتاب کو پڑھکر لوگ کہین گے کہ اصل کتاب سے اسکی شرح بڑھ گئی ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے لیکن کاسی کتاب پر منحصر نہین جتنی شرحین دیکھی جائینگی سب اپنے اصل سے طولانی پائی جائینگی۔ اسلئے کہ اصل کے ہر اجمال کی تفصیل کرنی ہوتی ہے اور تفصیل موجب تطویل مسلمہ مشہور ہے۔ اس کتاب مین بھی وہی ضرورتین طوالت کی باعث ہوئین۔ اگر اس کتاب مین اجمال کی تفصیل نہ کیجاتی تو جانبین کے دعوٰن مین سے کسی جانب کے دعوٰن کی عملی تمثیلات کا انکشاف نہوتا۔ او فریقین کے دعوے محض بیان کی صفائی او خوشنمائی ہو کر رہجاتے اسلئے بنی امیہ و بنی ہاشم دونو فریق کے دعوٰے ترجیح و فضیلت لکھکر جانبین کے طرز عمل اور اونکی تمثیلات تاریخ و سیر کے واقعات و شاہدات سے قلمبند کردی گئی مین معویہ اور انکی جانبداروں نے اپنی مختلف تقریرون مین جن اوصاف کی بنا پر بنی ہاشم پر ترجیح و فوقیت ثابت کرنی چاہی تھی وہی اوصاف بلکہ انسے بدرجہا بہتر تمثیلین بنی ہاشم کے طرز عمل سے ثابت کردی گئی ہین او وہ تمثیلین تاریخ و سیر کے زندہ واقعات ہین۔ حالانکہ جانبداران معویہ اور مددگاران بنی امیہ نے اپنی تقریرون مین سوائے زبانی دعوٰن کے کبھی اپنی کسی عملی تمثیل کا ذکر نہین کیا۔ اور نہ تاریخ و سیر مین انکے محاسن اعمال اور مکارم اخلاق خصوصیت کے ساتھ نقل کیئے گئے ہین۔ اسلئے ہم کو بنی ہاشم کے عملی او اخلاقی تفصیل تمثیل کی چندان ضرورت نہین تھی مگر تمثیل کی تفصیل نکیجاتی تو پھر بنی ہاشم کے دعوائے مفاخرت بھی بنی امیہ کے دعوائے مفاخرت کیطرح زبانی جمع خرچ بنکر رہجاتے۔

قوم بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح کا مسئلہ زمانہ اسلام ہی سے نہین شروع ہوتا ہے بلکہ ہاشم و امیہ کے قدیم زمانہ سے اپنے رسالہ بنی ہاشم کو اپنی ہمعصر بنی امیہ سے مرجح اور افضل ثابت کیا گیا ہے اس ترتیب و سلسلہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو سفیان کے تمام و کمال واقعات قلمبند کیئے گئے ہین جن سے رسول اللہ صلعم کے محاسن اخلاق اور ابو سفیان کے بغض و نفاق پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ یہ سلسلہ تفصیل تمثیل حضرت امام حسن علیہ التحیۃ والثناء کے ایام امامت تک پہونچاکر ختم کردیا گیا ہے اسلئے کہ اصل کتاب مین بھی اسی زمانہ تک کے حالات قلمبند ہین معویہ کی پوری سوانح عمری روز پیدائش سے لیکر اونکی موت کے دن تک کامل شرح و بسط سے لکھدی گئی ہے اسلئے کہ انکے لمبے چوڑے دعوٰن کی تکذیب و تردید مین انکے طرز عمل سے بحث و تحقیق کی سخت ضرورت تھی۔

خاندان بنی امیہ کے حالات بھی بنی امیہ کے وقت سے لیکر معویہ کے زمانہ تک بالتفصیل لکھکر ہم نے معویہ کے اون جانبدارون اور ممکنہ انکے حالات اونکے طرز عمل کی تمثیلات بھی کافی تفصیل سے لکھدی ہین۔ جو ان محاورت کے دنگلون مین انکی طرف سے تقریر کرنا

اور اوسکی ہان مین ہان ملانیوالے تھے۔ انکے حالات کو پڑھکر باسانی سمجھ لیا جائیگا کہ ہوبہ نے بمصداق الجنس یمیل الی الجنس اپنے گرد و پیش کالے۔ بھوبرے چتکبرے سنگریزے جمع کر کیا پنے دربار شاہی کی کیسی اچھی نورتن طیار کر رکھی تھی۔

یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب مین کوئی نوعیت نہین ہے۔ وہی بنی امیہ و بنی ہاشم کے پرانے دھرانے سنے سنائے قصے دہرا دیے ہین۔ جو سیرۃ نبوی سے تمام اسلامی تاریخ و سیر کی کتابون مین برابر نقل ہوتے چلے آتے ہین۔ اس بنا پر اونکا بار بار نقل در نقل کرنا اور تمام لکھی ہوئی باتونکو لکھنا بیکار کی خود زحمت قلمی اوٹھانا اور ناظرین کو بھی خواہمخواہ مطالعہ کتاب کی تکلیف دلانا ہے۔

بظاہر خیال تو درست معلوم ہوتا ہے مگر گذارش یہہ ہے کہ اس کتاب پر منحصر نہین سیرۃ و تاریخ کے موضوع پر زمانہ حاضرہ مین جتنی بھی کتابین لکھی جاتی ہین یا آیندہ لکھی جاینگی وہ سب پرانی لکیرون کا پیٹنا کہلائینگی (اور ان ہذا اساطیر الاولین ـ یہہ تو وہی پرانے ڈھکوسلے ہین) سمجھے جائینگے اور اگر اسی تفہیم پر اعتبار کر لیا جائے تو میرے قیاس مین تمام دنیا مین تاریخ و سیر کے موضوع پر تصنیف و تالیف کا یکقلم کام ہی موقوف ہو جائے اسلیے خیال ہے کہ علم سیرت و تاریخ کے واقعات قدیم۔ معلومات جدید کے مخازن لخلخہ ہین جنکے مطالعہ سے ہزارون مفید باتون کی ناظرین کو سبق آموزی اور بصیرت افروزی حاصل ہوتی ہے۔ اس کتاب کی بھی یہی صورت اور ضرورت ہے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ واقعات مین وہی بنی ہاشم و بنی امیہ کے اور بحث بھی وہی باہمی ترجیح و فضیلت کی جو سیکڑون برس کی لکھی لکھائی اور سنی سنائی ہین مگر اس سے جو معلومات حاصل ہوتے ہین اور انکشافات ظاہر ہوتے ہین وہی دیکھنے سے پڑھنے اور سمجھنے کی باتین ہین اور اونہین پر تنقید و تنقیص ہونیکی امید کامل ہے الا ماشاء اللہ وما توفیقی الا باللہ

ہم ان باتون کو اصل کتاب مین تفصیل سے دکھلا چکے ہین اور مقدمہ کتاب مین بھی اوپر لکھ چکے ہین۔ بار بار کی تکرار فضول ہے خلاصہ یہہ کہ طرفین مقابل مین بنی امیہ کے دعوے زبانی تفصیل کے حدود سے آگے نہین بڑھتے ہین۔ اونکی عملی تمثیلات سیر و تاریخ کے شہادات سے ثابت نہین ہوتے ہین انکے برعکس حضرات بنی ہاشم کے دعوے تفصیل و تمثیل دونون طریقون سے تمام سیر و تاریخ کی کتابون مین محفوظ ہین انکی تمام محاسن۔ حسن تقریر اور حسن تدبیر۔ دونو قسم کے عملی مظاہرات سے ثابت ہین اور یہی اس کتاب کے اصل موضوع کا مقصود ہے۔

کوٹھہ۔ ضلع آرہ

بشریف العمارت

جمعہ ۷ ربیع الثانی [illegible]

المؤلف

(خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی

عفاہ اللہ السامی

باب المفاخرت

من کتاب المحاسن والاضداد للجاحظ عثمانی مطبوعہ مطبع السعادت ۔ مصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انا سید البشر والافخر

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تمام ادمیون کا سردار ہون اور سب سے زیادہ قابل افتخار (فخر کئے جانیکے قابل)

سمع رسول اللہ صلعم رجلا ینشد بیتا من شعرہ

جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص (مسلم) کو منجملہ اور اشعار کے یہہ بیت پڑہتے ہوے سنا ؎

انی امرؤ حمیری حین تنسبنی

لا من ربیعہ ابائی و مضر

مین حکم کنندہ (لوگون کا حاکم) ہون ۔ اسلئے کہ مین حمیری[1] الملوک حمیر کے شاہی (نسب خاندان) سے ہون نہ ربیعہ میرے اباو اجداد ہین نہ مضر[2]

فقال لہ ذلک الام لک وابعد عن اللہ و رسولہ وقال بعضھم ؎

تو اوس سے ارشاد ہوا کہ یہہ تیری اصلیت سے قریب ہے مگر خدا و رسول کی (پسندیدگی سے بہت دور ہے) بعض شعرائے (جواباً) کہا

اذا مضر الحمراء کانت ارومتی

وقام بنصری حازم ابن حازم

عطست بانف شامخ وتناولت

یدای الثریا قاعدا غیر قائمہ

مضر حمراسے میری بنیاد (اصلیت) ہوتی ہے

اور پہر اگر میری نصرت (امداد) کے لئے حازم ابن حازم

بہی طیار ہو تو مین (اوسکو) اپنی بینی بلند سے چہینک کر

(اب بینی کیطرح) اپنے دونو ہاتہون سے زمین پر کھڑے ہوکر

بہی بہین بیٹھے بیٹھے (ہی) پھینک دون

---

[1] حمیر ۔ عبدالشمس ملقب بہ سبائے اکبر ۔ بانی سلطنت سباء ۔ ملقب بہ سبا ہے کہ شہر سبا اور مارب کا بیٹا تھا تو تاریخ ابوالفدا لکہتے ہین ۔ وخلف سبا المذکور عدۃ اولاد منھم حمیر و عمرو و کھلان و اشعر و غیرھم ولما مات سبا ملک الیمن بعدہ ابنہ حمیر ابن سبا ۔ سبا مذکور کی کئی اولادین تہین ۔ اون مین حمیر ۔ عمر ۔ کہلان اور اشعر وغیرہ ہین ۔ جب سبا مرگیا تو حمیر ابن سبا اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا ۔ ریو زنڈ فاسٹر صاحب ۔ حمیر کا زمانہ ۲۲۰۰ ق م قرار دیتے ہین ۔ سلسلہ ملوک حمیری عرب کا بہت قدیم اور مشہور شاہی خاندان شمار لیا جاتا ہے ۔ علامہ ثعلبی نے اپنی تاریخ ایران مین جس کا نام غرر تاریخ الفرس ہے اور اب یورپ مین چھپ گئی ہے لکہا ہے کہ ایرانی مورخین نے جس بادشاہ کا نام ہاماوران لکہا ہے وہ سلسلہ حمیری کا بادشاہ تہا ۔ اور ہاماوران لفظ عربی حمیر کی تصحیف ہے ۔ علامہ موصوف یہہ بہی لکہتے ہین کہ سودابہ جو کیکاؤس کی زوجہ تہی اور فردوسی کے بیان کے مطابق سیاوش پر عاشق تہی اوسکا اصلی نام سُعدیٰ تہا ۔ ایرانیون نے اپنے تلفظ مین اوسکو سودابہ کرلیا تہا [2] ربیعہ نزار کے بیٹے تہے اور مضر کے بھائی ۔ ربیعہ ہجرہ رسالت مین داخل نہین ہین [3] مضر بن نزار و انما قیل لہ مضر الحمراء ولاخیہ ربیعۃ الفرس لانہ اعطی فی المیراث الذھب واخوہ الفرس (صراح جوہری) مضر نزار کے بیٹے تہے وہ مضر الحمراء کے لقب سے مشہور تہا اور اونکے بھائی ربیعہ الفرس کے خطاب سے یاد کئے جاتے تہے

شعیب بن ابراهیم بن علی بن زید عن عبد الله بن حارث
عن عبد المطلب بن ربیعة قال مرّ العباس بن عبد المطلب
بنفر من قریش وهم یقولون انما محمد فی اهله مثل نخلة نبتت
فی کناسة فبلغ ذلك رسول الله صلعم فوجد منه فخرج حتی
قام فیهم خطیبا ثم قال ایها الناس من انا قالوا انت رسول
الله قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم
ان الله عز وجل خلق خلقه فجعلنی خیر خلقه ثم جعل الخلق
الذی انا منهم فریقین فجعلنی منهم خیر الفریقین من
خلقه ثم جعلنا الخلق الذی انا منهم شعوبا فجعلنی
فی خیرهم شعوبا ثم جعلهم بیوتا فجعلنی من خیرهم بیتا
وخیرهم والدا وانی مباه لکم قم یا عباس فقام عن یمینه
ثم قال قم یا سعد فقام عن یساره فقال لیقرب امرء منکم
عما مثل هذا وخالا مثل هذا

شعیب بن ابراہیم بن علی بن زید عبد اللہ سے ۔ عبد اللہ حارث سے
حارث عبد المطلب بن ربیعہ کی زبانی بیان کرتے ہین کہ ایکبار عباس بن
عبد المطلب قریش کی جماعت کے پاس سے ہوکر نکلے وہ لوگ آپس مین
کہہ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال اپنے خاندان کے لوگون مین
ایسی ہے جیسے زمین افتادہ (گھورے) پر درخت شاداب نکلا ہو
حضرت عباس نے اس واقعہ کو جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت مین عرض کر دیا
یہ سنکر آپ کو آزردہ ملال خاطر ہوا کہ آپ اوس جماعت قریش کے درمیان
تشریف لیجا کر خطبہ کہنے کی غرض سے کھڑے ہو گئے اور (انلوگون کو
مخاطب کر کے استفسار) فرمایا - اے لوگو (بتاؤ) مین کون ہون؟
سب نے عرض کی آپ رسول اللہ صلعم ہین - فرمایا مین ہون محمد خدا کا
بندہ - بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم - خدا نے مخلوق کو پیدا کیا
اور مجھکو بہترین مخلوق قرار دیا - پھر اوس (بہترین) مخلوق کے جسمین
ہم ہین - دو حصے کیے اور مجھکو اوسکے بہترین حصہ مین رکھا - پھر اوس
بہترین حصہ مین جسمین ہم شامل ہین قبیلے بنائے اور ہمکو اون تمام قبائل کے بہترین قبیلہ مین قرار دیا اور پھر اون قبائل کے مسکن و وطن (گھر بار)
بنائے اور مجھکو اوسکے بہترین حصہ مین رکھا یعنی تمام گھرون سے بہترین گھر مین رکھا (ان دلائل کے رو سے آگاہ ہو جاؤ کہ) ہم گھر کے اعتبار سے (بھی) تم سے
کہین بہتر ہین اور مین تم سب کے لئے مایہ فخر ہون - پھر فرمایا اے عباس[1] کھڑے ہو جاؤ (یہ سنکر) وہ آپ کے داہنے کھڑے ہو گئے - پھر فرمایا - اے سعد[2]
کھڑے ہو جاؤ وہ آپ کی بائین طرف کھڑے ہو گئے - آپ نے لوگون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اپنے لوگون مین سے کوئی ایسا شخص لاؤ جو میرے ان
چچا کے ایسا ہو اور میرے ان ماموں کے ایسا ہو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اس لڑکے (نزار کی) میراث مین مضر کو اشرفیان (دینار سرخ) ملے تھے اور اون کے بھائی ربیعہ کو گھوڑے - مضر آنحضرت صلعم سے اونیسوین[19] پشت اوپر ہین
اونکی عظمت و وجاہت پر بنی ہاشم ہمیشہ سے مفاخرت کرتے آئے ہین - چنانچہ حضرت ابیطالب نے اپنے اوس خطبہ مین جو آنحضرت صلعم کی تقریب نکاح مین پڑھا تھا انکی ابوت
کیطرف اشارہ فرمایا ہے - عبارت یہ ہے الحمد لله الذی جعلنا من ذریة ابراهیم وزرع اسمعیل وضئضئ معد وعنصر مضر تمام تعریف
اوس خدا کے لئے سزاوار ہے جسنے ہمکو ذریت ابراہیم - اولاد اسمعیل - نسل معد بن عدنان اور صلب مضر سے پیدا کیا - زرقانی ص ۲۴۳ ج ۱ مصر

حازم بن حازم اصل مین یہ بشر بن حازم ہے یہ شخص یمن کے قبیلہ طے کا مورث اور حاتم طائی کے سلسلہ اجداد مین ہے صراح

[1] عباس ابن عبد المطلب - آپ تو دنیائے اسلام پورے طور سے واقف ہے تفصیل معرفت کی ضرورت نہین - صرف اتنا لکھکر بتلا دینا کافی ہوگا کہ آپ
ابتدا ہی سے مصدق اسلام تھے - جنگ بدر مین اقرار اظہار کا اعلان فرمایا - ظہور اسلام سے پہلے ہی منصب سقایہ پر فائز تھے اور اسلام کے زمانہ مین بھی اسی منصب پر
ممتاز رہے - قرآن مجید مین بھی آیت اس منصب کی تخصیص موجود ہے

[2] سعد سے غالباً سعد بن ابی وقاص مقصود ہین لیکن پہلے یہ ذہن نشین کر لینا چاہئیے کہ اظہار مفاخرت سعد کی ذات پر مبنی نہین ہے بلکہ قبیلہ بنی زہرہ
کی شرافت کیطرف اشارہ ہے - یہ قبیلہ مکہ سے دو میل کے فاصلہ پر باہر جاکر آباد ہوا تھا - سعد اسی قبیلہ سے منسوب تھے اور جناب آمنہ اسی قبیلہ کی خاتون محترمہ تھین
سعد کے باپ ابی وقاص کی چچیری بہن ہوتی تھین - اسی رعایت قرابت مادری سے سعد کی یہی خصوصیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے - مگر افسوس سعد اور سعد کے قبیلہ
نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد اس خصوصیت قرابت کی کوئی رعایت نہ کی - سعد کے بیٹے عمر نے رسول کے بیٹے حسین کو کربلا کے میدان مین بھوکا پیاسا قتل کروا دیا

بطحا خراب شد پئے تعمیر ملک شام　　یثرب تباہ شد بہ تمنائے ملک رے

المولف عفی عنہ

حدثنا سنان بن المحسن التستری عن اسمعیل بن مهران العسکری عن ابان بن عثمان عن عکرمة عن ابن عباس عن علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه قال لما امر رسول الله صلعم ان یعرض نفسه علی القبائل خرج وانا معه وابابکر وکان عالما بانساب العرب فوقفنا علی مجلس من مجالس العرب علیهم الوقار والسکینة فتقدم ابوبکر فسلم علیهم فردوا علیهم السلام فقال ابوبکر ممن القوم فقال من ربیعة قال من هامتها ام لهازمها قالوا بل من هامتها العظمی قال وای هامتها قالوا ذهل قال ذهل الاکبر ام ذهل الاصغر قالوا بل الاکبر قال افمنکم عوف الذی کان یقول لاحر بوادی عوف قالوا لا قال افمنکم جساس ابن مرة حامی الذمار ومانع الجار قالوا لا قال افمنکم المزدلف صاحب العمامة قالوا لا قال افانتم اصهار الملوک من اللخم قالوا لا قال افانتم خال الملوک الکندة قالوا لا قال فلستم من ذهل الاکبر اذا انتم من ذهل الاصغر فقام الیه اعرابی غلام حین بقل وجهه فاخذ بزمام ناقته ورسول الله صلعم واقف علی ناقته یسمع مخاطبته فقال سائلنا علی سائلنا ان نسئله ÷ والعبء لا تعرفه او تحمله - یا هذا انک قد سئلتنا ای مسئلة شئت فلم نکتمک شیئا واخبرنا ممن انت فقال ابوبکر من قریش فقال بخ بخ اهل الشرف والریاسة فاخبرنا من ای قریش انت قال من تیم بن مرة قال افمنکم قصی بن کلاب الذی جمع القبائل من فهر فکان یقال له مجمع قال ابوبکر لا قال افمنکم هاشم الذی یقول فیه الشاعر عمرو الذی هشم الثرید لقومه ورجال مکة مسنتون عجاف قال ابوبکر لا قال افمنکم شیبة الحمد الذی کان وجهه یضیئ فی لیلة الداجیة مطعم الطیر قال لا فقال افمن اهل السقایة انت قال لا فقال افمن اهل الحجابة انت

سنان ابن حسن تستری نے اسمعیل ابن مہران عسکری سے اونہون نے ابان بن عثمان سے اونہون نے عکرمہ سے ۔ عکرمہ نے ابن عباس سے ابن عباس نے علیؑ ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی زبانی بیان کیا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالنفس النفیس تبلیغ دین کی ضرورت سے ایک قدیم قبیلہ عرب مین تشریف لیگئے ۔ مین اور ابوبکر آپ کے ساتھ تھے اور ابوبکر انساب عرب کے جاننے والے تہے ۔ ہملوگون کا گذر اعراب کی مجالس مین ہوا ایک ایسی مجلس مین ہوا جسمین عرب کے صاحبان وقار و تمکنت تہے ۔ اونکو دیکہکر ابوبکر آگے بڑھے اور اونکو سلام کیا ۔ اونہون نے جواب سلام دیا ۔

ناظرین کی دلچسپی اور سہولیت کے لئے ہم اس واقعہ کو مکالمہ کی صورت مین یہان سے لکہتے ہین ۔

ابوبکر ۔ آپ لوگ کس قوم سے ہین ۔

اعراب ۔ قوم ربیعہ سے

ابوبکر ۔ ربیعہ کی کس شاخ سے ۔ ہامہ سے یا لہازمہ سے

اعراب ۔ ہم شاخ ہامۃ العظمی سے ہین

ابوبکر ۔ ہامۃ العظمی کی کس شاخ سے

اعراب ۔ ذہل سے

ابوبکر ۔ ذہل اکبر سے یا ذہل اصغر سے

اعراب ۔ ذہل اکبر سے

ابوبکر ۔ آپ ہی لوگون مین ایک شخص عوف نامی تہا جسکی نسبت مثل آجتک مشہور ہے کہ کوئی شخص وادی عوف مین جاکر آزاد نہین رہسکتا یعنی بغیر اسیر ہوے بچ نہین سکتا

اعراب ۔ نہین

ابوبکر ۔ آپ ہی لوگون مین بسطام بن قیس نامی ۔ صاحب علم اور زندون کو تمام کر دینے والا مشہور تہا

اعراب ۔ نہین

ابوبکر ۔ آپ ہی لوگون مین جساس ابن مرہ شریک (لوگون) کا مددگار اور ہمسایون کا حافظ اور دل آزار مشہور تہا ۔

قال لافقال اما واللہ لو شئت لاخبرتک انک لست من اشراف قریش فاجتذب ابوبکر زمام ناقتہ کھیئۃ المغضب فقال الاعرابی سہ صادف درء السیل دُرء یدفعہ یھضہ حینا ویرفعہ ولقنعہ ۔ فتبسّم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال علی کرم اللہ وجہہ فقلت یا ابابکر لقد وقعت من ھذہ الاعرابی علی باقعۃ قال اجل یا ابا الحسنؑ ما من طامۃ الا وفوقہا من طامۃ وان البلاء موکل بالمنطق

اعراب ۔ نہین ۔
ابوبکر ۔ اپ ہی لوگون مین مزدلف نامی علامہ والامشہور تہا
اعراب ۔ نہین ۔
ابوبکر ۔ آپ ہی لوگ سلاطین کندہ کو (قرابت مین) ماموں ہوتے ہین
اعراب ۔ نہین
ابوبکر ۔ اپ ہی لوگ سلاطین لخم سے (قرابت مین) داماد ہوتے ہین
اعراب ۔ نہین

ابوبکر ۔ تب اپ لوگ (ربیعہ کی شاخ) ذہل اکبر سے نہین ۔ بلکہ ذہل اصغر سے ہین
یہ مکالمات سکر جماعت عرب مین سے ایک جوان سبزہ اغاز حضرت ابوبکر کے مقابل اپنی ناقہ کی مہار تھامکر کھڑا ہوگیا جناب رسولخدا صلعم بھی اپنے ناقہ پر سوار اس مخاطبہ کو سن رہے تہے ۔ اوس جوان سبزہ اغاز نے اپنی مکالمت سے پہلے یہ شعر پڑہا سہ تمہاری طرف سے ہمارے سائل پر فرض ہیکہ جب ہم سوال کرین توجو عیب اوسمین ہو اوسکا بار اوتار دیے (جواب شافی دیدیے) یا ہم پر بار کردیے (یعنی جو ہمارے عیب ہون وہ کھولدیے) ۔ یہ شعر پڑہکر وہ حضرت ابوبکر کو ان الفاظ مین مخاطب کرکے کہنے لگا ۔ اے شخص بزرگ حاضر ۔ آپنے تو جتنا آپ کے جی مین آیا ہم سے پوچھ لیا اور ہم نے کچھ نہ چھپایا ۔ سب اپ کو تبلادیا ۔ اب آپ بتلاہین

جوان ۔ اپ کس قوم سے ہین ۔

ابوبکر ۔ قوم قریش سے

جوان ۔ اپ کو مبارک ہو ۔ مبارک کہ اپ صاحبان شرافت وحکومت سے ہین (اچھا یہ تو تبلادیجئے) قریش کی کس شاخ سے ؟

ابوبکر ۔ تیم ابن مرّہ کی شاخ سے

جوان ۔ آپ ہی لوگون مین قصیٰ بن کلاب تہے جنہون نے تمام قبائل بنی فہر کی تنظیم کی اور اسوجہ سے اونکا لقب مجمّع (جمع کنندہ) مشہور تھا

ابوبکر ۔ نہین ۔

جوان ۔ کیا آپ ہی حضرات مین ہاشم تھے ۔ جنکی تعریف مین شاعر نے کہا ہے سہ عمرو (ہاشم کا نام تہا) عالی مرتبہ نے اپنی قوم کو ثرید (شوربے مین بھیگی ہوئی روٹیون کے ٹکڑے) کھلایا اور (اس ترکیب سے) مکہ کے لاغر لوگون کو موٹا کردیا

ابوبکر ۔ نہین ۔

جوان ۔ اپ اون لوگون مین سے ہین جنمین شیبۃ الحمد تہے ۔ جنکا چہرہ (روشن) شب تاریک مین چمکتا تہا اور جنکا لقب مطعم الطیر (پرندون کے کہلانے والے) مشہور تھا

ابوبکر ۔ نہین ۔

جوان ۔ کیا اپ الن لوگون مین سے ہین جنکو مفیضین؏ (فیض پہونچانیوالے) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے

؏ مفیضین متولیان خانہ کعبہ کو کہتے ہین اور وہ حضرات بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہین ۔ مولف عفی عنہ

ابوبکر۔ نہین

جوان ۔ کیا آپ صاحبان رفادہ سے ہین۔ (رفادہ۔ حاجیون کو روٹی کھلانیکا منصب ۔ یہہ منصب بنی ہاشم کے لئے مخصوص تھا)

ابوبکر۔ نہین

جوان۔ کیا آپ صاحبان سقایہ سے ہین۔ (سقایہ۔ حاجیون کو پانی (زمزم) پلانے کا عہدہ ۔ یہہ منصب بنی عباس سے متعلق تہا)

ابوبکر۔ نہین

جوان۔ کیا آپ صاحبان حجابہ سے ہین۔ (حجابہ۔ خانہ کعبہ کو پوشش پہنانا اور کلیدبرداری کرنا ۔ یہہ منصب ہاشم کے بڑے لڑکے عبدالدار کی اولاد مین محفوظ تہا)

ابوبکر۔ نہین

جوان ۔ خدا کی قسم میری نیت آپ کے ملول کرنیکی نہین ہے (لیکن صورت حال اسکہنے پر مجبور کرتی ہے کہ) آپ اشراف قریش سے نہین ہین

یہہ سنکر حضرت ابوبکر نے غضبناک ہوکر اپنے ناقہ کی مہار کھینچی اور (وہان سے) لوٹے ۔ انکی یہہ حالت دیکھکر اوس (عربی جوان) نے یہہ شعر پڑہا سیل (بیان) کی روانی نے موتی کو کچھہ ایسے عالم شکستگی (اضطراب) مین ڈالدیا کہ اوبھرا تو توڑا گیا ۔ بیٹھا تو توڑا گیا

یہہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی مسکرا دیے ۔ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ اس جوان عربی کی وجہہ سے تمکو تو سخت مشکل پیش آئی ۔ حضرت ابوبکر نے جوابدیا بلکہ سخت ترین ۔ اے ابوالحسن ۔ یہہ تو مصیبت بالاے مصیبت تہی اور تمام مصیبتین (اکثر) زبان ہی کی وجہہ سے پیش آیا کرتی ہین

(مفاخرت بین الحسنؑ و المعاویہ)

(حضرت امام حسنؑ اور معویہ کے درمیان مفاخرت)

قال وافی الحسن ابن علی معویة بن ابی سفیان وسبقته ابن عباس رحمة الله علیه قام معویة بانزاله فبینا معویة مع عمر ابن العاص ومروان بن الحکم و زیاد المدعی الی ابی سفیان یتجاورون فی قدیمهم و مجدهم اذ قال معویة قد اکثرتم الفخر فلو حضرکم الحسن ابن علی وعبد الله بن عباس لقصروا من اعنتکم فقال زیاد وکیف ذالک یا امیر المومنین وما یقومان لمروان بن الحکم فی غرب منطقه ولا لنا فی بواذخنا فابعث الیهما حتی نسمع کلامهما فقال معویة لعمرو ما تقول فی هذا اللیل فابعث الیهما فی غد فبعث معویة بابنه یزید الیهما فاتیا فدخلا علیه وبدا معویة فقال انی اجلکما وارفع قدرکما عن المسامرة باللیل و

(ایک مرتبہ کا ذکر ہے) کہ (امام) حسن رضی اللہ عنہ معویہ کے پاس آئے اور اون سے قبل عبداللہ ابن عباس آچکے تہے ۔ راوی کا بیان ہے کہ جب معویہ کو (انلوگون کی آمدکی) خبر ملی تو (اوسنے) انکے ٹہرائے جانیکا حکم دیا ۔ اوس وقت ہم لوگون مین معویہ کے پاس عمر عاص ۔ مروان بن الحکم اور زیاد (ابن سمیہ) جو ابوسفیان کی فرزندیت کا دعویدار تہا بیٹھے تہے اور (یہی لوگ وہ تہے) جو اوس کی فضیلت و عظمت کے مداح تھے (اس اثنا مین) معویہ نے کہا کہ (مین نے علی الاکثر دیکہا ہے) تم لوگ (آپسمین) اکثر (اپنی ذات و صفات پر) مفاخرت کیا کرتے ہو لیکن جب (حضرت امام) حسن ابن علیؑ اور عبداللہ ابن عباس آجاتے ہین تو تمہاری زبانین (اونکی) عیب جوئیون مین بند ہوجاتی ہین ۔ زیاد بولا اے امیر المومنین یہہ کیسے ہوسکتا ہے ہملوگون مین مروان

لاسیما انت یا ابا محمدؑ فانك یابن رسول الله صلعم وسید
شباب اهل الجنة فشکر له فلما استویا فی مجلسهما علم
عمروان الحماة ستقع به فقال والله لابد ان تکلم فان
قهرت فسبیل ذلك وان قهرت اکون قد ابتدأت فقال
یاحسن انا قد تفاوضنا فقلنا ان رجال بنی امیة اصبر
علی اللقاء والمضی فی الوغاء واوفی عهدا واکرم خیما وامنع
لما وراء ظهورهم من بنی عبد المطلب ثم تکلم مروان الحکم
فقال کیف لایکون ذلك وقد قارعناهم فغلبناهم و
حاربناهم فملکناهم فان شئنا عفونا وان شئنا بطشنا ثم
تکلم زیاد وما ینبغی لهم ان ینکروا الفضل الی اهله ویجیدوا
الخیر فی مظانه نحن الحملة فی الحروب ولنا الفضل علی سائر
الناس قدیما وحدیثا فتکلم الحسن ابن علی فقال
ان یصمت الرجل عند ایراد الحجة ولکن من الافك
ینطق الرجال بالخنا ویصور الکذب فی صورة الحق
یا عمرو افتخارا بالکذب وجرأة علی الافك ما زلت اعرف
مثالبك الخبیثة ابدیها مرة بعد مرة اتذکر مصابیح
الدجی واعلام الهدی وفرسان الطراد وحتوف
الاقران وابناء الطعان وربیع الضیفان ومعدن
الحکم ومهبط النبوة وزعمتم انکم احمی لما وراء
ظهورکم وقد تبین ذلك یوم بدر حین نکصت
الابطال وتساورت الاقران واقتحمت اللیوث
واعترکت المنیة وقامت رحاها علی قطبها وفرت
عن نابها وطار شرار الحرب فقتلنا رجالکم ومن النبی
صلعم علی ذراریکم وکنتم لعمری فی هذا الیوم غیر مانعین
لما وراء ظهورکم من بنی عبد المطلب ثم قال واما انت یا مروان
فما انت والاکثار فی قریش وانت ابن ابی طلیق و
ابوك طرید تنقلب فی خزایة الی سوءة وقد اوتی
بك الی امیر المومنین یوم الجمل فلما رأیت الضرغام

الحکم کے ایسا غریب اللسان (خوش بیان) موجود ہو اور ہمارا یہہ
دعویٰ مغرورانہ نہین ہے۔ آپ اون دونون (امام حسنؑ اور عبداللہ
ابن عباس) کو بلا بھیجئے اور اونکو ساتھ ہمارے مکالمات سن لیجئے
یہہ سنکر معویہ نے عمر عاص کیطرف دیکھا اور پوچھا وہ اسیوقت رات
کو بلوائے جائین یا کل صبح کو۔ پھر اوس نے اپنی بیٹے یزید کو بلا کر اون
لوگون کے پاس بھیجا اور بلوایا وہ (حضرات) جب آے تو معویہ نے
اون سے ابتداے کلام کی اور کہا کہ مین آپ حضرات کی جلالت قدر و
منزلت کو اس امر سے کہین زیادہ چاہتا ہون کہ آپ کو رات کے وقت
تشریف لانیکی زحمت دون۔ خصوصًا اے ابو محمدؑ آپ کو۔ اسلیئے
کہ آپ فرزند رسولؐ اور جوانان بہشت کے سردار ہین۔ یہہ کہکر وہ آپ
کی تشریف آوری کا شکریہ بجالایا۔ پھر جب دونون بزرگوار (امام
حسنؑ اور عبداللہ ابن عباس) اوس مجلس مین اطمینان سے برابر
بیٹھ گیے۔ تو (دل ہی دل مین) عمر عاص نے سمجھ لیا کہ مصیبت آگئی
(اوس نے دل ہی دل مین) کہا خدا کی قسم مجھکو بغیر تقریر کیئے چارہ
نہین ہے۔ اگر مین (کلام مین) غالب آؤن یا مغلوب ہون۔ کوئی
صورت ہو (تقریر ضرور ہے) پھر اوس نے (عمر عاص) نے کہا ایسا ہم
مساوات (فیما بین) کا موازنہ کرتے ہین اور سید کہلاتے ہین کہ قوم
بنی امیہ کا طرز عمل یہہ ہے کہ مقابلہ کیوقت شیرے ہوتے ہین اور
جنگ کے وقت آگے بڑہ جاتے ہین۔ اپنے وعدون کو پورا کرتے ہین
بڑے مہمان نواز ہین اور جو کچہہ اون پر (قوم بنی امیہ) بنی عبد المطلب
کے ہاتہون سے گذر چکا ہے اوس سے درگذر کر لیتے ہین (اسکے بعد
مروان الحکم نے کہا کہ وہ (بنی امیہ) ایسے کیونکر ہون کہ ہم نے اون پر
(بنی عبد المطلب پر) حملہ کیا اور ہم اون پر غالب آگئے۔ ہم اون سے
لڑے اور ہم (اونپر فتحیاب ہوکر) اونکے مالک ہوگئے اور اب ہمکو اختیار
ہے چاہے اونہین معاف کردین یا چاہین تو اونپر سختی کرین (اسکے
بعد زیاد (بن سمیہ) بولا۔ اور وہ لوگ (بنی عبد المطلب) کسی اہل
فضل کی فضیلت کا انکار کرنے والے نہین ہین اور وہ نیکی کو نیکی کی
جگہہ پہونچانے سے نہین رک سکتے۔ ہم معرکہ آرائیون اور جنگ جوئی مین

قد ربیت براثنه واشتبکت انیابه کنت کما قال الاوّل ؎

بصیص ثمر دمین بالابعار

فلئامن علیك بالعفو وارخی خناقك بعد ما ضاق علیك و
غصصت بریقك لانقعد منا مقعد اهل الشکر ولکن تساوینا
وتجارینا ونحن من لا یدرکنا عار ولا یلحقنا خزایة ثم التفت الی
زیاد وقال ما انت یا زیاد وقریش ما اعرف لك فیها ادیما
صحیحا ولا فرعا نابتا ولا منبتا کریما کانت امك بغیا تتداولها
رجالات قریش وفجار العرب ولما ولدت لم تعرف لك العرب
والدا فادعاك هذا یعنی معویة فما لك والافتخار
یکفیك السمیة ویکفینا رسول الله صلعم وابی سید المومنین
الذی لم یرتد علی عقبیه وعمای حمزة سید الشهداء
وجعفر الطیار فی الجنة وانا واخی سید اشباب اهل الجنة
ثم التفت الی ابن عباس فقال انما هی بغاث الطیر انقض
علیه البازی فاراد ابن عباس ان یتکلم فاقسم علیه معویة
ان یکف فکف ثم خرجا فقال معویه اجاد عمرو الکلام ولولا
ان حجته دحضت وقد تکلم مروان لولا انه نکص ثم
التفت الی زیاد فقال ما دعاك الی محاورته ما کنت الا
کالحجل فی کف العقاب فقال عمرو افلا رمیت من ورائنا قال معویة
اذا کنت شریککم فی الجهل افاخر رسول الله صلعم جدّه وهو سید
من مضی ومن بقی وامه فاطمة سیدة نساء العلمین منة قال لهم
والله لئن سمع اهل الشام ذلك انه للسوءة السوآء فقال
عمرو لقد ابقی علیك ولکن طحن مروان وزیاد الطحن الرحا
بثفالها ووطئهما وطیء البازل القراد بمنسمه فقال زیاد
ولکنك یا معویة ترید الاغراء بیننا وبینهم لا جرم والله
لا شهدت مجلسا یکونان فیه الا کنت معهما علی من فاخرهما
فخلا ابن عباس بالحسن بن علی رضی الله عنه فقبل بین
عینیه وقال افدیك یا ابن عمی والله ما زال بحرك یزخر
وانت تصول حتی شفیتنی من اولاد البغایا

مشہور آفاق ہین اور ہمکو تمام لوگون پر اعتبار قدامت و فضیلت حاصل ہے
اسکے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام نے جوابا ارشاد فرمایا کہ یہہ کوئی (اخلاقی)
احتیاط نہین کہی جاسکتی کہ انسان تردید دلائل کے وقت خموش بیٹھا رہجائے اور
خاصکر ایسے وقت مین جب (تفصیل دلائل مین) کذب و افترا سے کام لیا گیا ہو
اور تقریر کنندہ اپنی تقریر مین خیانت کر رہا ہو اور محض جھوٹ کے نقشے مین حق کی
تصویر کھینچتا ہو۔ اے عمر عاص۔ (حقیقت امر تو یہہ ہے کہ) (غلط بیانیون
پر تیری مفاخرت اور افترا پردازیون پر تیری جرأت تیری ذات سے اون عیوب
اور خیانتون کو (ذرہ بھر بھی) گھٹا نہین سکتین جو یکے بادیگرے تجھ مین پیدا
ہو چکی ہین (تیرا یہہ زعم نہ ہو کہ) تو ذکر کرے اونلوگون کا جو تاریکی کی شمعین
ہین۔ ہدایات کے نشان ہین۔ شہسواران تیز رفتار ہین (اپنے حریف
مقابل کے) ہلاک کنندہ ہین۔ نیزہ برداران (معرکہ) کے فرزند ہین۔ بہادرون
کا (دل کی) بہار ہین۔ علوم کے معدن ہین۔ (وحی) کے مقام نزول۔ اور تم کو جو یہہ
زعم ہے کہ تم پر جو گذر چکا اوسکی وجہ سے تم (امر فضیلت مین) گرم تر ہوگئے
یہہ باتین تو تمام تر ہوا والی ہین اوسیوقت ظاہر ہو چکین جسوقت اہل باطل
بھاگ گئے اور مقابل (آپسمین جنگ کے لئے) برابر کھڑے ہوگئے شیران
نبرد گر پڑے۔ موت نے انہین گوشمالی دی اور بھر گئے۔ وقت کی تو یہہ
اوسرور پہ یہہ آواز جنگ سے اور لڑائی کے شعلے تمام پھیل گئے ہین (ایسی
حالت مین) تملوگون کو (دعوے کی طاقت) کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تم پر احسان (خاص) فرمایا اور مجھکو اپنی جان
کی قسم ہے (مین خوب جانتا ہون) کہ آج کے دن تک تم لوگون نے اون
امور کو پس پشت نہین ڈالا ہے (بھلایا نہین ہے) جو بنی عبد المطلب کو پیش
آئے پھر (مروان الحکم کو مخاطب کرکے) آپنے فرمایا کہ اے مروان تونے قریش
مین سب سے زیادہ مال جمع کیا ہے۔ تو ایک آزاد کردہ مجرم کا بیٹا ہے اور تیرا
باپ آزاد کردہ مجرم ہے۔ تو (فطرتی) خرابیون سے بڑھکر بدکاری کیطرف
پھر گیا ہے اور جنگ جمل کے دن امیر المومنین علیہ السلام تجھپر غالب آئے
اور تونے جب شبیر کو آتے دیکھا تو اپنے دامن کو گرا کر بھاگ گیا اور (بھاگتے مین)
اپنی آواز کو پھاڑ دیا۔ تیری مثال (بھاگنے مین) ایسی تھی جیسی کہ قدیم
شاعر نے کہا ہے ؎ دم ہلاتی ہوئی اور مینگنیاں کرتی ہوئی (بھیڑیں) بھاگ گئین

لیکن اس حالت میں بھی امیرالمومنین علیہ السلام نے تجھے معاف فرمادیا۔ تجھپر احسان کیا اور تجھکو ان مصیبتوں سے رہائی دلوادی جنمیں تیرا دم خفگی کر رہا تھا اور (تیرے گلے میں) کف گلوگیر ہو رہا تھا۔ بغیر ہم لوگوں کے جلوس کے صاحبان سکر کی مجلسیں نہیں منعقد ہوسکتی ہیں۔ ہم (ہر حالت میں سب کے ساتھ مساوات اختیار کرتے ہیں اور حقوق ہمسائیگی ادا کرتے ہیں اور ہم وہ (شرفائے قوم) لوگ ہیں جنھوں نے (کبھی کسی امر میں) ذلت نہیں اوٹھائی اور نہ کسی نے ہم میں کوئی برائی پائی۔ اسکے بعد آپ زیاد کی طرف ملتفت ہوے اور ارشاد فرمایا۔ اے زیاد۔ تو تو وہی ہے کہ قریش نے آج تک تیرا (فرش صحیح (بستر تولید) نجانا۔ تیری کوئی شاخ (نسب) قائم (روئیدہ) نہیں ہے۔ تیری کوئی قدامت ثابت نہیں اور تیرے (روئیدہ کرنے والے) قائم کرنیوالے نیکوکار نہیں تھے۔ کیونکہ تیری ماں (سخت) بدکار تھی۔ جسکے ساتھ (ایک ہی بار) اکثر مردان قریش اور بدکاران قریش نے مجامعت کی۔ جب تو پیدا ہوا تو عرب میں کسی نے تجھکو نہیں پہچانا کہ تیرا باپ کون ہے یہانتک کہ اس شخص یعنی معویہ نے تجھکو اپنا سگا بھائی بنایا۔ اس سے تیرے لئے تو کوئی مفاخرت نہیں ہوسکتی۔ تیرے لئے فخر کیلئے تو (تیری ماں) سمیہ کافی ہے اور ہماری مفاخرت کیلئے یہی کافی ہے کہ ہمارے جد بزرگوار) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہمارے پدر بزرگوار سردار مومنین ہیں جنھوں نے اپنے قدم معرکہائے جنگ سے پیچھے نہیں ہٹائے اور ہمارے دونوں عم عالیمقدار حضرت حمزہ (سردار شہیدان (راہ خدا) اور حضرت جعفر طیار ہیں جو بہشت میں پرواز کرتے ہیں الخ۔ پھر آپ عبداللہ بن عباس کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا اپ نے دیکھا۔ مردہ خوار پرند جمع ہو گئے تھے۔ جنکو شہباز نے جھپٹ کر پراگندہ کردیا۔ یہ سنکر حضرت عبداللہ ابن عباس نے کلام کرنا چاہا۔ مگر معویہ نے چپ رہنے کی قسم دیدی اور وہ چپ رہگئے۔ اور اسکے بعد دونوں حضرات (امام حسن اور عبداللہ ابن عباس) وہاں سے تشریف لیگئے۔ تو معویہ نے سب سے پہلے عمر عاص سے اغاز کلام کیا اور کہا کہ کیا (تمہاری) دلیلیں لغزش میں نہیں آگئیں اور پھر مروان سے پوچھا کہ کیا تو (اپنی دلیلوں میں) پارہ پارہ نہیں ہوگیا۔ پھر زیاد کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آخر تجھکو اون کے ساتھ کس بات پر مفاخرت کا دعوے تھا اور تیری مثال تو اون سے تقریر کرتے وقت ہم ایسی تھی جیسی چڑیا عقاب کی پنجہ میں۔ عمر عاص نے کہا (اے معویہ بتلاؤ) کیا ہم لوگ (اپنے دلائل میں) پیٹھ پھیر کر نہ پھرے یعنی نہ بھاگ کھڑے ہوے۔ معویہ بولا کہ اگر تمہاری طرح میں بھی تمہاری جہالت میں شریک ہوتا تو (البتہ) میں اوس شخص سے مفاخرت پیش کرتا جسکا نانا خدا کا رسول ہے اور وہ تمام گذشتہ اور موجودہ قوموں کا سردار ہے۔ اونکی مادر گرامی قدر تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں۔ پھر اون لوگوں کو مخاطب کرکے کہا خدا کی قسم۔ اگر اہل شام ان باتوں کو سن لیں تو رسوائی پر (کیشر) رسوائیاں بڑھ جائیں۔ عمر عاص نے کہا تم باقی رہ گئے۔ لیکن (حقیقت تو یہ ہے) مروان اور زیاد (اوّل سے) آخر تک آٹے کی طرح پیس دیے گئے۔ سوار بلند مرتبہ نے اپنے (گھوڑے کی) سموں سے اون دونوں کو روندڈالا۔ زیاد نے کہا۔ خدا کی قسم۔ اونھوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن تم نے اس ترکیب سے ہمارے اور اونکے مابین مفارقت قائم کردی اور اسمیں تمہارا قصور نہیں۔ میں نے تو (تمہاری) کوئی ایسی صحبت نہیں دیکھی جسمیں وہ دونوں حضرات (امام حسن اور عبداللہ ابن عباس) ہوں اور تم اونکی مفاخرت میں اونکے ساتھ نہ ہوگئے ہو۔

اور ہمارے چچا اور ہمارے بھائی جو (دونوں) اہل جنت کے سردار ہیں

پھر عبداللہ ابن عباس نے امام حسن علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا۔ اے میرے چچا کے بیٹے۔ میں آپ پر فدا ہوں۔ جو کچھ (مواد فاسد) کہ جمع کیا گیا تھا آپ اوسکے ہلا دینے اور فنا کردینے میں ذرا بھی نہ رکے۔ یہانتک کہ آپنے مجھکو ان بدکاروں کی اولاد سے بچالیا۔ اور مطمئن فرمادیا۔

امام حسن علیہ السلام اور عبداللہ ابن ربیعہ

ثم ان الحسن رضی اللہ عنہ غاب ایاما ثم رجع حتے (اس مکالمہ مذکورہ کے بعد) امام حسن علیہ السلام کچھ زمانہ تک باہر تشریف

دخل علی معویۃ وعندہ ابن زبیر فقال یا ابا محمد انی اظنک تعبا فات المنزل فارح نفسک فقام الحسن فخرج فقال معویۃ لعبد اللہ ابن زبیر لو افتخرت علی الحسن فانت ابن حواری رسول اللہ صلعم وابن عمتہ ولابیک فی الاسلام نصیبا وافرا فقال ابن الزبیر انا لہ جعل لیلتہ یطلب الحجج فلما اصبح دخل علی معویۃ فجاء الحسن علیہ السلام فحیاہ وسئل مبیتہ فقال خیر مبیت واکرم مستفاض فلما استوی فی مجلسہ قال لہ ابن الزبیر لولا انک خوار فی الحروب غیر مقدام ما سلمت لمعویۃ الامر وکنت لا یحتاج الی اختراق السہوب وقطع المراحل والمفاوز معروفۃ وتقوم ببابہ وکنت حریا ان لا تفعل ذلک وانت ابن علی فی باسہ ونجدتہ وما ادری ما الذی حملک علی ذلک اضعف حال ام وھی نحیزۃ ما اظن لک مخرجا من ھذین الحالین اما واللہ لو استجمع لی ما استجمع لک لعلمت اننی ابن الزبیر وانی لا انکص عن الابطال فکیف لا اکون کذلک وجدتی صفیۃ بنت عبد المطلب وابی الزبیر حواری رسول اللہ صلعم فالتفت الحسن علیہ السلام الیہ وقال اما واللہ لولا ان بنی امیۃ تنسبنی الی العجز عن المقال لکففت عنک تہاونا بک ولکن سابین ذلک لتعلم انی لست بالکلیل ایای تعیر وعلی تفتخر ولم تک لجدک فی الجاہلیۃ مکرمۃ الا تزوجہ عمتی صفیۃ بنت عبد المطلب فبذخ بہا علی جمیع العرب وشرف بمکانہا فکیف تفاخر من فی القلادۃ واسطتہا وفی الاشراف سادتہا نحن اکرم اہل الارض زندا لنا الشرف الثاقب والکرم الغالب ثم تزعم انی سلمت الامر لمعویۃ فکیف یکون ویحک کذلک وانا ابن اشجع العرب وولدتنی فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین وخیر الامہات لم افعل ویحک ذلک جبنا ولا فرقا ولکنہ بایعنی مثلک وھو یطلب بترۃ ویداجینی المودۃ

تشریف فرما رہے۔ واپس اے تو معاویہ کے پاس گئے (اتفاق سے) معویہ کے پاس عبد اللہ ابن زبیر بیٹھے تھے معویہ نے آپ سے کہا میں آپ کے چہرہ سے تکلیف سفر محسوس کرتا ہوں۔ بہتر ہے آپ قیامگاہ کو تشریف لیجائیں اور آرام فرمائیں یہ سنکر آپ اوٹھے اور چلے گئے (آپ کے چلے جانیکے بعد) معویہ نے ابن زبیر سے کہا کہ بہتر ہوتا کہ تم امام حسن علیہ السلام کے ساتھ مفاخرہ کرتے اسلئے کہ تم حواری رسول صلعم کے بیٹے ہو اور تمہارے باپ کو اسلام میں بہرہ اندوزی کثیر حاصل ہے عبد اللہ ابن زبیر نے کہا کہ اچھا رات کو میں اپنے دلائل سوچ رکھونگا صبح ہوئی تو ابن زبیر معویہ کے پاس آئے۔ اور (انکے بعد) امام حسنؑ بھی تشریف لائے معویہ نے آپکو خیر باد کہی اور آپ سے آپ کی فرودگاہ کے (سامان آسائش وغیرہ) متعلق دریافت کیا آپ نے ارشاد کیا میرے قیام کا مکان بہت اچھا ہے اور وہیں مہمانداری کا سامان وانتظام بہترین ہے۔ جب معویہ کی مجلس طیار ہوگئی تو عبد اللہ ابن زبیر نے امام حسنؑ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر آپ (فطرتاً) معرکہائے جنگ میں عاجز و سست نہوتے اور گریز پائی نہ اختیار کرتے تو آپ نے امر خلافت معویہ کو نہ دیدیا ہوتا اور پھر آپ کو (اس) بادیہ پیمائی۔ طی منازل ومسافت۔ اور امرائے ذی اقتدار کے دروازوں پر جانیکی ضرورت نہ ہوتی اور اگر آپ ایسا نہ کیے ہوتے تو آپ اسوقت بالکل آزاد ہوتے۔ اور آپ تو حضرت علیؑ کے فرزند ہیں اور انکی جلالت اور تجارب کے مستحق ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کو کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا اور یہہ تو آپ کی پوری شکست ہے کہ اس سے مجھکو آپ کی نجات کی امید نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر آپ کی طرح مجھہ میں یہہ اوصاف جمع ہوتے تو میں دنیا کو بتلا دیتا کہ میں ابن زبیر ہوں اور کبھی میں اہل باطل کے مقابلہ سے پیچھے ہٹنے والا بھی نہیں ہوں اور یہہ (مجھسے) کیسے ہوسکتا ہے کہ میری دادی صفیہ بنت عبد المطلب اور باپ زبیر ہیں جو حواری رسولؐ کے لقب سے مشہور ہیں یہہ سنکر حضرت امام حسنؑ اونکی طرف ملتفت ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم۔ اگر مجھکو یہہ خیال نہوتا کہ قوم بنی امیہ کے لوگ مجھے قوت کلام سے عاجز ٹھہرائینگے تو میں کبھی تمہاری اہانت کی طرف متوجہ نہوتا لیکن محض اون عیب جوئیوں کی وجہ سے محض اطلاع کیلئے کہتا ہوں تاکہ لوگ جان لیں کہ میں ضعیف الکلام نہیں ہوں۔ اے ابن زبیر۔ تم کس بات پر اتراتے ہو اور مجھپر فخر کرتے ہو۔ زمانہ جاہلیت میں تمہارے دادا کو کوئی بزرگی حاصل نہیں تھی۔

فلو اقتنصر به لا انكر بيت غدر واهل احن و دثر فكيف
لا يكون كما اقول وقد بايع امير المومنين ابوك ثم
نكث بيعته ونكص على عقبيه واختدع حشية من حشايا
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
ليضل بها الناس فلما دلف نحو الاعنة ورأى بريق
الاسنة قتل بمضيعة لا ناصر له و له الى بك اسيرًا
وقد وطئتك الكماة باظلافها والخيل بسنابكها واعتلاك الاشتر
فغصصت بريقك واقعيت على عقبيك كالكلب اذا احتوشته
الليوث فنحن ويحك نور البلاد واملاكها وبنا تفتخر الامة
والينا تلقى مقاليد الارض وانت تختدع النساء ثم تفتخر
على بني الانبياء لم تزل الاقاويل منا مقبولة وعليك وعلى ابيك
مردودة دخل الناس في دين جدي طائعين وكارهين ثم بايعوا
امير المومنين صلوات الله عليه فسار الى ابيك وطلحة حين نكثا البيعة
وخدعا عرس رسول الله صلعم فقتل لا عند نكثهما بيعته وانت
بك اسيرًا تبصبص بذنبك فناشدته الرحم ان لا يقتلك فعفى عنك فانت
عتاقة ابي وانا سيدك وابي سيد ابيك فذق وبال امرك فقال
ابن الزبير اعذرنا يا ابا محمد فانما حملني بمحاورتك هذا واشتهى
الاغراء بيننا فهلا اذ جهلت امسكت عني فانكم اهل بيت
سجيتكم الحلم قال الحسن يا معوية انظر اكع عن محاورة احد
ويحك اتدري من اي شجرة انا والى من انتمي انته قبل ان اسمك
بسمة يتحدث بها الركبان في آفاق البلدان قال ابن الزبير
هو لذلك اهل فقال معوية اما انه قد شفى بلابل صدري منك
ورمى مقتلك فبقيت في يده كالحجل في كف البازي يتلاعب بك كيف شاء
فلا اراك تفتخر على احد بعد هذا

جب ہماری پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب اونکے نکاح میں آگئیں تب اونکی وجہ سے
تمہارے دادا کو تمام عرب پر شرف حاصل ہوگیا اور اپنے قبیلہ (خاص) میں
فخر و امتیاز۔ پھر تم کیسے اوس شخص پر مفاخرت کر سکتے ہو جسکے سلسلہ سے صفیہ
کو خود وسطہ ہی اور وہ خود اپنی شرافتوں میں اوسکا (صفیہ) کا مرہون ہے
میں کہ کس صلبیت کا اعتبار سے تمام لوگوں سے بزرگ ترین ہیں۔ ہمارے لئے شرف
روشن ہے اور نسب کریم۔ اے ابن زبیر انکو یہ خیال باطل ہوا ہے کہ میں نے کسی
(ضعف کے) باعث سے خلافت معویہ کو سپرد کردی۔ افسوس ہے تم پر یہ مجھ سے
کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ میں شجاع ترین عرب کا بیٹا ہوں۔ اور میں فاطمہ
سیدۃ النساء اور جملہ ماؤں کی مخدومہ کا فرزند ہوں۔ افسوس ہے تجھ پر میں نے
یہ فعل اپنی ضعف و عجز سے نہیں کیا ہے اور نہ فرقہ بندی اور نہ قلت اندازی کے قصد سے
(لیکن بات یہ ہے) کہ تمہارے ہی ایسے لوگوں نے مجھ سے بیعت کی تھی۔ جو ابتدا ہی سے
منافقت کے متلاشی تھے اور قطع محبت چاہتے تھے۔ میں نے اونکی محبت۔ نصرت اور امداد پر
اعتبار نہیں کیا کیونکہ تم لوگ بے غدر و فساد ہو اور صاحب کینہ بغض اور یہ میں
کیسے کرتا جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں۔ دیکھو۔ (اے ابن زبیر تمہارے ہی)
باپ نے (میرے پدر بزرگوار) امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت بھی کی اور پھر توڑ بھی دی
اور اولٹے پاؤں پھر بھی گئے اور ہماری رسول صلعم میں سے ایک کے ساتھ مکر و فریب
کیا اسلئے کہ اوسکے ذریعہ سے تمام آدمیوں کو گمراہ بنا دیں پس جب وہ انکی
کے ساتھ دوری کر سوالنزا طرح پھر گئے (اس حالت میں کہ اضطراب کی وجہ سے)
اوسکے منہ میں بدبودار کف بھرا ہوا تھا۔ اور پھر وہ میدان جنگ سے بھاگنے پر بھی
ایسی مصیبت گاہ میں قتل کر ڈالے گئے جہاں اونکا کوئی مددگار نہیں تھا۔ اور اونکے بعد
اے ابن زبیر تم اسیر کئے گئے۔ اسپ کمیت کیطرح باندھ کر لائے گئے گھوڑوں
کی طرح تمہاری مینخیں ٹھکیں تھیں اور تم اونٹوں کی طرح لگام (مہار) چابتے تھے
اور کف تمہارے گلوگیر ہو رہا تھا اور تم (دبتی خاک کر) اپنی بھاگنا چاہتے تھے جسطرح
کتا شیر کو دیکھکر پیچھے بھاگتا ہے۔ اے ابن زبیر۔ افسوس ہے تم پر۔ ہم تمام شہروں
اور ملکوں کی روشنی ہیں۔ اور ہم پر تمام امت کو ناز ہے اور ہمارے پاس تمام روئے زمین
کی کنجیاں ہیں۔ اے ابن زبیر تم نے ایک عورت سے مکر کیا۔ اب اولاد انبیا سے مفاخرت کرنے آئے ہو۔ تمہارے اقوال ہمارے آگے مقبول نہیں ہو سکتے
(بلکہ وہ تمام تر) تم پر اور تمہارے باپ پر لوٹ جاتے ہیں۔ تم نے میرے جد بزرگوار کے دین کو طوعًا و کرہًا اختیار کیا تھا پھر اسکے بعد تم لوگوں نے امیر المومنین سے بیعت کی پھر تمہارے
باپ اور طلحہ بیعت کو توڑ کر مدینہ سے چلے گئے۔ اور دونوں نے مکر زوجہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ فریب کیا اور وہ دونو شکست کھا کر شکستِ بیعت

کی پاداش مین قتل کیئے گئے - اور ہم اسیر کیے گئے - اپنے قصور پر تم دُم ہلانے ہوئے (روتے ہوئے) آیے - اور ہم پر قتل کیے جانے کے عوض رحم فرمایا گیا اور معافی دیدی گئی - (اس بنا پر) تم میرے باپ کے آزاد کردہ ہو (غلام ہو) اور ہم تمہارے سردار ہین اور میرے پدر بزرگوار تمہارے باپ کے سردار ہین - اب تم اپنے اعمال کیے وبال اوٹھاؤ - یہ سنکر عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی اے ابا محمد (علیہ السلام) معاف فرمائیے مجھ آپ کے ساتھ اس مفاخرت کلامیہ کیلئے اس شخص معویہ نے مجبور کیا تھا اور اس سے اسکی غرض ہمارے آپ کے درمیان تفرقہ پیدا کرنی تھی لیکن باوجودیکہ مجھسے جہالت ہوگئی تھی - (بہتر تھا) آپ (ہی) خموش رہجاتے - اسلئے کہ آپ حضرات اہل بیت علیہم السلام کے حلم کی تمام خلق تعریف کیجاتی ہے - امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا - آج سے کسی کے ساتھ مفاخرت یا محاورت کرنیسے باز آؤ - افسوس ہے تم پر تم نہین جانتے کہ مین کس شجرہ (طیبہ) مین داخل ہون اور کس پر میرے سلسلہ کی انتہا ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ دنیا مین تمہارا نام رکھا جاتا (میرے سلسلہ کی) شہرت شجاعان (خاندان) نے تمام دنیا کے شہرون مین پہونچادی تھی - عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی کہ وہ (معویہ) اسی قابل ہے - معویہ بولا (ہان - مگر) اس امر نے میرے دل کے زخمون کو اچھا کردیا اور مجھکو تیری قتل گاہ تک پہونچادیا اور تیرا یہ عالم ہوا کہ تو شہباز کے پنجہ مین ایک چڑیے کی مثال دکھلائی دیتا تھا اور تیرے ساتھ جیسا وہ چاہتا تھا کھیلتا تھا - بس آج سے دیکھو (یاد رکھو) کسی سے مفاخرہ یا محاورہ کا قصد (ہرگز) نکرنا

امام حسن علیہ السلام اور معویہ سے دو دو باتین

وذکروا ان الحسن ابن علی صلواۃ اللہ علیہما دخل علی معویۃ فقال فی کلام جری من معویۃ فی ذلک سہ

فیم الکلام وقد سبقت مبرزا
سبق الجواد من المدی والمقوّس

فقال معویۃ ایای تعنی واللہ لاتینک بما یعرفہ قلبک و لاینکرہ جلساءک انا ابن بطحاء مکۃ انا ابن اجودہا جوادا واکرمہا ابوۃ وجدودا واوفیہا عہودا انا ابن سادا اہل الدنیا بالحسب الثاقب والشرف الفائق والقدیم السابق وابن من ارضاہ رضی الرحمن وسخطہ سخط الرحمن فہل لک اب کابی او قدیم کقدیمی فان نقل لا تغلب وان تقل نعم تکذب فقال اقول لا تصدیقا لقولک فقال الحسن علیہ السلام

اَلْحَقُّ اَبْلَجُ لَایَبِیْدُ سَبِیْلُہٗ
وَالْحَقُّ یَعْرِفُہٗ ذَوُو [illegible]

اکثر لوگون نے بیان کیا ہے کہ (ایکبار) امام حسنؑ نے معویہ کے کلام کے جواب مین اشارہ کیا - اس مین کوئی کلام نہین کہ مین ہمیشہ) اپنے مقابل پر سبقت لیجاتا ہون جیطرح ایک سخی مرد (ہمیشہ) ایک فضول گو اور متوہم شخص سے (مقابلۃً) بڑھ جاتا ہے خدا کی قسم مین تمکو اسوقت وہ باتین بتلاتا ہون جسکو تمہارا دل تسلیم کرلیگا اور جس سے تمہارے اصحاب بھی انکار نہین کرینگے (وہ یہ ہے) کہ مین شہر بطحا کا فرزند (انکی) ہون مین بخشش وجود کے لحاظ سے سخی ترین مردم کا بیٹا ہون اور باعتبار آباو اجداد کے تمہارے باپ دادا سے بہتر اور بزرگ تر ہون - مین اپنے وعدون کا پورا کرنیوالا اور مشہور و معروف سردار دنیا کا فرزند رشید ہون - حسب روشن - نسب فائق اور قدامت سابق کے اعتبار سے اور اوس شخص کا فرزند ہون جسکی رضا سے خدا راضی ہوتا ہے اور جسکی ناراضی خدا کی ناراضی ہے بس دکھلاو اگر تمہارا باپ میرے باپ کے ایسا اور تمہارا قدیم میرے قدیم کے ایسا - اگر تم نے کہا نہین تو تم مغلوب ہوگئے اور اگر تم نے کہا - ہان ہے - تو تحقیق جھوٹے ہو معویہ بولا ہم تو آپ کے قول کی تصدیق نکرینگے - امام حسن علیہ السلام نے فرمایا حق (روپہ پیلو رہے) روشن ہوگیا - اب کوئی اوسکی راہ (روشن) سے پھر نہین سکتا حق وہ ہے جس کو تمام صاحبان عقول پہچانتے ہین

فضیلت بنی ہاشم پر مالک ابن عجلان اور عمر عاص کی گفتگو

قال وقال معویة ذات یوم وعنده اشراف الناس من قریش وغیرهم اخبرونی باکرم الناس ابا وامّا وعمّا وخالا وخالة وجدا وجدّة فقام مالک ابن عجلان واومی الی الحسن ابن علی صلوات الله علیهما فقال هو ذا ابوه علی ابن ابی طالب وامه فاطمة بنت رسول الله صلعم وعمه جعفر الطیار وعمته ام هانی بنت ابی طالب وخاله ابو القاسم ابن رسول الله وخالته زینب بنت رسول الله ص وجده رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وجدته خدیجة بنت خویلد فسکت القوم فنهض الحسن فاقبل عمرو ابن عاص علی مالک فقال احب بنی هاشم حملک علی ان تکلمت بالباطل فقال ابن عجلان ما قلت الا حقا وما احد من الناس یطلب رضا مخلوق بمعصیة الخالق الا لم یعطه امنیته فی دنیاه وختم له بالشقاء فی اخرته بنو هاشم انضرکم عودا واوریکم زندا اکذلک هو یا معویة قال اللهم نعم

نقل ہے کہ ایکدن معویہ کے پاس بہت سے اشراف قریش اور دوسرے قوموں کے لوگ بھی کثرت سے جمع تھے (امام حسن علیہ السلام بھی تھے) معویہ نے سب کو مخاطب کرکے کہا کہ آپ لوگ مجھے ایسے شخص کا نام تلادین جو باپ - چچا - پھوپھی - خالو - خالہ دادا اور دادی کے اعتبار سے تمام لوگوں میں بزرگ تر ین محترم ہو - یہہ سنکر مالک ابن عجلان نے حضرت امام حسن علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا اور کہا یہہ وہی بزرگ ہیں - انکے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب اور مان فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم ہیں - انکے چچا جعفر الطیار ہیں اور پھوپھی ام ہانی بنت ابیطالب ہیں - انکے ماموں ابو القاسم ابن رسول اللہ ص ہیں اور خالہ زینب بنت رسول اللہ صلعم - انکے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور نانی خدیجہ بنت خویلد - پس تمام قریش یہہ تقریر سنکر خموش رہگئے اور حضرت امام حسن اوٹھکر چلے گئے تو عمر عاص نے آگے بڑھکر مالک ابن عجلان سے کہا کیا تجھکو بنی ہاشم کی محبت نے ان اقوال باطل کے کہنے پر آمادہ کیا تھا؟ - ابن عجلان نے کہا - مین نے تو سوائے کلمہ حق کے اور کچھ نہین کہا اور کسی شخص نے رضاء مخلوق مین معصیت خالق طلب نہین کی (جسکا نتیجہ یہہ ہوا) کہ اوسکے مقاصد دنیا مین نہین دئے گئے - بلکہ شقاوت و محرومی کے ساتھہ اوسکے معاملات آخرت بھی تمام کردیئے گئے - بنی ہاشم - ہملوگون (قریش) مین اصلا خالص ترین محترم ہین اور نسلا دلیر ترین - اے معویہ کیا یہہ سچ نہین ہے؟ معویہ نے کہا - اللہ کی قسم (بالکل) سچ ہے -

حضرت عبد اللہ ابن جعفر اور عمر عاص

قال واستاذن الحسن ابن علی علی معویة وعنده عبد الله ابن جعفر وعمرو عاص فاذن له فلما اقبل قال عمرو ابن العاص قد جاءکم الفهة العیی الذی کان عقله بین لحییه فقال عبد الله ابن جعفر لقد رمیت صخرة ململمة تحطّ عند السیول وتقصر دونها الوعول لا تبلغها السهام فایاک والحسن ایاک فانک لا تزال راتعا فی لحم رجل من قریش ولقد رمیت فما برح سهمک وقدحت فما

جناب امام حسن علیہ السلام نے ایکبار معویہ سے آنیکی اجازت مانگی اوسوقت اوسکے پاس عبد اللہ ابن جعفر اور عمر ابن عاص بیٹھے تھے - اوس نے بلالیا آپ تشریف لائے تو عمر عاص نے کہا کہ آپ لوگون کے پاس ایک کم سخن اور غبی شخص ایسا آتا ہے جسکی عقل اوسکی داڑھی کے درمیان ہے - حضرت عبد اللہ ابن جعفر نے جوابدیا - خدا کی قسم جب سیل کی روانی کے ساتھ سنگ باری ہوتی ہے تو بکریان بھاگتے سے عاجز رہجاتی ہین اور اپنی منزل تک نہین پہونچتی - یہی مثال تیری اور امام حسن علیہ السلام کی ہے

او مری ذندك فسمع الکلام فلما اخذ بمجلسه قال یامعویه لایزال عندك عبد یرتع فی لحوم الناس اما واللہ لئن شئت لیکونن بیننا ما نتفاقم فیه الامور وتحرج منه الصدور ثم انشا یقول ؎

خدا کی قسم قریش میں کوئی تجھسے زیادہ حریص نہیں لیکن تو اپنی گریزپائی کی وجہ سے اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکتا اور تیری اصلیت میں ہمیشہ رد و قدح ہوا کی ہے امام حسن نے سُن لیا ـ جب آپ مجلس میں بیٹھے تو معویہ سے کہا کہ تیری صحبت حریفوں میں مردم سے خالی نہیں رہتی ـ خدا کی قسم میری یہ غرض نہیں کہ میں تملوگوں پر اپنی فوقیت ظاہر کرکے ان وریرمطرفی سی جو تمہارے دل میں حرج ہو بیان کروں ـ اسکے بعد آپنے یہ شعر پڑھے

اتامر یامعاوی عبد سهمی	کیا تو نے اے معویہ اس غلام سہمی کو میری عیب گوئی اور سخت کلامی پر متعین کیا ہے
لشتمی والملاء منا شهود ا	اور بزرگان قوم اس کے شاہد ہین
اذا اخذت مجالسها قریش	اور کیا تو نے یہ مجلس قریش اسلئے جمع کی
فقد علمت قریش ما تریدا	ہو کہ اکابر قریش تیرے ارادہ سے واقف ہوجائین
انت تظل تشتمنی سفاها	کیا تو نے تحریک کی ہو کہ مجھکو کم عقلی سے نسبت دیجائے
لضغن مایزول ولا یبید	اپنے اوس کینہ حسد سے جسمین کمی و بیشی نہین ہوتی
فهل لك من اب کابی تسامی	کب تیرا باپ میرے باپ کے ایسا با مرتبہ ہوسکتا ہی
به من قد تسامی او تکیدا	جسکے نام پر تمام بلند پایہ او بزرگ اپنے نام رکھتے ہین
ولا جد کجدی یا ابن حرب	میرے دادا کے ایسا تیرا دادا حرب نہین ہے
رسول اللہ ان ذکر الجدود	جو خدا کے رسول تہے اور جنکا ذکر باپ دادا تک باقی رہیگا
ولا ام کامی من قریش	اور نہ تیری ماں میری ماں کی ایسی ہوسکتی ہے
اذا ما حصل الحسب التلید	اور نہ قریش میں کوئی ماں ایسا شرف تولید پاسکتی ہے
فما مثلی تهکم یا ابن حرب	اے ابن حرب تو مجھ ایسے شخص پر حملہ نہین کرسکتا
ولا مثلی ینهنها الوعید	اور نہ مجھ ایسے شخص کی تو زبانی توہین کرسکتا ہی
فمهلا لا تهج منا امورا	تیرے لئے ہلاکت ہو تو کسی امر میں میری ہجو نہین کرسکتا
یشیب لهولها الطفل الولید	اگرچہ اوسکے خوف سے بچے تو بڑہے بھی ہوجائین

امام حسن علیہ السلام کا شہر شام مین خطبہ

وذکروا ان عمرو ابن عاص قال لمعویة ابعث الی الحسن ابن علی فامرہ ان یخطب علی المنبر فلعله یحصر فیکون فی ذلك ما تعیرہ به فبعث الیه معویه فامرہ ان یخطب فصعد المنبر وقد اجتمع الناس فحمد اللہ واثنی علیه ثم قال ایها الناس من عرفنی

منقول ہی کہ عمرو عاص نے معویہ سے کہا کہ امام حسن علیہ السلام کو بلوا کر اون سے مجمع عام میں منبر پر خطبہ پڑہوایا جایے کہ وہ ظاہر کردین کہ اونھون نے کن وجوہ سے امر خلافت میں تبدیلی کی ہے ـ یہ سنکر معویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو بلا بھیجا اور خطبہ کہنے کی فرمائش کی ـ یہ سنتے ہی آپ منبر پر تشریف لے گئے اور جب سب لوگ جمع

ومن لم يعرفني فانا الحسن بن علي ابن ابي طالب ابن عم النبي انا ابن البشير النذير والسراج المنير انا ابن من بعثه الله رحمة للعالمين انا ابن اول من ينفض راسه من التراب انا ابن اول من يقرع الجنة انا ابن من قاتلت معه الملائكة ونصر بالرعب من مسيرة شهر وامعن في هذا الباب ولم يزل حتى اظلمت الارض على معوية فقال يا حسن قد كنت ترجو ان تكون خليفة ولست هناك قال الحسن انما الخليفة من سار بسيرة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وعمل بطاعته وليس الخليفة من دان بالجور وعطل السنن واتخذ الدنيا ابا واما ولكن ذلك ملكا يتمتع به قليلا ويعذب بعده طويلا وكان قد انقطع عنه واستعجل لذته وبقيت عليه التبعة فكان كما قال الله تعالى وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ثم انصرف۔ قال معوية لعمر وما اردت الا هتكي ما كان اهل الشام يرون احدا مثلي حتى سمعوا من الحسن ابن علي ما سمعوا

ہو گئے تو آپنے خدای برتر کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پہچان لے کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب ابن عم جناب رسولخدا کا بیٹا ہوں میں اوسکا بیٹا ہوں جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اور چراغ روشن ہیں میں اوسکا فرزند ہوں جسکو خدانے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ میں اوس کا بیٹا ہوں جس نے سجدہ معبود میں سب سے پہلے اپنا فرق مبارک رکھا میں اوسکا بیٹا ہوں جس نے سب سے پہلے دروازہ جنت پر دستک دی (یعنی داخل ہوا) میں اوسکا بیٹا ہوں جسکے ساتھ ملائکہ نے جنگ میں شرکت کی اور ایک مہینہ تک کی مسافت کے مقامات پر اپنی جلالت کے آثار قائم فرما کر یہاں تک اپنی سطوت کو ظاہر کردیا کہ معویہ کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہوگئی۔ حاضرین نے پوچھا کہ کیا آپ کو اسکی امید تھی کہ آپ خلیفہ بنالئے جائینگے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ آپنے فرمایا کہ حقیقت میں خلیفہ وہ ہے جو سیرۃ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اور طاعت رسولؐ کے موافق اپنا طرز عمل اختیار کرے۔ وہ ہرگز خلیفہ نہیں ہے جو ظلم و جور کرے اور سنت رسول صلعم کو ترک کرے اور دنیا کو محض ماں باپ کا مال سمجھکر اپنا کرلے۔ ایسے ہی لوگ بادشاہ بنکر ملک لے لیتے ہیں۔ لیکن اوس سے فائدہ تو کم اوٹھاتے ہیں مگر اوسکے عذاب طویل میں گرفتار رہتے ہیں۔ وہ ملک و مال تو اون سے جدا ہو جاتا ہے اور اوسکی لذتیں بھی جلدی سے چلی جاتی ہیں۔ لیکن بیعت لینے کا عذاب اون پر ہمیشہ کیلئے رہجاتا ہے۔ خداوند عالم نے اسی کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ "وہ لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ یہ (امر) اونکے لئے فتنہ لایا اور اوس سے اونکو صرف وقتی فائدہ حاصل ہوا" یہ فرما کر آپ وہاں سے تشریف لیگئے۔ معویہ نے عمر عاص سے کہا اس امر سے تیرا ارادہ بجز میری ہتک کے کچھ اور نہیں تھا اور اہل شام نے آج تک کسی سے ایسی باتیں نہیں سنی تھیں جیسی اونہوں نے آج امام حسن علیہ السلام سے میری نسبت سنی ہیں۔

امام حسنؑ اور معویہ کے دربار عام میں مروان سے کلام

قال وقدم الحسن ابن علي عليه السلام على معوية فلما دخل عليه وجد عنده عمرو ابن عاص ومروان الحكم ومغيرة ابن شعبة وصناديد قومه ووجوه اهل بيته ووجوه اهل اليمن واهل الشام فلما نظر اليه معوية اقعده على سريره واقبل عليه بوجهه يريه السرور به بقدومه فحسده مروان وقد كان معوية قال لهم لا تحاوروا هذين الرجلين فقد قلداكم العار

امام حسن علیہ السلام (ایکبار) معویہ کے پاس آیے اور آپ نے اوسکے پاس عمر عاص۔ مروان الحکم۔ مغیرہ ابن شعبہ۔ عمائد قوم بنی امیہ۔ عزیزان معاویہ۔ رئیسان یمن اور بزرگان شام کو دیکھا معویہ نے جب آپ کو آتے دیکھا تو کھڑا ہوگیا اور آپ کو لاکر اپنے تخت پر بٹھایا اور آپ کے روے مبارک کا بوسہ لیا اور آپ کی تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا یہ دیکھکر مروان کو رشک و حسد ہوا حالانکہ معویہ ان لوگوں سے کہہ چکا تھا کہ ان حضرات (امام حسن اور عبد اللہ ابن عباس) سے بحث

عنه اهل الشام يعني الحسن ابن علي عليهما السلام و عبد الله
ابن عباس فقال مروان يا حسن لولا حلم امير المومنين و
ما قد بناه له آباؤه الكرام من المجد وانحل ما اقعدك
هذا المقعد ولقتلك وانت لهذا مستحق يقودك الجماهير
الينا فلما قاد ستنا و علمت لا طاقة لك بفرسان اهل الشام
وصناديد بني امية اذعنت بالطاعة واحتجزت بالبيعة
وتحثت وتطلب الا مان اما والله لولا ذلك لاراق دمك
ولعلمت انا نعطي السيوف حقها عند الوغى فاحمد الله اذ ابتلاك
بمعوية وعفى عنك بحلمه ثم صنع بك ما ترى فنظر اليه الحسن
وقال ويلك يا مروان لقد تقلدت مقالية العار في الحروب
عند مشاهدها والمخاذلة عند مخافتها هبلتك امك
لنا الحجج البوالغ ولنا عليكم ان شكرتم النعم السوابغ تدعوكم
الى النجاة وتدعونا الى النار فشتان ما بين المنزلتين تفتخر
بني امية وتزعم انهم صبر في الحرب اسد في اللقاء ثكلتك الثواكل
اولئك البهاليل السادة والحماة الزادة والكرام القادة
بنو عبد المطلب اما والله لقد رأيتهم انت وجميع من في
المجلس ما هالتهم الاهوال والاحاد عن الابطال
كالليوث الضارية الباسلة فعندها وليت هاربا واخذت
اسيرا فقلدت قومك العار لانك في الحروب خوار اتريق
دمي مهلا اهرقت دم وثب على عثمان في الدار فذبحه كما
يذبح الجمل وانت تثغو ثغاء النعجة وتنادي بالويل والثبور
كالمراة الوكعاء مادفعت عنه بسهم ولا منعت دونه
الحرب قد ارتعدت فرائصك وغشي بصرك واستغثت كما
يستغيث العبد بربه فانجيتك من القتل ثم جعلت تحث
عن دمي وتحثن على قتلي ويوارم ذلك معوية معك بذبح كما ذبح
عثمان ابن عفان وانت معه اقصر يدا واضيق باعا واجبن قلبا
من ان تجسر على ذلك ثم تزعم اني ابتليت بحلم معوية
اما والله لهو اعرف بشانه واشكر لنا اذ وليناه هذا الامر

و تکرار نہ کرتا ورنہ یہ لوگ مجھکو اہل شام کے سامنے رسوا کردینگے (مگر یا ہم) مروان
نے تعریضا حضرت امام حسن علیہ السلام کو مخاطب کرکے کہا کہ اگر میرا امیر المومنین (معویہ)
کہ تم خلاق پر بنی نہوتا جسکی ابتدا اونکے ابائے کرام کی بزرگی اور عالی حوصلگی سے
ہوتی ہے۔ تو وہ اس تعظیم و اعزاز سے تمہارا استقبال فرماکر اس مقام تک نہ لاتے بلکہ
تمکو قتل کر ڈالتے اور تم اسکے مستحق بھی تھے۔ تم ایک جماعت کثیر کو لیکر ہم پر چڑھ آئے
اور جب تم نے سمجھ لیا کہ تمکو سواران شام اور بنی امیہ سے طاقت مقابلہ نہیں رہی
تو تم نے اظہار اطاعت کیا اور بیعت کرلینے تیار ہوئے (اور تم نے) طلب امان میں پناہ
جان دیکھی۔ خدا کی قسم۔ اگر میرا امر تم سے واقع ہوتے تو ہم نے تمہیں قتل کرادیا ہوتا
اور ہم دشمن کی گردن زدنی کے مستحق تھے پس خدا کا شکر ادا کرو کہ جب معویہ نے
تمہیں اسیر کرلیا تو اپنے حلم کے باعث تمہیں معاف کردیا اسکے بعد اسوقت جو تمہارے
ساتھ کیا وہ تم نے خود دیکھ لیا۔ یہ سنکر امام حسن علیہ السلام نے مروان کی طرف دیکھا
اور ارشاد فرمایا۔ افسوس ہے تجھپر۔ اے مروان تو تمام معرکہائے جنگ اور میدان
مقابلہ و مقاتلہ میں رسوائیوں پر رسوائیاں اوٹھا چکا ہے۔ تیری ماں بے اولاد ہو جائے
ہم لوگوں کے پاس حجتہائے بالغہ ہیں۔ اور اگر تم ہمارے شکر ادا کرنا چاہو تو تمہارے
اوپر ہمارے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ ہم تملوگوں کو راہ نجات کیطرف بلاتے ہیں
اور تم ہم لوگوں کو ہمیشہ دوزخ کی راہ دکھلاتے رہے اور تملوگ ان دونوں منزلوں میں
پریشان رہے اور پراگندہ حال بنے رہے۔ بنی امیہ اس پر فخر کرتے ہیں اور زعم
کرتے ہیں کہ وہ معرکہائے جنگ میں شیروں کو مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ تجھپر رونے
والیاں روئیں۔ وہ (بنی امیہ) تو سب کے سب قابل لعنت و نفرین ہیں اور (صلحائ
امت کے سردار اور مددگاران با اثر تو بنی عبد المطلب ہیں۔ اے مروان تو نے
اور ان تمام لوگوں نے جو اس مجلس میں جمع ہیں دیکھا ہے جن مصائب میں تم
گرفتار ہوکر تم ذلیل ہوچکے۔ اور نیز ان لوگوں نے مابدل کیساتھ تمہارا اتفاق بھی دیکھا ہے
لیکن جب شیران نبرد اور شجاع تمہارے قریب پہنچگیا تو تملوگ اوسکے پاس سے
پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ اسکے بعد تملوگ اسیر کرلئے گئے اور تمہاری قوم نے وہ
رسوائی اختیار کی کہ آج کے دن تک تو معرکہائے جنگ میں ذلیل ترین خیال کیا جاتا ہے
تو اور میرا خون کرتا۔ تجھپر نفرین ہو۔ تو نے ان لوگوں کا اسوقت خون نہیں کیا تھا
جب اونھوں نے دار الخلافہ کے گھر میں عثمان ابن عفان کو گھسیٹ کر بھیڑ کی طرح
ذبح کر ڈالا تھا اور تو اونٹنی کیطرح چلاّیا کیا۔ اور ہائے میں مرا ہائے میں مرا کہہ کہہ کر

فمتی بدا لہ فلا یغضین جفنہ علی القذی فواللہ لاغنص اہل الشام بجیش یضیق فضاوہ ویستاصل فرسانہ ثم لاینفعك عند ذلك الروغان والھرب ولاتنفع تبہ ریجات الکلام فنحن لایجھل اباؤنا الکرام القدماء الاکبر ودوعنا السادۃ الاخیار الافاضل انطق ان کنت صادقا فقال عمرو اینطق بالخناء وتنطق بالصدق ثم انشا یقول

قد یضرط العیر والمکواۃ تاخذہ
لاتضرط العیر والمکواۃ فی النار

ذق وبال امرك یامروان ۔ فاقبل علیہ معویہ فقال قد نھیتك عن ھذہ الرجل وانت تابی الا انھاکما فیما لایعنیك اربع علی نفسك فلیس ابوہ کابیك ولاھو مثلك انت ابن الطرید الشرید وھو ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الکریم ولکن رب باحث عن حتفہ بظلفہ فقال مروان ارم دون بیضتك وقم بحجۃ عشیرتك ثم قال لعمرو لقد طعنك ابوہ فوقیت نفسك بخصیتك ومنھا ثنیت اعنتك وقام مغضبا فقال معویۃ لاتجار البحار فتغمرك ولا الجبال فتقھرك واشرح من الاعتذار

تو فریاد کرتا رہا جسطرح مار یا کژدم گزیدہ عورت چلاتی ہو ۔ نہ تو اونکو ایک تیر چلاکر ہٹا سکا اور نہ تو اونسے تو لڑکر روک سکا ۔ اور نہ تو اون سے مقابلہ کرکے اونکو ہٹا سکا تیرا بدن تو خوف سے کانپ رہا تھا اور تیری خوف سے آنکھین دھنس (چھپ) گئی تھین اور تو چلا چلاکر ایسا فریاد کر رہا تھا جیسا غلام اپنے آقا سے فریاد کرتا ہے ۔ (پس ایسی حالت مین) ہم نے تجکو قتل ہونے سے بچالیا اور اب تو اس قابل ہو گیا کہ میرے قتل مین کوشش کرے اور میرے خون کی تمنا کرے اور معویہ بھی تیری طرح قتل عثمان مین شریک (عمل) تھا جیسا تو ویسا ہی وہ ۔ ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھا رہا اور اپنی بیعت کو تنگ کیئے رہا اور تم دونون اپنے قلب کو بزدل اور بزم بنائے بیٹھے رہے اس لئے کہ تم دونو چاہتے تھے کہ وہ (عثمان) کسی طرح ہٹ جائین ۔ اسکے بعد تمہارے تم ہاتھ مین ہم معویہ کے علم کیے زیر بار ہین ۔ خدا کی قسم ۔ وہی (خدا تعالی) اپنی شان کا سب سے بہتر جاننے والا ہے اور ہم اوسکے اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ اوس نے ہمکو امر امامت کا متولی قرار دیا ۔ پھر اوسکے تعین مین کیسے تبدیلی ہوسکتی ہے اور اوس امر مین جو اوسکی طرف سے عطا ہوا ہے کون پل مار سکتا ہے ۔ خدا کی قسم ۔ اہل شام نے اوس لشکر کو دیکھ لیا جس نے اون پر میدان جنگ کو تنگ کردیا اور اونکے سوارون کو ہٹا ڈالا پس تجکو اوسوقت رونا نہ گریہ زاری اور بھاگ جانے سے کیا فائدہ ہوا (اوسی طرح) تجکو تیرے اس کلام نے رلا ہے کوئی منفعت بھی نہین ہوسکتی ۔ ہم لوگ وہ ہین ۔ جنکے آبائے کرام ۔ اسلاف قدیم اور جنکے اعقاب اخیار اور اخلاف فضیلت شعار کو کوئی فراموش نہین کرسکتا ۔ اے مروان ۔ اگر تو سچا ہے تو کہہ ۔ کیا سچ نہین ہے؟ عمر عاص بولا (حقیقتاً) مروان نے جو کچھ کہا وہ خیانت اور خباثت سے کہا اور آپ نے جو کچھ فرمایا وہ صداقت ہے ۔ یہ کہکر اوس نے یہ شعر پڑھا ۔ جب کوئی اونٹ ضرورت سے زیادہ تیز چلا تو وہ ضرور داغ دیا گیا :: اونٹ کی (بیضرورت) تیزی اوسکے آگ سے داغ دیئے جانیکی علامت ہے ۔ اے مروان ۔ اب اپنے کیئے کی سزا بھگتو ۔ یہ سنکر معاویہ آگے بڑھا اور کہنے لگا اے مروان ۔ مین نے تو تجکو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ ان لوگون سے نہ اولجھو ۔ لیکن تو اپنی شرارت نفسی کی انہماک کیوجہہ سے نہ مانا ۔ تو نے اپنی تقریر کرتے وقت اپنی ذات مین ان چار امور (مخصوص) کا بھی خیال نہین کیا کہ اون کے پدر عالیمقدار تیرے باپ کے ایسے نہین اور نہ وہ بذات خاص تجھ ایسے ہین ۔ تو تو ایک مردود شریر کا بیٹا ہے اور وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزند (رشید) ہین لیکن (تو کیا کرے) تیری پرورش ہی ایسی ہوئی ہے کہ تو اپنی خشونت طبعی کی باعث اپنی ہلاکت کا (آپ) باعث ہوتا ہے ۔ مروان بولا ۔ اے معاویہ اپنے ہی دائرے مین رہو اور اپنے ہی قبیلہ کے دلائل پر قائم رہو ۔ یہ کہکر عمر عاص سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جب اونکے پدر عالی مقدار نے تجکو نیزے سے گرایا تو تو نے اپنی شرمگاہ کو دکھلاکر اپنی جان بچائی ۔ یہ کہا اور وہ (مروان) مجلس سے غضبناک ہوکر اوٹھ گیا ۔ معویہ نے کہا سچ تو یون ہے کہ کوئی دریا ایسا نہین ہے جس نے تجکو غرق نہ کرلیا اور کوئی ایسا پہاڑ نہ تھا جس نے تجپر مصیبت نہ گرائی ۔ ان سب کا تدارک وعلاج ۔ (صرف) معذرت وعذر خواہی سے ممکن ہے ۔

خانہ کعبہ میں امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص سے گفتگو

قال ولقي عمرو بن عاص الحسن بن علي عليهما السلام في الطواف فقال يا حسن أزعمت ان الدين لا يقوم الا بك وبابيك فقد رأيت الله اقامه بمعوية فجعله ثابتا بعد ميله وبينا بعد خفائه افرضي الله قتل عثمان ام الحق ان تدور بالبيت كما يدور الجمل بالطحين عليك ثياب كغرقئ البيض وانت قاتل عثمان والله انه لالم للشعث واسهل للوعث ان يوردك معوية حياض ابيك فقال الحسن عليه السلام ان لاهل النار علامات تعرفون وهي الالحاد في دين الله والموالاة لاعداء الله والانحراف عن دين الله والله انك لتعلم ان عليا لم يتريث في الامر ولم يشك في الله طرفة عين وايم الله لتنتهين يا ابن العاص او لاقرعن قصتك بعني جنبيك بقوارع كلام واياك والجراءة علي فاني من عرفت لست بضعيف الغمز ولا هش المشاشة ولا مرئ المأكلة واني لمن قريش كواسطة القلادة يعرف حسبي لا ادعى بغير ابي وقد تحاكمت فيك رجال من قريش فغلب عليك الأمها حسبا واعظمها لعنة فاياك عني فانك رجس ونحن اهل بيت الطهارة اذهب الله عنا الرجس وطهرنا تطهيرا

عمر عاص نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا اور کہا کہ اے حسنؑ آپ کو یہ زعم (آپ کا یہ دعویٰ) ہے کہ دین اسلام بغیر آپ کے یا آپ کے باپ کے قائم نہیں رہ سکتا لیکن (بخلاف آپ کے عقیدے کے) خدا نے اوسکا (اسلام کا) قیام معویہ کے ساتھ قائم فرمایا ہے اور مخفی رہنے کے بعد اسکو ظاہر کر دیا ہے کہ کیا خداوند عالم قتل عثمان پر راضی ہوا ہے؟ کیا جائز طور پر اوسکے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا؟ جسطرح اونٹ پانی پینے کی جگہ کو گھیر لیتے ہیں۔ آپ کا دامن آلودہ ہے اور آپ ہی عثمان کے قاتل ہیں اور خدا کی قسم آدمی جسطرح دلدل یا بڑے ریگستان میں پھنس جاتا ہے اوسی طرح معویہ نے آپ کو آپ کے باپ کے امور (حوضوں) میں محصور و مجبور کر رکھا ہے۔ امام حسن علیہ السلام نے اوسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اہل دوزخ کے لئے چند علامتیں ظاہر ہیں جن سے وہ پہچانے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ۔ خدا کے دین میں الحاد کرنا۔ دشمنان خدا سے موالاۃ کرنا اور دین خدا سے انحراف کرنا۔ خدا کی قسم۔ تو اسکو یقین کرلے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے کبھی امر میں تاخیر نہیں کی اور ایک چشم زدن کے لئے بھی خدا کی معرفت میں شک نہیں کیا۔ اور خدا کی قسم اے ابن عاص میں تجھے رسوا کر ڈالونگا اور تیرے تمام پوشیدہ واقعات کو اپنے کلام اور بیان سے کھول کر رکھ دونگا (یہ تیرا ہونا ہوا کہ) تو مجھ پر جرأت کرے! میں تو تجھکو قدیم ضعیف العمر چغلخور اور مغلوب الاعضا شخص سمجھتا ہوں اور ایسی ناکارہ شے جانتا ہوں جو حلق سے اوتاری نہیں جاتی۔ اور میں جانتا ہوں کہ تو عرب کے بیچ میں سلسلۂ نسب میں ہے اور تیری اصلیت غیر شخص کیطرف سے اور تیری اصلیت دریافت کرتے وقت قریش سے ایک آدمی نے محاکمہ کیا اور (اس بناپر) تیرے حسب خبیث میں خبیث ترین عیوب اور عظیم ترین لعنتیں داخل ہوگئیں اور (با اینہمہ) تو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ تو میرے نزدیک (سراپا) نجس ہے۔ اور ہم لوگ اہل بیت طہارت میں جن سے خدائے پاک و منزہ نے تمام آلائشوں کو دور فرمادیا ہے اور (ہم لوگوں کو) ایسا طاہر فرمادیا ہے جیسا طاہر ہونے کا حق ہے

امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص پھر ایک مجمع میں

قال واجتمع الحسن ابن علي صلوات الله عليهما وعمرو بن العاص

حضرت امام حسن ابن علی صلوات اللہ علیہما اور عمر عاص (پھر) ایک مجمع میں جمع

عزّ ارومنہا بالمراطبع علی ضعف ولم اعکس علی خسف اعرف بنسبی وسبا وادعی لا بی فقال عمرو قد علمت قریش انک من اقلّہا عقلا واکثرہا جہلا وان فیک خصالا لو لم یکن فیک الا واحدۃ منہا لشملتک خزیہا کما شمل البیاض الحالک وایم اللّٰہ لئن تنتہ عما ارانک تصنع لاکسبن لک صاقۃ کیجل الناکظ اذا اعتاطت رحمہا فما اتحمل ارمیک من خللہا باحر من وقع الاثافی اعرک منہا الادیم عرک السلعۃ فانک طالما رکبت المنحدر ونزلت فی اعراض الوعر التماسا للفرقۃ وارصادا للاعنۃ ولن یزید لک اللّٰہ فیہا الا فظاعۃ فقال الحسن اما واللّٰہ لو کنت تسموا بحسبک وتعمل برایک ما سلکت فج قصد ولا حللت رابیۃ مجد اما واللّٰہ لو اطاعنا معاویۃ لجعلک بمنزلۃ العدو والکاشح فانہ طال ما اخرشاؤک واستشرداؤک وطمع بک الرجا الی الغایۃ القصوی التی لا یورق بہا غصنک ولا یخضر منہا رعیک اما واللّٰہ لتوشکن یا ابن العاص ان تقع بین لحیی ضرغام ولا ینجیک منہ الروغان اذا التفت حلقتا البطان[عـہ]

ہیں کہ آداب بتلانیوالا ہون اور میں قریش کے اون لوگون میں سے ہون جو کبھی ضعف وکمزوری کیطرف مائل نہیں ہوئے اور کبھی پستی کیطرف نہیں پھرتے ہیں اپنے حسب ونسب کا جانیوالا ہون اور اپنے باپ کیطرف سو لوگون کو دعوت دینے والا یعنی قائم مقام ہون۔ عمر عاص نے تعریضًا یون کلام کرنا شروع کیا اور کہا میں بھی قریش کو جانتا ہون۔ آپ قریش میں اونکے بیٹیون میں ہیں (نعوذ باللہ) سب سے زیادہ کم عقل اور جہالت اختیار کرنیوالا ہے اور آپ لوگون میں ایسے خصائل ہیں کہ اگر وہ خصائل زائل بھی ہوجائیں اور ان میں سے صرف ایک ہی رہجاوے۔ تاہم آپ کی رسوائی مٹنے والی نہیں ہے جیسی تھوڑی سی سفیدی کوّے کو کوّے کے کھلانے سے باز نہیں رکھتی اور خدا کی قسم۔ تم چپ ہونے والے نہیں جبتک کہ تمھاری غلط بیانی کی جلد ادکھا نہ دون اور تمہارے حسب ونسب کی پوری حالت ظاہر نہ کر دون تاکہ بیوقوف آدمی تمہاری بنیاد کی قبولیت کا تحمل نہ کرلے۔ تمھارے (ان واقعات گذشتہ کو بیان کرکے) جو تم نے اپنی ہتی کاہون سے سینگیون کی طرح اپنی فرشتہ کی سکشت پر پچھوڑ رکھی ہیں اور تم نہایت ظالم ہوا ور تمہارا قتل جائز ہے اور تمہارا مقصد حسد وکینہ ہے اور تمہاری غرض فرقہ بندی ہے اور تمہارا طمع نظر عیب جوئی ہے اور ان تمام امور سے خدائے تعالیٰ کا ارادہ تمہاری نسبت سوائے فضیحت ورسوائی کے کچھ اور

نہیں ہے۔ امام حسن علیہ السلام نے جواب دیا کہ اگر تجھکو لوگ تیرے نام کیساتھ تیرے حسب ونسب کو بھی بیان کرین اور تیری رائے پر عمل کرین تو تجھ میں پاکیزگی کی بو بھی نہ پائیں گے اور عظمت وبزرگی کی کوئی علامت بھی نہ دیکھینگے۔ خدا کی قسم۔ اگر ہم معویہ کی اطاعت بھی کرین (تاہم) تو ہمارا دشمن ہی بنا رہیگا اور تو ہماری عداوت کو بڑھاتا رہیگا اور کبھی حسب خواہش اپنے مقصد کو نہ پائے گا۔ یہان تک کہ تیرا قلب سوراخ دار ہوجائے اور تجھپر حرص وطمع حسد اس درجہ غلبہ پاجائے کہ تیری شاخ تمنا میں کبھی برگ وبار نہ آئے اور تیری امیدین کبھی ہری نہ ہون اور خدا کی قسم اسمیں کوئی شک نہیں اے عمر عاص۔ بہت جلد ایک شیر شکار افگن تیرے سامنے آئیگا جس سے تجھ بھاگنا پڑیگا اور اوقت تجھکو سخت مشکل پڑجائے گی اور تیرا دم گھٹنے لگے گا۔

عبد اللہ ابن عباس اور ابن زبیر مکہ میں

قال ابن منذر عن ابیہ عن الشعبی عن ابن عباس انہ دخل المسجد وقد سار الحسین ابن علی الی العراق فاذا ھو ابن الزبیر فی جماعۃ قریش قد استعلاھم بالکلام[عـہ]

ابن منذر اپنے باپ سے۔ اوس نے شعبی سے اوس نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ میں (ابن عباس) ایکبار مسجد (کعبہ) میں گیا۔ یہہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف تشریف لیجاچکے تھے

عـہ التفت حلقتا البطان۔ عرب کا خاص محاورہ ہے جو سخت مشکل کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ ای اشتد الامر وضاق (صراح)
عـہ یہہ واقعہ قبل وقوع جنگ صفین اوس وقت کا ہے جب امام حسن علیہ السلام قبائل بصرہ وکوفہ میں اپنے والد بزرگوار کیطرف سے دعوت دیتے تھے مولف عفی عنہ

فجاء ابن عباس فضرب بیدہ علی عضد ابن الزبیر وقال
اصبحت واللہ کما قال الشاعر ؎

یا لک من قنبرۃ بمعمر
خلا لک الجو فبیضی واصفری
ونقری ما شئت ان تنقری
قد ذھب الصیاد عنک فابشری
لابد من اخذک یوما فاصبری

قد خلت الحجاز من الحسین ابن علیؑ واقبلت تھدر فی جوانبھا
فغضب ابن الزبیر وقال واللہ انک لترى انک احق بھذا
من غیرک فقال ابن عباس انما یری ذلک من کان فی حال
شک وانا من ذلک علی یقین قال ابن الزبیر وبای شی استحق
عندک انک احق بھذا الامر منی فقال ابن عباس لانا
احق بمن یدل حقہ بای شی استحق عندک انک احق
بھا من سائر العرب الا بنا فقال ابن الزبیر استحق عندی
انی احق بھا منکم لشرفی علیکم قدیما وحدیثا فقال ام
انت اشرف ام من شرفت بہ فقال ان من شرفت بہ زادنی
شرفا الی شرفی، فقال امنی الزیادۃ ام منک فتبسم ابن
عباس فقال ابن الزبیر یا ابن عباس دعنی من لسانک ھذا الذی تقلبہ
حیث شئت واللہ یا بنی ھاشم لا تحبوننا ابدا قال ابن عباس
صدقت نحن اھل البیت مع اللہ لا نحب من بغضہ اللہ قال
یا ابن عباس اما ینبغی لک ان تصفح عن کلمۃ واحدۃ قال انما
یصفح عمن اقر واما من ھر فلا الفضل لاھل الفضل قال
عند اھل البیت لا تصرفہ عن اھلہ فتظلم ولا تضعہ فی
اھل غیرہ فتندم قال ابن الزبیر افلست منی اھلہ قال بلی
ان نبذت الحسد ولزمت الجدد (وانقضی حدیثھما)

میں ایسے وقت مسجد میں داخل ہوا کہ جب ابن زبیر ایک جماعت قریش کے آگے اپنی تقریر میں اپنی عالی مرتبتی کا اظہار کر رہا تھا میں نے اوسکا شانہ ہلا کر کہا کہ تمہاری حالت ایسی ہے جیسا شاعر نے کہا ہے۔

اے چنڈول۔ خوشا حال تیرا کہ تو اپنے جائے آپ و دانہ میں ہے
تیرے لئے میدان خالی ہے خوشی سے انڈے دے اور بچے نکال
اور انڈے دینے کی جگہ کو جتنا چاہو درست اور نرم کر لے
کیونکہ صیاد تو چلا گیا اب تو خوب خوش ہو
تاہم تجھکو ایک ایسے دن کا انتظار کرنا چاہیے جسدن تو پکڑی جائیگی

(یہاں سے ہم جانبین کی گفتگو کو مکالمہ کے طور پر لکھتے ہیں)

ابن عباس - (ابن زبیر سے) ملک حجاز تو امام حسین علیہ السلام سے خالی ہو گیا لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں تیرا خون بھی نہ اس اطراف میں جائز کر دیا جاوے

ابن زبیر (غضبناک ہو کر) خدا کی قسم۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تم نے میری نسبت خیال کیا ہے اوسکے مستحق تم ہی اپنے غیر سے زیادہ ہو

ابن عباس تو نے جو کچھ معلوم کیا ہے وہ صرف شک کی حد تک ہے اور میں نے جو سمجھا ہے وہ یقین کے درجہ تک پہونچا ہوا ہے

ابن زبیر تم کس شئے سے اس امر خلافت میں اپنے آپ کو مجھ سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو

ابن عباس - ہم اسکے لئے تم سے زیادہ مستحق ہیں اون دلائل کے رو سے جن سے تمام استحقاق قائم کیے جاتے ہیں۔ اب تم بتلاؤ تم کس شئے سے بمقابلہ تمام عرب کے باستثناء ہمارے اسکے لئے اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہو۔

ابن زبیر - میرے استحقاق میرے پاس ہیں اور وہ یہ ہیں کہ میں قدامت اور جدت دونوں کے اعتبار سے تم پر شرف و فضیلت رکھتا ہوں

ابن عباس - یہ شرف تمہارے ذاتی ہیں یا کسی کے واسطے سے تمکو حاصل ہوئے ہیں

ابن زبیر - جس نے مجھے یہ شرف دیا ہے اوسنے میری ایک شرف کو دوسرے شرف پر اضافہ کیا ہے

ابن عباس یہ شرافت تمہاری طرف سے ہے یا خاص تمہاری طرف سے

یہ کہکر ابن عباس مسکرا دیئے۔

ابن زبیر - اے ابن عباس - تم اپنی زبان سے مجھے بچا لو - یہ تو وہی ہے کہ جدہر چاہتی ہے اولٹ دیتی ہو - خدا کی قسم - تم بنی ہاشم کبھی ہم سے محبت رکھنے والے نہیں

ابن عباس - یہ تم سچ کہتے ہو - ہم اہل بیت خدا کے ساتھ ہیں - اور کبھی اوس شخص سے محبت نہیں رکھتے جو خدا سے عداوت رکھتا ہو

ابن زبیر - کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہوا کہ تم نے (امت کے) ایک امر اتفاق کردہ (اجماع امت) سے انحراف کیا۔

نے اوسے (حرب کو) اپنے پیچھے دیکھا اور وہ چلتے ہین ان سے آگے بڑھگیا - آخر اوس (حرب) نے اوسکو (مرد تمیمی کو) آگاہ کردینے کیلئے کہا کہ مین حرب بن امیہ ہون - اوس مرد تمیمی نے انکا کے کہنے پر کوئی توجہ نہین کی اور راہ کے آگے آگے چلا گیا - حرب نے کہا کہ کیا تم مکہ جاتے ہو - اوسکے سوال سے مرد تمیمی کو خوف ہوا جب مکہ مین داخل ہونے لگا تو اوس نے دریافت کیا کہ کون شخص اوسکو حرب بن امیہ سے بچا سکتا ہے لوگون نے کہا عبد المطلب اور وہی ایسے جلیل القدر بزرگ ہین جو انکو حرب ابن امیہ سے پناہ دے سکتے ہین - وہ مرد تمیمی رات کے وقت زبیر ابن عبد المطلب کے دروازے پر پہونچا اور دق الباب کیا اور (آواز سنکر) زبیر نے اپنے غلام سے کہا کہ (دیکھو) کوئی (شخص) ہمارے گھر قیام کرنا چاہتا ہے یا (ہمارے گھر) پناہ لینا چاہتا ہے (بہر حال) اوسکا جو ارادہ ہو وہ مجھے قبول ہے - کواڑ ہے کھلے - زبیر (مہمان کے خیر مقدم کو) باہر نکل آئے - مرد تمیمی (جو انکی گفتگو سن چکا تھا) انکو دیکھ کر کہنے لگا -

لاقیت حربا فی الثنیة مقبلا
والصبح ابلج ضوءه للساری

فدعا بصوته واکتنی لیروعنی
فترکته کالکلب ینبح ظلّه

واتیت قوم معالم وفخار
لیثا هزبرا للسّجال بعزّة

ربت المباة مکرم للجار
ولقد حلفت بمکة وبزمزم

والبیت ذی الحجار والاستار
ان الزبیر لمانعی من خوفه

ما کبّر الحجاج فی الامصار

مین نے حرب کو اوسکی بڑی شان کے ساتھ اپنے آگے جاتے دیکھا - اوسوقت صبح کی روشنی چلنے والون کو راہ دکھلاتی تھی (یعنی اچھی طرح دن نکل آیا تہا) پھر وہ ایک مہیب آواز سے خوف دلانے کے لئے حملہ کرتا ہے - مین نے اوسکو کتے کی طرح زور سے بھونکتا ہوا پیچھے چھوڑا اور (مین) اونلوگون سے آملا جو مرکز علم و افتخار ہین - ہمسایون کو آرام دینے والے اور تکریم کرنے والے ہین - اونکی اصلیت - مکہ - زمزم اور اوس خانہ (خدا) سے ہے جو پتھر کا بنا ہے اور جس پر پوشش پڑی ہے - اوران لوگون مین زبیر ایسے شخص ہین جنکی تکبیرون کی آوازون کے خوف سے حاجی لوگ تکبیرین کہہ سکتے (منہہ سے آوازین نکال سکتے)

فقدمه الزبیر واجاره ودخل به المسجد فرآه حرب فاطرمه فحمل الزبیر بالسیف فولّی هاربا یعدو حتی دار عبد المطلب فقال اجرنی من الزبیر فاکفا علیه جفنة کان هاشم فی الناس فیها ساعة ثم قال له اخرج قال وکیف اخرج وعلی الباب تسعة من بنیك قد احتبوا بسیوفهم فالقی علیه ردآء کان کساه سیف بن ذی یزن له طرتان خضراوان فخرج علیهم فعلموا انه قد اجاره عبد المطلب فتفرقوا عنه

پس زبیر اوسکو گھر لایے اور اوسکی جان کے ضامن ہوے پھر اوسکو لیکر بیت اللہ مین لایے - حرب بن امیہ نے اوس مرد تمیمی کو دیکھا اور جھپٹ کر اوسکو طمانچہ مارا - یہ دیکھکر زبیر نے اوسپر تلوار سے حملہ کیا - حرب خوف سے بے تحاشا بھاگا اور عبد المطلب کے گھر مین داخل ہوا اور چلاتا ہوا کہنے لگا مجھکو زبیر سے بچاؤ - اوسکو ہاشم کی ڈہال کے نیچے چھپا دیا گیا پھر اوس سے کہا گیا کہ باہر آؤ - حرب بولا - واہ - کیسے باہر آؤن - ابھی تو دروازے پر تمہارے نو لڑکے کھڑے ہین - وہ مجھے اپنی تلوارون سے گرا دینگے - اوسوقت حرب ایک چادر اوڑھے تھا اور وہ خوددار کملی تھی جو سیف بن ذی یزن (بادشاہ یمن) نے اوسکو دی تھی - اور اوسمین سبز رنگ کے دو حاشیے لگے تھے - حرب نے وہ چادر لوگون کیطرف پھینک دی اور چلا گیا لوگون نے سمجھ لیا کہ عبد المطلب کا یہ حق احسان ہے - لوگ اس سے علیحدہ ہوگئے -

عبداللہ ابن جعفر عبداللہ ابن عباس اور عمر عاص کی تعریف کا جواب

قال وحضر مجلس معوية عبد الله ابن جعفر فقال عمرو بن العاص
قد جاءكم رجل كثير الخلوات بالتمني والطربات بالتغني محب
اللقيان كثير مزاحه شديد طماحه صدود عن السنان
ظاهر الطيش رخي العيش اخاذ بالسلف منفاق بالسرف
قال ابن عباس كذبت والله انت وليس كما ذكرت ولكنه
لله ذكور ولنعمائه شكور وعن الخنا زجور جواد كريم سيد
حليم اذا رمى اصاب واذا سئل اجاب غير حصر ولا هياب
ولا عيابه مغتاب حل من قريش في كريم النصاب كالهزبر
الضرغام الجري المقدام في الحسب القمقام ليس بدعي و
لا دني لا كمن اختصم فيه قريش شرارها فغلب عليها
جزارها فاصبح الامها حسبا وادناها منصبا ينوء منها
بالذليل ويأوي منها الى القليل مذبذب بين الحيين
كالساقط بين المهدين لا المضطر فيهم عرفوه ولا الظاعن عنهم
فقدوه فليت شعري باي قدر تتعرض بالرجال وباي حسب
تعتد به عند النضال ابنفسك وانت الوغد اللئيم و
النكد الذميم والوضيع الزنيم ام بمن تنتمي اليهم وهم اهل
السفه والطيش والدناءة في القريش لا بشرف في الجاهلية
شهروا ولا بقديم في الاسلام ذكروا جعلت تتكلم بغير لسانك
وتنطق بالزور في غير اقرانك والله لكان ابين للفضل وابعد
للعدوان ان ينزلك معوية منزلة البعيد السحيق فانه طالما
سلس داؤك وطمح بك رجاؤك الى الغاية القصوى التي
لم يخضر فيها رعيك ولم يورق فيها غصنك فقال عبد الله بن
جعفر اقسمت عليك لما امسكت فانك عني ناضلت ولي فاوضت
فقال ابن عباس دعني والعبد فانه قد كان يهدر خاليا ولا يجد
مراميا وقد اتيح له ضيغم شرس للاقران مفترس وللارواح

ایک بار معویہ کے دربار میں عبداللہ ابن جعفر تشریف لائے۔ عمر عاص نے حاضرین کو مخاطب
کرکے کہا کہ لوگوں میں وہ شخص آیا ہے جو زیادہ تر خلوت میں رہنے کا خواہشمند ہے۔
گانے بجانے کا شائق ہے اور گانے والی عورتوں کا عاشق۔ کثرت سے مزاح کرنے والا
متلون الطبع مغلوب الغیظ۔ عیش پسند۔ اسلاف پر غرور کرنے والا۔ فضول خرچی
کا نام بخشش رکھنے والا۔ ابن عباس (جو اسوقت مجلس میں بیٹھے تھے)
کہنے لگے۔ عمر عاص۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو خود ایسا ہے۔ اور جسکو تو بتلاتا ہے
وہ ایسا نہیں ہے۔ وہ ایسے ہیں جنھیں خدا نے قابل الذکر قرار دیا ہے اور وہ
اسکی نعمتوں پر شکر کرنے والے ہیں وہ خیانت سے نفور ہیں۔ صاحب جود و کرم ہیں۔ سید و بادشاہ
ہیں۔ اہل مصیبت کی مصیبت سنکر ملول ہوتے ہیں اور جب اون سے سوال ہوتا ہے
تو بلا دریافت انتہا و مقدار قبول کر لیتے ہیں۔ اونکی عیب جوئی بدزبانی ہے۔ وہ
قوم قریش کے سردار اور نیکوکار ہیں۔ شیر میدان ہیں شجاع سبقت کنندہ
ہیں۔ صاحب نسب روشن ہیں (خدانخواستہ) اونکا نسب السابیت و
ذلیل نہیں ہے جیسا کہ اوس شخص کا جسکی نسبت بدکاران قریش نے جھگڑا
کیا۔ اور (بالآخر) اون پر ایک اونٹ ذبح کرنے والا (قصاب) غالب آگیا۔
پھر اوسکی اصلیت حسب کو اوسکی ماں نے ظاہر کیا جس سے اسکی ذلت معلوم ہوئی
جسکی بہت نسبی کی بنا ذلت اور رذالت پر قائم ہوئی اور جسکی اصلیت پہچاننے
والے بہت کم نکلے غرضکہ اوسکی حقیقت مشکوک و مذبذب ہے جیسے گہوارے
کی دو طرف والی لکڑیاں۔ جو شخص اسکی اصلیت کو چاہتا ہے وہ کبھی مضطر اور غیر
مطمئن نہیں رہتا اور جس نے اوس سے پرہیز کیا وہ بھی اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتا رہا (باوجود
ان عیب کے) میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر تو کس موقع سے صاحبان حسب و نسب پر
اعتراض کرتا ہے اور (اپنی) کس حسب کے اعتبار سے دوسروں پر تیر افگنی (طعن)
کرتا ہے۔ اگر تو اپنی رذالت کے سبب سے ایسا کرتا ہے تو (یقین کر لے) کہ تو نا اہل
اور کمینہ شخص جیسے سرکش اور بدخو ہے۔ (خدانخواہ) اوس نسب میں ملا ہوا ہے
جسمیں تو ہرگز نہیں ہے۔ باوجود اسکے کہ جن لوگوں کی طرف تو نے اپنے باپ کو
منسوب کیا ہے۔ وہ خود (عرب میں) بیوقوف اور بدعقل مشہور ہوتے تھے

مجلس فقال عمرو ابن العاص دعنی یا امیر المومنین انتصف منه فوالله ما ترك شيئا قال ابن عباس دعه فلا يبقي المبقي الا على نفسه فوالله ان قلبي لشديد و ان جوابي لعتيد واني لكما قال نابغه بني ذبيان

اور قبائل قریش میں پست ترین (مردم) سمجھے جاتے تھے۔ نہ ایام جہالت میں وہ مشہور ہوئے اور نہ زمانہ اسلام میں اونکی سابقت مذکور ہوئی۔ تو بھی اس قابل ہوا کہ باوجود خود مقدوح ہونیکے دوسروں پر زبان طعن لعن کھولے اور اپنے بڑون کے حق میں کمزوری کے کلام کرے حالانکہ خدا کی قسم وہ باعتبار بزرگی کے روشن ترین اور بلحاظ دشمنی وخصومت دور ترین۔ اگر معویہ تجھے رتبہ بلند ورفیع پر بھی پہونچادے (تاہم) تو ظالم (ہی) کہا جائے گا۔ اسلیئے کہ اوس نے تیری خواہشون کو اسان کردیا اور اسوجہ سے تیری حریص الطبعی اسدرجہ سرکش اور ناقابل برداشت ہوگئی ہے کہ تیری مراد (خود) پوری نہوسکی اور تیری شاخ تمنا باور نہوسکیگی۔ اتنا سنکر حضرت عبداللہ ابن جعفر نے (غایت اخلاق سے فرمایا۔ اے ابن عباس میں آپکو قسم دیتا ہون کہ آپ خوش ہوجایئں۔ یقیناً آپ نے میری طرف سے خوب (معترض پر) تیر افگنی فرمائی اور کامل طور سے میری قائم مقامی کے حقوق ادا فرمائے۔ عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ آپ مجھ اور اس غلام (زادے) کو چھوڑ دین کیونکہ وہ قابل سزا ہے اور کوئی اسکی پشت پناہی نہین کرسکتا پس اوسپر وہ شیر غضبناک حملہ آور ہوا جو دلیرون کا معین ومددگار ہے اور (دشمنون کی) ارواح کا نکال لیجانے والا ہے۔ یہ سنکر عمر عاص نے معویہ کو مخاطب کرکے کہا اے امیر المومنین۔ میری دادرسی کیجئے۔ خدا کی قسم۔ اب تو کوئی بات اوٹھا نرکھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے کہا ہم نے اوسے چھوڑ دیا اور اب باقی رکھنے والے نے سوائے اوسکی ذات کے کچھہ باقی نہین چھوڑا۔ قسم بخدا میرا قلب استوار ہے اور تم دونو کے لئے میرا جواب (ہمیشہ) طیار ہے۔

غانمہ بنت غانم کی اہل مکہ سے تقریر دربار معاویہ میں اوسکی طلبی اور دلیرانہ تقریر

قال وبلغ غانمة بنت غانم ثلب معوية وعمرو ابن العاص لبني هاشم فقالت لاهل مكة ايها الناس ان بني هاشم سادت فجادت وملكت وفضلت وفضلت واصطفت واصطفيت ليس فيها كدر فلا افك وريب ولا خسر طاغين ولا خازين ولا نادمين ولاهم من المغضوب عليهم ولا الضالين ان بني هاشم اطول الناس باعا وامجد الناس اصلا اعظم الناس حلما واكثر الناس علما وعطاء ومنا عبد مناف المؤثر وفيه يقول الشاعر

کانت قریش بیضة فتفلقت
فالمح خالصها لعبد مناف

وولده هاشم الذي هشم الثريد لقومه وفيه يقول الشاعر

عمرو العلى هشم الثريد لقومه

معویہ کو خبر ملی کہ غانمہ بنت غانم بنی ہاشم کی طرف سے معویہ اور عمر عاص کے عیوب بیان کرتی ہے اور اس ذیل میں اوسنے اہل مکہ سے کہا ہے کہ بنی ہاشم وہ بزرگوار اور صاحبان وقار ہین جو ہمیشہ سرداری اور رہبری کرتے آئے ہین۔ بادشاہ (حاکم) ہین اور بادشاہ بنائے گئے۔ صاحبان فضیلت ہین اور صاحبان فضیلت بنائے گئے ہین منتخب ہین اور منتخب کیے گئے ہین۔ اونمین کسی قسم کی کدورت نہین۔ اونکے نفوس مین جھوٹ اور شک داخل نہین اونکی شان اعزاز کو گمراہان زمانہ۔ الداران دنیا اور امرا وسلاطین گھٹا نہین سکتے اور نہ وہ اوس گروہ مغضوب علیہم لا الضالین مین ہین کتاب ہے یقیناً بنی ہاشم سب کیلئے لمبا دراز ترین اور بلند ترین مردم میں شریف ترین۔ سب سے عظیم ترین علم وعطا کو اعتبار کے کثیر الاوصاف ہین انہین لوگوں مین عبد مناف صاحب اشیار تھے جنکی شان مین شاعر کہتا ہے قوم قریش ایک بیضہ (تخم مرغ) کی مثال ہے جب وہ شگفتہ ہوا تو اوسکے زردہ خالص عبد مناف ہین

انکے فرزند ہاشم ہین۔ یہ وہ بزرگوار ہین جنہون نے روٹیان توڑکر قوم کو کھلائین اور تمام مکہ کے لوگون کو لاغری سے موٹا کردیا اور انہین لوگون مین

ورجال مكة مستنون عجاف ومنا عبد المطلب الذي سقينا به الغيث وفيه يقول ابى طالب ◦ ونحن سنى المحل قام شفيعا بمكة يدعوا والمياه تغور ؛ وابنه ابى طالب عظيم قريش وفيه يقول الشاعر ◦ اتيته ملكاً فقام لحاجتي ؛ وترى العليج خائبا مذموما ومنا العباس بن عبد المطلب اردفه رسول الله صلعم واعطاه ماله وفيه يقول الشاعر ◦ رديف رسول الله لم تر مثله ؛ ولا مثله حتى القيامة يولد ومنا حمزة سيد الشهداء وفيه يقول الشاعر ◦ ابا يعلى بك الاركان هدت وانت الماجد البر الوصول ومنا جعفر ذو الجناحين احسن الناس حالا واكملهم كمالا ليس بغدار ولا جبان ابدله الله بكلتي يديه جناحين يطير بهما في الجنة وفيه يقول الشاعر ◦ هاتوا كجعفر نائنا كعلينا ؛ كانا اعز الناس عند الخالق ومنا ابو الحسن على ابن ابى طالب صلواة الله عليهما افرس بنى هاشم واكرم من احتبى وانتعل فيه يقول الشاعر ◦ على الف القرآن صحفا ؛ ووالى المصطفى طفلا صبيا ومنا الحسين بن على عليهما السلام سبط رسول الله صلعم وسيد شباب اهل الجنة وفيه يقول الشاعر ◦ حب الحسين ذخيرة لحبيبه ؛ يارب فاحشرني في حزبه - يا معشر القريش والله ما معوية كامير المومنين على ولا هو كما يزعم هو والله شانی رسول الله وان اتى معوية وقائل له ما يعرق عنه جبينه ويكثر منه عويله وانيه فكتب عامل معوية اليه بذلك فلما بلغه انها قربت منه ميد ارضيا فة فنظفت والقى فيها فرش فلما قربت من المدينة استقبلها يزيد في حشمه ومماليكه فلما دخلت المدينة اتت دار اخيها عمرو ابن غانم فقال لها يزيد ابن معوية ان ابا عبد الرحمن يامرك ان تنتقلى الى دار ضيافة وكانت لا تعرفه فقالت من انت كلاك الله فقال انا يزيد ابن معوية قالت فلا رعاك الله تعالى يا ناقص لست بزائلى فتغير لون يزيد

عبد المطلب ہین جنکے وسیلے سو ابر ہم لوگون پر پانی برستا ہے جنکی شان مین ابی طالب نے کہا ہے ◦ ہم لوگ وہ عالی مقام ہین کہ جب شفاعت کے لئے کھڑے ہوتے ہین اور مکہ مین دعا مانگنے لگتے ہین تو چشمہائے آب جوش مارنے لگتے ہین آو نکے فرزند ارجمند ابیطالب ہین جو قریش کے سردار ہین جنکی شان مین شاعر قریش کہتا ہے ◦ خدا نے اونھین حکومت و ملکداری دی ہے اور وہ سب کی حمایت و حاجت برآری کیا کرتے ہین اور کافر بیدین یہ دیکھکر ذلیل و پشیمان ہوا کرتا ہے - ہمین لوگون مین عباس ابن عبد المطلب بھی ہین جو سواری پر رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر مین ردیف ہوا کرتے تھے اور جنھون نے اپنا مال آنحضرت صلعم کو نذر کر دیا تھا اونکی تعریف مین شاعر نے کہا ہے ◦ رسول اللہ صلعم کے ردیف تھے - اونکی مثال آج تک نہین دیکھی گئی اور نہ مثال اونکی قیامت تک پیدا ہوسکے گی - ہمین لوگون مین حمزہ سید الشہداء تھے اونکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ◦ اے ابو یعلی جس شخص نے آپکو شہید کیا اوس نے ارکان دین کو منہدم کر دیا آپ ایسے عالی حوصلہ ہین کہ آپنے اوسکے صلہ مین اوسے آزادی کامل عطا فرمائی - ہمین لوگون مین جعفر ذو الجناحین ہین دو شہپر والے جنکے ذریعہ سے وہ بہشت مین پرواز کرتے ہین اونھین کی مدح مین شاعر نے کہا ہے ◦ تم بھی لاؤ کوئی ہمارے جعفر اور ہمارے علی کے ایسا یہ دونون بزرگوار خالق روزگار کے آگے عزیز ترین مردم ہین - ہمین لوگون مین ابو الحسن علے ابن ابی طالب علیہ السلام ہین جو شجاع ترین بنی ہاشم ہین اور ہمارے محبوب ترین روزگار شاعر نے انکی تعریف مین کہا ہے ◦ علی وہ بزرگ ہین جنھون نے قرآن مجید کو کتاب کی صورت مین جمع کیا ؛ اور بچپن ہی سے عالم مین خدا نے بطفیل مصطفے اونکی پرورش فرمائی - ہمین لوگون مین جناب امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام بھی ہین - جو جوانان بہشت کے سردار ہین اور سبط رسول مختار - جنکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ◦ حسین کی محبت سرمایہ (آخرت) ہے ؛ اے پروردگار - کل (روز قیامت) تو مجھکو اونکے گروہ مین محشور فرما - اے معشر قریش - خدا کی قسم - کبھی معاویہ علی کے برابر نہین اور نہ کبھی وہ ایسا ہے جیسا مشہور کیا جاتا ہے خدا ہمارا کفیل حال ہے اور نبی ہمارے جائے پناہ ہے - اور اوس (معویہ) سے یہ سب کہدو (کہ ان دلائل کو سنکر) کہ اوسکی پیشانی پر پسینہ آجائے

* جو اپنے حالات کے اعتبار سے نیکو ترین مردم ہین اور بلحاظ کمال ذاتی اکمل ترین عالم وہ نہ عہد شکن ہین اور نہ بزدل خدا نے اُن کو دونون شانون مین شہپر نکال اُن کی مدد فرمائی

فاتی ابا ہ فاخبرہ فقال ھے اسن قریش واعظمھم حلما قال یزید کم تعد لہا قال کانت تعد علے عہد رسول اللہ ۴ اربعمایۃ عام وھی من بقیۃ الکرام فلما کان من الغد اتتہا معویۃ فسلم علیہا فقالت علی المومنین السلام وعلی الکافرین الھوان والملام ثم قالت افیکم عمرو عاص قال عمرو ھا انا ذا قالت انت تسب قریشا وبنی ھاشم وانت اھل السب و الیک یعود السب یا عمرو اللہ انی عارفۃ بک وبعیوبک وعیوب امک وانی اذکر ذلک ولدت من امۃ سوداء مجنونۃ حمقاء تبول من قیامھا وتعلوھا اللئام واذا لامسھا الفحل فکانت نطفتہا انفذ من نطفۃ رکبھا فی یوم واحد اربعون رجل واما انت فقد رائیتک غاویا غیر مرشد ومفسدا غیر مصلح واللہ لقد رائیت فحل زوجتک علے فراشک فما غرت ولا انکرت واما انت یا معویۃ فما کنت فی خیر ولا ربیت فی نعمۃ فمالک ولبنی ھاشم انساء امیۃ کنسائھم ام اعطے امیۃ فی الجاھلیۃ والاسلام ما اعطے ھاشم وکفے فخرا برسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فقال معویۃ انا کاف عن بنی ھاشم قالت فانی کتب علیک کتابا فقد کان رسول اللہ صلعم دعا ربہ ان یستجیب لی خمس دعوات فجعل تلک الدعوات کلہا فیک فخاف معویۃ فحلف ان لا یسب بنی ھاشم ابدا - فھذا ما کان بین معویۃ وبنی ھاشم من المفاخرۃ

اور اوسکا علم و الم بڑھ جایے - عامل مدینہ نے یہ ساری روئداد معویہ کو لکھ بھیجی معویہ نے خانمہ کو بلا بھیجا - جب معویہ کو خبر ہوئی کہ خانمہ اوسکے پاس جاتی ہے تو معویہ نے دار الضیافت (شاہی مہمانخانہ) مین اوسکے ٹہرایے جانیکا حکم دیا اور اوسمین فرش کیا گیا جب خانمہ مدینہ کے قریب پہنچی تو (باپ کی بجاے) یزید نے تمام حشم و خدم کو ساتھ لیکر اوسکا استقبال کیا جب شہر مین وہ داخل ہوئی تو سیدھی اپنے بھائی عمر ابن عامر کے گھر مین جا اوتری - یزید نے اوس سے کہا کہ ابو عبد الرحمن نے (معویہ کی کنیت ہے) حکم دیا ہے کہ آپ انکے یہان تشریف لیجاکر مہمان خانہ شاہی مین ٹہر آوین - خانمہ یزید کو نہین پہچانتی تھی - کہنے لگی - ارے تو کون ہے؟ خدا تجھے رسوا کرے - یزید نے جواب دیا - مین یعنی یزید معویہ کا بیٹا اوس نے کہا - خدا تیری ریاست کم کرے - ارے تو تو ناقص ہے - ذلیل کہان سے ہوگا یہ سنکر یزید کا رنگ اوڑ گیا - وہان سے لوٹ کر اپنے باپ کے پاس چلا آیا اور تمام واقعہ سے اوسکو اطلاع دی - معویہ بولا وہ عورت تمام قریش مین سب سے زیادہ عمر والی ہے اور اونمین سب سے زیادہ قدر والی - یزید نے پوچھا اوس کا کیا سن ہوگا معویہ نے کہا وہ جناب رسولخدا صلعم کے زمانے مین چارسو برس کی ہو چکی تھی - اور فی الحال وہی باقیماندگان بزرگان سلف مین شمار ہوتی تھی - دوسرے دن معویہ خود اوسکے پاس آیا اور اوسے سلام کیا اوس نے کہا کہ مومنین پر میرا اسلام پہونچے اور کافرین پر میری اہانت وملامت - پہر اوس نے پوچھا کیا تم لوگون کے ساتھ عمرو بن عاص بھی ہے - عمر عاص بولا - ہان مین تو یہین ہون - اوس نے پوچھا - ارے تو ہی قریشیون اور بنی ہاشمیون کو برا کہتا ہے - ارے تو ہی تو برا ہے اور تیری خلقت برائی سے بھری ہے اور تیرا برائی کرنا یا گالی دینا تجھی پر لوٹ کر پڑتا ہے - اے عمر عاص - تو یقین کرلے کہ مین تیری حقیقت اور اصلیت کو خوب جانتی ہون - اور تیرے اور تیری مان باپ کے عیوب کو خوب پہچانتی ہون اور مین اونکو اسوقت تجھسے بالتفصیل بیان کیے دیتی ہون (اور وہ یہہ ہے) کہ تجھکو ایک زن حبشیہ نے پیدا کیا جو مجنون تھی اور بے وقوف و بیعقل - کھڑے کھڑے پیشاب کرتی تھی - اوس پر بدمعاش اور اوباش سواری کیا کرتے تھے - اونھین بدکارون مین سے کسی نے مقاربت کی اور تو اوسکے نطفہ سے خارج ہوا - ایکبار چالیس مرد اوس پر چڑھے اوترے اور اب انھین مامون سے تو اپنی خواہش طبعی کو سمجھ لیے - تو راہ دکھلانیوالا نہین ہے بلکہ گمراہ کرنے والا - تو اصلاح کرنے والا نہین ہے بلکہ فساد پھیلانیوالا - خدا کی قسم - مین نے تیری مان کے فرش پر ایک جوان کو خود دیکھا ہے - لیکن نہ کبھی تجھکو اسکی غیرت آئی اور نہ کبھی تو نے اس سے منع کیا - اور تو اے معویہ - تجھمین کبھی نیکی نہ سمائی اور نہ کبھی تو نے نعمات الٰہی مین پرورش پائی - ارے تجھے بنی ہاشم کے ساتھ کیا پڑ گئی ہے - ارے تیری عورتین کیا اونکی عورتون کی ایسی ہو سکتی ہین؟ اور کیا بنی امیہ نے جہالت و اسلام دونون زمانون مین ایسا ایثار و کرم کیا ہے جیسا بنی ہاشم نے کر دکھلایا ہے - اور اون کی مفاخرت کے لئے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکات کافی ہے - معویہ نے جواب دیا - اے بیبی - میری طرف سے بنی ہاشم کافی ہے - اوس نے کہا اگر حقیقتاً ایسا ہی ہے تو اسے لکھ لے کہ میں نے ایکبار آنحضرت صلعم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے کہ پروردگار تو میری ان پانچ دعاؤن کو قبول فرمالے (اور تجھے خوب یاد ہو) کہ وہ پانچون دعائین تیرے خلاف تھین یہ سنکر معویہ ڈر گیا اور اوس نے حلفاً قسم کھائی کہ وہ بنی ہاشم کو آج سے برا نہ کہیگا

(اس مقام پر) بنی ہاشم اور بنی امیہ کی باہمی مفاخرت کا باب ختم ہو گیا)

انکشاف حقیقت

(مقدمہ)

مفاخرت بنی ہاشم پر تاریخ کی تصدیقی شہادت مفاخرت کے مذکورہ بالا مکالمات پر۔ عقائد کی کیفیات کو ہٹا کر۔ اگر محض تاریخی تصدیقات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ مروان۔ عمر عاص۔ زیاد ابن سمیہ اور خود معویہ کی زبانی محاسن۔ بنی امیہ کے مکالمات کی تلمیحات و اشارات۔ صریح زبردستی اور حکومت پرستی ہے۔ جسکو نہ واقعیت سے علاقہ ہے اور نہ اصلیت سے سروکار۔ عنوان واقعہ ہی میں معویہ نے پہلے حضرات بنی ہاشم کے مقابلہ میں اپنی کمزوری اور باہمی مکالمہ کی مجبوری کا اعتراف کر کے اپنی اور اونکی (تمام بنی امیہ کی) طرف سے انکشاف حقیقت کر دیا ہے۔ اس بنا پر معویہ اور بنی امیہ کے ضعف استدلال کی حقیقت تو یہیں سے معلوم ہو گئی لیکن اونکے حواشی کی غلط مدح سرائی اور حوصلہ افزائی نے ان مجالس مفاخرت کی بنیاد ڈالی اور نتیجہ میں ذلت و رسوائی اور ندامت و پشیمانی اوٹھائی۔

استحقاق مفاخرت معویہ۔ مروان۔ عمر عاص اور زیاد بن سمیہ وغیرہم نے اپنی مختلف تقریروں میں اپنی طرف سے جو اسباب و استحقاق مفاخرت پیش کیے وہ مجموعاً حسب ذیل پائے جاتے ہیں۔

(۱) بنی امیہ کا معرکہ جنگ میں عدیم المثال استقلال

(۲) معرکہائے جنگ میں بنی امیہ کے دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرے

(۳) فتوحات کے بعد مفتوحین کے ساتھ بنی امیہ کی خاص مراعات و رعایات

(۴) بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے حملات پر بنی امیہ کی فروگذاشت

(۵) بنی امیہ کی مہمان نوازی اور عام فیاضی

پہلی دلیل استحقاق ۔ پہلی دلیل بنی امیہ کی معرکہائے جنگ میں استقامت و استقلال ہے۔ اسکے اجمالی جواب میں۔ بدر۔ احد۔ خندق وغیرہ کے جنگی کارنامے شہادت تاریخی کے لئے کافی ہیں۔

دوسری دلیل استحقاق ۔ دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرات بھی بنی امیہ کے فتح مکہ کے دن ثابت ہو گئے۔

تیسری دلیل استحقاق ۔ اپنی قدیم شرافت پیش کر کے بنی امیہ کے موجودہ معارف کا یوں اظہار کیا جاتا ہے کہ زمانہ رسالت میں بنی ہاشم و بنی عبد المطلب (آنحضرت صلعم) کے ہاتھوں سے۔ بدر۔ احد۔ خندق اور فتح مکہ میں متواتر شکستیں کھا کر بنی امیہ نے جو نقصانات اوٹھائے اپنے دوران حکومت میں اونکا کوئی خیال نہیں کیا۔ بلکہ بخلاف اسکے عبد المطلب کو گویا معاف کر دیا۔ اسکے اجمالی جواب میں تو حضرت علیؑ کے ساتھ معویہ اور تمام بنی امیہ کی معرکہ آرائیاں صفین میں ستر لڑائیاں۔ مالک ابن اشتر کی زہر خورانی۔ محمد ابن ابی بکر کا قتل۔ پسران حضرت عبد اللہ ابن عباس کا کہیں ظالمانہ قتل۔ اسکے بعد خاص حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوانا تاریخی شہادات موجود ہیں

چوتھی اور پانچویں دلیل استحقاق ۔ بنی امیہ کی رعایات و مراعات۔ اونکی مہمان نوازی اور عام فیاضی کی نسبت امیہ اور ہاشم۔ حرب اور عبد المطلب کے واقعات عرب کی تمام تاریخوں میں محفوظ ہیں۔ وہی باہمی ترجیح و تفضیل کے فیصلہ کن ثابت ہوں گے۔

حقیقت کا تفصیلی انکشاف حقیقت میں نگاہوں میں یہ تمام فرمایان سفید جھوٹ ہے۔ حقیقت حال معاملہ کو برعکس

تبلاتی ہی - قبل و بعد اسلام ہر معرکہ جنگ میں ہمیشہ بنی ہاشم ہی کا استقلال تاریخوں سے ثابت ہے نہ بنی اُمیہ کا - ایام جہالت مگر قریب الاسلام زمانہ کا آخری قومی معرکہ - حلف الفضول ہے - ظالمان قوم کے ساتھ بنی امیہ تھے - بنی ہاشم نہیں - بالآخر میدان جنگ بنی ہاشم ہی کے ہاتھ رہا ابن ہشام ابن اثیر - طبری - اسلامی معارک میں فتح بدر سے لیکر فتح مکہ تک - ہر موقع اور ہر مقام پر بنی ہاشم ہی کا استقلال ثابت ہوتا ہے - اور بنی اُمیہ کا ہمیشہ فرار اسی سے انکے دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہروں کا بھی پورا اندازہ ہوجاتا ہے

اب رہا بنی امیہ کی وعدہ وفائی اور مہمان نوازی کی جگہہ انکی بدعہدی - کج خلقی - مظالم - بخالت اور سخت سود خواری کے واقعات عرب کی سیر و تاریخ میں بھرے پڑے ہیں - انکے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے محاسن اخلاق - استغنا - ایثار و احسان - اعانت مظلومین اور ضیافت و اکرام غربا و مساکین کی تفصیل میں دفتر کے دفتر طیار ہیں - پھر ان مشاہد تاریخی کے مقابلہ میں محاسن بنی امیہ کی بکواس کون سُنے گا جسکو اصلیت و واقعیت سے کوئی لگاؤ نہیں -

بنی امیہ کے ہاتھ سے بنی ہاشم کے عظیم نقصانات

جنگ بدر میں شیبہ - ربیعہ - ولید اور حنظلہ بن ابی سفیان کے قتل سے جسقدر بنی امیہ کو نقصان اوٹھانے پڑے تھے اتنے ہی آنحضرت صلعم کو بھی - ابوعبیدہ ابن حارث ابن عبدالمطلب - حارثہ ابن سراقہ - عمر ابن الحمام - عوف ابن حارث انصاری اور سعد بن خثیمہ کے پے در پے شہادت پانے اور ہمیشہ کے لیے چھوٹ جانے کی وجہہ سے صدمہ عظیم پہونچا تھا -

ابوعبیدہ کی شہادت کی تفصیلی حالات

اب ان شہدائے بدر کی شہادت کے تفصیلی حالات یہ ہیں -

جنگ بدر کے موقع پر کفار قریش سے حسب ذیل بنی ہاشم مقابل ہوے - حضرت حمزہ نے عتبہ سے مقابلہ کیا - ابوعبیدہ نے شیبہ سے اور حضرت علیؑ نے ولید سے - عتبہ کو حضرت حمزہ نے مار گرایا - ولید کو حضرت علی کی تیغ آبدار نے بسمل کر دیا - مگر شیبہ کی تیز دستی ابوعبیدہ کی ران پر زخم کاری لگا گئی - اور وہ زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے - انکے گرتے ہی حضرت حمزہ اور حضرت علی نے موقع پر پہونچکر شیبہ کا کام تمام کر دیا اور مجروح ابوعبیدہ کو اپنے کاندہوں پر اوٹھاکر خدمت رسول میں اوٹھا لاے - ابوعبیدہ کا زخم کاری تھا - اور کثرت سے خون جاری - ابوعبیدہ نے حاضر خدمت ہوکر نہ زخم کی تکلیف بیان کی اور نہ درد و تکلیف کی شکایت - جمال مبارک پر نظر کرتے ہی پوچھا تو یہ - یارسول اللہ کیا میں درجہ شہادت پر فائز نہیں ہوا آپ ذات خالق جان نثار رسالت اور طلبگار شہادت کو جواب میں ارشاد فرمایا - تم ضرور فائز بشہادت ہوے - زبان رسالت سے یہ بشارت سنتے ہی ابوعبیدہ کے چہرہ افسردہ اور روے پژمردہ پر اصلی فرحت اور ابدی اطمینان و راحت کے آثار نمایاں ہوگئے اور اوس کامل الایمان نے بطور یادگار عرض کی - یارسول اللہ ہمارے اور آپ کے چچا ابوطالب افسوس ہے کہ اسوقت زندہ نہیں - اگر وہ موجود ہوتے تو اس موقع پر وہ معترفانہ طور پر اقرار کرتے کہ اونکے اس شعر کا - جو حضور ہی کی مدح میں نظم کیا گیا تھا اصل مستحق میں ہوں وہ شعر یہ ہے -

ونسلمه حتى نصرع حوله　　ونذهل عن ابنائنا والحلائل

ہم اوسوقت تک محمد کو دشمنوں کے حوالہ نکرینگے جبتک کہ اونکے گرد لڑکر نہ مر جائینگے　　ہم محمد کے لیے اپنی بیٹوں اور اپنی بی بیوں کو بھول جائینگے

اوپر بیان ہوچکا ہی کہ انکا زخم کاری تہا - جنگ بدر سے واپسی میں منزل روحا پر پہونچکر یہ مجاہد جان نثار انتقال کر گیا اور یہ شہید راہ خدا وہیں مدفون کر دیا گیا - صحیح بخاری باب التفسیر میں ہے

عن قيس بن عباد قال قال علی انا اول من يجثو بين يدی للخصومة يوم القيامة قال قيس وفيهم نزلت هذان خصمان اختصموا فی ربهم الخ قال هم الذين تبارزوا يوم بدر حمزة وعلی وعبيدة

قیس ابن عبادہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ میں قیامت کے دن سب سے پہلے اپنا جھگڑا پیش کرونگا - قیس کہتے ہیں کہ یہ آیت - دو مدعی اپنے رب کے واسطے ہیں - اون لوگوں کے واسطے نازل ہوئی ہے جو جنگ بدر میں لڑے اور

من المؤمنین وعتبۃ وشیبۃ وولید بن عتبۃ من الکافرین — وہ حمزہ علی اور ابو عبیدہ مومنین سے تھے اور عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کافرین سے تھے

حارثہ بن سراقہ کی شہادت

علامہ زرقانی انکی شہادت کی یون تفصیل کرتے ہین۔

حارثہ بن سراقہ یا خراشہ لشکر اسلام کی صفون مین گھوم گھوم کر دیکھتے تھے کہ کون شخص مقابلہ کیلئے نہین نکلتا ہے۔ اس اثنا مین ایک تیر اوڑتا ہوا آیا انکے وسط حلق پر بیٹھا اور یہ جان بحق تسلیم ہو گیے۔ انکی غریب مان ام ربیع یہ حال دیکھکر انحضرت صلعم کے خدمت مین دوڑی آئین اور عرض کرنے لگین۔ آپ ارشاد فرمائین۔ اگر حارثہ بہشت مین داخل ہو گیا ہے تو پھر مین صبر کرکے خوش ہو جاؤن۔ ورنہ آپ دیکھ لینگے مین دشمنون کے ساتھ کیا کرونگی۔ آپنے فرمایا بہشت ایک نہین ہے بلکہ اوسکے متعدد درجے ہین اور حارثہ اوس درجہ بہشت مین ہے جسکو جنت الفردوس کہتے ہین۔ یہ روایت صحاح کی ہے

عمر ابن الحمام کی شہادت

ابن ہشام جلد دوم ص ۱۰ طبری ۱۳۲۴ زرقانی ص ۳۶ مین انکے حالات شہادت یون لکھتے ہین۔

جب انحضرت صلعم نے ان الفاظ مین لشکر اسلام کو قتال کفار پر تاکید فرمائی کہ مجھ اوس خدا کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ جو شخص صبر و تحمل سے اور ضبط و خاموشی سے قدم آگے بڑہاتا ہو۔ بھاگنے کے لئے پیچھے نہ ہٹتا ہو۔ قتل کیا جاےگا تو وہ یقینی بہشت مین داخل ہوگا۔ عمر ابن الحمام اوسوقت اپنے ہاتھ مین کھجورین لئے کھا رہے تھے۔ کہنے لگے واہ واہ آپ تو میرے داخلہ جنت مین کوئی شئے حائل نہین ہو سکتی۔ مین تو خوش ہون۔ یہ قوم مجھے مار ڈالے۔ یہ کہکر کھجورین پھینکدین اور تلوار لیکر لشکر کفار مین جا پڑے اور یہ رجز پڑہنے لگے۔ مین تو اپنے خدا کے پاس بغیر کسی توشہ کے جاتا ہون اور میرے پاس کوئی توشہ نہو لیے تقوے۔ عمل آخرت۔ جہاد فی سبیل اللہ و مصائب پر صبر کے کچھ اور نہین ہے یہ کہکر غنیم سے مقابل ہوے اور شہید ہو گئے۔ رحمتہ اللہ علیہ رحمۃً و اسعۃً۔

عوف ابن حارث کی شہادت

طبری نے انکی تفصیلی روئداد شہادت یون لکھی ہے۔

جنگ کی عین گرم بازاری مین جب طرفین سے شدید حملے ہو رہے تھے عوف ابن حارث آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر تھے ایکبارجوش شجاعت اور فرط خلوص و عقیدت سے سرشار ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ صلعم۔ بندہ کی کون سی ادا پروردگار کو خوش کرتی ہے ارشاد ہوا کہ بغیر سلاح جنگ کے دشمنان خدا سے برہنہ ہو کر لڑنا۔ یہ سنکر عوف نے سلاح جنگ جو پہنے ہوے تھے اوتار کر پارہ پارہ کر ڈالے۔ برہنہ جسم ہو کر تلوار لی اور کفار سے لڑنے لگے۔ یہان تک کہ فائز بشہادت ہوے۔ طبری ۱۳۲۳ جزن

سعد بن خزیمہ کی شہادت

سعد بن خزیمہ طبقہ نقبا مین داخل تھے۔ عقبہ اولی مین مشرف باسلام ہوے تھے خود صحابی تھے۔ صحابی کے بیٹے تھے۔ خود شہید تھے۔ اور شہید کے بیٹے تھے۔ انکو عمر ابن عبد ود نے شہید کیا زرقانی مطبوعہ مصر ص ۵۳۵

ان واقعات تاریخی سے استقلال۔ دلیرانہ تظاہرات اور کریمانہ تحمل و رضا بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کا ثابت ہے نہ بنی امیہ کا

غزوۂ کدر مین بنی امیہ کے قزاقانہ حملے

جنگ بدر کے بعد ابو سفیان رئیس بنی امیہ کا ایک قزاقانہ حملہ غزوہ کدر یا غزوۃ السویق کی صورت مین واقع ہوا جسکے تفصیلی حالات حسب ذیل ہین۔

ابو سفیان قصاص بدر کیلیے بیچین ہو رہا تھا۔ اوس نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک اہل اسلام سے کشتگان بدر کا انتقام نہ لیگا

نہ غسل جنابت کریے گا۔ نہ کپڑے بدلے گا اور نہ سر مین تیل ڈالے گا۔ اوسکا اضطراب قصاص اوسکو ایسا ہی بیتاب بنایے تھا کہ شکست بدر کے بعد ہی دو سو سوارون کے ساتھ مدینہ تک چڑھ ایا۔ لیکن اب اسلام کے سو پہ پر چڑھ آنا آسان نہین تھا۔ بلکہ اب اوسکے سامنے آنے مین پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت تھی۔ اسوجہ سے ابو سفیان مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر چاہ کدر (قرقرۃ الکدر) پہ اوتر پڑا۔ اسلام کی طرف سے یہود کی بیدلی اور بدعہدی کی خبر اوسے مل چکی تھی اسلئے اوسنے یہودیون سے پہلے استفسار حالات اور نیز اونکو اپنا ہمخیال و ہم آہنگ بنالینے کی تدبیر سوچی۔ چنانچہ وہ رات کی تاریکی مین چھپکر مدینہ پہونچا۔ سب سے پہلے حیی ابن اخطب کے گھر آیا۔ رات زیادہ گئی تھی۔ اوسکے گھر کے کواڑ بند ہوچکے تھے کھل نہ سکے۔ مجبور ہو کر سلام بن مشکم کیگھر گیا جو یہودان بنی نضیر کا سردار اور تمام یہودیون کے خزانون کا امانتدار تھا۔ دروازے پر دستک دی کواڑ کھلے۔ سلام نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ بڑے اکرام و احترام سے مہمانی کی۔ عمدہ عمدہ کھانے پکوایے۔ کھانیکے بعد رات بھر بادہ نوشی کی صحبت جمی رہی اور اسی صحبت مین اصل مدعا پر بھی گفتگو ہوتی رہی۔ سلام بن مشکم نے ابو سفیان کے تمام مفسرات کا جواب دیا اور اسلام کو متعلق ہر ہر خبر نہایت کی اطلاع دی۔ لیکن آخر مین یہ بھی کہدیا کہ ابھی مقابلہ و مقاتلہ کا وقت نہین ہے۔ تھوڑا اور توقف کرنا چاہیئے۔

ابو سفیان علی الصباح مدینہ سے چلکر اپنی فرودگاہ۔ چاہ کدر پر پہونچگیا۔ عرب مین اپنی عہد کا پورا کرنا ایسا فرض تہا کہ کسی وقت و حالت مین وہ چھوڑا نہین جاسکتا تھا۔ ابو سفیان چونکہ قصاص بدر کا عہد کر کے آیا تہا اوسکو جزوی یا کلی طور پر ادا کرنا واجب تہا اسلیئے اوس نے کدر سے ملی ہوئی مسلمانون کی بستی عریض پر حملہ کر دیا۔ عریض مین انصار کے چند قبائل آباد تھے۔ ایک مرد انصاری سعد ابن عمر کو جان سے مار ڈالا اور انصار کے چند مکانات جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے۔ مویشیون کے چارے کے انبار مین بھی آگ لگا دی اور اونکو بھی بیکار و ضائع کر دیا اور اس طریقے سے اوس نے گویا جزوی طور پر اپنی قسم کو پورا کر دیا

سیرۃ النبی مین شبلی صاحب نے صرف سعد ابن عمر کا قتل لکھا ہے۔ لیکن ابن ہشام اپنی سیرت مین اوسکے حلیف کا قتل کیا جانا بھی لکھتے ہین۔ اس بنا پر ابو سفیان نے بلا سبب انصار کے دو آدمیون کا خون ناحق کر ڈالا ابن ہشام ج ۲ ص ۴۹ مصر

قرقرۃ الکدر کا واقعہ تو ابو سفیان اور بنی امیہ کی کھلی قزاقی تھی۔ جسکو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہمیشہ روکتے اور منع کرتے رہے اور اسوقت بھی اونکے یا یہ افتخار۔ رسول ہاشمی۔ نبی مطلبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہین مظالم و مفاسد کے امتناعی احکام کی منجانب اللہ تبلیغ و تعلیم فرما رہے تھے بدر کیطرح اس واقعہ مین بھی جو کچھ نقصان جان و مال ہوا وہ بنی ہاشمیون کا یا اونکے آدمیون کا۔ بنی امیہ کی درگذر کر دینے والی صفت خاص کا تو اسی واقعہ سے پورا مظاہرہ ہو رہا ہے کہ جنگ بدر کے جذبات قصاص اور جوش انتقام مین ابو سفیان دیوانہ بنے ہوئے تھے اپنی زندگی کے تمام کامون کو ترک کیے بیٹھے تھے۔ جیسا کہ آغاز واقعہ مین تفصیل سے قلمبند ہوچکا ہے۔ کیا کوئی عقل کھکر کہہ سکتا ہے کہ درگذر کرنے والے کی یہی صورت ہوتی ہے۔

جنگ احد

جنگ احد مین تو خوش قسمتی سے کسی بنی امیہ کی نکسیر تک نہ پھوٹی۔ شامت اعمال اور شوم بختی سے جو گذند پڑنیوالی تھی وہ اکیلے بنی عبد الدار کے علمدارون پر گذر گئی۔ حضرت علی کی ذو الفقار نے مردون سے لیکر اونکی عورتون تک کا ایسا صفایا کر دیا کہ میدان جنگ مین اس شجرہ خار دار کا ایک تنکا تک باقی نہ رہا۔ ان واقعات کے اعتبار سے جنگ احد مین تو بنی امیہ کو بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے مقابلہ

مین کوئی نقصان ہی اوٹھانا نہین ہوا - اسلیئے جنگ اُحد کے متعلق اونکو کسی نقصان یاد رکھنے کا کوئی حق ہی نہین ہے - لیکن بخلاف انکے بنی مطلب کو بنی اُمیہ کے افسر خاندان - اور بقول شبلی صاحب کے - قریش کے سپہ سالار اعظم - ابوسفیان کی حسن تدبیر اور اونکی اہلیہ (سُبّرِنّاف) ہندہ کی کرشمہ تدبیر سے جو ناممکن الوصول نقصان پہونچا - وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی افسوسناک شہادت ہے - اسکے بعد مصعب ابن عمیر ہاشمی کا قتل - حنظلہ ابن الربیع - عمارہ ابن زیاد اور نضر ابن مالک کے خون ناحق ہین - تاریخ کی اس فہرست مصدقہ کو دیکھکر تو ہر شخص سمجھ لیگا کہ ابوسفیان اور بنی امیہ کے نقصانات سے تو بنی عبدالمطلب اور آنحضرت صلعم کے نقصانات و صدمات کا پلہ کہین بھاری ہے -

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی شہادت

حضرت حمزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا تھے - سن مین تقریباً آنحضرت صلعم کے برابر اور رضاعی بھائی تھے - دونو صاحبون نے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودہ پیا تھا - حضرت حمزہ کچھ دنون تک کتمان ایمان فرماتے تہے - آخر کار ایکدن خانہ کعبہ مین برسرعام اپنے اسلام کا اعلان فرمایا - واقعہ یون ہوا کہ حضرت حمزہؓ کا مذاق خاص سپہ گری اور شکار افگنی تہا - تمام تمام دن شکار کھیلتے تہے - شام کو گھر واپس آتے تہے - پہلے حرم مین جاتے تھے - طواف بجالاتے تہے - رؤسائے قریش حرم مین الگ الگ دنگل جمائے بیٹھتے تھے - حضرت حمزہ سب سے صاحب سلامت کیا کرتے تہے - کبھی کسی کے پاس بیٹھ بھی جاتے تھے - اسطریقہ سے سب سے یارانہ تھا اور سب لوگ انکی قدر و منزلت کرتے تہے - آنحضرت صلعم کے ساتھ مخالفین جس بیرحمی سے پیش آتے تہے وہ انکی نگاہون سے دیکھا نہین جاتا تھا - ایکدن ابوجہل نے روبرو آنحضرت صلعم کے ساتھ گستاخی کی (طمانچہ مارا) - ایک کنیز دیکھ رہی تھی - حضرت حمزہ آئے تو اوس نے تمام ماجرا کہہ سنایا - حضرت حمزہ غصہ سے بیتاب ہوگئے - تیر و کمان لئے حرم مین چلے آئے اور ابوجہل سے فرمایا - مین مسلمان ہوگیا ہون - یہہ کہتے ہوئے اوسکے سر کے قریب آگئے اور اپنی کمان سے اوسکے سر پر ایسی ضرب شدید لگائی کہ اوسکا سر پھٹ گیا اور پھر تاکید کے لحاظ سے فرمایا کہ دیکھ - تو نے جسکو آج مارا ہے مین آج سے اوسکے دین مین داخل ہوگیا -

حضرت حمزہ کی تفصیلات شہادت بنی امیہ کے اون غلط دعوی کی پوری تردید کرتی ہین جسمین اونھون نے لغوانہ اور مشہورانہ طور پر بنو عبدالمطلب کے ہاتھون سے بنوامیہ کا مصائب اوٹھانا بیان کیا ہے - جیسا کہ حضرت حمزہؓ کی شہادت کے تفصیلی حالات سے حسب ذیل ثابت ہوتا ہے -

وحشی حضرت حمزہؓ کے قاتل کا خود بیان ہے کہ علاوہ اسکے کہ مکہ مین ہندہ اور میرے درمیان قتل حمزہؓ کے متعلق وعدہ وعید ہو چکے تہے تاہم مکہ سے احد مین آتے وقت رستہ بھر مین جہان جہان مجھے ہندہ سے ملنے کا اتفاق ہوا وہ مجھکو برابر اس امر خاص کا خیال دلاتی جاتی تھی اور تاکید شدید کرتی جاتی تھی - یہان تک کہ روز احد جب سباع غبشانی کو قتل کرکے حضرت حمزہ آگے کی صفون مین بڑھے تو مین آپ کی تاک مین لگا ہوا تھا - اپنا چھوٹا سا نیزہ جسے زبان حبش مین حربہ کہتے مین پھینک کر مارا وہ آپ کے وسط ناف مین لگا اور پار ہوگیا - حضرت حمزہؓ نے مجھپر اپنی تلوار کا وار کرنا چاہا - لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی

لاش حمزہؓ پر مظالم

وحشی اسکے آگے بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حمزہؓ کا کام تمام ہوگیا - تو مین اونکی لاش سے کچھ دور ہٹ کر کھڑا ہوگیا اور انتظار کرنے لگا کہ جب آپ بالکل ٹھنڈے ہو جائین تو مین پاس سے اوٹھون - اتنے مین کچھ مسلمان انکی لاش کے پاس آگئے اور اونھون نے اونکی کیفیت سے ابو عمارہ کہکر پکارا - لیکن وہ بالکل ختم ہو چکے تھے کچھ نہ بولے - مین دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا

پکارنے پر بھی انکے نہ بولنے سے مین سمجھ گیا کہ اب یہ بالکل ٹھنڈے ہو گئے اس اثنا مین لوگ انکی لاش کے پاس سے چلے گئے - تو مین پھر پہونچا اور مین نے ناف چیر کر اپنا حربہ نکال لیا اور پھر اوس سے انکی سینہ کو چاک کیا - اونکے جگر کو نکالا اور وہ جگر خون آلود لئے ہوے سید ھا ہند کے پاس چلا آیا اور کہنے لگا - لے - یہ تیرے باپ کے قاتل کا خون جگر آلودہ ہے - ہندہ کی خوشیون کی حد نہ تھی -

حضرت حمزہؓ کی لاش پر ہندہ کے خاص مظالم

ہندہ نے بڑے شوق سے اوس جگر خونچکان کا ہدیہ کو وحشی کے ہاتھون سے لے لیا اور اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا گئی - مگر بنی اُمیّہ کی اس کالی مائی سے عبدالمطلب کے لخت جگر کا خون ناحق ہضم نہو سکا - فوراً استفراغ ہو گیا اور وہ جگر کے ٹکڑے مونہہ سے باہر نکل آیے - اس شریر النفس نے پھر اونکو اوٹھا کر دھویا اور ہار بنا کر گلے مین پہن لیا -

لاش کے ساتھ خاص مظالم

وحشی کا بیان ہے کہ ان وحشیانہ حرکتون کے بعد ہندہ نے بڑی کشادہ دلی سے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس حسن خدمت کے صلے مین ایک جوڑا کپڑا اور اپنے زیور مجھے دیدئے اور مزید وعدہ یہ کیا کہ مکہ پہونچکر دس ہزار دینار سرخ تجھے اور انعام مین دونگی - لیکن اب میری آخری تمنا یہ ہے کہ تو مجھے حمزہ کی لاش پر لے چل تو جو کچھ آرزو دلمین باقی رہگئی ہے وہ بھی نکال لون الغرض مین اوسکو حمزہ کی لاش پر لے آیا اوس بیرحم نے آپ کے مردہ کی ناک کاٹی - پھر دونو کان کاٹے اور نہایت احتیاط سے اونکو اپنے ہمراہ مکہ لیتی گئی - روضۃ الاحباب ص ۲۸۰

حضرت حمزہؓ کی شہادت پر آنحضرت صلعم کا حزن و ملال

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حمزہ کی شہادت سے کتنا نقصان عظیم اور انکی مفارقت سے کیسا صدمہ شدید پہونچا ہوگا جو خاصکر ام بنی امیہ ہندہ کی خاص کرتوت ثابت ہوتی ہے - اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے

خاتمہ جنگ پر شہدائے احد کی تلاش ہوئی - سب سے پہلے حضرت حمزہؓ کی لاش ڈھونڈھی گئی - ایک انصاری صحابی تجسّس مین بھیجا گیا - جب اوسکے آنے مین دیر ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو تلاش کیلئے بھیجا جب یہ لاش پر پہونچے تو دیکھا وہ عقیدتمند مرد انصاری اوس جسم صد پارہ اور پیکر شگافتہ پر کھڑا رو رہا ہے - اپنے عم محترم کی لاش کی یہ بیحرمتی دیکھکر حضرت علی مرتضیٰؑ بھی دیر تک اشکبار رہے - پھر جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر روداد عرض کی - آپ کے بھی حزن و ملال کی کوئی انتہا نہین تھی - فوراً اوٹھے اور حضرت حمزہ کی لاش پر تشریف لائے اور دیر تک اشکبار رہے حضرت حمزہؓ سے آپ کو کمال اُنس تھا - لاش کی بیحرمتی دیکھکر آپنے ارشاد فرمایا - مجھے آجتک کسی مقام کے مشاہدے نے ایسا خشم آلود نہین کیا ہے جیسا اس مقام کے منظر نے - مصلح قدرت نے فوراً پیام تسکین بھیجا -

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ

اگر تم ایسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی (تو برابر کی ہو جائے گی) - لیکن صبر کرلو - صبر کرلینا صبر کرنے والون کے لئے ہر حال بہتر ہے - صبر کرلو - اور تمہارا صبر تو خدا کے لئے ہے - اور (ان مصیبتون پر) ملول نہو اور (ناروا) غم و آلم مین آلودہ نہو -

آپ نے یہ حکم الٰہی سنکر فوراً صبر فرمالیا اور ستّر بار اپنے عم مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائی

بہن بھائی کی لاش پر

حضرت صفیہ کو بھائی کی شہادت کی خبر مل چکی تھی - بھائی کے درد سے بیچین ہو کر دوڑی چلی آتی تھین - زبیر اونکے لڑکے پاس کھڑے تھے - حکم دیا کہ ماں کو جاکر راہ مین روک لو - بھائی کی لاش کو اس حالت خراب سے دیکھنے کی تاب نلائین گی زبیر ابن العوام دوڑے - ماں کو روکنا چاہا - لیکن وہ نہ رکین - بیٹے سے اتنا کہا کہ مین کچھ بھی نکرون گی - صرف بھائی کے آخری دیدار کو دیکھکر چلی آونگی - چنانچہ یہ معظمہ بھائی کی لاش پر آئین - اور جو کہا تھا وہی کیا - بھائی کی لاش صد چاک کو دیکھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر ہٹ آئین - ہٹنا تھا کہ غم و الم اور صدمہ و ملال کا آسمان ٹوٹ پڑا - دھاڑین مار مار کر رونے لگین اور اونکے ساتھ جناب سیدہؑ اور دیگر خواتین ہاشمیہ ملکر فریاد و زاری کرنے لگین - جناب رسولخدا صلعم سے بھی ضبط نہو سکا - اوس نوحہ خوان گروہ نسوان کی طرف مخاطب ہوے اور حضرت

صفیہ سے خطاب کرکے صداے غم آلود کے ساتھ ارشاد فرمایا

یا عمتی لن اصابت بمثلک ہذا — اے عمہ آپ سے بڑھکر کوئی دوسرا مصیبت زدہ نہوگا

افسوس ہے مسلمان ساٹھ ہی برس مین رسول اللہ صلعم کے اس تبلائے ہوے آداب تعزیت اور مقتضیات اخلاق و ہمدردی کو بھول گیے — میدان کربلا مین فوج قریش سے کہین زیادہ مسلمانون کی جمعیت موجود تھی مگر اتنی کثیر تعداد مین کسی فرد واحد کو اتنی توفیق نہوئی کہ نور دیدۂ مصطفیٰ جگر گوشۂ فاطمہ زہرا۔ حضرت زینب کو اپنے مجروح و مقتول بھائی کی لاش صد پارہ پر آنیسے روک لیتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اسکے بعد جناب رسولخدا صلعم نے ادن مخدرات علیا سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے صفیہؓ۔ اے فاطمہؓ۔ بشارت ہو کہ جبرئیل نے آکر مجھکو یہہ مژدہ سنایا ہے کہ ملاء اعلےٰ نے حمزہؓ کو۔ اسد اللہ و اسد رسولہ کے لقب خاص سے مشہور و مرقوم کیا ہے

مصعب ابن عمیر ہاشمی کی شہادت

مصعب ابن عمیر ابن عبد مناف ابن ہاشم ابتدا مین نہایت خوشحال و مالدار تھے اور نہایت عیش و آرام سے مکہ مین انکی سواری جلوس کے ساتھ نکلا کرتی تھی۔ جسم پر ہمیشہ قیمتی لباس ہوا کرتا تھا کبھی کسی نے انھین معمولی لباس مین نہین دیکھا۔ لیکن جب اسلام سے مشرف ہوے تو ان تمام ظاہری اور فانی نمائشات کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ پھر تو انکی یہ حالت ہوگئی کہ جب مدینہ مین خدمت تبلیغ پر مامور ہوکر آیے تو تمام گلیون اور کوچون مین صرف کمل کا ایک ٹکڑا کمر سے لپیٹے اور دوسرا گاندھے پر ڈالے دین خدا کی منادی کیا کرتے تھے۔ اسلام مین زاہد اصلی اور مجاہد حقیقی کی یہی شان ہے۔ عقبہ ثانیہ مین انصار مدینہ کی درخواست پر کہ اونکو ایک معلم اسلام کی سخت ضرورت ہے۔ مصعب ابن عمیر کو مقرر فرماکر انحضرت صلعم نے اونکے ہمراہ کردیا۔ انکی خدمات کی تفصیل ہم اسوۃ الرسولؐ جلد دوم ص ۲۸۷ مین لکھ چکے ہین۔ اونکو اعادہ کی ضرورت نہین۔ اتنا مختصراً لکھدینا کافی ہوگا کہ یہ مصعب ابن عمیر ہی کی حسن تدبیر تھی کہ مدینہ کے تمام بڑے بڑے انصار کے قبیلے مثل۔ بنی ظفر اور بنی عبد الاشہل وغیرہم کے نہایت اسانی سے دائرۂ اسلام مین داخل ہوگیے۔

اکثر مورخین و محدثین کے قول کے مطابق جنگ احد مین علمدار تھے۔ اغاز سے خاتمۂ جنگ تک یہہ غنیم سے مقابلہ و مقاتلہ مین اپنی شجاعت و دلیری اور ہمت و جرات کی لاجواب مثالین قائم کررہے تھے۔ کفار کی صفون کو درہم و برہم کرکے قلب لشکر مین دور تک بڑھ گیے تھے — وقت برابر ہوچکا تھا۔ ابن قمیہ کی زد پر اگیے۔ زخم کھا گیے اور شرف شہادت پاگیے۔ انحضرت صلعم سے بہت مشابہ تھے۔ ابن قمیہ نے مصعب کو رسول اللہ سمجھکر شہادت رسولؐ کی غلط افواہ مشہور کردی۔ جناب رسولخدا صلعم انکی خبر شہادت سنکر بہت محزون و ملول ہوے اور آدمی کو بھیجکر حضرت علی مرتضیٰ سے کہلا بھیجا کہ لشکر کا علم لیکر اگے بڑھین۔ ابن ہشام ج ۲ ص ۸۱

حضرت حمزہؓ کے دفن سے فراغت پاکر آنحضرت صلعم انکی تکفین و تدفین مین معروف ہوے۔ مصعب ابن عمیر مرحوم طویل القامت تھے اتفاق سے کفن کی چادر چھوٹی تھی۔ سر چھپایا جاتا تھا تو پاؤن کھلے رہتے تھے اور پاؤن چھپایے جاتے تھے تو سر کھلا رہتا تھا۔ بالآخر سر سے چادر ڈالدی گئی۔ پاؤن کھلے رہگیے۔ اونکو گھاس سے پوشیدہ کردیا گیا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

حنظلہ بن سعد الربیع کی شہادت

سعد ابن الربیع جوانان انصار مین تھے۔ اسلام کے جان نثار کامل تھے اور وفادار خالص۔ جنگ احد مین آغاز سے لیکر انجام تک شرط وفاداری اور فرض جان نثاری پر قائم رہکر فائز بشہادت ہوے اور اس قیامت خیز ہنگامہ مین کسی کو بھی انکی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اور نہ یہہ معلوم ہوسکا کہ انکا قاتل کون تھا۔ میدان جنگ سے دشمنون کے چلے جانیکے بعد جب شہدائے احد کی تلاش ہوئی تو یہہ بھی ڈھونڈھے گیے۔ تو ایک مرد انصار کو یہہ جانباز اسلام دم توڑتا ہوا ملا (طبری) اور ابن ہشام اس عقیدتمند اور خالص وفادار کی آخری تقریر ان الفاظ مین تحریر کرتے ہین —

وہ بزرگ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے انہیں کشتوں میں پڑا ہوا پایا۔ اسوقت تک انہیں میں کچھ جان باقی تھی میں نے پکار کر کہا کہ اے سعد مجھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسلیئے بھیجا ہے کہ تمہیں تلاش کروں کہ تم زندوں میں یا مردوں میں۔ سعد بولے میں تو مردوں میں ہوں لیکن مہربانی فرما کر رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ خدا تعالے آپ کو جزائے خیر دے۔ جو کسی نبی کو اوسکی امت کیطرف سے دی گئی ہو اور قوم کے لوگوں کو بھی میری طرف سے سلام کہنا اور کہدینا کہ سعد کہہ گیا ہے کہ جبتک تم لوگوں میں ایک آنکھ جھپکنے والی باقی ہے اسوقت تک اگر دشمن نبی صلعم کے قریب پہونچگیا تو خدا کے حضور میں کیا عذر پیش کروگے۔

عمارۃ ابن زیاد کی شہادت یہ وفادار انصار آغاز جنگ سے خاتمہ تک فائز فی الجہاد رہا۔ اور آخر کار فائز شہادت ہوا اسکی شہادت کی خبر پہونچی تو جناب رسول خدا صلعم نے شفقت خاص سے اسکی لاش حضور میں اوٹھوا منگائی۔ جب لوگ انکی لاش اوٹھالائے تو فرمایا قریب لاؤ جب قریب لائے تو ارشاد ہوا اور قریب لاؤ یہانتک کہ انکی لاش آپ کے قدموں سے بالکل مل گئی اور وہ اپنے رخسار قدم رسول صلعم پر رکھکر جان بحق تسلیم ہوگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ طبری ۳۰۳

انس بن نضر کی شہادت انس ابن مالک خادم رسول اللہ صلعم کے چچا انس بن نضر جنکے گروہ منہزمین اسلام کو جنگ کفار پر غیرت دلا کر۔ فوج کفار کی گھنی صفوں میں نہایت شوکت و شان سے گھس پڑے اور لڑتے لڑتے فائز بشہادت ہوئے۔ کفار نے انکو تلواروں سے اتنا چور کردیا تھا کہ لاشوں کے جانچنے کے وقت انکی لاش کو کوئی نہ پہچان سکا۔ بالآخر انکی مصیبت نصیب بہن نے ہاتھ کی انگوٹھی سے پہچانا۔

جنگ خندق یا احزاب

جنگ احد کے بعد ہی اگرچہ کفار قریش کے مدبر سامان ابوسفیان کے ارادے پست اور ہمت شکست ہو چکی تھی اسلام یا بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی منتقمانہ ابداء سے تاب مقاومت باقی نہیں تھی۔ لیکن اس غیر تمدار سپہ سالار لشکر کفار نے۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ کے قول کے مطابق ایک حرکت مذبوحی دکھلا کر اپنی آخری قسمت آزمائی کرنی بدر و احد کے گذشتہ معرکوں کے بعد۔ جنگ خندق یا جنگ احزاب بنی امیہ یا قریش مکہ کی آخری جنگ تھی اسی جنگ میں ابوسفیان۔ عمر عبد ود سے پہلوان۔ عرب کو رستم دستان کو چڑھا لائے تھے مگر نتیجہ میں سوائے محرومی و ناکامی کے کچھ نصیب نہوا اور پھر حضرت علی مرتضی کی ذوالفقار نے ابوسفیان کے رستم دستان کو میدان قتال میں برزال کیطرح پامال کردیا۔ بالتفصیل جنگ منظور نہیں۔ موضوع بحث سے مقصود ہے۔ اس جنگ میں بھی ابوسفیان کا خس بھر بھی نقصان نہیں ہوا بنی امیہ کے کسی فرد واحد کے خراش بھی نہیں آئی جسکے لئے یہ اپنے مقابل بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کو درگذر کرتے سطن آپ کے مفسدانہ اور مخالفانہ بندوبست اور انقطاع رسد رسانی کے انتظام سے کامل مہینہ بھر تک مدینہ اور مدینہ والوں پر عموماً اور جناب رسول خدا صلعم پر خصوصاً بھوک پیاس۔ لشکر کی فاقہ کشی اور عالمگیر قحط سے جو مصیبتیں اور دشواریاں اسلام کے معاملات میں واقع ہوئیں وہ آنحضرت صلعم کے نقصانات کو پورے طور سے ثابت کرتی ہیں اور پھر انھیں مصائب کے ساتھ سعد ابن معاذ کے ایسے جان نثار اور وفادار کی شہادت و مفارقت آپ کے قلبی صدمات کے ثبوت میں موجود ہے۔ جب (اس جنگ میں) بنی امیہ کا کوئی نقصان جان و مال بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ہاتھ سے ثابت نہیں تو درگذر اور عفو و احسان کا اظہار محض لغو اور بیکار ہے۔

سعد ابن معاذ کی شہادت سعد ابن معاذ رئیس انصار اور اسلام کے جان نثار تھے۔ انکی شہادت کی تفصیلی کیفیت یہ ہے۔ حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ خندق کے روز جس قلعہ میں ہم پناہ گزین تھے اوس میں سعد بن معاذ کی ماں بھی تھیں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میں قلعہ کے باہر نکل کر پھر رہی تھی۔ عقب سے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی مڑکر دیکھا کہ سعد ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے جوش کی حالت میں بڑی تیزی سے بڑھے جاتے ہیں اور یہ شعر زبان پر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے ذرا ٹھہرجا لڑائی میں ایک اور شخص پہونچ جائے وقت جب آگیا تو موت سے ڈر کیا ہے۔ سعد کی ماں نے سنا تو کہا بیٹا دوڑکے جا۔ تو نے دیر لگادی سعد کی زرہ اتنی چھوٹی تھی کہ انکے دونوں ہاتھ باہر تھے حضرت عائشہ نے سعد کی ماں سے کہا کاش سعد کی زرہ ذرا اور لمبی ہوتی اتفاق کہ ابن العرقہ نے تاک کر کھلے ہاتھ پر تیر مارا کہ اکحل کی رگ کھل گئی رفیدہ ایک خاتون تھیں جو اپنے پاس دوا بھی رکھتی تھیں اور زخم مرہم پٹی بھی کرتی تھیں انکا خیمہ مسجد رسول میں خندق کے غزوہ کے بعد کھڑا کردیا گیا تھا اور یہ سعد کا علاج کرنے لگیں آنحضرت صلعم نے خود دست مبارک سے مشقص لیکر داغا پھر ورم آگیا۔ دوبارہ پھر داغا فائدہ یہ ہوا بنی قریظہ کے بعد یہ زخم کھل گیا اور افسوس نے وفات پائی۔ سیرۃ النبی جلد اول ۱۱

ہم نے پوری تفصیل سے اون تمام معارکہائے جنگ کے تفصیلی حالات لکھدئے جو بنی امیہ کیطرف سے بالکل جارحانہ اور مخالفانہ طور پر بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب پر کئے گئے تھے لیکن انمیں سے کسی ایک جنگ میں بھی یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ بنی امیہ کو بنی عبد المطلب کے مقابلہ میں سخت سے سخت نقصانات اٹھانے ہوئے۔ بلکہ اسکے خلاف بنی عبد المطلب کو بنی امیہ کے ہاتھوں ہر معرکہ میں ناقابل تلافی مصائب اٹھانے پڑے۔ اسکے علاوہ تمام تاریخ و سیر کی اسلامی کتابیں کیا بلکہ مخالفین اسلام کی تالیفات تک اس امر کا اعتراف کرتی ہیں کہ بنی امیہ کی تمام لڑائیاں جارحانہ تھیں۔ اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے تمام جہاد مدافعانہ تھے اور خاص الخاص اصول حفاظت خود اختیاری پر مبنی تھے اس بنا پر جب بنی ہاشم کیطرف سے کسی جنگ میں نہ سبقت ثابت ہوتی ہے اور نہ شدت تو پھر درگذر کس زیادتی سے کی گئی اور معافی کس جرم کی دی گئی ہم عنوان بحث میں لکھ چکے ہیں کہ مروان کی یہ منطق معکوس سی معلوم ہوتی ہے حقیقت حال اسکے خلاف ہے۔ مروان اور جملہ بنی امیہ کے دعووں کے خلاف بنی ہاشموں کی درگذر۔ عفو جرائم رعایت و اشفاق خاص جو حاکم بنی امیہ کے ساتھ ملحوظ رکھے گئے ثابت ہوتے ہیں جنکو ہم انشاء اللہ آخر بحث میں پوری تفصیل سے قلمبند کرینگے۔ اسلئے کہ ہم کو اپنے موجودہ سلسلہ کلام میں کوئی بے ترتیبی پیدا کرنا پسند نہیں مروان یا بنی امیہ کا یہ دعوے کہ ہم نے اون پر یعنی بنی ہاشم پر حملہ کیا ہم اون پر غالب رہے ہم اونسے لڑے اور اون پر فتح پاکر اونکے مالک ہوگئے اور اب ہمکو اختیار ہے چاہیں اونکو تباہ کردیں چاہے اونپر سختی کریں اونکی نخوت و انانیت کے مظاہرات ہیں اور واقعات کے اعتبار سے یہ بھی خالی از لغویات ہیں اور حقیقت حال انکے خلاف ہے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے مایہ ناز حضرت حمزہ پر قابو پاکر جو جاہلانہ اور وحشیانہ سلوک اونکے مردہ کے ساتھ عمل میں لائے گئے اور جس حیوانانہ اور خونخوار آنہ طریقہ سے اونکی لاش کی بے حرمتی کی گئی وہ ابھی ابھی تفصیل سے قلمبند ہو چکی ہے صرف ایک یہی واقعہ دعوئی مروان کی تکذیب و تردید کیلئے کافی ہے۔ واقعات تو یہ بتلاتے ہیں کہ بنی ہاشم اور اونکے متعلقین قابو پاکر کبھی درگذر نہیں کیگئی بلکہ سخت سے سخت آزار پہونچائے گئے اور شدید سے شدید تکلیف و اذیت پہونچائی گئی ہم اسکے ثبوت میں مشاہدات تاریخی عنقریب پیش کرینگے۔

جتنا زیادہ کہائے جنگ میں محاسن بنی ہاشم اور مظالم بنی امیہ کا فیصلہ پہلے یہ ذہن نشین کرنا چاہیے کہ قریش کے تمام مظالم مرکز بنی امیہ تھی اسلئے

بنی ہاشمیون کے ساتھ قریش کو کوئی خاندانی منافرت اور مخالفت نہین تھی اور نہ عرب کی کسی تاریخ قدیم سے اسکا پتا ملتا ہے - مخالفت و منافرت کی ابتدا امیہ اور ہاشم کے زمانہ سے شروع ہوئی اور پھر اوسوقت سے لیکر دو صدی ہجری کے خاتمہ تک قائم رہی ۔

ظہور اسلام کے وقت حسب قرارداد مولوی شبلی صاحب تمام قریش کی کمان بنی امیہ کے زیر کمان تھی اور حرب ابن امیہ اور اونکے بعد اونکے بیٹے ابوسفیان ابن حرب قریش کے امیر - سردار اور سپہ سالار اعظم تھے - اس بنا پر قریش کے مظالم بنی امیہ کے مظالم تھے اور بنی امیہ کے مظالم قریش کے مظالم ہم اپنے اس بیان کے ثبوت مین اسلامی مہاجرین کے چند مصائب لکھتے ہین اور بنی ہاشم اور اونکے متعلقین و معتقدین پر بنی امیہ اور قریشیون کا قابو پاجانیکے بعد در گذر کی حقیقت دکھلاتے ہین ۔

حضرت ام سلمہ کے مصائب

حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ میرے شوہر ابوسلمہ نے ہجرت کا ارادہ کیا - مجھے اونٹ پر بٹھایا - میری گود مین میرا بچہ سلمہ تھا جب ہم چلے تو بنی مغیرہ نے آکر ابوسلمہ کو گھیر لیا اور کہا تو جاسکتا ہے - مگر ہماری لڑکی کو نہین لیجاسکتا - اب بنو اسد بھی آگئے - اونھون نے کہا ابوسلمہ - تو جاسکتا ہے - مگر ہمارے لڑکے کو نہین لیجاسکتا - غرض اونھون نے ابوسلمہ سے اونٹ کی مہار لیکر اونٹ کو بٹھادیا - بنو اسد تو بچہ کو ماں کی گود سے چھین کر لیگئے اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے آئے - ابوسلمہ جو ہجرت کو دین کیلئے فرض سمجھتے تھے عورت اور بچہ کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے - ام سلمہ روز شام کو اوس جگہ پہونچ جاتین جہان وہ بچہ اور شوہر سے الگ کی گئی تھین گھنٹون رو دھو کر واپس آتین ایک سال تک اسی طرح روتے دھوتے سر پیٹتے چلاتے گذر گیا - حضرت ام سلمہ کے چچازاد بھائی کو اسکی خبر لگی - وہ آئے اور دونو قبائل کو سمجھا بجھا کر حضرت ام سلمہ کو بچہ کے ساتھ شوہر کے پاس بھیجدیا -

حضرت زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ

جنگ بدر کے بعد جب ابوالعاص زینت فدیہ دیکر رہا ہوے تو مکہ آئے اور اپنی بی بی (حضرت زینب) کو جناب رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ بھیجدیا - قریش کو اسکی خبر لگی - زینب کی سواری روک دی - زینب حمل سے تھین - ہبار ابن الاسود نے جو متعلقین بنی امیہ مین سے تہا - انکی سواری پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اوسکی تکان کے صدمے سے زینب کا حمل ساقط ہو گیا - لیکن یہ غریب اوسی حالت مصیبت مین ظالمین قریش و بنی امیہ ذلہا کر کسیطرح مدینہ پہونچگئین - جناب رسول خدا صلعم نے ہبار کا خون ہدر فرما دیا تھا یعنی حلال کردیا تہا - جسکو ملے وہ اوسے مار ڈالے

خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ کی شہادت

خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ آنحضرت صلعم کے دو مبلغین کو قریش کے دو مہمان کش میزبان گرفتار کرکے مکہ لے آئے - تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اسوۃ الرسول جلد دوم ص ۵۰۵ - خبیب کو حارث ابن عامر کے بیٹون نے خرید لیا اس لئے کہ خبیب نے جنگ احد مین اونکے باپ حارث ابن عامر کو قتل کیا تہا - زید بن الدثنہ کو صفوان بن امیہ نے قتل کی نیت سے خرید لیا - پہلے ہم خبیب کی دہشتناک سرگذشت لکھتے ہین -

حارث ابن عامر کے بیٹون نے خبیب کے قتل کیئے جانیکے بڑے انتظام کیئے اسی لیئے فراہمی سامان اور درستی انتظام تک اونکو اپنے گھر ہی مین قید رکھا - انکو قید خانہ مین چند روز گذرے تھے کہ ایکدن ابیہ عامر کی نواسی کو گود مین لئیے ہوئے گھر کے غلامون کی طرح کھلا رہے تھے - اتفاق وقت سے اونکے ہاتھ مین اوسوقت ایک چھوٹی سی چھری تھی - لڑکی کی ماں اتفاقا ادہر سے آنکلی - انکی گود مین لڑکی - ہاتھ مین چھری دیکھکر خوف و اضطراب کے عالم مین زرد ہوگئی - خبیب اوسکے چہرے سے اوسکے محسوسات قلبی کو پہچان گئے - فوراً کہنے لگے - تم خاطر جمع رکھو مسلمان ایسے بیدرد نہین ہین کہ معصوم کو بیگناہ قتل کر ڈالین - یہ شیدایان اسلام کا کام نہین ہے بلکہ خونخوار ہائم کا - لڑکی کی ماں کو قدرے اطمینان ہوا تو اوس نے لڑکی کو فوراً انکی گود سے لیلیا

پھر انکی باتون کو حیلۃ الوقتی پر محمول سمجھکر اپنے بھائیون سے سارا واقعہ بیان کردیا - وہ بھی باپ کو قاتل ہونیکی وجہہ سے ڈر گئے -

خبیب کا ہولناک قتل

خبیب کو کچہ چھُری سے نہین بلکہ حدود مکہ سے باہر لیجا کر مقام تنعیم مین قید کردیا - دو چار روز کے بعد تمام عمایدا ور اکابر قریش کو اور نیز دیگر قبائل اور ممتاز لوگون کو دعوت دی گئی اور قتل خبیب کی نوید تقریب بھیجی گئی - بڑی مسرت سے سب موقع پر حاضر ہوے - جنہین قریش کے میر سامان ابوسفیان اور اونکے فرزند بلند نشان معویہ جناب بھی خصوصیت کیساتھ حاضر تہے - یہہ سب کے سب خبیب غریب کی زیر صلیب تماشہ دیکہنے کے لئے اکٹھا ہوے - صفیر مرحوم سے

تیغ وہ کھینچے ہوے ہین اپنے بیگانے ہین جمع
معرکہ مین آج میرا امتحان ہونیکو ہے

خبیب کے لئے پہلا ہی سے سولی تیار ہوچکی تہی - جب یہہ سولی کے پاس لائے گئے تو خبیب نے بڑے استقلال و پاداری سے کہا کہ مجہے صرف دو رکعت نماز پڑھ لینے دو - اجازت ملی - انھون نماز پڑھ لی - نماز پڑھ چکے تو کہا جی تو چاہتا تہا کہ نماز آخر تجمیع خاطر کے ساتھ بڑی پڑھی جائے لیکن مجہے صرف یہہ خیال آیا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ موت کے خوف سے ڈرتا ہے اسلئے نماز مین دیر کرتا ہے - یہہ کہکر بکمال استقلال سولی پر چڑھ گئے اور یہہ اشعار پڑھنے لگے

۱ - لقد جمع الاحزاب والبوآء
دشمنوہ ر اپنوہ لوگ میرے گرد اگرد جمع ہوگئے ہین
قبائلہم واستجمعوا کل مجمع
اور انھون نے بڑی بڑی جماعتون کو بلالیا ہے

۲ - وکلہم مبدی العدا وۃ جاھداً
سب کے سب میرے دشمن اور عداوت کا اظہار کرنیوالے ہین
علی لانی فی وثاق بمضیع
اور مین اس (دار) ہلاکت مین بندہا ہوا ہون

۳ - وقد جمعوا ابناءہم ونساءہم
قبیلون نے اپنی بچون اور عورتون کو بھی بلالیا ہے
وقربت من جذع طویل ممنع
اور مجھو ایک طویل اور مضبوط لکڑی مین باندہ رکھا ہے

۴ - وقد خیّروا فی الکفر والموت
اونھون نے کہدیا ہے کہ کفر اختیار کرنے سے آزادی ملسکتی ہے
وقد ھملت عیناای من غیر مجزع
اس سے تو موت آسان تر ہے اسلیئے میری آنکھین نم نہین

۵ - فلست بمبد العدو تخشعا
مین دشمن سے عاجزی نکرون گا او نہ چلاؤن گا
ولا جزعا انی الی اللہ مرجعی
اس لیئے کہ مین جانتا ہون کہ مین خدا کیطرف جاتا ہون

۶ - ومالی حذار الموت انی لمیت
موت سے مجھو ڈر نہین ہے اسلیئے کہ مین تو مرجاؤن گا
ولکن حذاری جحم نار ملفع
لیکن مین لپٹنے والی آگ سے ڈرتا ہون

۷ - العرش صبّرنی علی ما یرادنی
اوس عرش کے مالک نے مجھسے کچھ خدمت لینی چاہی ہے
فقد نصیغون لحمی وقد باس مطمعی
صبر کرنیکو کہا ہے اب انھون نے ذرہ کوبے میرا گوشت کو ڈالا ہے اور میری

۸ - الی اللہ اشکو غربتی و کربتی
مین اپنی بیکسی اور بیوطنی کی فریاد اور دشمنون کی اون
وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
آرزون کے مالہ وفریاد جو میری جان لینے کے بعد بیکسی مین خدا کی ہون

۹ - فواللہ ما ارجو اذا مت مسلما
بخدا جب مین اسلام پر جان دے رہا ہون
علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی
تو یہہ پرواہ نہین کرتا کہ کس پہلو پر گر کر جان دیتا ہون

وذلك في ذات الاله وان يشاء — خدا کی ذات سے امید لگی ہے اگر وہ چاہے
يبارك على اوصال شلو ممزع — تو میرے پارہ ہائے گوشت کو برکت عطا فرما

خبیب مرحوم کے ان درد بھرے اشعار مین چند شعر تشریح طلب ہین۔ اسلیئے ناظرین کی واقفیت کیلیئے اونکی شرح کردینا مفید ہوگا۔

ساتوین شعر مین اس مرثیہ والے مبلغ اسلامی نے کفار قریش کے مظالم کی تصریح کرتے ہوے یہہ بتلایا ہی کہ انہون نے زدوکوب کرکے میرا تمام گوشت کوٹ ڈالا ہے۔ واقعہ یہہ ہے کہ سولی دینے سے پہلے کفار قریش نے انکو ڈنڈون اور کوڑون سے خوب مارا تھا۔ یہہ اسی کیطرف اشارہ ہے

پھر نوین شعر مین جو یہہ فرمایا ہے کہ جب مین اسلام پر جان دے رہا ہون تو مین یہہ پروا نہین کرتا کہ کس پہلو پر گر کر جان دون گا حقیقت یہہ ہے کہ انکو واقعات شہادت مین جیسا کہ تاریخ وسیر کی کتابین ثابت کر رہی ہین کہ خبیب سولی پر چڑھا کر فوراً قتل نہین کردیے گئے۔ بلکہ تختہ پر انکو بٹھلا کر ہر شخص نے اپنا نیزہ اوٹھالیا۔ اور اونکی خونین نوکین چار دن طرف سے انکے جسم مین اسطرح چبھونے لگے کہ یہہ جدھر پھرتے تھے ادسیطرف نیزون کی نوکین انکے بدن مین چبھو دی جاتی تھین۔ جیسا کہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے ظاہر ہوگا۔

بہرحال ان اشعار کو پڑھکر اس اہل وفا اور کامل الولا نے بارگاہ خدا مین ہاتھ اوٹھا کر یہہ دعا کی۔

اللهم بلغنا رسالة رسولك فبلغه ما تصنع بنا — پروردگار ہم نے تیرے رسول کی رسالت ادا کردی تو اپنے رسول کو ہمارے حال سے آگاہ کردے

دعا کے بعد یہہ فدائی اسلام سولی پر کھڑا رہا۔ چالیس جوان نیزہ دار نیزہ کی نوکون سے اسکے بدن کو کونچنے لگے اونکی ہر ضرب پر اونکا جسم ادہر سے ادہر ہوجاتا تہا۔ لیکن یہہ کامل الایمان ہر بار اپنا مونہہ کعبہ کی طرف پھیر کر فرماتا تھا۔

الحمد لله الذي جعل وجهي نحو القبلة التي رضي لنفسه ولنبيه وللمومنين — اوس خدا کا شکر ہے جس نے میرے مونہہ کو قبلہ کیطرف پھیر دیا اور مین اپنی ذات سے اپنے نبی سے اور مومنین سے راضی جاتا ہون

اسی اثنا مین ایک بیدردنے ایسا نیزہ مارا کہ پشت سے پار ہوگیا اور مظلوم خبیب اقرار توحید و رسالت کرتے ہوے شہید ہوگئے رضی اللہ تعالے عنہ

ابوسفیان اور معویہ تماشائیون مین تھے

قرینہ غالب ہے کہ بنی امیہ کے طلیق اللسان اسپیکر مروان الحکم خود بھی اس خونین منظر مین شریک ہونگے اور اگر انکی بدقسمتی سے وہ اس خون ناحق کے موقع پر ظالمون کو مدد دینے کیلیے موجود نہ تھے تو اونکے دیگر کئنبہ والے بزرگ بنی امیہ ابوسفیان اور معویہ۔ خود و آمد اند و صاحبزادگان را ہم آوردہ اند۔ کی پوری مثال بنکر موقع پر ضرور حاضر تھے۔ مگر یہ معلوم کہ اوس وقت درگذر کرنیوالی فطرت اور جرم و خطا کی بھولجانیوالی آپ کی عادت کہان چلی گئی تھی کہ یہہ دونو باپ بیٹے ان خونخوارانہ مظالم کو اپنی دونو آنکھون سے دیکھتے رہے اور یون ہی بےچون و چرا نکر سکے۔

محدثین کا اتفاق ہے کہ اوسیوقت سے یہہ دستور ہوگیا کہ قاتل سے مقتول دو رکعت نماز کی اجازت لیکر نماز پڑھ لیتا ہی تو قتل کیا جاتا ہے

خبیب کے خون ناحق سے عام خوف

اس امر پر بھی تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ خبیب ابن عدی کے مرقومہ بالا اشعار و دعا نے حاضرین مقتل کے قلوب پر ایسا پہ ہیبت اثر پہنچایا تھا کہ وہ سب کے سب حواس باختہ ہوگئے تھے۔ چنانچہ ہم ان چند تماشائیون کے خوف و دہشت اور اثرات و جذبات ذیل مین تاریخ روضۃ الاحباب کے ترجمہ سے نقل کرتے ہین

معویہ ابن ابوسفیان کا بیان ہے کہ مین اس واقعہ مین موجود تہا اور ابوسفیان نے مجھے خبیب کی دعا کی ہیبت و خوف سے اوندہا زمین پر لٹا دیا تھا۔ کیونکہ عرب مین یہہ دستور قائم تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کے حق مین دعاے بد کرے تو جس پر دعاے بد کیجاے

اور وہ بلمحص اوندھا زمین پر لیٹ جاتے تو دعا کا اثر جاتا رہتا ہے - دیکھیے بزرگان بنی امیہ کس نظر سے تماشہ دیکھ رہے ہیں اور دو رگذر کیسی مسلمانی سوختا تمکر دئیے جاتے کا بھی حکم نہین دیتے - حقیقتاً اسلام کشی مین انلوگون کو مزہ آتا تھا -

خویلطب بن العزیٰ کہتے ہین کہ خبیب کی ہیبت دعا سے مین نے اپنے کانون مین انگلیان دیے رکھی تھین - وہان سے مارے خوف کے بھاگ آیا تھا -

حکیم بن حزام کہتے ہین کہ مین اونکی دعا کی ہیبت سے بھاگ کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا -

حضرت عمر کے زمانہ مین سعید ابن عامر (قاتل خبیب) امیر حمص تھے - اونکو کبھی کبھی بیہوشی بھی ہوجایا کرتی تھی - ایکبار حضرت عمر نے ان سے پوچھا کیا تمہین جنون و بیہوشی کی بیماری ہے - اونھون نے کہا نہ مجھے جنون ہے اور نہ بیہوشی کا مرض ہے - بات یہ ہے کہ مین قتل خبیب کی موقع پر حاضر تھا - جب مین اوس خوفناک منظر کو یاد کرتا ہون تو بیخود ہو جایا کرتا ہون روضۃ الاحباب و رحمۃ العالمین ص ۱۱۳

زید بن الدثنہ کی شہادت

خبیب کے بعد اب زید بن الدثنہ کی آخری سرگذشت بھی ملاحظہ ہو

زید بن الدثنہ کا قتل بھی تماشہ کی غرض سے منظر عام مین بڑی طیاریون کے ساتھ تنعیم مین لایا گیا - حاضرین مین ابوسفیان بھی تھے - جب یہ اہل نصیب تلوار کے نیچے بیٹھ چکا تو ابوسفیان تعریضاً زید سے پوچھنے لگے - کہو زید - اگر اسوقت تمہاری جگہ محمد (صلعم) ہوتے تو کیا تم اسکو اپنی بہت بڑی خوش قسمتی نہین سمجھتے - یہ کامل الایمان بول اوٹھا - رب کعبہ مین تو اپنی جان کو اسکے برابر بھی عزیز نہین رکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤن مین کانٹا بھی چبھ جایے -

ان غریب کی قتل مین بھی ذلت کا ایک خاص شعبہ لگادیا گیا وہ یہ کہ کسی قریش نے اُنکی گردن نہین ماری - بلکہ صفوان بن امیہ نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا اور اوس بدبخت نے انکا سر قلم کردیا - رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

بنی امیہ کیے مظالم

ہم نے ضرورت سے زاید ایسے واقعات لکھکر پیش کردئیے ہین جنسے کامل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بنی امیہ اور اونکے زیر فرمان کفار قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب اور اونکے متبعین و معتقدین پر قابو پاکر کبھی کوئی دلگذ نہین کی - اونکے ساتھ انصاف و ہمدردی کے کوئی سلوک قائم نہین رکھی - بلکہ بخلاف اسکے اونکو سخت سے سخت ایذائین پہونچائین - اون پر شدید سے شدید مظالم کیے - اونکو وحشیانہ طور پر قتل کیا - پانی کیطرح اونکے خون بہایے - قزاقانہ طور سے دن دہاڑے اونکے مال و جائداد کو لوٹ کر خاک سیاہ کرڈالا -

بنی ہاشم کیے احسان

بنی امیہ اور ابوسفیان کے ان مظالم و مفاسد کیے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے راس الرئیس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے - جنکے یہ ہمیشہ درپے آزار - دشمن جان اور خون کے پیاسے رہے - ان پر کافی قابو - کامل فتح اور پورا اختیار پاکر اُنکے ساتھ کیسی مراعات اور احسانات قائم رکھی اور کس مہربانی اور کشادہ پیشانی سے اون تمام ناقابل معافی جرائم کو ایک ایک کرکے معاف کردیا جو اون سے اسلام کی مخالفت اور بانی اسلام کی عداوت مین پیش آئے تھے اگرچہ ظہور اسلام سے پہلے - بنی ہاشم و بنی امیہ کیے زمانے مین بھی - جانبین کی اس سعادت و شقاوت - اس ستمگاری و رواداری کی مثالین کثرت سے ملتی ہین اور ہم اونکو اسی وقت اور اسی موقع پر لکھ بھی دیتے - لیکن زاید از ضرورت اور باعث طوالت سمجھکر نہین لکھتے - لیکن تاہم عنوان بحث کی تمہید اور سلسلہ کلام کی ترتیب کو مدنظر رکھکر صرف دو مثالین ذیل مین لکھے دیتے ہین

بنی ہاشم کے قدیم محاسن اطوار اور بنی امیہ کے مظالم و آثار

امام المورخین طبری ہاشم اور امیہ کی تفصیل مخالفت مین لکھتے ہین - اگرچہ امیہ کو لشتگا ہاشم کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ تھا مگر وہ کبھی (اپنی اخلاقی کمزوریون کی وجہ سے) اسکو پورا نکر سکا - ایک دفعہ امیہ نے ہاشم سے خدمت رفادہ کے دیدینے کے لئے بہت اصرار کیا اور تکرار کی نوبت پہونچائی - ہاشم نے حالت کی نزاکت کا خیال کرکے رفادہ کی خدمت امیہ کو سپرد کردی اور کہدیا کہ کوئی ایسی بدعنوانی نہو کہ خاندانی بدنامی حاصل ہو - امیہ نے بھائی سے اجازت پاکر اپنی طرف سے حجاج کی ضیافت کا بڑا سامان کیا اور اپنا تمام سرمایہ حاجیون کی دعوت مین اوٹھا ڈالا مگر تاہم حجاج کو پیٹ بھر کھانا نہین ملا - بہت سے حاجی بھوکے رہگئے - امیہ کو تو کوئی جانتا بھی نہ تہا - ہاشم کی شکایت ہوگئی - ہاشم کی غیرت جوش مین آگئی - اپنی بدنامی کو وہ ایکساعت کے لئے بھی برداشت نکرسکے - فوراً اپنے پاس سے پچاس اونٹ ذبح کئے اور حجاج کی پوری ضیافت کرکے تمام شکایتون کو اونکے دلون سے دھودیا - اسکے بعد ہاشم نے امیہ کو اس حرکت پر سخت ڈانٹا اور وہ پشیمان ہوکر مکہ سے شام کو چلا گیا پھر سال بھر تک مکہ مین مونہہ ندکھایا - طبری جلد ۴ ص ۳۷۲

طبقات ابن سعد مین ہے -

فحسدہ (ای ہاشم) امیۃ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی وکان ذا مال فتکلف ان یصنع ہاشم فعجز عنہ فشمت بہ الناس من قریش فغضب ونال من ہاشم ودعاہ الی المنافرۃ فکرہ ہاشم ذلک لسنہ وقدرہ فلم تدعہ قریش واحفظوہ قال فانی انافرک علی خمسین ناقۃ سود الحدق تنحرہا بمکۃ والجلاء عن مکۃ عشر سنین فرضی بنی امیہ بذلک وجعل بینہما الکاہن الخزاعی فنفر ہاشما علیہ فاخذ ہاشم الابل فنحرہا واطعمہا من حضرہ وخرج امیہ الی الشام فاقام بہا عشر سنین فکانت اول عداوۃ وقعت بین ہاشم و امیہ

امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی کو ہاشم کے ساتھ بوجہ امارت وحکومت رشک وحسد پیدا ہوا اور امیہ صاحب مال ودولت تھا اور اپنی مالی قوت کی اعتبار سے اوس نے ہاشم کے ساتھ عظمت ووجاہت مین بھی مساوی اور مقابل ہوجانیکے خیال سے وہی امور بجالانیکی کوشش کی جو ہاشم کیا کرتے تھے - لیکن حقیقتاً امیہ نکرسکا اور عاجز رہا - تمام لوگون نے اوسکی اس تضعیف الحرکاتی پر سخت طعن وتشنیع کی امیہ کو غصہ آگیا اور اوسنے ہاشم سے اسکی شکایت کی اور اسکے ساتھ ہاشم کو منافرت کی دعوت دی ہاشم نے منافرہ کے انعقاد کو اپنی شان ومراتب کے خلاف سمجھکر انکار کردیا - لیکن قوم وقبیلہ کے لوگون نے اسکے استرضا پر مجبور کردیا - بالآخر ہاشم نے امیہ کے ساتھ منافرہ کی یہ شرطین پیش کین کہ جانبین سے جو مغلوب ہوجاے وہ پچاس سیاہ آنکھ والے اونٹ نحر کریگا اور دس برس تک مکہ کی سکونت ترک کردے گا - امیہ اس پر راضی ہوگیا - قبیلہ خزاعی کا مرد کاہن حکم قرار پایا منافرہ مین ہاشم غالب آے اور شرط منافرہ کے مطابق ہاشم نے وہ اونٹ امیہ سے لیکر ذبح کئے اور اوسیوقت اونکا گوشت پکاکر تمام حاضرین کو کھلوا دیا اور امیہ نے اوسی وقت سے سکونت مکہ چھوڑدی اور دس برس تک شام مین جاکر مقیم رہا اور یہ پہلی عداوت تھی جو سلسلہ ہاشمیہ اور خانوادہ بنی امیہ کے فیمابین واقع ہوئی -

ابن اثیر تاریخ کامل مین لکھتے ہین -

دولی ہاشم بعد ابیہ عبد مناف ماکان الیہ جب ہاشم اپنے باپ عبد مناف کے بعد اونکی ریاست سقایہ

من السقایه والرفادة فحسده امیة بن عبدالشمس علی ریاسته فکانت اول عداوة وقعت بین هاشم وامیه

اور رفادہ کے رئیس اور ولی ہوے تو امیہ بن عبدالشمس کے دل میں ہاشم کی طرف سے رشک و حسد پیدا ہوا اور یہ پہلی عداوت تھی جو ہاشم اور امیہ میں واقع ہوئی۔

ان دونو واقعات سے ہاشم اور امیہ کی مخالف طبایع اور طرز عمل کا پورا ثبوت ملتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے امیہ کی طبیعت میں خفیف الحرکاتی اور رشک و حسد کا خزانہ بھرا تھا اور ہاشم کے فطرت صالحہ میں رواداری اور صبر و تحمل کے جوہر ودیعت ہوے تھے پہلے واقعہ میں ہاشم نے امیہ کو موقع بھی دیا لیکن نتیجہ میں سواے بدنامی اور توہین خاندانی کے کچھ اوسے حاصل نہوا آخر کار ہاشم کو اپنے صرف خاص سے اس بدنامی کو رفع کرنا ہوا۔

امیہ کے دل پر فطرت کی کجی اور عقل کی کمی کی وجہ سے اولٹا اثر پڑا اور نوبت منافرہ کی آئی۔ ہاشم نے خلاف شان ہونیکی وجہ سے اوسکو ہربت ٹالا۔ لیکن موئیدین امیہ نے نہ مانا۔ بالآخر جو نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے۔ غرضکہ ان واقعات میں بھی سبقت مخالفانہ امیہ ہی کی طرف سے ثابت ہوتی ہے اور رواداری۔ عفو اور درگذر ہاشم کی طرف سے۔

اب امیہ اور ہاشم کے بعد حرب ابن امیہ اور عبدالمطلب کے واقعات بھی ذیل میں ملاحظہ ہوں۔ پہلے یہ مقدمہ ذہن نشین کر لینا چاہئیے۔ ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں۔

اوصی هاشم ابن عبد مناف الی اخیه مطلب ابن عبد مناف فبنو هاشم وبنو مطلب اید واحد الی الیوم وبنو نوفل وبنو عبد الشمس اید واحد الی الیوم ص ۶۴

ہاشم نے اپنے بعد اپنے بھائی مطلب کو اپنا وصی قرار دیا اور اوسوقت سے بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہوگئے اور آجتک ایک ہو رہے ہیں اسیطرح بنو نوفل اور بنو عبدالشمس (بنی امیہ) ایک ہوئے اور آجتک ایک ہیں۔ ص ۶۴

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ امیہ مالدار شخص تہا اور طبیعت کا تنگ۔ ہاشم معتدل سرمایہ کے بزرگ تھے اور کشادہ دل۔ قریش کے ساتھ ہاشم کے مسالک ہمیشہ اصلاح و رفاہ ملکی و قومی تک محدود رہتے۔ قریش کے لین دین۔ کاروبار اور سودبیتی کا بیوپار اور اوسکی فکر و ریقین امیہ سے وابستہ تھیں اس بنا پر قریش کے کثیر التعداد قبیلے بہت جلد بنی امیہ کے ہمراز و ہم آواز ہوجاتے تھے۔

قریش اور عبدالمطلب کی مخالفت

چنانچہ حضرت عبدالمطلب جب اپنے والد بزرگوار فیاض عرب۔ حضرت مطلب ابن ہاشم کے بعد مکہ میں سریر آراے حکومت ہوے اور رویاے صادقہ کے ذریعہ سے گم شدہ چاہ زمزم کے پھر کھودنے پر طیار ہوے تو آپ کے اس خواب کو سنکر حرب ابن امیہ اور اوسکے ساتھ تمام قریش نے مضحکہ اوڑایا اور کوئی فرد واحد اس امر عظیم اور کار خیر میں اونکا معاون نہوا یہانتک کہ اس مجاہد فی سبیل اللہ نے تن تنہا اپنے ایک صاحبزادے حرث کے ہمراہ اس کار خیر کو آغاز کردیا۔ اوسوقت تک آپ کے یہی ایک صاحبزادے۔ حرث کام کرنیکے قابل ہوے تھے۔ اور کوئی صاحبزادے اوسوقت تک عالم وجود میں نہیں آئے تھے۔ دیکھئے ابن ہشام کیا لکھتے ہیں۔

فغدا عبد المطلب ومعه ابنه الحرث ولیس له یومئذ ولد غیره فوجد قریة النمل ووجد الغراب ینقر عندها بین الوثنین اساف ونائلة الذین کانت قریش تنحر

صبح سویرے عبدالمطلب اپنے بیٹے حرث کو (اوسوقت تک اونکے یہی ایک بیٹے تھے) ساتھ لیکر (چاہ زمزم) کنواں کھودنے لگے اور قریۃ النمل و غراب کے ملتے ہی بینات قدرت کے مطابق جو عالم رویا میں خدا کی

عندھما ذبائحھا فجاء بالمعول وقام لیحفر حیث امر فقامت الیہ قریش حین اٴی جدہ فقالوا واللہ لا نترک یحفر بین وثنیا ھذین الذین نحر عندھما فقال عبد المطلب لابنہ الحرث دعنی حتی احفر واللہ لامضین لما امرت بہ فلما عرفوا انہ غیر نازع خلوا بینہ وبین حفرہ ۔

طرف سے بتلائے گئے تھے اور جہاں بین دو بتوں اساف و نائلہ کے واقع تھا اور جنکے آگے قریش اپنے جانوروں کو ذبح کیا کرتے تھے ۔ جب عبد المطلب یہاں کدال وغیرہ لیکر کنواں کھود دینے کے لئے آئے تو ایکبارگی تمام قریش جنمین بنو نوفل اور بنو امیہ بھی شامل تھے اونکی مخالفت پر آمادہ ہوگئے اور کہا ہم ہمکو ان دونوں بتوں کے درمیان کنواں نہیں کھودنے دینگے عبد المطلب نے اپنے بیٹے سے کہا ان لوگوں کو ہمارے پاس سے ہٹادے کہ ہم بغیر کنواں کھودے نہیں رہینگے اور کبھی اوس کام کو نہچھوڑینگے جسکے انجام کرنیکا حکم ہمکو مل چکا ہے ۔

انکی یہ تقریر سنکر قریش کو یقین ہوگیا کہ یہ اپنے ارادے سے کبھی باز نہ آئینگے اس لئے تمام لوگ اونکے اور اونکے گڑہا کرنیکے مقام کو چھوڑکر ہٹ آئے ۔

اسکے آگے ابن ہشام لکھتے ہیں ۔

فلم یحفر (عبد المطلب) الا یسیرا حتے بدا لہ الطی فکبر وعرف انہ قد صدق فلا تمادی بہ الحفر وجد فیھا غزالان للذان دفنت جرھم فیھا حین خرجت من مکۃ ووجد فیھا اسیاف قلعیۃ وادراعًا فقالت لہ قریش یا عبد المطلب لنا معک فی ھذا شرک وحق قال لا ولکن ھلم الی امر نصف بینی وبینکم

عبد المطلب نے تھوڑا کنواں کھودا تھا کہ چاہ قدیم کے آثار نکل آئے عبد المطلب نے خوشی میں تکبیر کہی اور یقین ہوگیا کہ خواب میں جو کچھ اونھیں دکھلایا گیا ہے وہ بالکل سچ ہے ۔ جب کچھ اور کھودا تو دو سونے کے ہرن ۔ جنکو جرہم نے مکہ سے جاتے وقت چاہ زمزم میں ڈال دیا تھا نکلے ۔ پھر اوسمیں قلعی کی ہوئی تلواریں اور زرہیں بھی عبد المطلب کو دستیاب ہوئیں ۔ تب تو قریش پھر چلے آئے اور عبد المطلب سے کہنے لگے کہ ان اشیاء برآمد شدہ میں ہمارا بھی حق و حصہ ہے ۔ عبد المطلب نے کہا نہیں ۔ مگر ہاں اگر تم باخوشی تصفیہ کرنا چاہو تو ہم نصفا نصف کر دینگے

قریش اور بنی امیہ باخوشی تصفیہ پر راضی ہوئے اور عبد المطلب نے بھی اونکو اون چیزوں میں کوئی حصہ ندیا ۔ قریش وغیرہ نے اس معاملہ کے تصفیہ کے لئے ایک کاہنہ کو فیصلہ کن حکم قرار دیا ۔ اور جانبین اس قرارداد پر راضی ہوکر مکہ سے چلے ۔

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں

قریش و بنی امیہ کی شقاوت * بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی سخاوت

خرج مع عبد المطلب عشرون رجلا من بنی ھاشم وعبد مناف وخرجت قریش بعشرین رجلا من قبائلھا فلما کانوا بالفقیر من طریق الشام او حذوہ فنی ماء القوم جمیعا فعطشوا فقالوا لعبد المطلب ما تری فقال ھو الموت فلیحفر کل رجل منکم حفرۃ لنفسہ وکلما مات رجل دفنہ اصحابہ حتی یکون اخرھم رجلا واحدا فیموتون ضیعۃ السیر

عبد المطلب کے ساتھ بیس آدمی بنی ہاشم و بنی عبد مناف کی اولاد میں سے اور قریش کے ساتھ تمام قبائل کے ایک ایک آدمی مکہ سے چلے جب علاقہ شام کے مقام فقیر یا جذرہ میں پہونچے تو تمام لوگوں کا پانی چک گیا اور سب پیاسے رہگئے تو سب نے عبد المطلب سے کہا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے ۔ عبد المطلب نے کہا کہ موت ۔ تم میں سے ہر آدمی اپنے لئے ایک گڑہا (قبر) کھود لے ۔ جو آدمی مرجائے اوسکا ہمراہی اوسکو دفن کردے یہاں تک کہ تم میں ایک آدمی تنہا باقی رہجائے گا اور وہ البتہ بلا تیمارداری اور بحض بیکسی و بے یاری کی موت مرے گا مگر اس

من ان نموتوا جمیعا فحفروا ثم قعدوا ینتظرون الموت فقال عبد المطلب واللہ ان القائنا بایدینا ھکذا العجز لانضرب فی الارض فعسی اللہ ان یرزقنا ماء ببعض ھذہ البلاد فارتحلوا وقام عبد المطلب الی راحلتہ فرکبھا فلما انبعثت بہ انفجرت تحت خفھا عین ماء عذب فکبر عبد المطلب وکبر اصحابہ وشربوا جمیعا ثم دعا القبائل من قریش فقالوا ھلم الی الماء الروآء سقانا اللہ فشربوا واستقوا وقالوا قد قضی اللہ علینا الذی سقاک ھذا الماء ھذہ الفلاۃ ھو الذی سقاک الزمزم فواللہ لانخاصمک فیھا ابدا فرجع فرجعوا معہ ولم یصلوا الی الکاھنہ وخلوا بینہ وبین زمزم

تجویز کے ساتھ ایک آدمی کا مرجانا اتنے آدمیوں کو سختی سے مرجانیسے بہتر ہوگا ان لوگوں نے گڑھے کھودے اور اپنی اپنی موت کو بیٹھے منتظر ہوکر بیٹھے رہے۔ جب عبد المطلب نے اونکی یہہ حالت دیکھی تو کہا کہ یہہ ہماری ہاتھوں کی بلائی ہوئی مصیبت کہی جاییے گی اور یہہ ہمارے ضعف دکمزوری کا نتیجہ کہا جاییے گا۔ (یعنی گھرمین باخود ہاتھ پیر ہاتھ پیر رکھکر تصفیہ کرلیا ہوتا جیسا کہ ہم نے کہا تھا تو آج یہہ آفت کیون نصیب ہوتی۔ اور اسطریقہ سے ہماری جہالت اور ذلت کی مثال دنیا مین قائم ہوجایے گی اگر خدا کو منظور ہے تو اس مقام سے کسی دوسرے مقام پر ہمکو پانی عنایت فرمایے گا۔ یہان سے لوگ چلنے پر طیار ہوگئے اور حضرت عبد المطلب بہی سوار ہونے کے لئے اپنی سواری کے قریب آکھڑے ہوے اور وہان سے چلنے ہی کو تھے کہ آپکے پاون کے نیچے آب شیرین کا ایک چشمہ یک بیک نظر آیا۔ اسکے دیکھتے ہی حضرت عبد المطلب اور اونکے ہمراہیوں نے تکبیر کہی اور سب نے سیر ہوکر اوس پانی کو پیا۔ پھر اون

مخالف قبائل کو بہی آواز دی اور کہا کہ اس آب رووان کیطرف آؤ جو خداوند عالم نے ہمکو عنایت فرمایا ہے۔ یہہ سنکر وہ تمام لوگ بھی آیے۔ اوس پانی کو پیا اور پلایا اور کہنے لگے کہ اب ہماری موجودہ نزاع کا فیصلہ ہوگیا جس شخص نے ہمکو اس چشمہ زمین سے پانی پلایا ہے۔ بیشک وہی ہمکو چاہ زمزم کا بھی پانی پلایے گا خدا کی قسم اب اس امر مین ہم اوسکی مخاصمت نکرینگے پس وہ لوگ حضرت عبد المطلب کے ساتھ اوسیوقت لوٹ آیے اور اوس کاہنہ شامیہ کے پاس نگیے اور پہر زمزم اور حضرت عبد المطلب سے دست بردار ہوگیے۔

سیرت ابن ہشام مین بھی قریب قریب یہی الفاظ مین مگر اوسمین جو امر خاص قابل ذکر ہے وہ قریش اور بنی ہاشم کے اخلاقی اوصاف کے اختلاف ہین۔ ذیل کی عبارت سے اوسکا پورا انکشاف ہوتا ہے

فخرجوا حتی اذا کانوا ببعض تلک المفازۃ بین الشام والحجاز فنی ماء عبد المطلب واصحابہ فظمئوا حتی تیقنوا بالھلکۃ واستسقوا من معھم من قبائل قریش فابوا علیھم فقالوا انا بمفازۃ ونحن نخشی علی انفسنا مثل ما اصابکم فلما رای عبد المطلب ما صنع القوم وما یتخوف علی نفسہ واصحابہ قال ماذا ترون قالوا ما رایناالا تبع لرایک فمر ماشئت صفحہ ۶۹

فریقین نکلے اور جب شام وحجاز کے درمیان پہونچے تو حضرت عبد المطلب کے ہمراہیون کا پانی ختم ہوگیا۔ اور وہ پیاسے رہگئے اور جب پیاس سے ہلاکت کے قریب پہونچگئے تو اونہون نے قبائل قریش سے پانی مانگا اونلوگون نے قطعی انکار کردیا اور کہا کہ ہم اپنی جانون کے لئے اوسی مصیبت کا خوف و اندیشہ کرتے ہین جو تمہاری جانون پر آپنی ہے اور جسکو ہم خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔ یہہ جواب سنکر حضرت عبد المطلب نے کہا دیکھتے ہو جو تمہاری قوم تمہارے ساتھ کررہی ہے اور اوسکو ہمارے اصحاب اور ہماری جان کا کوئی درد اور خوف ولحاظ نہین ہے۔ اب تمہاری کیا راے ہے اصحاب عبد المطلب نے جواب دیا ہماری کوئی راے سوا اسکے نہین ہے کہ ہم آپ کی راے کی متابعت کرین۔ جو آپ تجویز کرین وہ ہمکو حکم دین۔

بنی امیہ کی بیدردی

ابن ہشام کی تحقیق مین پہلے قریش کا انکار درج ہوچکا ہے تب اسکے بعد چشمہ [illegible]

اس واقعہ سے پہلے جس چیز کا انکشاف ہوتا ہے وہ تعمیم و تخصیص کا مسئلہ ہے اور معمول کے ظاہری اصول پر ہر شخص تخصیص کو اکثر حسن ارادت کا نتیجہ اور خلوص عقیدت کا مقتضی سمجھتا ہے اسی بنا پر اکثر لوگ بنی ہاشم کی بنی امیہ پر ترجیح و تفضیل کے مسئلہ کو قابل نہین سمجھتے بلکہ اسکو مولفین کی خوش عقیدگی سمجھکر قلم انداز کر دیتے ہین شبلی صاحب بھی اسی مسلک کے بزرگ تہے - لیکن اس غلط اصول تعمیم کے خلاف یہی دو واقعات کامل طور سے ثابت کرتے ہین کہ بنی امیہ اور تمام قریش کو باوجود ہم اصلی اور ہم بطنی کے بنی ہاشم کے ساتھ اخلاق - تہذیب - عام ہمدردی - فیاضی اور اشفاق کے تمام محاسن و اوصاف مین کوئی مشابہت اور مماثلت نہین ہے اور انھین واقعات سے آپ یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ ان اوصاف و محامد کے لیے ہم قومی - ہم بطنی اور ہم وطنی کی ضرورت نہین - انکی تفویض قدرت کی تدبیر اور مشیت کی تجویز پر مبنی ہوتی ہے - ورنہ عالم انسانی مین ممکن نہین ہے کہ ایک قوم ایک ملک اور ایک شہر کے لوگ اپنی جمعیت مین اپنے لوگون کو - گو وہ اوسوقت اونکے مخالف خیال ہی کیون نہون پیاسے مرتا ہوا آنکھون سے دیکھین اور اپنے پاس کافی مقدار مین پانی رکھکر اون پیاس سے مرتے ہوے انسانون کو پانی دینے سے صاف انکار کر دین اور پانی کی ایک بوند نہ دین - جیسا کہ ابن ہشام کی مرقومہ بالا عبارت سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عبد المطلب اور اونکے ہمراہیون نے پیاس سے تڑپکر کراد موت کے قریب پہونچکر اپنی ہمقوم اور ہموطن قریشی بھائیون سے پانی مانگا اور اونلوگون نے نہ دیا - پر نہ دیا -

بنی ہاشم کی ہمدردی

اس واقعہ کا دوسرا رخ بدلا جاتا ہے تو طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام دونو کی متفقہ عبارت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے جب لب تشنگان عبد المطلب کو آب شیرین کا چشمہ مل گیا تو ان سیر چشمون نے اپنا تنہا پینا اور اس زلال رحمت سے خود ہی سیراب ہونا اپنی فطرتی اخلاق کے خلاف سمجھا - دردمندان قوم نے مسکین اور خشمگین جماعت قریش کو بلایا اور اس چشمہ رحمت کا پانی سب کو پلایا - یہی دونو واقعات جانبین کی فطرت اور مقتضاے طبیعت کو بخوبی بتلاتے ہین - دونو ہم اصل بھی ہین اور ہم بطن بھی - مگر ایک کی طبیعت مین عداوت و قساوت کے اتنے اجزا و عناصر بھرے پڑے ہین کہ اونکی ظاہری تصویر انسانی بالکل ترکیب حیوانی معلوم ہوتی ہے - بخلاف انکے دوسرے فریق کے مزاج و فطرت مین ہمدردی - رحم - مروت اور محاسن اخلاق کے اتنے بیش بہا اور لا انتہا جوہر بھرے پڑے ہین کہ باوجود ایسی شدید مخالفت و مخاصمت کے بھی وہ اپنے ایسے مخالف اور دشمن کو بھی اپنی اوس نعمت خاص مین شریک کر لینے اور حصہ دینے مین ذرا بھی تامل نہین کرتے جو خداے سبحانہ تعالی کیطرف سے اونکو خاص طور پر عنایت فرمائی گئی ہے - یہی دو واقعات بنی امیہ اور تمام قریش کے طبایع حیوانی اور بنی ہاشم کے محاسن اخلاق اور تہذیب انسانی کو صاف بتلاتے ہین اور تعمیم و تخصیص کے امتیاز خاص کا انکشاف حقیقت کرتے ہین -

ابوسفیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ان واقعات سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتھ قریش نے یا بنی امیہ کسی فریق نے قابو پاکر در گذر نہین کی اور باوجود اسکے کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب ہر واقعات و معاملات مین اونکے ساتھ مراعات و مساوات کرتے رہے لیکن انھون نے اپنی اختیار و اقتدار کے وقت اونکے تمام احسانات کو نسیاً منسیاً کر دیا

چونکہ خلقی اور فطرتی یا اثر تھا اسلئے نسلاً بعد نسل بطناً بعد بطن فریقین کی طبیعتون مین قائم رہے - فطرت مین تغیر و تبدل ناممکن ہے - اسی بنا پر قریش و بنی امیہ کی بد نفسی اور کج فطرتی جیسی زمانہ جہالت مین تھی ویسی ہی دورہ اسلام مین بھی قائم رہی - اسیطرح بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی فطرت صالحہ اور اخلاق حسنہ جیسے پہلے تھے ویسی ہی اب بھی تھے اسی لئے - امیہ

حرب بن امیہ - ابوسفیان بن حرب - معویہ بن ابوسفیان اور یزید ابن معویہ کی شرارت طبعی اور بدکاری کی نسبت جہالت کا عذر نامعقول پیش کرنا - عذر بدتر از گناہ کے مصداق میں داخل ہے

فتح مکہ کے دن تمام قریش کے مظالم کو لاتثریب علیکم الیوم (آج کے دن تم پر کوئی گناہ نہیں) لبہائے سالت سے نکلکر یہہ جیسا نا الفاظ معفو کر گیئے - پھر معارک صفین میں - ابتدائے جنگ کو موقع پر - نہر فرات پر قبضہ پاکر زبان امامت سے واللہ لا افعل کما فعل اتباعہ وظلمہ (قسم بخدا - میں تو وہ ہرگز نکرونگا جو اوسکے اصحاب اور ظالمین کرچکے ہیں) اور پھر بار دیگر وفات سے کچھ قبل اپنے قاتل کو شربت پلانیکے قبیح پر اشربہ قبل ان یشربنی (مجھسے پہلے اسکو شربت پلاؤ) کی تقریر کریمانہ میں جلوہ پذیر ہوا - پھر یہی خصائص طبیعت اور امتیاز فطرت واقعہ صفین سے اکیس ۲۱ برس بعد کربلا کے قیامتناک مقتل میں یون ظاہر ہوا کہ انمین سے ایک فریق قاتل کی صورت اپنے دوسرے فریق مقتول و مظلوم کے سینہ پر سوار ہے - فریق مقتول جانور ذبیحہ کی مثال قاتل کے زیر زانو دبا ہوا ہے - پیاس سے دم توڑنا چاہتا ہے ایک قطرہ آب کا قاتل سے سوال کرتا ہے اور وہ بیدرد باوجودیکہ ایک جام یا ایک کوزہ آب پر کیا پورے دریائے فرات پر قابض ہے مگر اوسکو (مقتول کو) ایک قطرہ آب نہیں دیتا ہے اور جلد از جلد ذبح کر رہا ہے - مقتول مایوس ہوکر قاتل کی اس بیدردی کے جواب میں اپنے قاتل کو دعائیں دیتا ہے اور دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوجاتا ہے اور سلسلہ ہاشمیہ اور خانوادہ مطلبیہ کی پاک سیرت اور نیک اخلاق کی سچی مثال ابدالآباد تک دنیا میں قائم کرجاتا ہے -

ابھی ابھی تفصیل سے اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ابوسفیان ابن حرب - راس الرئیس بنی امیہ نے جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے معاصر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے سید و سردار کے ساتھ عداوت - مخاصمت اور قتل و غارت کا کوئی قرینہ - وسیلہ اور حیلہ اوٹھا نہیں رکھا جنگ بدر - احد اور خندق کے واقعات اور اونکے مظالم و مفاسد اور نیز دوسرے مصائب و شداید کے تمام و کمال حالات فتح مکہ تک بیان ہوچکے ہیں - جنکے ایک ایک واقعہ سے بنی امیہ اور اونکے متبعین قبائل قریش کے مظالم کا پورا ثبوت ملتا ہے

اب اونکے مرقومہ بالا افعال ذمیمہ اور اعمال قبیحہ کے خلاف ذیل میں راس الرئیس بنی ہاشم و بنی عبد المطلب حضرت رسول خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات و تفضلات بالتفصیل بیان کئے جاتے ہیں

بنی امیہ کے ساتھ آنحضرت کے احسانات

فتح مکہ کے وقت بنی امیہ اور قریش کی خموش مخاصمت اور چھپی ہوئی عداوت معرکہ حنین میں ظاہر ہوئی جو فتح مکہ کے دو چار روز بعد ہی واقع ہوا ہے ابوسفیان - رئیس قریش و بنی امیہ ہیں جو فتح مکہ کے بعد بظاہر مسلمان ہوئے ہیں اور اہل ایمان کہے جاتے ہیں مگر جنگ حنین میں ذرا سے وقتی انقلاب کو دیکھتے ہی رسول اللہ صلعم کا ساتھ چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ جاتے ہیں مسلمانوں کو گریزان دیکھکر خوب خوش ہوتے ہیں اور بغلیں بجا لاکر فرماتے ہیں کہ ہوازن کے لوگ اب مسلمانوں کو سمندر کے کنارے تک پہونچائے بغیر نہیں رکتے - خوش ہوکر لوگوں کو فتح کی مبارکباد دیتے ہیں اور لوگوں سے ہزیمت اسلام کی مبارکباد لیتے ہیں - خود بھی کہتے ہیں اور دوسروں سے بھی کہلاتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آج محمد (صلعم) کا سحر باطل ہوگیا جیسا کہ بہت جلد اونکے رسوخ ایمان کی تفصیل بیان میں معلوم ہوگا - مگر یہہ سب قدرت کا دم بھر کا تماشہ تھا اور چشم زدن کا معاملہ تھا پل مارنے کی ہوا جو دیری تو سبحان اللہ شان تیری - کفار کا نصیب اولٹا ہے اور مسلمانوں کا اقبال پلٹتا ہے - تنہا علی مرتضی ہاشمی و مطلبی کی ذوالفقار آبدار قوم ہوازن و ثقیف کا میدان جنگ میں ستھراؤ کر دیتی ہے - اونکے دیکھا دیکھی بھاگے ہوئے مسلمانوں کو غیرت آتی ہے - سو سو کی ٹکڑی ملکر جمع ہوجاتے ہیں اور حنین کا وسیع میدان دم کے دم میں کفار کے وجود سے بالکل خالی ہوجاتا ہے رسول اللہ صلعم کے پاس پھر حنین کا مال غنیمت جمع ہوکر انبار ہوجاتا ہے - پھر طائف سے ثقیف کا مال فراوان آتا ہے - حکم رسول صلعم سے

دونو مقاموں کے اموال کثیر مقام جعرانہ میں جمع ہو لیتے ہیں۔ جب آنحضرت صلعم کو انتظام ملکی و فوجی سے پوری فراغت اور کامل فرصت ہوجاتی ہے تو تقسیم اموال کا کام شروع فرما لیتے ہیں۔ اب اسوقت بنی امیہ کے رئیس خاندان ابوسفیان اور اونکی تمام اعزہ و اعوان کی غیر متمنانہ شان ایک طرف ۔ اور ہاشم و عبدالمطلب کے فخر خاندان اور مایۂ ناز دودمان جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایثار و احسان کے فیاضانہ مناظر دوسری طرف برأی العین ملاحظہ و مشاہدہ فرمایے جائیں ۔ معارج النبوۃ رکن چہارم میں مرقوم ہے

ابوسفیان بن حرب کہ بامساک شہرتے داشت فرصتے غنیمت شمردہ بمجلس ہمایون حاضر گشتہ گفت یا رسول اللہ صلعم تو امروز مشمول قریشی آنحضرت صلعم تبسم فرمود ابوسفیان تحریک سلسلہ طمع نمودہ گفت ازاین اموال چیزے بمن بدہ ۔ چہل اوقیہ[1] نقرہ و صد شتر بوے انعام نمودہ ابوسفیان گفت پسرم یزید رانیز سرفراز گردان ۔ حضرت اشارت فرمود تا موازی انعام الیشان بوے دادند ۔ ہنوز قوت طامعہ اش آرام نگرفت و گفت نصیب پسر دیگرم معویہ راہم کرم فرما ۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معویہ رانیز چہل اوقیہ نقرہ و صد شتر بہ بگر بداد ۔ مطبوعہ نولکشور لکھنو ص ۲۶۸ ترجمہ ابن خلدون ۔ الہ آباد ۔ قرۃ العیون ۔ آگرہ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۸۲

ابوسفیان جو بخالت میں مشہور تھے فرصت غنیمت پاکر دربار رسالت میں حاضر ہوے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلعم آج آپ کا شمار بھی تو قریشیوں میں ہے ۔ یہہ سنکر آنحضرت متبسم ہوے اور ابوسفیان نے اپنی طمع کے سلسلہ میں کہا کہ ان اموال غنیمت سے کچھ مجھکو بھی ملے ۔ آپ کے حکم سے (اوسیوقت) انکو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ انعام میں دیے گئے ۔ ابوسفیان نے عرض کی میرے بیٹے یزید کو بھی سرفراز فرمایا جاوے ۔ آنحضرت صلعم نے ارشادہ فرمایا اتنا ہی اونکو بھی دیا گیا (اتنے ملنے پر بھی) ابوسفیان کی حرص مال کم نہوئی کہنے لگے میرے دوسرے بیٹے معویہ پر بھی کرم فرمایا جاوے ۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معویہ کو بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دلوادیے

غرضکہ مجموعًا ابوسفیان کو اپنا اور دونو بیٹوں کے حصے ملاکر ۔ تین سو اونٹ ۔ ایکسو بیس اوقیہ چاندی ملی تقسیم حنین میں جتنی رقم ابوسفیان کے حصہ میں آئی اوتنی کسی کے حصہ میں بھی نہ آئی ۔ کیا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے ساتھ اوسکے عشر عشیر احسانات و مراعات کی کوئی مثال بنی امیہ یا اونکے مویدین کیطرف سے پیش کی جاسکتی ہے ۔ کیا رسول اللہ صلعم کے ان محاسن اخلاق ایثار و احسان سے کہیں ضمنًا و اشارتًا اسکا نشان پایا جاتا ہے کہ ابوسفیان نے کبھی آپ کی مخالفت کی تھی ۔ یا آپ کو کوئی آزار پہونچایا تھا ۔ یا آپ کے خاطر آئینہ مآثر میں کبھی اونکی کافر کرداریوں کا خیال بھی تھا

تقسیم حنین کے تفحص حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی امیہ کے ساتھ آپکی یہہ فیاضانہ داد و دہش عام شکایت کا باعث ہوگئی خصوصًا انصار کے چند جوان مزاجوں نے اسکی نسبت اشعار بھی نظم کر ڈالے ۔ عباس ابن مرداس اسلمی نے کھلے کھلے الفاظ میں تعریض بھی کی جو تمام تاریخ و سیر کی کتابوں میں مرقوم ہے ۔ یہہ سب کچھ ہوا ۔ لیکن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے حکم پر مستقل رہے آپ نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ بنی امیہ کو تالیف قلوب کی غرض خاص سے غنیمت میں زیادہ حصہ دیا جاویگا ۔ لیکن افسوس ہے کہ اصول فطرت کے خلاف ہونیکی وجہہ سے بنی امیہ پر اس ایثار رسالت کا کوئی اچھا اثر نہیں پڑا بلکہ برعکس اسکے وہ آپ کے ساتھ اور آپ کی اولاد و اقارب کے ساتھ مظالم و شدائد میں اور تیز ہو گئے ~ باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ
لیکن حقیقت یہہ ہے کہ جناب رسول خدا علیہ و آلہ التحیۃ والثنا بھی تو کسی طرح اپنی فطرت صالحہ کے مخالف و منافی عمل پیرا

[1] ۱۵ آٹھ تولہ سے جو نہ ملی ہوئے جو کا ایک اوقیہ ہوتا ہے ۔ مولف عفی عنہ

نہین ہوسکتے تھے اور جبتک یہہ متضاد مخالف واقعات ظہور پذیر نہوتے ۔ جانبین کے مظالم و محاسن کے امتیازات کیونکر ہوتے ۔ ممکن ہے کہ ان امور کی پردہ پوشی کے لئے موئدین کی طرف سے بنی امیہ اور قریش کے اسوقت تک اسلام نہ لانیکا عذر پیش کیا جاوے تو اس عذر سے پہلے عذر کرنیوالون کو خداے سبحانہ تعالی کے تبلایے ہوے اصول (لا فطرة الله تبدیلا) کو پہلے ذہن نشین کرلینا چاہئیے ۔ اب خلاق عالم کے بتلاے ہوے اوسی اصول محکم کے مطابق ابوسفیان اور بنی امیہ کے اسلام لانیکے حالات بھی ملاحظہ کرلیئے جائین ۔

ابوسفیان کی حقیقت ایمان

ابوسفیان فتح مکہ کے وقت ۸ھ ہجری مین ۔ بعد از ہزار خرابی بصرہ ۔ اسلام بھی لاے تو اس حالت کیذائی مین جیساکہ تاریخ ابن ہشام کی اس ترجمہ عبارت سے ظاہر ہے ۔

قریش نے لشکر اسلام کی خبر پاکر ۔ بدیل ابن ورقا ۔ حکیم ابن حزام اور ابوسفیان بن حرب کو جاسوسی کی خدمت پر بھیجا اور تاکید کردی کہ اگر رسول اللہ صلعم سے ملاقات ہو تو معاہدہ حدیبیہ کے پھر شرائط منظور کرا کے آپ کو راستہ ہی سے واپس کردینا چونکہ جاسوسی کی خدمت تھی اور یہہ معلوم نہ تھا کہ آنحضرت صلعم کس راہ سے مکہ مین آتے ہین ۔ اسلیئے تینون مین اپنی اپنی فکر مین بدیل اور حکیم تو دوسرے رستون سے گھوم کر پیچھے آے لیکن ابوسفیان رات ہی کو سب سے پہلے لشکر اسلامی مین پہونچگیا ۔ خلاف معمول چارونطرف میدان مین آگ جلتی دیکھکر اوسکے حواس باختہ ہوگئے ۔ وہ اسی حیرت مین تھا کہ اتفاقاً حضرت عباس اوسطرف سے گذران خچر پر نکلے ۔ باہمی گفتگو ذیل کے مکالمہ مین ملاحظہ ہو

عباس (ابوسفیان کی آواز پہچان کر) ابوسفیان ! ابوسفیان !

ابوسفیان (آواز دیکر) ۔ ہان ۔ اے اباالفضل ۔ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ۔ یہہ کیا ہے ؟

عباس ۔ یہہ رسول اللہ صلعم کا لشکر ہے اور اب قریش کے لئے صبح ہی صبح ہے ۔ اور بس

ابوسفیان (گڑگڑاکر) میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ۔ میرے بچنے کا کوئی قرینہ ہے

عباس ۔ یہہ سمجھ رکھو کہ فتح (مکہ) ہوتے ہی تمہاری گردن ماریجائے گی (تمہارے حق مین یہی بہتر ہے) میرے خچر کے پیچھے سوار ہو لو مین تمہین آنحضرت صلعم کی خدمت مین لیجاکر امان دلوادون ۔

ناظرین کتاب یہین سے بنی امیہ کی قابو پرستی اور ابن الوقتی ۔ اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی عفو و درگذر ۔ مروت و رواداری کو چشم عبرت سے دیکھ لین ۔ بہرحال ۔ اب آگے اور بڑہئے اور راوی تاریخ ابن ہشام کی آئیندہ عبارت پڑھئے

ابوسفیان مرتا کیا نکرتا ۔ حضرت عباس کے گدھے کے پیچھے (دم کے پاس) سوار ہوجاتے ہین اور حضرت عباس اوکو رسول اللہ صلعم کیخدمت مین لے آتے ہین اور عرض کرتے ہین ۔ ابوسفیان حاضر ہے ۔ آپ نظر مبارک اوٹھاکر اوسکی طرف دیکھتے ہین اور ارشاد فرماتے ہین

رسول اللہ صلعم ۔ کیون ابوسفیان ۔ کیا اب بھی تمکو یقین نہین آیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے

ابوسفیان ۔ کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا

رسول اللہ صلعم کیا اسمین کچھ شک ہے کہ مین خدا کا رسول ہون

ابوسفیان ۔ اسمین تو ابھی ذرا شبہہ ہے

عباس (ابوسفیان کو ڈانٹ کر) وائے ہو تجھ پر۔ جلدی سے حق کا کلمہ پڑھ لے ورنہ تو۔ خدا کی قسم۔ ابھی تیری گردن ماری جاتی ہے

ابوسفیان (اتنا بنیا سودا کر کے) لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

ابوسفیان مسلمان بھی ہوئے تو کیسے مسلمان ہوئے

خیر۔ جیون تیون کر کے ابوسفیان مسلمان تو ہو گئے مگر کیسے مسلمان ہوئے۔ خود آنحضرت صلعم کی زبانی صداقت سن لیجئے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ مسلمان ہونیکے بعد ہی ابوسفیان اور حکیم ابن حزام نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم آپ ایسے اوباش لوگوں (انصار مدینہ) کی جماعت لیکر آئے ہیں جو آپ کے قبیلے اور عشیرے والوں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے آپ نے ارشاد فرمایا تم تو خود ظالم ترین و فاجر ترین محروم قرار پائے ہو

ابوسفیان بنے ہوئے مسلمان تھے

آگے چلئے۔ محدث دہلوی۔ مدارج النبوۃ میں آنحضرت صلعم کی زبانی ابوسفیان کی نسبت لکھتے ہیں انہ رجل مستسلم و لا مسلم (یہ شخص بنا ہوا مسلمان ہے مسلمان نہیں ہے۔ یعنی اس نے اسلام کو بہ تکلف اختیار کیا ہے۔ رغبت اور طیب خاطر سے نہیں۔ اس سے بڑھ کر ملاحظہ ہو۔

بنی امیہ کے اجمالی فضائل

ویل لبنی امیۃ ویل لبنی امیۃ ویل لبنی امیۃ۔ لکل شیٔ اٰفۃ واٰفۃ ھذا الدین بنی امیۃ۔ سیکون فی امتی زنادقۃ وشر قبائل العرب بنو امیۃ وکان ابغض الاحیاء او الناس الی الناس والی رسول اللہ بنی امیۃ

ہلاکت ہو بنی امیہ پر۔ ہلاکت ہو بنی امیہ پر۔ ہلاکت ہو بنی امیہ پر ہر شے کے لئے ایک آفت ہے اور اس دین کی آفت بنی امیہ ہیں میری امت کے زنادیق اور شریر ترین قبائل عرب بنی امیہ ہیں سب سے زیادہ زندہ لوگوں میں رسول اللہ صلعم سے بغض رکھنے والے بنی امیہ ہیں تاریخ معاویہ مطبوعہ جونپور ص ۳۴۸

مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے ملقب

ابوسفیان اور انکا پورا خاندان اسلام میں مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے مشہور رہے۔ دربار رسالت سے یہ خطاب انکو اور انکے تمام قبیلے کیلئے خاص طور پر مخصوص کر دیا گیا ہے۔ قران مجید کے سورہ توبہ (عذاب) میں بھی یہ لوگ اسی خطاب سے مخاطب فرمائے گئے ہیں۔

ابوسفیان کی معیار و مقدار ایمان

کہاں تک لکھا جائے سے ہمہ ورق کہ سیہ گشت و مدعا اینجاست۔ اسلام لانیکے بعد انکی مقدار اسلام تو معلوم ہو گئی اب معیار اسلام بھی ملاحظہ ہو۔ طبری اور ابن ہشام دونوں کا ترجمہ عبارت حسب ذیل ہے شبلی صاحب انہوں نون کی اسناد سے لکھتے ہیں۔

لشکر اسلام جب مکہ کی طرف بڑھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر کھڑا کردو کہ افواج الٰہی کا جلال آنکھوں سے دیکھے۔ کچھ دیر کے بعد دریائے اسلام میں تلاطم ہوا۔ قبائل عرب کی موجیں جوش مارتی ہوئی بڑھیں سب سے پہلے غفار کا پرچم نظر آیا۔ پھر جہینہ۔ ہذیل۔ ہذیم اور سلیم ہتیاروں میں ڈوبے ہوئے تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے نکل گئے۔ ابوسفیان ہر بار مرعوب ہو جاتا تھا۔ سب کے بعد انصار کا قبیلہ اس شرف و شان سے آیا کہ ابوسفیان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس تدبیر سے ابوسفیان نے کیا نتیجہ نکالا۔ یہ ترکیب رسالت کہاں تک اس مبتدی اسلام کی سبق آموزی میں کامیاب ہوئی۔ حضرت عباس سے ابوسفیان کی حسب ذیل مکالمت بتلا رہی ہے

ارشاد رسالت کے مطابق حضرت عباس انکو لشکر اسلامی کی جلالت و سطوت دکھلانیکی غرض سے پہاڑ کی چوٹی پر لے آئے

اور اونھون نے مرتبہ بالا لشکر اسلامی کی جلالت وعظمت دیکھکر حضرت عباس سے پوچھا

ابوسفیان عباس - یہہ کون لوگ ہین ؟

عباس - یہہ مہاجر وانصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان نثار ہین

ابوسفیان (سخت حیران ومتعجب ہوکر) ایسی تو پہلے (عرب مین) کسی کی شان وقوت نہین بھی - اے ابا الفضل خدا کی قسم - اب تو تمہارے بھیتجے کی بڑی سلطنت ہوگئی -

عباس - وائے ہو تجہپر - یہہ سلطنت نہین ہے اقتدار رسالت ہے -

انا للہ وانا الیہ راجعون - تعلیم رسول صلعم سے کیا اچھی تعلیم وتادیب حاصل کی گئی ہے - سلطنت ونبوت حکومت ورسالت کے فرق مابہ الامتیاز کو ماشاء اللہ کس خوبی سے سمجھا گیا ہے ع قدر ہر کس بقدر ہمت اوست

ابوسفیان کے ساتھ حضرت عباس کے خاص اشفاق

بہرحال پھر وہی عبد المطلب کے فرزند رشید کام آتے من اور سیدھا راستہ بتلاتے ہین طبری - ہشام اور مواہب لدنیہ وغیرہ مین سلسلہ مکالمت یون تمام ہوتا ہے -

ابوسفیان آپ جو کچہہ کہتے ہین - صحیح ہے - اچھا - مین اب کیا کرون - یہہ تو بتلائیے

عباس اب تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ اب تم شہر مین سیدھے چلے جاؤ اور قریش کو سمجھاؤ کہ فساد کا قصد نکرین اب کچہہ شدنی نہین ہے -

اتنا بتلا کر عبد المطلب کے اوسی خلف صالح (حضرت عباس رض) کو بنی امیہ کے اس بزرگ کے ساتھ امتیازی ہمدردی کا خیال آیا اور خیال کے ساتھ اوسکے عملی صورت مین ظاہر کردینے کا قصد فرمایا - ابوسفیان کا ہاتھ تھامے ہوے آنحضرت صلعم کی خدمت مین لیے آیے اور عرض کی - تاریخ طبری کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو -

ابوسفیان ایک مفاخرت پسند آدمی ہے - اسکے لئے کوئی امتیاز خاص خصوصیت ہو - جو اسکی قوم مین اسکے امتیاز کا باعث ہو - ارشاد ہوا - اچھا - پھر یون اعلان فرمان ہوا - کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر مین چلا آیے گا امان پایے گا - اور جو مسجد الحرام مین چلا جایے گا - وہ بھی امان پایے گا - اور جو اپنے گھر کے دروازے بند کرکے بیٹھ رہیے گا وہ بھی امان پایے گا - طبری ص ۱۶۳۳

مکہ مین ابوسفیان کا قومی او خانگی استقبال

بنی مطلب نہاشمی کے دربار رسالت اور پایگاہ نبوت سے رئیس خاندان بنی امیہ یہہ تحفہ امتیازی لیکر شہر مین داخل ہوی تو انکی قوم - انکے اعزہ واحباب نے عموما اور انکی زوجہ محترمہ ہندہ بنت عتبہ نے خصوصًا انکی کیا گت بنائی - محدث شیرازی کی تاریخ روضۃ الاحباب کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو

حضرت عباس نے ابوسفیان سے کہا کہ جلد چلے جاؤ اور لوگون کو تہدید کرو کہ وہ اپنی فکر کرین اور جلد مسلمان ہوجائین کہ اونکی نجات ہوجایے ورنہ سب ہلاک ہوجائینگے - ابوسفیان دوڑتا ہوا مکہ مین آیا اور لشکر اسلام مقام ذی طوی (مکہ سے ملا ہوا مقام) مین پہونچکر ٹھہر گیا - اسلیے کہ آنحضرت صلعم اون سے آکر مل جائین - اوسدن بہت گرد وغبار تھا - تمام پہاڑ کی چوٹیان گرد سے بھری تھین اور اوسوقت تک کفار کو آنحضرت صلعم کی آمد کی کوئی خبر نہین تھی - جب لوگون نے ابوسفیان کو جلد جلد آتے دیکھا تو اوسکے استقبال کو آگے بڑھے اور اوس سے پوچھا تمہارے پیچھے کون ہے اور یہہ غبار کیسا ہے ابوسفیان

دکھا کہ یہ محمد صلعم کا لشکر ہے جو اندر ادمین کثیر ہے اور بالکل غرق آہن و فولاد ہے اوسمین ایسے دلاوران جنگ ہین جن سے کسی کو تاب مقابلت و محاربت نہین ہے۔ محمد صلعم نے مجھہ سے کہدیا ہو کہ جو شخص میرے مکان مین آجایے گا وہ امان مین رہے گا اور جو ہتیار ڈالدیگا وہ بھی امان پائیگا اور جو شخص مسجد الحرام مین جایے گا وہ بھی امان پایے گا۔

یہ سنکر سب نے کہا خدا تجکو ذلیل کرے۔ یہ تو کیسی خبر لایا ہے۔ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔ شوہر کی خیر آمدید کو قوم کے ساتھ آئی تہین۔ شوہر کے ان ناشنوا کلمات کو سنکر بیتاب ہوگئین۔ شوہر کی داڑھی پکڑلی اور مجمع عام مین اوسکی بڑی ذلت کی اور چلا کر (تمام قریش سے) کہنے لگین کہ اس بڑھے احمق کو مارڈالو کہ پھر (تم لوگون سے) ایسے احمقانہ کلام نکرے۔ ابوسفیان نے جوابدیا جو میری ذلت چاہو کرو مگر مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر تو مسلمان نہوجایے گی تو تیری گردن ماری جایے گی۔ جا اور اپنے گھر کو دروازے بند کرکے بیٹھ رہ۔ روضۃ الاحباب لکہنو ص ۷۴۲

جنگ حنین مین ابوسفیان کی ابن الوقتی

جنگ حنین مین جو باعتبار قربت کے گویا فتح مکہ کی صبح تہی۔ دنیا کے قابو پرست اور ابن الوقت لوگون نے راہ گریز اختیار کی۔ انمین سب سے پہلے خلفاے امویہ کے مورث اعلیٰ۔ امیر معویہ کے پدر نامدار۔ کفار قریش کے سپہ سالار۔ ابوسفیان ابن حرب بھاگ نکلے۔ انکی نسبت مورخ ابوالفدا لکھتے ہین۔

جب مسلمانون نے راہ فرار اختیار کی تو اہل مکہ کے دلومین جو کینہ اور حسد مخفی تھا ظاہر ہوگیا چنانچہ مسلمانون کے بھاگنے پر ابوسفیان بن حرب کہنے لگے کہ یہ لوگ (مسلمان) جبتک کہ سمندر کے کنارے تک نہ پہونچ لینگے۔ دم نہ لینگے۔ بحوالہ تاریخ احمدی ص

ابھی صبح سے شام نہین ہوئی تھی کہ انھین ابوسفیان کے ایسے دشمن جان و ایمان کو ساتھ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے کیسے کیسے احسانات کئے تھے۔ کیا کیا تفضلات والطاف دکھلائے تہے۔ جان بخشی فرمائی۔ تمام جرائم معاف کردیے۔ ذاتی اعزاز و امتیاز عنایت کیا۔ یہان تک کہ انکے گھر کو اہل جرائم کے عفو تقصیرات کا مامن اور رحمت و نجات کا ضامن بنادیا۔ ان تمام احسانات و رعایات کے جواب مین ایک ذرا سے انقلاب کو سوتیے تہی۔ انکی فطرت نے فوراً کروٹ بدلی۔ پھر نہ خدا تھا نہ رسول۔ نہ اسلام تہا نہ ایمان ابھی ابھی جس مذہب کو قبول کیا تہا اور جس بانی مذہب کے دست مبارک پر بیعت کی تہی اوسی کی کھلی کھلی مخالفت اور معارضت کرنے لگے۔ ابن ہشام انکی ان معاندانہ اور محاربانہ طرز عمل پر حسب ذیل روشنی ڈالتے ہین۔

جب لوگ بھاگ گئے اور مکہ کے لوگون نے جنکے دلون مین کینہ و عداوت باقی تہی مسلمانون کے عالم ہزیمت و فرار کو دیکھہ لیا تو انھین اسکا ذکر کرنے لگے۔ ابوسفیان بولا کہ اب یہ بغیر سمندر تک بھاگے نہین رکینگے۔ ابوسفیان کے پاس کمان بھی تھی اور کمان مین تیر بھی تھے۔ جبلہ بن حنبل نے وہ بقول ابن ہشام کلدہ ابن حنبل نے اپنے بھائی صفوان ابن امیہ سے جو اسوقت تک مشرک تھا کہا کہ آج کے دن (نعوذ باللہ) محمد کا سحر باطل ہوگیا۔ صفوان نے ڈانٹ کر کہا کہ چپ رہ۔ خدا تیرے مونہ کو توڑے۔ میرے نزدیک اگر کوئی قریش کی ستائش و طرفداری کرتا تو بہتر ہوتا اس سے کہ کسی مرد ہوازن کی تعریف و جنبہ داری کرے ج ۲ ص ۱ مصر

محدث شیرازی ان بدنام کنندگان اسلام کے حالات مفصلہ ذیل عبارت مین لکھتے ہین

کفار قریش مین وہ لوگ جو نئے مسلمان ہوے تہے اور ابھی تک اونکے سینے حسد و کینہ سے پاک و صاف نہین ہوے تہے مسلمانون کی ہزیمت دیکھکر برے کلمات کہنے لگے۔ ایک نے کہا کہ محمد صلعم کے صحابہ ایسے بھاگے جاتے ہین کہ بغیر سمندر تک پہنچے نہین رکینگے اور کلدہ بن حنبل جو صفوان بن امیہ کا علاتی بھائی تھا کہنے لگا کہ آج سحر کے باطل ہونیکا دن ہے اور دوسرا صفوان کو

مخاطب کرکے کہنے لگا کہ تمہین مبارک ہو دیکھو محمدؐ اور اونکے اصحاب بہاگ گئے۔

محدث شیرازی نے ان کافرانہ خطابات کو عموماً مسلمانون کیجماعت کیطرف منسوب کیا ہی۔ لیکن ابن ہشام اور طبری اور ابو الفدا نے پہلی کلمہ کا متکلم ابوسفیان کو اور دوسرا نام مع ابنیت کے لکھکر بتلایا ہے اور تاریخ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا کی عبارتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اون کلمات کے کہنے والے بھی یہی ابوسفیان تھے اور مبارکباد کی خوشخبری بھی پانے والے بھی یہی تھے۔ چنانچہ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا جلد دوم کی عبارتون کی تفصیل مترجمہ یہ ہے۔

فوج اسلام مین ابوسفیان بھی تھے۔ اول تو جیسے یہ مسلمان ہوئے تھے ظاہر ہے۔ فوج اسلامی کی حالت (فرار) دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہان سے فوج اسلامی کا انتشار اور علی العموم اہل اسلام کا اضطرار دیکھکر قہقہہ لگانے لگے اور اپنی چھپی ہوئی مخالفت کا پورا موقع پاکر مسلمانون سے بدلہ چکانے کے لئے تیر وکمان بھی لیس کر رکھی۔ تیر بھی کون۔ وہی اَزلام۔ جہالت کے زمانہ مین جس سے جوا کھیلا جاتا تھا اور فال لیجاتی تھی۔ جسکی حرمت قرآن مجید کی آیت انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ شراب۔ جوا اور (جوئے اور فال کے) تیر شیطان کے عمل سے بھی بدترین۔ مین نص صریح ہے اور کہنے لگے مجھے امید ہے کہ قوم ہوازن اہل اسلام کو بغیر سمندر کے کنارے پہونچائے نہین رہے گی یا کئے بخیال یہی اسکے ہمراہ تھے سب کے سب انکے ہمراہ تھے اور سیر کر رہے تھے کیسی کو مسلمان ہوے ایک ہفتہ ہوا تھا کسیکو دو کسیکو تین ہفتے۔ پھر اونکی آنکھون مین اسلام کی وقعت ہوتی تو کیسے۔ وہ تو صرف غنیمت کے لئے اسلام کے پیچھے پڑے تھے وہ سب ملکر اسلام کی ہزیمت سے بہت مسرور ہوئے۔ ابوسفیان کو جو سابق مین اونکا سردار تھا۔ ملکر مبارکباد دینے لگے اور کہنے لگے ای ابوسفیان آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کا سحر باطل ہوگیا۔ اونکے اصحاب نے جنگ مین ہزیمت پائی تجھکو مبارک ہو۔ ماذ ابن حیل نے کہا آج محمد کا سحر باطل ہوگیا جو سالہا سال سے اہل عرب کے دلون پر کارگر ہو رہا تھا۔ ابو الفدا ص ۳۹۴ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۳۶۔ تاریخ الانبیا ج ۲ ص ۳۸۹

امام طبری اور ابوسفیان کی مذمت — انھین امور کو پیش نظر رکھکر امام المورخین طبری نے مخالفت رسول صلعم مین جس شدت وعصبیت کے اونکی خصوصیت بتلائی ہے وہ ذیل مین اونکے ترجمہ الفاظ سے ظاہر ہیں۔

آنحضرت صلعم کی قوم کے کثیر التعداد اشخاص نے اور بڑے بڑے گروہ نے آنحضرت صلعم سے عناد کیا اور قطع تعلق کیا اور اونکی تکذیب کی اور اون سے لڑے بھی اور وہ لوگ اونکی تکذیب وملامت کے ساتھ پیش آتے تھے اور اونکی تکذیب۔ اذیت اور ہجو کا قصد کرتے تھے اور کھلی کھلی دشمنی کرتے تھے اور اونکے لئے لڑائی کھڑا کرتے تھے اور اونکی طرف جانیوالون کو روکتے تھے اور جو اونکا پیرو ہوتا تھا اوسکو (طرح طرح کے) عذاب مین مبتلا کرتے تھے اور خصوصاً ابوسفیان ابن حرب اس بارے مین سب سے زیادہ شدید العداوۃ (سخت دشمن) تھا اور بڑا زبردست مخالف تہا اور ہر لڑائی مین مقدمہ کیش ہوا کرتا تھا۔ جو جھنڈا اسلام کے خلاف اوٹھتا اوس کا اوٹھانیوالا اور اوس گروہ کا رئیس وسرگروہ وہی ہو اکرتا تھا یہی حالت ابوسفیان کی جنگ بدر واحد وخندق تمام لڑائیون مین رہی اور اوسکے ساتھ اوسکا گروہ بنی امیہ رہا تھا الملعونین فی کتاب اللہ ثم ملعونین علی لسان رسول اللہ ؐ فی عدۃ مواطن وعدۃ مواضع

بنی امیہ از روئے کتاب خدا بھی ملعون ہین اور پھر اکثر مقامات پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ...

سب کے حق مین لعنت جاری ہوئی ہے - اسلئے کہ اون سبھون کا نفاق و کفر خدا کے علم مین گذر چکا تھا - ابوسفیان برابر آنحضرت صلعم کو آزار پہنچاتا رہا اور آپسے لڑتا رہا اور قطع تعلق کرتا رہا حتی قھر بالسیف وعلی امر اللہ - یہان تک کہ تلوار نے اوسکو زیر کیا اور خدا کا حکم غالب آیا - حالانکہ وہ سب کو سب (ابوسفیان وغیرہ) کراہیت کرتے ہے (اسلام سے) فتقول بالاسلام غیر منطوی علیه واسر الکفر غیر مقلع منه - پھر زبانی اسلام بھی لایے تو اوپر کے دل سے اور باطن مین کفر چھپائے رہے - اس (حالت نفاق) سے باز نہ آے - اوسکو (ابوسفیان کو) اسی نفاق کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب مسلمانون نے پہچانا تو امتیاز کے لئے (رسول خدا صلعم کے مطابق) ان سبھون کو مولفۃ القلوب کے لقب سے نامزد کیا - اس لقب کو ابوسفیان اور اوسکی بطیب خاطر قبول کیا - اس لقب کو مدنظر رکھکر جن مقامات پر خدا سبحانہ تعالے نے ان سبھون پر اپنے نبیؐ کی زبانی لعنت نازل کی - وہ آیت یہ ہے -

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا

قرآن مین یہ وہ شجرہ ملعونہ ہے جسکے لئے ہمیشہ خوف وعذاب ہے اور جسکے لئے سوای گمراہی کے اور کوئی ترقی نہین ہے

ولاخلاف بین احد انه اراد بها بنی امیه اور اسمین کسیکو بھی اختلاف نہین ہے کہ شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہین

تاریخ طبری حصہ سوم از صفحہ ۲۱۶۹ تا صفحہ ۲۱۷۰

ابوسفیان تمام عمر اسلام سے کورے رہے

اب رہا یہ شبہہ کہ شاید ابوسفیان اگر اسوقت نہین تو آئندہ چلکر کسیوقت رسوخیت فی الاسلام کے شرف سے فائز ہوے ہون گے - لیکن حقیقت اور واقعیت یہ بتلاتی ہے کہ یہان تو ابتدا سے لیکر انتہا انکا ایک ہی رنگ قائم رہا - ابوسفیان کے گویا مرتے دم تک کے حالات رسوخیت اسلام و ایمان امام عبدالبر مکی کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ فرمائی جاے

وروی عن ابو الحسن ان اباسفیان دخل علی عثمان حین صارت الخلافة الیه فقال قد صارت الیك بعد تیم وعدی فادرها کالکرة واجعل اوتادها بنی امیه فانما هو الملك ولا ادری ما جنة ولا نار وله اخبار من نحو هذا ردیه ذکرها اهل الاخبار لم اذکرها وجملات فی بعضها ما یدل علی ان اسلامه لم یکن سالما

جب حضرت عثمان خلیفہ ہو گئے تو ابوسفیان نے آکر کہا کہ اب تو تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے ہاتھ آئی ہے اسکو گیند کیطرح اوچھالو اور اوسکی میخین بنی امیہ کو بناو (یعنی اس خلافت مین سوائے بنی امیہ کے کسی کو دخل نہو) کیونکہ حقیقت مین (خلافت اسلامی) بادشاہی ہے اور ہم نہین جانتے کہ بہشت کیا چیز ہے اور دوزخ کیا ہے - امام عبدالبر لکھتے ہین کہ اسی طرح اور بہت سی ایسی باتین اہل اخبار نے لکھی ہین مگر ہم ایسی ردی باتون کے لکھنے کی کوئی وجہ نہین دیکھتے اسلئے کہ بعض باتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اوسکا (ابوسفیان کا) اسلام ہی درست نہین تھا

استیعاب حاشیہ اصابہ جلد چہارم مطبوعہ مصر ص ۸۶ واستیعاب قلمی ورق ۲۰۸

علامہ حسین دیار بکری تاریخ الخمیس مین اسی روایت کو اضافہ کے ساتھ اس عبارت مین لکھتے ہین -

یا اباسفیان یا بنی امیه تلقفوها تلقف الکرة فوالذی یحلف به ابوسفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنة ولا نار ولا بعث ولا قیامه

ابوسفیان نے کہا کہ اے بنی امیہ اس خلافت کو آپس مین گیند کیطرح اوچھال لو یعنی تقسیم کرو - ابوسفیان قسم کھا کر کہتا ہے اوسکی جسکی قسم کھائی جاتی ہے (اللہ اکبر - خدا کا نام بھی لینا نہین چاہتے) کہ نہ

عذاب ہی۔ نہ حساب ہی۔ نہ جنت ہی نہ دوزخ ہی۔ نہ بہشت ہی نہ قیامت ہی۔ جلد دوم مطبوعہ مصر

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جب تمام اصول اسلام ہی سے انکار ہے تو پھر یہی کفر کا اقرار ہے اور یہی مدار و مدار

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین اس واقعہ کو ان الفاظ مین لکھتے ہین۔

در استیعاب می گوید کہ طائفہ روایت میکنند کہ وی (ابوسفیان)

پشت و پناہ منافقان (کہف المنافقین) بود از ان کہ

اسلام آوردہ بود و در جاہلیت منسوب بزندقہ بود۔ روایت

کردہ شدہ است از حسن کہ ابوسفیان در آمد بامیر المومنین عثمان

بسوئے او وقتیکہ رسید بروے و او اعمی شدہ بود ابوسفیان

گفت گردیدہ است خلافت بسوئے تو بعد از تیم و عدی پس

بگردان تا وان بنی امیہ را و نیست آن مگر ملک و من نمی

یابم جنت را و نار را۔ جلد دوم مطبوعہ ناصری ص ۶۲۶

استیعاب مین منقول ہی کہ راویون کا ایک گروہ نے ابوسفیان کو۔

اسلام لانیکے بعد بھی منافقین کا پشت و پناہ لکھکر بتلایا گیا ہی

اور جہالت مین اوسکو زندیق ٹھہرایا گیا ہی اور حسن سے روایت ہی

کہ ابوسفیان حضرت عثمان کے پاس اوسوقت آے جب انکو

خلافت مل چکی۔ ابوسفیان اندھے ہو چکے تھے۔ کہنے لگے کہ آپ

تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے پاس آئی

ہے پس تم بنی امیہ کے سب نقصانات پورے کردو۔ یہ (خلافت) ایک شاہی ہے (اور پس) اور نہ مین (کہین) جنت کو پاتا ہون اور نہ (کہین) دوزخ کو۔

علامہ مسعودی مروج الذہب مین انکے رسوخ فی الدین کی ایک مضحکہ خیز نقل فرماتے ہین۔ وہ یہ ہے

قال ابن عباس لقد کنا فی محفل فیہ ابوسفیان

وقد کف بصرہ وفینا علیؑ فاذن الموذن فلما قال

اشھد ان محمدا رسول اللہؐ قال ابوسفیان ھھنا

یحتشم قال واحد من القوم قالوا لا فقال للہ

در اخی بنی ھاشم انظروا این وضع اسمہ فقال

علی اسخن اللہ عینیک یا ابا سفیان فقال ابا سفیان

اسخن اللہ عین من قال لیس من یحتشم۔

ابن عباس سے روایت ہی کہ ایک صحبت مین ہم بھی تھے اور ابوسفیان

بھی اور اونکی آنکھین بھی جا چکی تھین۔ اسی جلسہ مین حضرت علیؑ

بھی تھے۔ اس اثنا مین موذن نے اذان کہی جب اشہد ان محمدا

رسول اللہ پر پہونچا تو ابوسفیان نے کہا۔ یہان کوئی غیر تو نہین

ہی۔ کسی نے کہدیا۔ نہین کوئی نہین ہے۔ ابوسفیان نے کہا

خدا بھلا کرے برادر بنی ہاشم کا (آنحضرتؐ کی طرف اشارہ ہے)

دیکھو۔ اپنا نام کہان لکھا ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا خدا تیری

آنکھون کو گرم کرے (خود خدا نے اوسکو یہ عزت دی ہے کہ فرمایا ہے ورفعنا لک ذکرک) ابوسفیان نے کہا خدا اوسکی آنکھو

کو گرم کرے جس نے بیان کیا یہان ایسا کوئی نہین ہے جس سے خوف کیا جاوے

سب سے آخر مین ہم جاحظ عثمانی (مصنف کتاب المفاخرت۔ عرب کے سب سے بڑے ادیب اور متوکل جیسے

ناصبی خلیفہ کے لڑکون کا معلم) کی وہ فیصلہ کن رائے نقل کرکے ابوسفیان کی داستان کو ختم کرتے ہین جو اونہون نے

انکے (ابوسفیان کے) اسلام و ایمان کی پوری تصویر کھینچکر قائم کی ہے۔

قد عرفنا کیف ابا سفیان فی عداوۃ النبی صلعم۔

وفی محاربتہ وجد الہ علیہ وغزوۃ ایاہ و

ہمکو خوب معلوم ہے کہ ابوسفیان رسول اللہ صلعم کا جیسا دشمن

اور آپ سے کسطرح لڑائیان لڑا اور کوششین کین اونکے

لوگون کو آپ کی دشمنی پر آمادہ کیا اور اسی طرح حضرت سے بھی کس کس طرح اس سے جہاد کیا۔ ہمکو اسکا اسلام بھی خوب معلوم ہے جیسا اوسکا خلوص تہا (حضرت عباس سے جو کچہ پیشکر اسلام کی شان و شوکت دیکھکر کہا تھا کہ تمہارا برادرزادہ اب تو بڑا بادشاہ ہوگیا) وہ بھی معلوم ہے۔ جو کلمہ اوس نے بروز فتح حنین کہا تھا (لاان بطل سحر محمد صلعم اسوقت سحر (نعوذ باللہ) سحر محمد باطل ہوگیا) اور وہ کلمہ بھی معلوم ہے جو ابوسفیان نے اوسوقت کہا تھا کہ حضرت بلال نے خانہ کعبہ پرچڑھکے بالاعلانیہ اذان کہی تھی۔ ماخوذ از رسالہ اصلاح بابت ماہ فروری ۱۹۰۰ء

معویّہ ابن ابوسفیان

الولد سرّ لابیہ

بیٹا وہی قدم بقدم ہو جو باپ کے

ابوسفیان کی داستان کو پوری تفصیل سے بیان کرکے۔ اونکے دلبجانی بیٹے معویہ کے حالات حسب ذیل پیش کیے جاتے ہین۔

نام اور کنیت — انکا نام معویہ ہے۔ معویہ کے معنی۔ وہ کتیا جو عوعو کرکے کتون کو بلائے۔ انکے معتقدین انکی کنیت ابو عبد الرحمن بتلاتے ہین۔ اسکی تحقیق دشوار ہے کہ یہ کنیت انھون نے اپنی حصول امارت کے بعد اپنے لیے تجویز کی تہی یا آپ کے والد بزرگوار کہف النفاق۔ ابوسفیان صاحب نے اپنی پسند سے رکھی تھی۔ انکے والد ماجد ابوسفیان بن حرب تھے۔

لقب — انکے اور انکے باپ کے القاب قریب قریب ایک ہی تھے لیکن تاہم کثرت القاب مین باپ کا نمبر بیٹے سے بڑھا رہا مولفۃ القلوب انکا بھی لقب بھی تھا اور انکے باپ کا بھی۔ معویہ و ابوہ من مولفۃ القلوب۔ معویہ اور اونکا باپ مولفۃ القلوب تہے۔ طلیقا (ازاد کردہ رسول صلعم روز فتح مکہ ہونے کے انکو طلیق ابن الطلیق بھی کہتے ہین۔ اسلئے انکا بھی لقب طلیق تھا اور انکے باپ کا بھی۔ وھو من الطلقاء الذین لایجوز لھم الخلافۃ۔ معویہ طلیق ہین اور طلیق کے لئے امر خلافت جائز نہین (ازالۃ الغین ج اطبوعہ دہلی بحوالہ استیعاب۔ انکے باپ کہف النفاق کے لقب خاص سے مشہور تھے اور انکا یہ لقب ایسا مخصوص تھا جو شاہزادے انکے صاحبزادے کے القاب سے زیادہ تھا۔ استیعاب مین امام عبدالبر لکھتے ہین وطائفۃ تقول انہ کھف المنافقین منذ اسلم وکان فی الجاھلیۃ ینسب الی زنادقہ۔ ایک گروہ محدثین کا قول ہے کہ یہ منافقین کی پشت و پناہ تہے جبوقت سے اسلام لائے۔ اور ایام جہالت مین زندقہ کے ساتھ منسوب تہے۔ لیکن کیا نشد دوشد۔ انکا ایک لقب صاحبزادے سے بھی بڑھگیا۔ استیعاب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ جہالت مین انکا لقب زندیق بھی تھا صدہ تازہ بتازہ نو بنو۔

والدہ ماجدہ — معویہ کی مادر مہربان۔ ہندہ بنت عتبہ تھین۔ جنکا لقب آکلۃ الاکباد (کلیجون کی چبا جانیوالی) تھا۔ یہ خطاب انکو بروز احد دربار رسالت سے ملا تھا جب انھون نے عم رسول مقبول جناب سید الشہدا حضرت حمزہ کا کلیجہ دانتون سے چبایا تھا۔ جب انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ اس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا مگر استفراغ ہوگیا تو آپ نے فرمایا خدا نے دوزخ پر حرام فرمایا ہے کہ حمزہ کی گوشت کا مزہ چکہ سکے (ابوالفدا فصل پنجم کا فیہ مطبوعہ بمبئی) اسی سے ہندہ جگرخوارہ کا جہنمی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

ہندہ جگرخوارہ کی ثنا خوانی حسان بن ثابت کی زبانی — حسان ابن ثابت دربار رسالت کی ملک الشعرا تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ہجو و توہین مین۔ بنی امیہ وغیرہ بڑے بڑے قصیدے۔ طول وطویل نظمین لکہا کرتے ہیں۔ آپ کیطرف سے حسان ابن ثابت او نکے دندان سکن جواب اشعار مین دیا کرتے تہے اسی لئے انحضرت صلعم نے انکو بشارت دی تہی کہ جبتک تم ہماری اور ہمارے دشمنون کی رد وقدح کرتے رہوگے اوسوقت تک روح القدس تمہاری تائید کرتا رہیگا۔

ایکبار بنی امیہ نے انحضرت صلعم کی توہین مین ایک سخت توہین انگیز اور طویل نظم لکھی اور اوسمین اپنی شرافت حسبی ونسبی بہت کچھہ فخر وناز کیا۔ حسان ابن ثابت نے اوسکے جواب مین جو نظم طیار کی اوسمین۔ بی سندہ۔ معاویہ کی مادر مہربان کے بہت سے راز سربستہ کھولدیئے۔ اوسمین سے چند اشعار ناظرین کی تفریح طبع کے لئے ذیل مین لکھے جاتے ہین

اشرت بکاع وکان عادتھا
توشہوت پرست اپنے نفس (امارہ) کی لونڈی تہی

لوما اذا کان اشرت مع الکفر
تیری عادت قابل ملامت تہی جسکو تو نے کفر کے ساتھہ مول لیا تہا

لعن الالہ وزوجھا معھا
خدایے تعالے کی لعنت تجہپر ہو اور تیرے شوہر پر

ھند الھنود طویل البظر
اے ہندوؤن کی ہند۔ دراز شرمگاہ والی

اخرجت رقصۃ الی احد
بروز احد تو ناچتی ہوئی نکلی اور اوس قوم کے سامنے

فی القوم مقتبۃ علے بکر
گئی جو تیری جوانی پر شدید الشوق ہو رہے تہے

بکر ثقال لا حراک بہ
تیرے لئے تیری جوانی بار (وبال) جان ہوگئی

لا عن معاتبۃ ولا زجر
جسکی وجہہ سے تو خطاب وعتاب اور لعن طعن سے آزاد نہین ہوسکتی

وعصالک استک تتیقن بھا
تیری بدکاریان ایسی مستقل ہین کہ ہر شخص کو اوسکا یقین ہوجاتا ہے

دق العجابۃ عاری الفھر
اونچی لیخ (شرم کی گرد نویین) اکہی پیدا کردی ہے اور قریش کے لئے باعث عار ہے

قرحت عجیزتھا ومرجھا
تیرے چوتڑ تیری چراگاہ (شرمگاہ) اور تیرا فرش سب گافتہ اور

من نقرھا نقضا علی القھر
پارہ پارہ ہین اور یہہ سب تیری بدکاریون کی نشانیان ہین

زعم الولاید انھا ولدت
ابنایے زمانہ دعوے سے کہتے ہین کہ تو نے جو چہوٹا بچہ جنا ہے

ولدا صغیرا کان من عھر
وہ حقیقتاً زنا سے ہے۔ یعنی زنا زادہ ہے

(دیوان حسان ابن ثابت انصاری مطبوعہ مصر صفحہ ۶۱)

اس اخر شعر کی تصدیق خود معویہ کی زبانی بہت جلد سلسلہ بیان مین اتی ہے۔

حسب ونسب معویہ ابن ابوسفیان (صخر) بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف۔ اس اعتبار وشمار سے یہہ سلسلہ بظاہر عبد مناف پر پہونچکر خانوادہ ہاشمی سے ملجاتا ہے لیکن سہ حقیقت تیری اے ننگ عرب کچھہ اور کہتے ہے

فاضل معاصر۔ صاحب تاریخ معاویہ اسکی تفصیل مین تحریر فرماتے ہین۔

اور اگر علامہ سبط ابن جوزی کی تحریر پر بنا کی جاوے تو پہر یہہ ایک ہی پشت اگے عبد المطلب سے مل جاتے ہین

اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ ایکمرتبہ خلیفہ یزید نے بزمانہ ولیعہدی امیر معویہ کے سامنے اسحق ابن طلحہ سے مذاق کیا کہ

تمہارے لئے تمام بنی حرب کا جنتی ہونا بہتر ہے (اسلئے کہ اسکے مادری خاندان کی کوئی عورت بعض بنی حرب سے متہم تھی)
اسحٰق نے بھی ترکی بترکی جواب دیا کہ تمہارے واسطے یہی بہتر ہوگا کہ جب کل بنی عباس جنت میں داخل ہوجائیں ولیعہد صاحب
ایک اٹھر مزاج کے شہزادے تھے۔ اوسوقت تک (قتل کربلا کے جواز کا فتویٰ دیگر مجتہد بھی نہیں ہوئے تھے) اسحاق کی تقریر
کو نہیں سمجھے۔ مگر معویہ صاحب گرم وسرد زمانہ چشیدہ - جنگ احزاب دیدہ - سمجھکر خاموش ہو رہے - جب اسحاق اوٹھ کر
چلے گئے تو یزید کو ڈانٹا - باپ بیٹے کی گفتگو بطور مکالمہ حسب ذیل ہے -

معویہ - بے سمجھے بوجھے کسی سے گالی گلوج کیوں کرکے منہ کی کھاتے ہو

یزید - میں نے تو اسحاق پر طعن کی تھی -

معویہ - اوس نے بھی اوسیطرح دندان شکن چوٹ کی

یزید - یہ بھلا کیونکر

معویہ - اما علمت ان بعض قریش فی الجاھلیۃ یزعمون انی للعباس - کیا تو نہیں جانتا کہ بعض
قریش جاہلیت میں گمان کرتے تھے کہ میں عباس کے نطفہ سے ہوں - تذکرہ خواص الامۃ ص ۱۵۰

کسی کو زعم ہے مسکن کا یا وطن پہ گھمنڈ - خدا رکھے انھیں اپنے حرامی پن پہ دعوےٰ ہے

اور آگے چلیئے - فاضل معاصر لکھتے ہیں -

قدیم سلسلہ کے مطابق ابولہب (ابن عبدالمطلب) معاویہ کا پھوپھا تھا - ایک روز عقیل ابن
ابیطالب معویہ کے دربار میں گئے - معویہ نے ارکین خلافت سے خطاب کرکے انھیں سناکر کہا کہ آپ ہی کا نام عقیل
ہے - آپ ہی کے چچا ابولہب تھے - عقیل (کب چپ رہنے والے تھے) کہنے لگے - حاضرین! آپ ہی کا نام معویہ ہے
آپ ہی کی پھوپھی حمالۃ الحطب تھیں - پھر معویہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ جب دوزخ میں جانا تو ذرا بائیں طرف
دیکھ لینا - ہمارے چچا تمہاری پھوپھی کو فرش بنائے ہوں گے اور یہ بھی غور کرلینا کہ فاعل بہتر ہے یا مفعول -
ثمرۃ الاوراق

بنی ہاشم سے　　بڑا ناز بنی ہاشم سے الحاق والقال پر ہے - مروان یا بنی امیہ کا یہ مقابلہ ومفاخرہ یہیں تک
بہ نسبی پر بجا ناز　　پہونچکر ختم ہوجاتا ہے - کیونکہ مقابلت اور مفاخرت اپنے سے بہتر کے اتحاد والقال پر کیجاتی ہے
یہ امر تمام دنیا کے تمام تمدن او معاشرت کا مسلمہ ہے - اس بنا پر جبتک بنی ہاشم کی ترجیح بالمرجح بنی امیہ اور مروان
کی آنکھوں میں قائم ہے اوسوقت تک اونکے توصل وتوسل پر مفاخرت کے دعوے کیسے صحیح ہوسکتے تھے - بہرحال - اگر بفرض
محال - تھوڑی دیر تک یہ توسل وتوصل مان بھی لیا جاوے - تاہم فیمابین کفر ونفاق کی وہ ناقابل عبور خلیج حائل
ہے کہ کبھی ایک دوسرے کے ساتھ فریقین میں مرکز مساوات وہمسری پر جمع ہو نہیں سکتا -

خدا سبحانہ تعالیٰ نے خود بنی امیہ کو شجرہ ملعونہ سے ملقب کرکے اور بنی ہاشم کو شجرہ طیبہ کے خطاب مشرف فرماکے جانبین
کے فرق مابہ الامتیاز کو صاف صاف بتلا دیا ہے - ایسی نص صریح کے بعد پھر قدیم توسل کا دفتر پارینہ کا پیش کرنا سعی بیکار ہے
مروان ہی پر موقوف نہیں معاویہ صاحب خود بھی اس زعم باطل کو حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو

کی خدمت مین لکھ بھیجا تھا - اونکو اس خط کا جو جواب دار الامارۃ کوفہ سے لکھا گیا تھا اوسکی عبارت کا ترجمہ یہ ہے -

اے معویہ - تو جو کہتا ہی کہ ہم تم بنی عبد مناف ہین - اسلئے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہین - ایسا نہین ہی یعنی تو جھوٹ نہین کہتا ہی حقیقت مین نہ امیہ ہاشم کے برابر تھا نہ عبد المطلب کی برابر حرب تھا - نہ ابوطالب کے برابر ابوسفیان تھا (مگر ہمارے برابر تو ہے) نہ طلیق اور مہاجر برابر ہو سکتے ہین - ہمارے ہاتھ مین نبوت کا فضل و شرف ہی جسکی وجہ سے ہم نے تیرے بڑے بڑے معزز لوگون کو قتل کیا ہی - جس سے تیرے چھوٹون کا سر نیچا ہو گیا ہی - اخبار الطوال مطبوعہ مطبع سعادت مصر ص ۱۹۰

معویہ کی ولدیت انساب عرب کی کتابون مین مشکوک ہی

علامہ زمخشری ربیع الابرار مین لکھتے ہین

کان ابو سفیان ذمیما قصیرا وکان الصباح عسیفا لابی سفیان شابا وسیما فدعته هند الی نفسها	ابوسفیان سو کھے پاکے پست قد آدمی تھے اور صباح ابوسفیان کا مزدور موٹا تازہ جوان خوشرو تھا - اس وجہ سے ہند کی طبیعت اوس پر مائل تھی

علامہ سبط ابن جوزی ایک دوسری فہرست دیتے ہین -

وکان عمارة ومسافر وعباس من احباب ابوسفیان متهم بالهند فاما عمارة بن الولید فکان من اجمل رجالات قریش	عمارہ - مسافر اور عباس - ابوسفیان کے احباب ہند کے ساتھ متہم تھے اور انمین عمارہ ابن الولید تمام قریشیون مین سب سے زیادہ خوبصورت تھا تذکرہ

پھر علامہ موصوف اسی کے متعلق ایک اور ضمیمہ کا اضافہ فرماتے ہین -

وکانت هند من المغتلمات وکانت تمیل الی السودان من الرجال فکانت اذا ولدت ولدا اسود اقتلته	ہند مغتلمہ (لونڈے باز) تھین اور اگرچہ کالے مردون (سنولیا) کی طرف انکا میلان طبع تھا - لیکن اونکے پیٹ سے

اگر کالا بچہ پیدا ہوتا تھا تو (گلا گھونٹ کر) اوسکو مار ڈالتی تھین -

چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی اسکی تصدیق اور شہرت کے ثبوت مین لکھتے ہین

قال الشعبی قد اشار رسول الله صلعم الی هند یوم فتح مکة لیس من هذا فلما جاءت تبایعه وکان قد اهدر دمها فقالت علی ما ابایعك فقال علی ان لا تزنین فقالت هل تزنی الحرة فعرفها رسول الله صلعم فنظر الی عمر فتبسم -	شعبی نے کہا ہی کہ بروز فتح مکہ جب ہند بیعت کرنے کے لئے آئی تو رسولخدا صلعم نے اسکی طرف اشارہ کیا اور (پہلی) اوسکا خون مباح کر چکے تھے کہ جو شخص ہندہ کو جسجگہہ پاوے قتل کر ڈالے پس ہند نے کہا کہ ہم کس بات پر آپ کی بیعت کرین - رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اب نہ زنا کرنا - ہند نے کہا کہین آزاد عورتین بھی زنا

کرتی ہین - رسولخدا صلعم نے ہند کو پہچان کر حضرت عمر کیطرف دیکھا (کہ اسکی دیدہ دلیری پر نظر کرو) وہ ہنسنے لگے -

امام فخر الدین رازی کی تحقیق مین

فضحك عمر رضی الله عنه حتی استلقی	حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہنستے ہنستے لوٹ گئے

تفسیر کبیر جلد اول مطبوعہ مصر ص ۱۹۳

الغرض - حضرت سلامت (امیر معویہ صاحب) ان صُور مختلفہ کی ترکیب مجموعی تھے اور اسی وجہ سے آپ کو خیریت سے اپنی خوبصورتی کا بھی دعویٰ تھا -

معویہ اور شریک اعور رئیس بصرہ

ایک دن شریک اعور رئیس بصرہ سے اپنی خوشجمالی کا اظہار کرتے ہوے کہنے لگے کہ تو بدصورت ہر اور مین خوبصورت ہوں - خوبصورت بدصورت سے بہتر ہوتا ہے - تیرا نام شریک ہی - اور خدا کا کوئی شریک نہین - تیرے باپ کا نام اعور ہے اور اعور کانے کو کہتے ہین اور کانے سے دو نو آنکھوں والا بہتر ہے - تو پھر تو کیونکر اپنی قوم کا سردار ہو گیا -

شریک چپ رہجانیوالا آدمی نہین تھا - بولا ہی ہاں - آپ کا نام معویہ ہے اور معویہ اوس کُتیے کو کہتے ہین جو عوعو کرکے کُتون کو اپنے پاس بلاتی ہے - تیرے باپ کا نام صخر ہے - صخر کہتے ہین سنگریلی زمین کو اور سہل یعنی نرم زمین بہتر ہے سنگریلی زمین سے - تیرے دادا کا نام حرب ہی - حرب کہتے ہین لڑائی کو - اور سلم یعنی صلح بہتر ہے لڑائی سے - اور تو امیہ کے خاندان سے ہی اور امیہ (امۃ کنیز کی تصغیر ہے - پھر تو کیونکر سب کا سردار ہو گیا - مستطرف مطبوعہ مصر ص ۲

بچپن

معویہ کے بچپن کے حالات پر بالکل پردہ ہے - قرینہ غالب یہہ بتلاتا ہے کہ اصلیت وہی بنی امیہ - فطرت وہی بنی امیہ - طبیعت وہی امیہ اور صحبت و تربیت وہی بنی امیہ - تو پھر اس فضا مین تعلیم و تربیت بھی وہی ثابت ہوتی ہے جو علی العموم بنی امیہ کی ہوا کرتی ہے - گندم از گندم بروید جو ز جو

دنیائے اسلام نے ایکبار بچپن مین انکی صورت دیکھی تھی - وہ غریب خبیب کے سلیب دیے جانیکا موقع تھا - انکو بھی انکے باپ تماشہ دکھانے لائے تھے اور دعائے خبیب کے خوف سے انکے باپ نے رسم جہالت کے مطابق انکو زمین پر اوندھا لٹا رکھا تھا اسلئے کہ ان پر دعا کا اثر نہو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے - دوسرے بار غزوہ خندق مین باپ کے ساتھ ذرا سا دکھلائی دیتے تھے - پھر غائب -

اسلام کیساتھ ابتدا سے ہی تنفر تھا

اسلام سے آپ بھی ویسے ہی متنفر تھے جیسے آپ کے باپ - اور کیونکر نہوتے - فطرت وہی طبیعت وہی صحبت وہی اور تربیت وہی - بلکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہو کہ باپ سے انکی نفرت اسلام کہین زیادہ بڑھی ہوئی تھی - کیونکہ ظہور اسلام کے بعد انکے باپ نے نفرت و کراہت اسلام کی وجہہ سے سکونت مکہ کو ترک نہین کیا - لیکن -

صاحبزادے (معویہ) اپنی غایت نفرت کے سبب سے اسلام کا ذکر تک سننا نہین چاہتے تھے بلکہ اکثر کفار مکہ - مثلاً کعب بن زبیر - وحشی - عکرمہ بن ابوجہل وغیرہم کیطرح بیرونی علاقجات اور دور دراز مقامات مین چلے گئے تھے - علامہ سبط ابن جوزی کے قول کے مطابق معویہ یمن مین چلے گئے تھے - اور فتح مکہ کے زمانہ تک وہان گوشہ گیر رہے

باپ کو مسلمان ہونے پر ڈانٹنا

معویہ نے یمن ہی مین باپ کے مسلمان ہونیکا حال سنا تو باپ کو دوڑ کے ڈانٹ بتلائی کہ اسلام لاکر اپنے آپ کو فضیحت نکر دو اور یہہ شعر اپنے خط مین اپنے باپ کو لکھ بھیجا

یا صخر لا تسلمن طوعا فتفضحنا	بعد الذین ببدر اصبحوا
اے صخر (ابوسفیان) تم بخوشی اسلام لاکر ہمکو رسوا نکرو	بعد اونکے جو بدر کی لڑائی مین مسلمانونکے ہاتھون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گئے
مزقا لا ترکنن الی امر تقلدنا	والراقصات بنعمان به الحزقا
تم ہرگز ایسی بات کیطرف توجہہ نکرو جسکے سبب سے ہمکو توقی گلے پڑے	قسم ہے تھکی ہوئی اونٹون کی جو وادی النعمان مین ناچتے اور تھرکتے ہین

مگر یکہ فتح ہو ہی چکا تہا ۔ باپ مسلمان ہو ہی چکے تھے ۔ ماں بھی اسلام کی گرفتار ہیں ہو چکی تھیں ۔ اب یہ جانتے تو کہاں گھر والوں سے علیحدہ ہوتے ہیں تو نہ گھر کے رہتے ہیں ہیں نہ گھاٹ کے بالآخر اٹکا بنیا سودا کرے ۔ یہ بھی باپ کے ساتھ مجبوری اور محض خوف جان سے مسلمان ہوئے تھے اور مولفۃ القلوب میں داخل انکے اسلام کا آخر میں یہ معیار طیار ہوا ۔

روی عن الشافعی انہ اسر الی الربیع انہ امام شافعی نے اپنے شاگرد سے بطور وصیت کہا

لا یقبل شہادۃ اربعۃ من الصحابۃ وھم معویۃ کہ صحابہ میں سے چار آدمیوں کی گواہی قبول نہیں ۔ معاویہ ۔

وعمر ابن العاص والمغیرہ وزیاد ۔ عمر عاص ۔ مغیرہ ۔ زیاد (ابو الفدا)

ان کا خاتمۂ اسلام امام طبری کے الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے ۔

فقال النبی صلعم ان معویۃ فی تابوت نار فرمایا جناب رسالتماب صلعم نے کہ معاویہ ایک آگ کے

فی نار منھا ینادی یا حنان ویا منان فیقال لہ صندوق میں پست ترین طبقۂ جہنم میں ہے جہاں وہ

الان وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین یا حنان یا منان چلایا کرے گا اسے ندا دیجائیگی کہ یہ

سب تیرے اعمال گذشتہ کا نتیجہ ہے جبکہ تو فساد پھیلانے والوں میں تھا ۔

ہم نے اجمالاً معاویہ کے اسلام کی اجمالی داغ بیل دکھلا دی ہے تفصیل ہمارے آئندہ سلسلہ بیان سے اپنے اپنے مقام ہوگی معاویہ جنگ خندق یا احزاب میں باپ کے ساتھ تھے اور ضرور بزدین میں داخل ۔ جنگ حنین میں گویا باپ ہی کے ایسے مسلمان تھے لیکن تاہم باپ کے ردیف و ہم ردیف زبانی اسلام کے ساتھ تھے لیکن معرکۂ جنگ کی ہوا دیکھتے رہے پیچھے اپنے باپ کے ساتھ ہوا ہو گئے اس وقت کے اڈ لیے دوڑ کے مسر کر طائف کو آ منفیہ ہو ایدیرہ دن بعد مقام جعرانہ میں غنیمت حنین کا حصہ لینے کے آ دہکے ۔

ستہ [illegible] تحریری ہے یزید بن معویہ کیا تمام بنی امیہ کی آمد رفت شروع ہوئی باوجود اسکے کہ یہ لوگ اسلام ظاہری لائے تھے مگر ۔۔۔ کفر و نفاق چھپا ہوا تھا طبری نے صاف لفظوں میں اظہار بتلادیا ہے ۔

فمقول ان ابو سفیان [illegible] پھر بنی امیہ ابو سفیان وغیرہ اسلام لائے تو

واسروا الیہ کفر غیر مسلم [illegible] ۔ اور دل میں اور باطن میں کفر چھپائے رہے اس باز نہ رہے ۔

اسی وجہ سے مسلمان ہونے پر بھی ۔ ابو سفیان معاویہ اور تمام بنی امیہ کو کسی اہل اسلام نے کبھی عزت و وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا ۔ معاویہ کی بہن ام المومنین حضرت ام حبیبہ ۔ مدینہ ہی میں موجود لیکن خدمت جناب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں مدت تک رہ کر وہ اداب شناس رسالت اور معرفت مراتب نبوت ہو چکی تھیں ۔ فتح مکہ سے چند روز پیشتر ابو سفیان عہد نامہ حدیبیہ کی تجدید کے لیے مدینہ میں آئے ہوئے تھے ۔ بیٹی (ام حبیبہ) کے یہاں مہمان ہونا چاہتے تھے مگر بیٹی نے یہ کہکر باپ کو اپنے فرش پر بھی بیٹھنے نہ دیا کہ یہ رسول اللہ صلعم کا بستر ہے اور تم نجس العین کافر ہو ۔ یہ بھی اکبر میں یہ کہتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے ۔ بیٹی ۔ یہاں آکر تیرے مزاج میں شر آگیا ہے ۔ ابو سفیان کی اولٹی سمجھ تھی ۔ شر کیا ۔ یہاں آکر وہ تو سراپا خیر ہوگئیں ہیں ۔ جب باپ کی بیٹی نے ۔۔۔

کوئی قدر نہین کی تو بہن بھائی کو کیا چیز سمجھتی ۔ اس بنا پر قیام مدینہ کی مدت مین بھی ہمکو کوئی ایسا واقعہ نہین ملتا ۔ جس سے بھائی بہن مین کوئی رسم و راہ یا اتحاد پایا جاتا ہو

خدمت رسول مین معویہ کی ذاتی وقعت — خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم مین جو کچھہ رسوخ انکو حاصل تھا یا شہنشاہ رسالت کی نگاہ مین جو انکی ذاتی وقعت بھی او مقدار و حیثیت ۔ وہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے ۔

وائل ابن حجر ۔ قبائل یمن کے مشہور سردار انحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے ۔ آپ نے اونکا بڑا اکرام کیا ۔ جب اونکو رخصت فرمانے لگے تو غایت اخلاق و مہمان نوازی سے معویہ کو ہمراہ کر دیا کہ اونکو حد ترخیص تک پہونچا دے ۔ چنانچہ یہہ پیدل چلے اور وائل اپنے اونٹ پر سوار ۔ انکو وائل کی رکاب مین پیدل ہو نلیے ۔ ادمی کیجگہہ اونٹ کی چال چلنا ہوا ۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ دوڑتے دوڑتے پاون تھک گئے ۔ تلوؤن مین چھالے پڑ گئے ۔ اخرکار عاجز اگر وائل سے کہنے لگے کہ مجھے بھی اپنی اونٹ پر بٹھا لیجئے ۔ وائل نے ایک ڈانٹ بتائی اور کہا ۔"

امش فی ظل ناقتی کفاک بہ شرف | میری ناقہ کی دم کے پیچھے چلا آ ۔ تیرے لیئے یہی شرف کافی ہے ترجمہ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۳۵ الہ آباد

معویہ اور خدمات رسول صلعم — دو برس کی برائے نام اور ظاہری حاضری مین انکی کوئی خدمت قابل ذکر نہین ہے ۔ ایک "کتابت" کی خدمت بڑی نقاشی اور قلمکاری کے بعد بتلائی جاتی ہے ۔ جسکی حقیقت بہت جلد معلوم ہوتی ہے ۔

لیکن ان تفاصیل سے پہلے خدمت اور متابعت رسول مین انکی خوش عقیدگی اور خلوص کی اجمالی کیفیت اس واقعہ سے پہلے ذہن نشین کر لیجیے ۔

رسول صلعم کی دعائے خیر — حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ کسی ضرورت سے انحضرت صلعم نے معویہ کو طلب کرنا چاہا ۔ مین سامنے حاضر تھا ۔ مجھی کو بلا لانیکا حکم دیا ۔ مین فوراً انکے پاس گیا ۔ انھون نے کہا جا کر کہدو کھانا کھاتے ہین ۔ ابن عباس نے آکر یجنسہٖ وہی الفاظ خدمت رسالت مین عرض کر دیئے ۔ انحضرت صلعم نے نہایت عتاب آمیز لہجہ مین ارشاد فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ ۔ خدا اوسکے پیٹ کو کبھی نہ بھرے

کتابت کی حقیقت — تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ سوائے اس حدیث کے اور کوئی حدیث معویہ کے متعلق صحیح نہین ہے حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین لکھدیا ہے کہ رسولخدا صلعم کے کاتبون مین معاویہ بہت خوشخط تھا ۔ لیکن مداینی کی تحقیق مین زید بن ثابت کاتب وحی تھے ۔ نقل حدیث مین حافظ ابو نعیم سے مداینی کا پلہ بھاری ہے ۔ لیکن ۔ تاہم دونون کو مسامحہ ہوا ہے ۔ معویہ اور زید مین سے کوئی بھی کاتب وحی نہین تھا ۔ وحی کے لکھنے والے اور بزرگوار تھے ۔

اگر بفرض محال کتابت وحی ثابت بھی ہوتی ۔ تاہم معویہ کو اس سے کوئی فضیلت خاص حاصل نہین ہوتی اسلئے کہ ان سے قبل عبد اللہ بن ابی سرح سا کافر و منافق بھی ۔ جسکا خون بروز فتح ہدر فرمایا گیا تھا ۔ کاتب وحی رہ چکا ہے ۔ اور مروان سا طلیق و طرید رسول صلعم بھی یہہ خدمت کر چکا ہے ۔ معویہ کی کتابت محض دھوکا ہے ۔ زید کی کتابت کی حقیقت یہہ ہے ۔

زید کی کتابت کی حقیقت — زید بن ثابت کی کتابت وحی بھی غلط فہمی ہے ۔ اسلئے کہ نزول رسالت کے وقت مدینہ مین یہہ بالکل بچہ تھے ۔ یہودی جو خیبر سے قید ہو کر آئے تھے وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اونکی دیت یہہ قرار دی گئی کہ وہ مہاجر و انصار کے لڑکون کو لکھنا پڑھنا سکھلا دین ۔ انھین تعلیم پانے والے بچون مین زید بھی تھے ۔ نزول مدینہ کے وقت سے

لیکن وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک انکا سن بمشکل دس بارہ برس کا ہوگا - اس عمر مین کتابت وحی کی ذمہ داری کیسی انکی سپرد کیجا سکتی تہی - انکی کتابت وحی کی نسبت جو غلط فہمی واقع ہوئی ہی وہ خلافت اوّل کے زمانہ مین جمع قران کی ضرورت سے انکی نقل قران کی خدمت ہی - جیسا کہ کنز العمّال کی حسب ذیل عبارت سے ظاہر ہے -

جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے او حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام قران مجید موافق تنزیل کی جمع کرکے لی آئے کہ اسکو بلاد اسلامیہ مین شایع کرو - تو حضرت ابوبکر و عمر نے فرمایا کہ لیجاؤ ہمکو اسکی ضرورت نہین ہی کیونکہ قران سب کو یاد ہے - مگر یمامہ کی لڑائی مین جب بہت سے حافظ قران مارے گئے تو لوگون نے کہا کہ قران جمع کرکے لکھوالو نہین تو ضایع ہو جائے گا - تب حضرت ابوبکر و عمر نے زید بن ثابت سے کہا کہ قران جمع کرو - اوسوقت بھی امیر المومنین علی علیہ السلام سے نہین کہا کہ جو قران تم جمع کرکے لائے تہے - دیدو - اب اوسکی ضرورت ہی - زید کو خود پورا قران یاد نہین تہا - لوگون سے پونچھ پونچھ کے لکھ لیتے تھے یا لکھوا لیتے تہے - حالانکہ عبد اللہ ابن مسعود سا مشہور حافظ قران صحابی زندہ موجود تھا جسنے خود رسول صلعم سے سنکر اور سنا سنا کر قران جمع کیا تھا اور جمع کرنیکے بعد بھی پڑھکر آپ کو سنا دیا تھا یہانتک کہ آخر مرتبہ آپ کو پڑھکر سنا دی تہی - لیکن باوجود اتنے اعتماد و استناد کے بھی قران کی تجمیع و تدوین مین انسے کوئی مدد نہین لیگئی خنیسہ رموز مملکت خویش خسروان دانند - لیکن علم القران کے ماہرین کو خلافت کی اس فروگذاشت پر ہمیشہ افسوس رہا کیا - چنانچہ علامہ ابن سیرین کا یہ قول آجتک زبانون پر مشہور ہے اور کتابون مین لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا اگر جمع کیا ہوا قران اسوقت موجود ہوتا تو اوس سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے

بہرحال کتابت وحی بھی ثابت نہین - اگر ہو بھی تو بقول حکیم سنائی غزنوی سے

ور نوشت او خطے ز بہر رسول

از خط و خال اعتبارے نیست

عہد رسالت مین معویہ کو کوئی عہدہ نہین ملا

عہد رسالت مین یہی ایک خدمت معویہ کے متعلق بتلائی جاتی ہی - وہ بھی ثابت نہین ہوتی اسکے علاوہ انکے متعلق کسی غزوہ یا سریّہ کے فوجی خدمات معلوم ہوتے ہین اور نہ ملکی انتظامات تعلیم و تبلیغ دین کی خدمتون کیلئے تو معویہ سرے سے نا قابل تھے - اسلیئے کہ مولفۃ القلوب مین داخل اور مذبذبین مین ایک مثال ہونیکی وجہ سے ان مناصب تعلیمی پر انکا تعیّن تو سہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند - کا ہم مطلب تہا ہان تالیف قلوب کی غرض خاص سے انکے باپ ابوسفیان کو دربار رسالت سے زکواۃ و صدقات کی وصول کی خدمت ملی تھی

کسی غزوہ مین شریک نہین ہوئے

فتح مکہ کے بعد تین غزوات - حنین - طائف اور تبوک - انکے اسلام ظاہری اور خاص موجودگی مین واقع ہوئے - مگر کسی مین بھی انکی شرکت ثابت نہین ہوتی - آنحضرت صلعم کا آخری سفر حجۃ الوداع تہا - اوسکی فہرست رفقا مین بھی انکا نام پایا نہین جاتا - یہ واقعات پورے طور سے مثبلا رہے ہین کہ اسلام اور بانی اسلام علیہ و آلہ السلام کی نگاہ مین یہ کسی خدمت و منصب کے لائق نہین تہے - ان پر موقوف نہین ہم تو تمام بنی امیہ مین کسی شخص کی نسبت بہی کسی خدمت و منصب کا تعلق نہین پاتے - ایام رسالت کے ڈہائی برس انکو اسی عالم کس مپرسی مین گذر گئے -

نظام خلافت — جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وفات کے بعد خلافت بنی امیہ کی تنظیم بالاجماع کا انتظام ہوا اور اسی انتظام سے بنی امیہ کے قوم کی تنظیم ہوگئی۔ اور حقیقتاً بدیہی خلافت سے عموماً اور حضرت عمر کے ایسے پولیٹکل دماغ رکھنے والے آدمی سے خصوصاً ایسی ناقابل اصلاح سیاسی غلطی عمل میں آئی جس نے اسلامی اتحاد کے شیرازہ کو پارہ پارہ کر دیا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب سے حضرت عمر کی فطرتی مخالفت اور خلقی نفرت اس کا باعث ہوئی علامہ ابن عبد ربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید کے ترجمۂ عبارت سے ہماری اس بیان پر حقیقت کی پوری روشنی پڑتی ہے :-

واپس ہونے لگے تو راستہ میں کسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کی خبر ملی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ کہا کہ علی و عباس کیا کرتے ہیں اس نے کہا کہ بیٹھے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر خدا کی قسم میں اُنکی مدد کے لئے زندہ رہا تو انکی پشت و پناہی ضرور کرونگا پھر کہا کہ میں (اپنے دل میں) ایک غبار (یا غیرت) رکھتا ہوں جسے بجز خون کے کوئی اور بجھا نہیں سکتا۔ اور جب مدینہ میں پہونچے تو تمام گلی کوچوں میں گشت لگاتے ہوئے یہ شعر پڑھتے پھرتے تھے۔

بنی ھاشم لا تطمع الناس فیکم — ولا سیما تیم بن مرہ او عدی

اے بنی ہاشم تمھاری موجودگی میں کسیکو (امر خلافت) لالچ نہونا چاہیے — خصوصاً بنی تیم بن مُرّہ (ابوبکر) اور بنی عدی (عمر) کو

فلا الامر الا فیکم والیکم — ولیس لھا الا ابو الحسن علی

خلافت تمہارے لیے ہے اور تم خلافت کے لیے — اور اسکے لیے کوئی زیبا نہیں ہے مگر ابوالحسن (علی)

جب یہ خبر معلوم ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہ ابوسفیان آگیا۔ یہ بڑا فسادی اور شریر آدمی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اسکی تالیف فرمایا کرتے تھے۔ اسکے پاس جو کچھ صدقہ کا مال ہے (اگرچہ سب مسلمانوں کا مال ہے) اسکے واسطے چھوڑدو۔ ابوبکر نے ایسا ہی کیا بس (پھر کیا تھا) ابوسفیان صاحب راضی ہوگئے اور بیعت کرلی۔

پھر اسی کتاب عقد الفرید میں آگے چلکر لکھا ہے۔

یہی مضمون امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ معویہ کو لکھا تھا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وفات پائی تو تیرا باپ میرے پاس آیا اور کہا کہ ہاتھ بڑھاؤ ہم بیعت کریں کیونکہ تم سب سے بڑھ کر اس امر خلافت کے حقدار ہو۔ فکنت انا الذی ابیت علیہ مگر میں ایسے تھے کہ ہم نے اُس کے مونہہ پر انکار کردیا۔ مخافۃ الفرقۃ بین المسلمین لقرب عھد الناس بالکفر اس خوف سے کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑجائے گا اور یہ خوف اسلئے تھا کہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں عقد الفرید جلد دوم ص ۲۸۶ مصر۔ اسی مضمون کو مگر مختصر الفاظ میں صاحب روضۃ الصفا نے یوں لکھا ہے۔

صدیق و فاروق را معلوم شد کہ ابوسفیان مخالفت دارد — جب ابوبکر و عمر کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت پر طیار ہے

پسراو یزید را بامارت شام نزید دادند ابوسفیان کہ — تو اسکے بیٹے یزید کو ملک شام کی امارت دیدی اور ابوسفیان نے بھی یہ معلوم

این معلوم کرد ترک منازعت ۔ اور ابوسفیان نے بھی یہ معلوم کر کے مخالفت ترک کردی
و مخالفت نمودہ مطیع و منقاد گشت   اور اونکا محکوم و تابع ہوگیا   روضۃ الصفا جلد ۲ ص ۲۲۲ لکھنؤ

یزید کی تعین پر صحابہ کا اعتراض

عجیب اتفاق ہے۔ دو برسوں کے بعد ہی ادہر حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی ادہر یزید ابن ابوسفیان بھی شام میں دنیا سے چل بسے اور لطف تو یہ ہے کہ یزید بغیر استمزاج خلیفہ وقت معویہ ابن ابوسفیان اپنے بھائی کو اپنا وصی کر گئے ۔

اسیطرح حضرت ابوبکر بھی بغیر اجماع و مشورۂ صحابہ حضرت عمر کو سند خلافت دیکر راہی عدم ہوگئے حضرت عمر نے حالات کی نزاکت اور بنی ہاشم کی تضعیف قوت والی اپنی ضرورت سے مجبور ہوکر یزید کے معاملہ وصیت اور معویہ کے مسئلہ امارت شام میں کچھ عذر نہیں کیا اور معویہ کو یزید کی جگہ پر اپنی سند جدید دیکر بحال کردیا۔

یزید ہی کے تعین کے وقت صحابہ نے فاضل و مفضول کا اعتراض کر دیا تھا اور بتلا دیا تھا کہ یزید ابن ابوسفیان کے مقرر کرنے سے صحابہ سابقین کی جو تمام اوصاف میں اوس سے زیادہ موصوف ہیں پوری حق تلفی ہوگی۔ اور یزید کو انپر بلا سبب ترجیح بالمرجح حاصل ہوگی۔ پھر معویہ کی بحالی کے موقع پر بھی سوال اوٹھا لیکن حضرت عمر نے اپنے سیاسی اجتہاد کی پوری قوت سے کام لیا اور کسی کی کچھ نہ سنی حضرت عمر ایسا ہی کرگئے اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث صحیح کتب صحیح میں لکھی ہی رہ گئی ۔

ومن استعمل عاملا من المسلمين وهو يعلم ان فيهم اولى بذلك منه واعلم بكتاب الله وسنة نبيه فقد خان الله ورسوله وجميع المؤمنين ۔

اور اگر کوئی خلیفہ کسی ایسے عامل کو مقرر کرے اور اوسکو یہ علم ہو کہ اس شخص مقرر کردہ سے بہتر اور لوگ بھی موجود ہیں جو اوس سے کتاب خدا و سنت (حدیث) رسول کے بہتر جاننے والے ہیں تو اوس نے (ایسے شخص کی تقرری میں) خدا و رسول اور جملہ مومنین کی خیانت کی ۔

حضرت عمر اور معویہ

چاہے کتنے ہی احسان کئے جاویں کیسے ہی ایثار بجا لائے جائیں اِن کج فطرتوں کے ساتھ یہ محاسن سلوک روا رکھے گئے لیکن اونکی نگاہوں میں سب خاک ہیں اونکی خود غرضی کے آگے نہ کوئی قدر و قیمت ہے اور نہ کوئی عزت و وقعت اونکی ابن الوقتی اونکی قابو پرستی اوسیوقت تک مجبور ہے جب تک کہ اونکا کام نہیں نکلتا مطلب نکل جانیکے بعد اور کام چل جانے پر کسی کا احسان و ایثار اونکی حافظہ کی کمزوری یاد نہیں رکھتی۔ اور نہ وہ اسکے یاد رکھنے کو اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔ ماموریت کے بعد ہی کیفیت حضرت عمر اور معاویہ کی ہوئی ولایت شام کا خود مختارانہ چارج ملنا تھا کہ بعد وہ باقتضائے منشائے خلافت محض آزادانہ طور پر ملک و رعایا کا انتظام کرنے لگے اور ظاہر ہے کسی شخص کا محض آزادانہ اور خود مختارانہ نظم اور قواعد کے حدود میں نہیں رہ سکتا۔ حضرت عمر کو انکی نیت مطلق العنانی پر معلوم ہوئی اور انھوں نے چند بار انکو انکی زیادتیوں پر سرزنش بھی کی اور چشم نمائی بھی فرمائی۔ مگر یہ کب سننے والے تھے مطلق العنانی کی شان میں اپنے ولی نعمت ہی سے لگے مچلنے آخر بار بار شقہ خلافت کے جواب میں لکھ بھیجا یا عمر والله قد بلغني اذاك ههنا وبالشام (اصابہ ابن حجر) (ترجمہ) اے عمر ہم شام میں بھی تمہارے تیور دیکھتے ہیں کہ تم ہمکو تکلیف پر تکلیف دیتے ہو" (اصابہ ابن حجر ص ۲۴۴ مصر)

حضرت عمر بھی اپنے نام کے تھے اور بڑی گہری پالیسی کے بزرگ - انکا یہ گستاخانہ اور بے ادبانہ جواب پڑھکر وہ سوفت تو خموش ہو گئے - لیکن ایک دوسرے موقع پر جب یہ دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو عبائے ریشمی پہننے کے خفیف جرم میں انکو بھرے دربار کے سامنے اتنے کوڑے لگوائے کہ دہائی دیتے دیتے اور معافی مانگتے مانگتے انکی زبان میں کانٹے پڑ گئے ابن حجر کے ایسے موید معویہ سے بھی انکے ایسے پٹنے جانے کا واقعہ نہ چھپایا جا سکا گیا ت نی باشد نہان رازی کزو سازند محفلہا اخر کار تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقہ میں لکھہ ہی دیا

دخل معویه علی عمر ابن خطاب وعلیه حلة خضرا فنظر الیه الصحابه فلما رای ذلك عمر قام ومعه الدره فجعل ضربا بمعویه یقول یاالله یاالله یاامیر المومنین فیم فیم

معویہ عمر ابن خطاب کے پاس آئے - وہ حلہ سبز (ہری ریشمی عبا) پہنے ہوئے تھے اور انکو اس لباس میں دیکھکر صحابہ حاضرین میں انکی طرف اوٹھنے لگیں - جب عمر نے یہہ کیفیت دیکھی تو وہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور انکے ہاتھ میں درہ تھا اور لگے اوس سے معویہ کو مارنے پھر تو معویہ لگے چلانے اللہ کا واسطہ اللہ کا واسطہ اے امیر المومنین بس کیجیو - بس کیجیو -

حضرت عمر کا دور دورہ بھی اخر تھا چل چلاو کا وقت تھا مصالح وقتی پر نظر کر کے خلیفہ عصر نے اس سے زیادہ انکی تادیب کو مناسب نہ سمجھا اور آیندہ موقع پر اوٹھا رکھا - مگر اجل موعود نے خود انکو اسکا موقع نہ دیا - اور بمصداق

عسی ان تحبوا شیئا وهو کره لکم | جن چیزوں کو تم پسند کرتے ہو وہی تمہاری نفرت کا باعث ہوتی ہیں

جن بنی امیہ کی سرپرستی میں اپنے اپنی تمام کوشش تمام کر دی اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی محرومی اور ناکامی کے لئے اپنے بعد امر خلافت کو کل چھہ ادمیوں کی ایسی مجلس منتخبہ کے حوالہ فرمایا جو سوائے بنی امیہ کے (عثمان کے) کسی دوسرے کو نامزد نہ کر سکے - اب وہی بنی امیہ اسلام اور خلافت اسلام اور تمام دینی و دنیاوی انتظام کے تباہ کن ثابت ہوئے

خلافت عثمان کی بنیاد

حقیقت تو یہہ ہے کہ واللہ اعلم وانتم لا تعلمون - خدا خوب جانتا ہے جسکو تم لوگ نہیں جانتے حضرت عمر سوچے کیا اور ہو گیا کیا - شوریٰ کی اس مجلس منتخبہ سے حضرت عمر کا اصل مدعا بنی ہاشم کی محرومی تھی - لیکن عبد الرحمن ابن عوف کی فضول ترجیح نے بنی امیہ کی فائدہ رسانی کا پورا موقع دیدیا اور حضرت علی کو محروم رکھکر امر خلافت حضرت عثمان کو حوالہ کر دیا -

عبد الرحمن ابن عوف کی ندامت و پشیمانی

اخر میں عبد الرحمن نے بھی اپنی اس غلطی کے بڑے نتیجوں کو اپنی انکھوں سے مشاہدہ کر لیا اور پھر تو اسقدر شرمائے اور پچھتائے کہ خلیفہ عصر حضرت عثمان کا مونہہ دیکھنا چھوڑ دیا - یہاں تک نفرت بڑھی کہ خلیفہ عثمان بستر موت پر عبد الرحمن کو دیکھنے گئے تو اونہوں نے انکھیں دیکھکر انکی طرف سے مونھ پھیر لیا اور دوسری طرف کروٹ لے لی - مگر اب کیا ہو سکتا تھا - جسطرح حضرت عمر نے بنی امیہ کی تائید کر کے اخر میں ندامت اوٹھائی اوسی طرح عبد الرحمن کو بھی بنی امیہ کی اس ناحق طرفداری سے خجل اور پشیمان ہونا پڑا - مگر نہ اب انکی ندامت سے کچھ ہونیوالا تھا اور نہ انکی خجالت سے - جسکی بننے والی تھی اوسکی بن گئی -

خلافت عثمان میں یا معویہ تھے یا مروان

نظم خلافت میں حضرت عثمان تو برائے بیت تھے - مدینہ میں جو کچھ تھے

وہ مروان اور شام میں معویہ - ایک غیر مسلم یوروپین محقق لکھتا ہے

جبتک جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ رہے آپ کی قوت سلطانی بھی ان بیوفاون (بنی امیہ) سے خائف رہی - انہین بہتون نے برائے نام اسلام قبول کیا تہا - صرف اپنی ذاتی غرض سے - یا اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو مجاہدین اسلام فتوحات ملکی کے بعد لا کر حکومت مین لاتے تہے - مگر انکی نفرت محمد صلعم کی امارت وحکومت سے کبھی کم نہوئی - شہوت پرست - بدکار - بدنیت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات قائم رکھنے والے مذہب مین تو شامل ہونیکا دعوے رکھتے تھے - جس مذہب نے تقدیس اور اصول تہذیب (اخلاق) کی سخت تاکید کی تہی - مگر وہ دل سے (ابہی تک) بت پرست تہے - یہہ لوگ شروع زمانہ سے اس امارت وحکومت (اسلام) کو استیصال پر اور ان بزرگون کے برباد کر دینے پر - جن پر اس امارت وحکومت کا دارومدار تھا ہمیشہ آمادہ اور تیار رہتے تھے - (یہہ وہی بزرگ ہین) جسکی متابعت کی یہہ قسم کھا چکے ہین اور حلف اوٹھا چکے ہین

جناب رسولخدا صلعم کے دو قائم مقامون نے انکی حسد وکبر کو ایک حد خاص تک محدود کر رکھا تھا اور انکے مکر وفریب کی چالون کو ظاہر کر دیا تہا - عثمان کی تخت نشینی اون فرقہ بندیون کے وجود کا باعث تہی اور ان خونریزیون اور بدکاریون کا ظہور تھی جس نے اسلامی دنیا کا دل توڑ دیا اور اوسکی (اسلام) نہایت معزز اور قابل قدر خاندانون کو برباد کر دیا

عثمان کے دوران خلافت مین دونو خلفاے سابقین کے انتظام وتدبیر سے پوری مخالفت کی گئی - جنکی تقلید واقعتاً اکا (خلیفہ بنائے جانیکے وقت) عثمان اقرار کر چکے تہے - اصحاب معززین پیغمبر صلعم اور بزرگان انصار جو ممالک اسلامی مین والیان ملک اور صاحبان اختیار بنائے گئے تہے معزول کر دئے گئے - اونکی ذاتی لیاقتین اور اونکی خیر خواہانہ خدمتین فراموش کر دی گئین - تمام معتبر اور پر منفعت خدمتین بنی امیہ نے لے لین - تمام صوبون کی صوبہ داریان انہین کو دیدی گئین - جنھون نے اپنے باپ کو اسلام کا پورا مخالف ثابت کر رکھا تہا - انکے ساتھ سلوک اور رفق ومدارا کرنے سے لوٹ بیت المال (اسلامی) خالی کر دیا گیا -

اسکے بعد کے واقعات کی نسبت جسے ہم تفریق اسلامی کے باب مین علحدہ بیان کرینگے لیکن اتنا لکھدینا یہان کافی ہوگا کہ انتظام ملکی کی بدنظمیان - تمام انکی کاروائیون سے غفلت اور اپنے اقربا واعزہ کے ساتھ سخت طرفداری اور عام شکایتون پر اوسکی (عثمان کی) انکار نے قدیم اصحاب رسول سے کیا تمام اہل اسلام مین ایک سخت بیچینی اور مخالفت پھیلا رکھی تہی اور یہہ مخالفت آخر مین بغاوت ہوکر ایسی عام ہوگئی جسمین حضرت عثمان اپنی جان ہی کہو بیٹھے

خلافت عثمانی مین ۔ ہمکو حضرت عثمان کی خلافت کی تفصیلی حالات لکھنا منظور نہین ہے - ہم انکی خلافت سے صرف اونھین معویہ کی بدعنوانی واقعات وحالات کو لکھینگے جو معویہ کی بدعنوانیون اور خودمختاریون کے کافی ثبوت ہین - اور جن سے معویہ کی سخت منطالم وایذا رسانیان ظاہر ہوتی ہین خصوصاً اون اصحاب کبار پر جو انکی بدعنوانی اور مطلق العنانی کو روکنا چاہتے تہی - انھین امور کے ساتھ یہہ بھی معلوم کرلینا چاہئے کہ باوجود اتنی سرپرستی اور ایثار واحسان کے معویہ خود

حضرت عثمان کی برائے نام خلافت کو اپنے حصول مقاصد کیلئے سخت مضر سمجھتے تھے اور انکے ختم کردیئے جانے کے انتظار
میں بیٹھے بیٹھے دن رات کاٹا کرتے تھے ۔ حکومت عثمان کے دوران میں معاویہ کی بدعنوانیوں کی کسی تصریح کی ضرورت نہیں
کیونکہ اصل میں ملک و سلطنت ہی انھیں کی تھی ۔ مشتے از خروارے حسب ذیل دو مثالیں تاریخ اعثم کوفی کے اردو ترجمہ مطبوعہ
دہلی سے لکھی جاتی ہیں ۔

جزیرہ قبرس کی فتح کے بعد بہت سا مال و متاع غنیمت میں دستیاب ہوا معویہ امیر لشکر تھے معویہ نے خلیفہ عصر کی اجازت
کا بھی انتظار کیا اور وہ تمام مال غنیمت اپنی تجویز کے موافق اپنے مخصوصین لشکر پر تقسیم کردیا جہاں مال غنیمت میں اور چیزیں تھیں
وہاں عورتیں بھی اور بہت صاحب حسن و جمال ۔ اس لشکر میں بہت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی موجود تھے ۔
عبادہ بن صامت الانصاری ۔ ابوالدردار ۔ صداد ابن اوس واثلہ ابن اصقع ابو امامہ الباہلی اور عبداللہ بن بشر المازنی
وغیرہم لشکر کے دو چار سوار دراز گوشوں پر سوار آئے ۔ عبادہ ابن صامت نے انلوگوں سے پوچھا کہ یہ دراز گوش کس کے
ہیں انھوں نے کہا کہ ہمارے ہیں ۔ ہمکو ہمارے امیر لشکر معاویہ نے غنیمت میں دیئے ہیں ۔ عبادہ نے کہا معاویہ ہرگز ان کی
تقسیم کا مجاز نہیں ہوسکتا ان لوگوں نے یہ ماجرا معویہ سے کہا معویہ نے عبادہ کو بلاکر پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ تقسیم غنیمت
اموال کی نسبت مجھے خوب یاد ہے کہ خیبر کی فتح کے بعد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود اپنی نسبت ارشاد
فرمایا تھا کہ مجھکو بغیر خمس نکالے اونٹ کا ایک بال بھی لینا حرام مطلق ہے اب معویہ خوش ہوئے اور وہ تقسیم واپس لیکر عبادہ
کے سپرد کردی گئی ۔ تاہم اون عورتوں میں سے ایک کنیز جو سب سے زیادہ صاحب حسن و جمال تھی اپنے لئے علیحدہ کرلی اور
عبادہ کو اسکی مطلق خبر نہ کی لیکن تقسیم کے بعد اہل اسلام نے آنکی اس راز کو بھی طشت از بام کردیا عبادہ نے اسکے لئے
انھیں بہت سخت پکڑا تو انھوں نے ہزار بھیڑ بکریوں کی ساتھ اوس کنیز کو خلیفہ عثمان کے ساتھ پاس بھیجدیا خلیفہ صاحب بھی
فریفتہ ہوگئے لیکن اپنی بی بی نائلہ کے خوف سے اوس پر قادر ہو نہ سکے پھر اسکو معویہ کو عنایت کردیا ۔ عطاء سے تولقا تو
قبرس سے ملا ہوا ایک اور جزیرہ تھا جسکو رودس کہتے ہیں جغرافیہ موجودہ میں بھی اسکا یہی نام ہے ۔ وہ بھی اسی سلسلہ
فوج کشی میں فتح ہوا ۔ اموال غنیمت میں ایک سونے کی انگوٹھی بھی مسلمانوں کو ہاتھ لگی ۔ اوس پر یاقوت کا نہایت خوشنما درخشاں
یاقوت جڑا ہوا تھا معویہ اوس انگوٹھی کو دیکھکر بے اختیار ہوگئے ۔ جو لوگ مبصر تھے اونھیں دکھایا اون لوگوں نے اسکی قیمت
بیس ہزار دینار لگائی معاویہ نے وہ انگوٹھی پسند کرلی اور اپنے پاس رکھ لی اور باقیماندہ چیزیں خلیفہ عصر
کو بھیجدیں ۔ ترجمہ اعثم کوفی مطبوعہ دہلی از ص ۱۰۹ تا ۱۱۱ ۔ صحابہ کرام کے ساتھ معویہ کی بدعنوانیاں اور خود مختاریاں (از دو نو
شاہد تاریخی سے) معویہ کی مظالم ثابت ہوگئیں ۔ اب صحابہ کرام کو ساتھ ان کے محاسن سلوک بھی ملاحظہ فرمائیں جاویں
حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر اور
کو ایذا رسانی سابق الایمان صحابی تھے وہ دنیائے اسلام کو بخوبی معلوم
ہے وہ مدینہ سے شام میں چلے گئے تھے ۔ حضرت ابوذرؓ وہ بزرگ ہیں جنکی بہشتی ہونیکی شہادت
خود مخبر صادق علیہ وآلہ السلام نے دی ہے ۔ حضرت ابوذر غفاری ایک سادی اور درویش سے بزرگ تھے تقریباً قانع
زاہد ۔ عابد ۔ متقی اور تارک الدنیا اور امر و نواہی کے سخت پابند فرائض و سنن نے ثمرت جانتے دانے یہ اونلوگوں میں

شامل تھے۔ جنہیں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے فیضان صحبت نے کامل طور سے اثر کیا تھا۔ ملک شام تو فی الحال
معویہ کا اسیطرح خالصہ ہو رہا تھا جسطرح مروان کا ممالک افریقہ۔ یہہ رسول اللہ صلعم کا زمانہ دیکھی شریعت اسلامی
یہہ خرابیاں کیسے دیکھ سکتی تھی۔ عوام الناس کو اوامر و نواہی اسلام اور اوسکے متعلق ضروری احکام بتلانے لگے
معویہ اپنی امارت میں انکی شرکت کیوں قبول کرتا۔ معویہ نے عثمان کو لکھ بھیجا کہ انکو بلالیا جاوے۔ نہیں تو اہل شام
کو یہہ میری اور اپکی اطاعت سے منحرف کر دینگے۔ حضرت عثمان کوئی بات معویہ کے خلاف استمزاج کیسے کرسکتے فوراً حضرت
ابوذر غفاریؓ کو شام سے مدینہ میں بلالیا اور پھر مدینہ سے ایک برہنہ پشت اونٹ پر سوار کر کے مقام ربذہ۔ جو حوالی مدینہ میں
عراق جانیکے رستہ پر واقع تھا۔ یہہ خراب اور ویران ترین مقام تھا۔ جہاں عسرت و افلاس اور حسرت و یاس کے
خاص عالم میں اس جلیل القدر صحابی نے انتقال فرمایا۔ طبری جلد چہارم ص ۲۸۵ ابوالفدا ص ۱۰۴ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۱۹
صاحب روضۃ الاحباب ان واقعات کے متعلق حسب ذیل تفصیل فرماتے ہیں۔

و نیز پیوستہ کہ ازابوذر غفاری رضی اللہ عنہ طریق امر معروف
و نہی از منکر سلوک داشتہ بموجب قل الحق و ان کان مرّاً
عمل نمودہ معویہ را از بعضی امور کہ لائق حکام نمیدانست
منع مینمود و از رسانیدن کلمہ حق ہیچ محابا نمیکرد
وے را ازیمعنی بتنگ آمدہ از ابوذر رضی اللہ عنہ شکایت
بامیر المومنین عثمان نوشت

یہہ بھی منقول ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ امر معروف
اور نہی منکر کا طریقہ عمل رکھتے تھے اور سچ بولنے کو۔ اگرچہ وہ
کیسا ہی تلخ ہو۔ اپنا لائحہ عمل بنایا تھا معویہ کو اون کاموں
کرلیئے جو انکے نزدیک حاکموں کے قابل نہیں تھے منع کیا کرتے تھے
اور حق کہنے میں کسی سے نہیں ڈرتے تھے معویہ کو انکا یہہ طریقہ
عمل پسند نہ آیا اور ابوذرؓ کی شکایت عثمان کو لکھ بھیجی۔

ہم اپنی موجودہ ضرورت بیان کیلئے یہاں بھی ایک واقعہ لکھتے ہیں اسلئے کہ عنوان بیان ہمارا حضرت عثمان کی خلافت میں معویہ کی
بدعنوانیوں کے بیان تک محدود تھا۔ ایک ایسے عظیم المراتب صحابی کے ساتھ انکا یہی ایک جابرانہ حسن سلوک اور تحکمانہ طرز عمل کافی ہے
حضرت عثمان کو وقت میں انکی بدعنوانیوں کی بحث کو تمام کرتے ہیں۔ اور انکے ائندہ طرز سلوک جو زمانہ حکومت خاص میں دوسرے صحابہ
کے ساتھ عمل میں لائے گئے وہ انکی امارت کے خاص واقعات میں بیان کئے جاینگے۔

ہم اپنے عنوان بیان میں اوپر لکھ چکے ہیں کہ اصحاب کرام سے قطع نظر کر کے خود حضرت عثمان کے جلد ہٹادیئے جانیکی فکر و
انتظار میں تھے۔ ہم اسکی تفصیل ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ ابتدا میں تو یہہ واقعہ بہت قدیم ہے اور معویہ کے ابتدائی حالات میں ہم کسیقدر
اسکی تفصیل بھی کر چکے ہیں۔ اسی واقعہ کا نتیجہ تاریخ معاویہ کی اسناد سے یوں ہے۔

معویہ اپنے مفاد کے لئے
حضرت عثمان کو مفقود سمجھتے

معویہ کی ماں کے شوہر اول فاکہہ کو جب ہند کی بدچلنی معلوم ہوئی تو اوس نے اوسکو گھر سے نکال دیا۔ ہند
کے باپ عتبہ کے کہنے سے خود عتبہ اور فاکہہ اپنے اپنے قبیلہ کی عورتوں کو لیکر کاہن یمن کے پاس فیصلہ کرانے گئے
تو ہند کو کاہن نے پارسا ٹھہرایا اور یہہ پیشین گوئی کر دی کہ اسکے پیٹ سے ایک بادشاہ ہوگا جسکو لوگ معویہ کہیں گے۔ ص ۱۰۰ بحوالہ
الدرۃ الغاویہ فی المناقب المعاویہ

بہر حال یہہ تو بہت پرانی باتیں ہیں سنہ ۳۵ھ میں جب سرپرست خاندان بنی امیہ حضرت عثمان کے محصور ہونیکی خبر معویہ
کو ملی تو یہہ بغرض حمایت فوج تو لیکر آئے نہیں۔ لیکن تفحص حال اور معاملات مدینہ کی ائندہ سیاسی دیکھ بھال کے خیال سے

مدینہ مین ایسے اور مستغنیان حلافت کے طبقات مین ادہر ادوہر سراغ لیتے رہے۔ بینت کا حال تو یہین سے معلوم ہوگیا حقیقت تو یہ ہے کہ بنی امیہ سے بڑھکر کوئی دوسرا احسان فراموش اور محسن کش قوم اور قبیلہ عرب مین نہین تھا۔ حضرت عثمان کے ایسا ولی النعمت تو ایسی معتیناک مجبوری اور محصوری کی حالت مین گھر مین بند رہکر اپنی موت کا ہمہ وقت انتظار کر رہا ہو اور معویہ کی اسا پروردہ نعمت اونکی خبر نہ لے۔ مدد تو کجا ہے اور پاس تک نہ پھٹکے۔ بلکہ اونھین باغیون مین کسی بھاری پلہ والے کی تلاش کرے۔ صاحب مناقب مرتضوی اسکی تفصیل مین لکھتے ہین۔

معاویہ روزے در ایام محاصرہ مدینہ با کعب الاحبار ملاقی شدہ وگفت می ترسم کہ اہل خلاف ہجوم آوردہ عثمان را بقتل رسانند کعب گفت کہ وقوع این حادثہ بسبب تقدیر امر لست تاگزیر معویہ گفت اگر بدانم کہ خلافت بر کہ قرار خواہد یافت نسبت باو بشر الداخلاص مرعی دارم کعب گفت بعد از عثمان این منصب بتو قرار خواہد شد اما پس از خونریزی بسیار مناقب

مرتضوی مطبوعہ بمبئی ص ۲۳۱

(محاصرہ عثمان کے ایام مین) ایک دن عثمان کعب الاحبار سے مدینہ کو ایک گلی مین ملے۔ کہنے لگے مجھے خوف ہے کہ مخالفین کا گروہ کہین عثمان کو مار نہ ڈالے۔ کعب نے کہا کہ اس واقعہ کا ہونا تو حکم تقدیر سے ہے۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو تا کہ اوسکے بعد خلافت کس شخص سے متعلق ہوگا تو مین (ابھی سے) اوسکے ساتھ خلوص واتحاد کے سلوک اختیار کرتا۔ کعب نے کہا یہہ منصب تو عثمان کے بعد تمہین کو ملے گا مگر بڑی خونریزی کے بعد۔

تاریخ طبری جلد چہارم مطبوعہ لکہنو ص ۳۲۵ مین بھی قریب قریب یہی مضمون تحریر ہے۔

یک روز معویہ با کعب نشستہ بود کعب گفت من در کتاب چنین دیدہ ام کہ او (عثمان) را قتل کنند و این کار از وے برود و معویہ گفت کاسکے من دانستم کہ از پس او این کار کرا بود تا انکس را خدمت کنم و نرمی نمایم کعب گفت این کار پس از او ترا بود و معویہ گفت راست میگوئی مگر از فتنہ و خون ریختن لود

یہ سچ کہتے ہو مگر بہت فساد و خونریزی کے بعد۔

ایک روز معویہ کعب کیساتھ بیٹھے تھے کعب نے کہا کہ مین نے کتاب مین دیکھا ہے کہ لوگ انکو (عثمان) کو مار ڈالینگے اور امر خلافت اونکے ہاتھ سے نکل جایگا۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھکو یہہ معلوم ہو جاتا کہ یہہ کام کسکے متعلق ہوگا تو مین اوسکی خدمت کرتا اور اوس سے ملاطفت پیش آتا۔ کعب نے کہا کہ یہہ کام اونکے بعد تمہین ملیگا معویہ نے کہا تم

پیر کیا تھا۔ اتنا سننا تھا کہ معویہ صاحب مدینہ سے یہہ چل وہ چل۔ اب کیسے عثمان اور کہان کے سرپرست خاندان شام مین پہونچے اور خلیفہ صاحب کے خاتمہ کا انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ انکے اس طرز عمل کیطرف حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی ایک تقریر مین جو معویہ سے پیش آئی تھی۔ اشارہ فرمائی تھی جسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب خواص الامۃ کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین

اے معویہ تجھکو عثمان نے والی شام بنایا۔ اون سے تو نے خیانت کی۔ عثمان نے تجھے اور سر چڑھایا۔ اونکے قتل کا تو منتظر بیٹھا رہا۔ ...

تاریخ معویہ مطبوعہ تاجان پریس ص ۱۳۰

واقعات اسلامی پر سیاسی زاویہ نظر سے غور کرنیوالے خوب جانتے ہین کہ خلافت عثمان معاویہ کے دل مین تمام مدارکے لئے ایک موجود گی بین جسقدر غیر مفید تھی اوسیقدر اپنی خاتمہ کے بعد نفع رسان ثابت ہوئی۔ معویہ تو کعب الاحبار کے مکاشفات پر طیار ہو کر مدینہ سے شام کو واپس آئے اور وقت کا انتظار کرنے لگے۔ یہان خلیفہ کی غریب جان پر کیا کیا نہ گذر گئی۔ مگر انکے کان پر جون تک نہ رینگی۔ یہہ کیون؟۔

جنگ جمل سے معویہ کی تحریک

اصلی راز

اسلئے کہ ہمی تنہم کی مداقعانہ تحریک معویہ کی مصالح وقتی کے خلاف تھی۔ یہہ خلیفہ کیطرف سے فوجکشی کرتے اور مخالفین

سے مقابلہ ہوکر اپنی فوجی قوت کو کمزور کرنا نہین چاہتے تہے بلکہ اس موقع خاص کو غنیمت سمجھکر نہایت خوشی کو ساتھ اپنی فوجی قوت کی ترقی ۔ تجمیع ۔ توسیع اور ترتیب مین صرف کرنا چاہتے تہے اسی لئے ۔ حالانکہ ۔ انکی امید کے خلاف ۔ خلافت بدلی اور خلافت کے ساتھ ہی دنیاے اسلام کی ہوا بھی بدل گئی اور خلافت اوس برگزیدہ ہستی پر منتقل ہوگئی جسکی موجودگی کو یہہ ایک لحظہ دیکھنا پسند نکرتے تہے ۔ انھین کے ہم خیالون کی مخالفت کی وجہہ سے بغاوت ۔ ارتداد اور فتنہ و فساد کا طوفان عظیم چارون طرف سے اوٹھنے لگے مدینے سے کوفے ۔ کوفے سے بصرے تک بغاوت پھیل گئی اور بصرے سے ملے ہوے میدان جنگ مین جنگ جمل واقع ہوئی ۔ اور سخت خونریزی بعد خلیفہ وقت کو باغیون پر فتح کامل حاصل ہوئی ۔ یہہ سب کچھ ہوا کیا لیکن معویہ کو کانون کان خبر ہوئی ۔ بہت ممکن تہا کہ یہہ بھی اپنی فوجون کے ساتھ علاقہ شام سے اتر اور باغیون سے ملکر شریک جنگ ہوجاتے اور پھر اپنی متفقہ قوت سے مقابلہ کرکے خلیفہ عصر کو یہہ شکست پہونچاتے ۔ لیکن اول تو امر امارت مین یہہ کسی کی شرکت نہین چاہتے تہے دوسرے یہہ کہ اوسوقت تک اپنی فوجون مین مقابلہ کی قوت نہین پاتے تہے ۔ انھین وجہون سے یہہ خاموش رہے ۔ اور سب سے آخر مین یہہ ایک بڑے پیمانہ پر خلیفہ عصر سے مقابلہ کا سامان کرتے رہے ۔ اس سے باآسانی سمجھہ لیا جاسکتا ہے کہ اگر انکو عثمان کے ساتھ ہمدردی یا بہی خواہی کا خیال ہوتا تو یا حضرت عائشہ ۔ طلحہ اور زبیر کے امور کے ساتھ خود بدولت کو کوئی دلچسپی ہوتی تو یہہ ضرور اونکے شریک ہوتے اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اونکے دست بہم پہنے رہتے ۔ مگر یہہ تو اپنے ڈھب کے ادمی تہے اور گون کے یار ۔ یہین سے معلوم ہوگیا کہ انکی نیت خیر سے خالی تھی ۔ اور تحقیقاً نہ اسلام انکو درد تہا اور نہ اسلامی حکومت و خلافت کے ساتھ کوئی ہمدردی ۔ یہہ تو اپنی خود غرضی کے غلام تہے اور اپنی جاہ منفعت کے شیدائی ۔ ہمین بھی کوئی کلام نہین کہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر سے انکا پیمانہ خیال زیادہ وسیع تھا ۔ جسکے لئے یہہ تنہا تجمیع و ترتیب فوج ہی سے شام مین بیٹھے بیٹھے یہہ کام نہین لے رہے تھی بلکہ انواع اقسام کی جعلسازی ۔ افترا پردازی اور مکر و حیلہ کو عمل مین لا رہے تہے ۔ صاحب مناقب مرتضوی ۔ ذکعب الاحبار کے قول لکھنے کے بعد اجمالا اسکی طرف اپنی حسب ذیل عبارت مین اشارت فرمائی ہے ۔

چون عثمان کشتہ شد فوجے از عظماے بنی امیہ کہ از ابن عم خیر البریہ کینہ دیرینہ داشتند بوے پیوستہ او را بمخالفت شاہ ولایت ترغیب و تحریص نمودند واو ہمت بر مخالفت شاہ ولایت و بر طلب ریاست گماشتہ عقاید شامیان را نسبت امیر المومنین خواست کہ فاسد گرداند بنابرین فرمود کہ در ایام جمعہ پیراہن خون آلود عثمان بمسجد جامع دمشق بردہ چنان ظاہر میکرد کہ قتل عثمان بفرمودہ علیؑ واقع شدہ ص ۲۳۱

جب عثمان مارے گئے تو بنی امیہ کی ایک فوج کی فوج معویہ سے اکر مل گئی جو ابن عم رسول صلعم سے قدیم کینہ رکہتے تھے ۔ اور معویہ کو شاہ ولایت کی مخالفت پر مشتعال دیا کرتے تہے اور معاویہ خود طلب امارت پر مستعد ہوکر اہل شام کو شاہ ولایت کیطرف سے بدعقیدہ کیا کرتے تہے اور اس غرض سے عثمان کا خون آلود پیرہن کو ہر جمعہ کے دن دمشق کے مسجد جامع مین لیجاکر تمام لوگون کو دکھلاتے تھے اور بتلا دیتے تہے کہ عثمان کا خون علیؑ کے حکم سے واقع ہوا ہے ۔

معویہ اور معرفت اہل بیتؑ

معرفت اہل بیت کے مٹانے مین جو معویہ کی مخالفت کا اصل مدعا تھا ۔ اور اوسکے حصول مقصد کا بہت بڑا ضروری اور قوی ذریعہ ۔ اپنی پوری کوشش اس نے صرف کردی اور اہل شام کے دلون مین کسیطرح سوآے بنی امیہ اور اپنے خاندان کے اور کسی دوسرے کا خیال اور کسی کی عقیدت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بند ہنے نہین دی ۔ اونکو پورے طور سے سمجھا دیا گیا کہ جناب رسولخدا صلعم کے بعد اونکے قریب رشتہ دار ۔ اونکی امت کے

(مٹانے کی مگر انہ تعلیم)

ذریعہ

قریب ترخیر خواہ۔ قریب تر وارث اور جانشین رسول اللہ مین تو ہم یا ہمارا قبیلہ بنی امیہ اور اسوقت موجودہ طبقات مسلمین مین تمام فضائل و مراتب اور مکارم و مناصب کے لائق و سزاوار ہین تو صرف ہم یا ہماری قوم بنی امیہ۔ ہمارے سوا کوئی دوسرا ہمارا مقابل اور ہمسر نہین ہو سکتا۔ اہل شام نے اپنی عقیدت یا جہالت کے باعث سے انکی باتون کو کامل طور سے یقین کر لیا۔ اور اون کا یقین کر لینا ایسا تعجب انگیز بھی نہین۔ ان بیچارون نے جسدن سے دنیاے اسلام مین آنکھین کھولین اوسدن سے انکو سوائے بنی امیہ اور آل ابوسفیان کے کسی دوسرے کی صورت ہی دیکھنی نصیب نہین ہوئی۔ روز اول سے انھین کے مطیع و فرمانبردار رہے اور اپنے ملک پر ہمیشہ انھین کو حکمران دیکھتے رہے۔ انکی آنکھوں مین آجتک بنی امیہ ہی کا اعزاز قائم رہا پھر اسدرمیان مین وہ کسیکی قدر و منزلت اور حکومت و سلطنت کو نہ دیکھ سکے نہ جان سکے۔ تو ایسی حالت مین وہ بنی امیہ اور آل ابوسفیان کے سوا کسی دوسرے کی فضیلت یا عظمت کے کیونکر مطیع ہو سکتے تہے۔ یا تو وہ اونلوگون کے علاوہ اور کسی کی فضیلت و عظمت کا اپنی آنکھون سے مشاہدہ کرتے یا کسی دوسرے سے ایسے لوگون کے فضائل و مراتب کو معلوم کرتے اور یہہ دونو باتین معویہ ابن ابوسفیان نے انکے لئے روک رکھی تھین۔ انھون نے سوائے بنی امیہ اور معویہ کے اچھی حالتون مین نہ کسیکو دیکھا اور نہ کسیکو اچھا سمجھا۔ نہ معویہ نے خود سوائے اپنے کسی اور کے اعزاز و منزلت کیطرف انکو رجوع ہونے دیا۔

اہل بیت علیہم السلام کا خیال انلوگون کے دل سے مٹانے اور اونکی شان و عظمت گھٹانے مین جیسی جیسی تعلیمین معویہ نے اہل شام کو پہونچائین وہ ذیل کے واقعات سے ثابت ہین۔ جنکو پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ فضیلت اہلبیت کو مٹانے اور اون برگزیدگان خدا کی شان گھٹانے مین معویہ نے کتنا بڑا اہتمام کیا تہا اور یہہ ترکیب اسکے قیام سلطنت کا ذریعہ بنکر اسکے وقت مین اور پھر اسکے بعد قریب قریب تمام سلاطین بنی امیہ کے ایام مین کامل سو برس تک قائم رہی

علامہ مسعودی سنہ ١٣٢ ہجری کے واقعات مین ذیل کا واقعہ تحریر فرماتے ہین۔

اسسال خلافت اموی کا دور دورہ تمام ہوا۔ اور مروان حمار کے تعاقب مین عبداللہ بن علی نے جو ابوالعباس السفاح۔ اول خلیفہ بنی عباس کے چچا تہے اور سپہ سالار لشکر۔ ملک شام کا سفر کیا تو چند شیوخ شام کا ڈپیوٹیشن (Deputation) (وفد) خلیفہ کے پاس روانہ ہوا۔ جنھون حلفاً یہہ بیان کیا کہ ابھی تک ہم یہی جانتے تہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اونکے قرابتمند صرف بنی امیہ ہین۔ جو اونکے وارث اصلی ہین۔ انکے سوا نہ اونکا کوئی عزیز ہے اور نہ رشتہ دار۔ مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر جلد ششم ص ١٠٩

علامہ ابن اثیر لکتے ہین۔

قال المغیرۃ لصعصعۃ بن صوحان وایاک ان یبلغنی انک تذکر شیئاً من فضل علی ابن ابی طالب فانا اعلم بذالک منک ولکن ھذا السلطان قد ظھر وقد اخذنا علیہ للناس فنحن تدع شیئاً کثیراً مما امرنا بہ فذکر الشیٔ الذی لا نجد منہ ابداً فع بہ ھولاء القوم عن انفسنا

مغیرہ ابن شعبہ نے صعصعہ ابن صوحان سے کہا کہ خبردار جو تو کبھی فضائل علی کا ذکر کرے۔ مین ضرور تجہسے زیادہ انکے فضائل کو جانتا ہون۔ مگر سلطان وقت کی مصلحت کے خلاف ہے۔ کیونکہ ہم لوگ مجبور کیے گئے ہین معائب علی بیان کرنے پر کہ ہم اونکو ادمیون پر ظاہر کرین۔ بہت سی باتین تو ہم نے ان حکمون مین چھوڑ دی ہین اور جسمین ایسے ہی مجبور ہو جاتے ہین تو اوسکو رفع شر کے خیال سے بیان کر دیتے ہین تاکہ اپنے نفسون سے اوسکو دفع کرین۔ کامل ابن اثیر جلد ٣ ص ١٧١

کسی نے ملک شام مین ایک شخص سے پوچھا جو اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے نہایت معزز۔ ذی رتبہ اور صاحب عقل ورائے قرار دیا جاتا تھا۔ کہ یہ ابو تراب کون ہے۔ جس پر تمہارا امیر اور امام بالائے منبر لعنت کرتا ہے (معاذاللہ) اوس نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہین وہ کوئی چور تھا۔ فتن کے چورون سے۔ مروج الذہب مسعودی جلد ۳ ص ۱۰۷

شہر بغداد مین حاکم سے ایک شخص نے پوچھا کہ فلان شخص زندیق ہو گیا ہے؟ حاکم نے پوچھا اوسکا مذہب کیا ہے۔ کہا رافضی۔ قدری۔ مرجئی۔ حاکم نے جواب دیا تجھے کیسے معلوم ہوا۔ اوس نے جواب دیا کہ وہ معویہ سے عداوت رکھتا ہے۔ حاکم نے پوچھا کون معویہ۔ کہا وہی معویہ جو علی ابن العاص سے لڑا تھا۔ حاکم نے کہا ہم تیرے کن باتون کی قدر کرین۔ اصول کلام کی واقفیت پر ناز کرین یا علم الانساب کے تبحر پر۔

ایک عالم کا بیان ہے کہ ہم ایک صحبت مین بیٹھے ہوئے۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ علیؑ اور معویہ کا ذکر کر رہے تھے کہ اس اثنا مین ایک پیر مرد آیا جو سب سے عاقل جہاندیدہ اور واقفکار معلوم ہوتا تھا اور کہنے لگا کہ کہان تک انلوگون کا تذکرہ کرتے رہو گے ہم نے پوچھا اونکی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ اونہون نے کہا کسکی نسبت۔ ہم نے کہا علی کی نسبت اونہون نے جواب دیا وہی علیؑ نہ۔ جو (نعوذ باللہ) فاطمہ کے باپ تھے۔ مین نے پوچھا کون فاطمہؑ۔ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (معاذاللہ) بی بی جو عائشہ کی بیٹی تھین اور معویہ کی بہن (معاذاللہ) پھر مین نے اوس سے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ پھر وہ علی کیا ہوئے۔ اوس نے جواب دیا کہ وہ تو جنگ حنین مین جناب رسولخدا صلعم کے ہمراہ شہید ہو گئے۔

جنگ صفین کی عین گرم بازاری مین جب جانبین سے شاید لڑائی ہو رہی تھی لشکر شام سے ایک شخص نکلا اور فوج عراق سے مقابل ہو کر جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان مین ناگفتہ بہ کلمات کہنے لگا۔ ہاشم مرقال جو سر معرکہ موجود تھے کہنے لگے کہ آخر تجھکو بھی ایکدن وہین جانا ہے جہان علی جائینگے تو اگر وہ تجھسے آج کی باتون کو پوچھین تو تو کیا جواب دیگا اوس نے کہا جہان علی جائینگے وہان مین کیون جانے لگا۔ ہاشم نے پوچھا کیسے۔ تو اوس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہو گا۔ ہمین بتلایا گیا ہے کہ تم اور تمہارا امام نماز نہین پڑھتے۔ روزے نہین رکھتے۔ ہم جانتے ہین تم لوگ منکر صوم وصلوٰۃ ہو۔ مروج الذہب ج ۳ ص ۱۰۸

تاریخ کامل ابن اثیر مین۔ ذیل تذکرہ سلطنت عمر ابن عبد العزیز لکھا ہے کہ عمر ابن عبد العزیز نے سب علیؑ کی امتناع کی وجوہ مین بیان کیا۔ کہ مجھکو اپنے بچپن سے اسکی امتناع کا خیال پیدا ہوا اور اوسکی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود سے مین کلام اللہ پڑھتا تھا اور وہ میرا اوستاد تھا ایک روز مین لڑکون کے ساتھ کھیلتا تھا اوس وقت مین ہمارا کھیل یہی تھا ابوتراب کو گالیان دینا اہل بیت کو برا کہنا۔ لڑکے کھیل رہے تھے عبداللہ آگئے اور حسب المعمول مسجد مین چلے گئے۔ جب مین اونسے سبق پڑھنے گیا تو انھون نے میری طرف سے مونھ پھیر لیا۔ مین نے اونسے ناراضی کی وجہ پوچھی تو اونھون نے جواب دیا کہ تو علی کو برا کہتا ہے مین نے کہا تو پھر اسمین حرج ہی کیا ہے عبداللہ نے کہا کہ تو نے کلام اللہ مین کہین پڑھا ہے کہ اہل بدر سے حق سبحانہ تعالے کہین رضامند ہو کر پھر اون پر غضبناک ہو گیا ہو۔ مین نے پوچھا کیا علی اہل بدر سے تھے اوس نے کہا او بچے۔ یا عمر۔ تو اتنا نہین جانتا کہ بدر تو بالکلیہ جناب علی مرتضیٰؑ ہی کے ہاتھون پر فتح ہوا۔ عمر ابن عبد العزیز کا بیان ہے کہ مین نے یہ سنکر اوسی دن سے اسکے (سب علیؑ کے) ترک کا اقرار کر لیا اور پھر کبھی اون کلمات کو زبان سے نہ نکالا۔

پھر عمر ابن عبد العزیز اپنا ایک دوسرا واقعہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ میرا باپ ہشام ابن عبد الملک کے عہد

مین اسیر ہوا تو ہر روز جمعہ کو مین زیر منبر حاضر رہا کرتا تھا ۔ وہ خطبہ پڑہنے لگتا تھا تو مین خیال کرتا تھا کہ وہ تمام خطبہ تو کمال فصاحت وبلاغت سے ادا کرتا تہا مگر جب علیؑ کی مذمت کرنے لگتا تھا تو اوسکی زبان ژولید گی کرنے لگتی تھی اور اوس پر ایک عجیب اضطراب پیدا ہوجاتا تھا ۔ ایکدن مین نے اون سے کہا کہ آپ تو فصحاے زمانہ سے ہین پھر یہ کیا ہے کہ جب اپ علیؑ کی مذمت کرنے لگتے ہین تو اپ کی زبان ژولید گی کرنے لگتی ہے ۔ اوسنے کہا اے فرزند یہ لوگ اہل شام جو منبر کے نیچے بیٹھے رہتے ہین اگر اس مرد کی فضائل ومناقب سے آگاہ ہوجائین جسطرح تیرا باپ آگاہ ہے تو سب لوگ ہم سے برگشتہ ہوجاوینگے اور پھر ایک ادمی بھی ہماری اطاعت نکرے گا ۔ کامل ابن اثیر جلد ۵ ص ۱۲

حضرات حسنین علیہما السلام کے ذریتہ رسولؐ ہونیسے انکار

عن ذکوان مولی المعویۃ قال قال معویہ لا اعلم احدا احق ہذین الغلامین ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولکن قولوا ابن علی فقال ذکوان فلما کان بعد ذلک امرنی ان اکتب بنیہ فی الشرف قال کتبت بنیہ وابنی بنیہ وترکت بنی بناتہ شم اتیت بالکتاب فنظر فیہ فقال ویحک یا ذکوان اغفلت اکثر بنی فقلت من قال بنو فلانۃ ابنتی لابنی فقلت اللہ اللہ لیکون بنی بناتک بنیک ولا یکون بنی فاطمۃ بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا یسمعن ہذا احد منک (اخرجہ حافظ عبد العزیز الاخضر)

صاحب ارجح المطالب لکھتے ہین

ذکوان غلام معویہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ معویہ نے کہا مین نہین جانتا ان دونون لڑکون (حضرات حسنین علیہما السلام) کو کس نے جناب سرور کائنات صلعم کا بیٹا قرار دیا ہے ۔ اونکو تو علیؑ کے بیٹے کہنا چاہیئے ذکوان کہتا ہے اسکے بعد معویہ نے مجھکو دفتر مین اپنی اولاد کے نام لکہنے کیلئے حکم دیا ۔ مین نے اوسکے بیٹون اور پوتون کے تو نام لکھے او نواسون کے نام چھوڑ دے اور وہ کاغذ معویہ کے پاس لایا ۔ اوسکو دیکھکر معویہ کہنے لگا کہ افسوس ہے ذکوان تو میرے بیٹون کے نام لکھنا بھول گیا ۔ مین نے کہا وہ کون ہین ۔ اوس نے کہا کیا میری فلان بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہین ہین ۔ مین نے کہا اللہ اللہ تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے قرار دئے جائین او جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے نہ قرار دئے جائین یہ سنکر معویہ نے کہا چپ رہ ۔ تجھ سے یہ کوئی بات نہ سن لے ۔

اہل شام کی مقدار فہم

ان واقعات کو پڑھکر اگر کوئی یہ راے قائم کرے کہ اہل شام کیسے لا یعقل تہے جو معویہ کی تعلیمون کو بلا سمجھے تسلیم کرلیتے تھے ۔ ہم انکے مقدار فہم اور اندازِ عقل وشعور کی واقفیت عام کے لیے صرف ایک واقعہ ذیل مین مثلاً لکھدیتے ہین اور وہی ہمارے مدعا کے لئے کافی ہوگا ۔

مورخ مسعودی مروج الذہب مین لکھتے ہین کہ ایک شخص کوفہ کا رہنے والا کسی ضرورت سے شام مین ایا ایک شخص نے اوسکے اونٹ کو دیکھکر کہا کہ یہ تو میری اونٹنی ہے ۔ قصہ نے طول پکڑا ۔ استغاثہ کے سوا کوئی چارہ نرہا ۔ روبکاری کی نوبت پہونچی رعایا پرور امیر معویہ کے پاس معاملہ پہونچا ۔ گواہی کا وقت پہونچا تو اوس مرد شامی نے پچاس ادمی اپنے دعوے پر گواہ گذرانے ۔ وہ مرد کوفی بحالِ حیرت کے عالم مین خموشی سے تمام روئداد مقدمہ سنتا رہا ۔ معویہ نے اوس مرد شامی کے حسب خواہ فیصلہ کردیا اور اوس مرد کوفی کا اونٹ اونٹنی بناکر اوس مرد شامی کو دلوا دیا ۔ جب مرد کوفی یہ فیصلہ سن چکا تو حضور خلافت پناہ مین عرض کی کہ ذرا یہ تو دیکھ لیا جاوے کہ یہ اونٹنی ہے یا اونٹ ۔ معاویہ نے کہا اب تو ہم فیصلہ دیچکے ۔ شامی وہ اونٹ کوفی سے لیکر چلتا ہوا ۔ مرد کوفی نے بھی مجبور ہوکر اپنا رستہ لیا تو معویہ نے پیچھے سے ادمی دوڑاکر اوسے واپس بلا بھیجا اور اوسکے اونٹ

کی دو دونی قیمت ادسوا اپنے پاس سے دیدی اور کہا کہ کوفہ مین جاکر امیر المومنین علیہ السلام سے کہدینا کہ آپ سے مقابلہ کرنیکو ہمارے پاس ایک لاکھ ایسے آدمیون کی جماعت طیار ہے جو اونٹ اور اونٹنی مین فرق نہین کر سکتی ۔ مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر جلد ۶

ان تمام واقعات سے اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ معویہ نے اپنے زمانہ مین اور اسکے بعد اونکی تقلید مین اونکے تمام قائمقام سلاطین نے اہلبیت علیہم السلام کے فضائل ومناقب کو کس طرح چھپایا اور دلون سے مٹایا اور حتی المقدور قلمرو اسلامی مین اونکی معرفت کو کہین قائم نہونے دیا ۔ تو پھر ایسی عالمگیر جہالت وضلالت کی خاص حالت مین وہ اہلبیت کو کیا سمجھین اور کیسے سمجھین ہان جیسا جیسا لوگون نے سمجھایا ویسا ویسا وہ سمجھے ۔ بعض تو انہین برادر رسول ۔ زوج بتول ۔ ابو الحسنین کو چور بتلاتے ہین بعض اونکو تارک الصلواۃ اور منکر عن الفرائض ٹھراتے ہین ۔ بعض سوائے بنی امیہ کے اور کسیکو رسولخدا کا عزیز ورشتہ مند جانتے ہی نہین بعض جانتے بھی ہین تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انکی قرابت کو ایسے رشتون کے ساتھ بیان کرتے ہین کہ تمام بنی نوع انسان مین کہین ایسی قرابت اور ایسی رشتہ مندی قائم ہی نہین ہوئی ۔

الغرض یہ ایسی عجیب وغریب تعلیمین تھین جو کبھی کسی کے خیال مین بھی نہ آئی ہونگی ۔ حضرت عثمان کی بارہ برس خلافت کا طویل اور مطمئن زمانہ جسنے معویہ کو پوری آزادی اور کامل اطمینان دے رکھا تہا ۔ ان تمام تدبیر وتعلیم کی ترکیب وترتیب مین ختم کر دیا گیا اور اس بارہ برس کے طول وطویل عرصہ مین معویہ نے نہایت اطمینان اور سہولیت سے اپنے ان تمام سامانون کو کامل طور پر طیار اور مرتب کر لیا ۔

خلافت علیؑ اور بغاوت معویہ

ناظرین کو خیال ہوگا کہ اب ہم پھر وہ تمام دکھکال حالات بیان کرینگے جو سراج المبین جلد اول مین ہم پوری تفصیل سے لکھ چکے ہین ۔ ہم اونکو اطمینان دلاتے ہین کہ ہمکو اتنی تفصیل کی ضرورت نہین ۔ اور نہ ہمارا موجودہ موضوع تالیف اسکا متقاضی ہے ہان ۔ ہم جسطرح اور تین خلافتون مین معویہ کی بدعنوانیان اور مظالم بیان کرتے آئے ہین اوسیطرح اس خلافت مین بھی اسکی بدکاریون اور خونخواریون کو دکھلائین گے ۔ مگر ہم اسکو کیا کرین کہ انکے مظالم ومفاسد بمقابلہ تین گذشتہ خلافتون کے اس خلافت مین ہمہ گیر اور بہت بڑھ گئے ۔ اون خلافتون مین انکی بدعنوانی اور مخالفت ایک حد تک مخفی رہتی تہی اس خلافت مین وہ پوشیدہ خلافت کھلی کھلی بغاوت ہوگئی ۔ اس بنا پر تفصیل مین تطویل کا اندیشہ ہے لیکن تاہم حتی الامکان اختصار فی البیان سے کام لیا جائے گا ۔

ابتدائے بغاوت معویہ کیطرف سے ہوئی اہل مدینہ کے نام بغاوت کا عام سرکلر

بغاوت کی ابتدا معاویہ کی طرف سے یون ہوئی کہ معاملات بصرہ اور محاربات جمل سے حضرت عائشہ کی واپسی کے بعد معاویہ نے وقتی فتنہ وفساد سے مستفید ہوکر علم بغاوت بلند کر دیا اور سب سے پہلے اہالیان مدینہ کے نام مخالفت علی ابن ابیطالب ۔ موجودہ خلیفہ وقت کی تعلیم وتاکید مین ایک حکم عام (سرکلر) دار الامارت شام سے جاری کیا ۔ جسکو ہم تاریخ روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے ذیل مین نقل کرتے ہین ۔

اما بعد آپ لوگون کو معلوم ہے کہ مین جو بخہ فتنہ و فساد کے زمانہ مین جسمین حضرت عثمان کا واقعہ پیش ہوا۔ مدینہ مین نہین
اسلئے حقیقت حال پر مجھکو کافی اطلاع نہین۔ لیکن آپ لوگون پر یہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب نے اس قصر خلافت
کو گرانے مین بہت بڑی سعی کی۔ اور اب اوسی مظلوم خلیفہ کے قاتل انکے اہل مجلس مین اور مین چونکہ حضرت عثمان کا والی
ہون اور میرا ارادہ ہی کہ مین اون سی اونکے قصاص لون اور اون لوگون کو علیؑ سے مانگ لون اگر وہ دیدین تو مین ان سے
قصاص لیلون اور علی سے کچھہ تعرض نکرون اور پھر خلافت کو شوریٰ پر اوسیطرح چھوڑ دون جیسے حضرت عمر نے چھوڑا
تھا اور اگر علی مجھکو نہ دینگے تو مین اون سے ضرور لڑونگا۔ مقصود میرا آپ لوگون کو لکھنے سی یہی ہی کہ اپنے مظلوم خلیفہ کا
قصاص لینے مین آپ لوگ میری موافقت کرین اور میرے پاس چلے آنے مین تامل نفرمائین۔ روضتہ الصفا جلد دوم قلمی ص ۲۲۵

عامتہ المسلمین کے نام اس عام سرکلر کے علاوہ ممتازین مدینہ کو دعوت خصوصی کے لئے خطوط خصوصیت لکھے گئے انمین سے
ذیل کے خطوط قابل الذکر ہین۔ عبداللہ ابن عمر کا خط۔ سعد ابن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ کے خطوط

معویہ کے خطوط خصوصیت اور اون کے جوابات

معویہ کی نظر تو بڑی تیز تھی اور خصوصاً مخالفت علیؑ کے امور مین تو اور ڈوب کر ترکیبین پیدا
کرلیتے تھے۔ اس بنا پر خوب سوچکر اونھین کے نام خصوصیت کے خطوط لکھے گئے جو مخالفت علیؑ
مین انکے ہمخیال و ہمنوا ہوسکتے تھے۔ ان مین سب سی پہلے عبداللہ ابن عمر کے نام خط اسوجہ سی لکھا گیا کہ ابتدای خلافت علی

---

(۱) معویہ کے مندرجہ بالا خط مین ذیل کی اشتعال انگیز باتین قابل لنظر ہین۔ من جملہ اون کے خط کھینچدیئے ہین اونمین اول یہ ہے کہ زمانہ قتل عثمان مین موجود نہ تھے۔
اس کتاب مین معتبر اسناد سے ثابت کردیا گیا ہے کہ ایام محاصرہ عثمان مین یہہ خود موجود تھے۔ لیکن امداد خلیفہ کے قصد سی نہین بلکہ تجسس احوال کے ارادے سی پھر
کعب الاحبار کی بشارت اور اپنے حصول امارت کی بتبیر و اشارت سی عمداً پہلو تہی کرکے مدینہ سے چلتے ہوے اور اب اپنے اس قصداً گریز کو اس مغویانہ طریقہ
سے دکھلایا جاتا ہے (۲) مجھکو حقیقت حال پر کافی اطلاع نہین لیکن آپ لوگون پر یہہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب نے قصر خلافت کو گرانے مین بہت بڑی
سعی کی۔" کسقدر فریب انگیز اور فتنہ خیز ہے۔ صحیح حالات پر آپ کو اطلاع ہی نہین لیکن اس بے خبری اور لاعلمی کے ساتھ آپ پورے یقین کے ساتھ
اس واقعہ کو شایع بھی کرتے ہین۔ لطف انگیز تو یہہ ہی کہ واقعہ کی حقیقت و صداقت کی ذمہ داری ساری حضرات مخاطبین کے سر منڈھی جاتی ہی اور
آپ صرف یہہ کہکر کہ مین واقعہ مین موجود نہ تھا اس سے بالکل علحدہ اور بری الذمہ ہوجاتے ہین۔ معویہ کا یہہ طرز عمل اس آیہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے
وَقَالَ الشَّيْطٰنُ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا يَعْمَلُوا الْكَافِرُوْنَ شیطان نے لوگون سے کہا کفر کرو پس جب اونھون نے کفر کیا تو
(شیطان) نے کہا کہ اے پروردگار مین کافرون کے کردار سے بری الذمہ ہون (۳) معویہ کے اس بیان عوی مین کہ مین عثمان کا والی ہون۔ لفظ والی سے
کیا مراد ہے۔ اگر والی ملک سی مراد ہے تو پھر انکی تخصیص کی کیا ضرورت تہی۔ عثمان کے تمام مقرر کردہ والیان ملک اس استحقاق مین شریک ہین سب کی طرف
سی انفراداً یا مجموعاً یہہ محضر نامہ عام شایع ہونا چاہتا تھا یا کم سے کم اس محضر نامہ (Manifesto) پر اونکے دستخط کرالینے چاہیئے تھے۔ اور
اگر والی سے ولی مراد ہے۔ جو معنیاً کسیطرح صحیح نہین۔ تو حضرت عثمان کی اولاد اور ورثا کی موجودگی مین یہہ کس نص آلہیہ اور نہج شرعیہ سے مقتول
کے وارث جائز ہوسکتے ہین۔ اسلیئے انکا یہہ دعوے بالکل مفتریانہ اور مغویانہ ہے جسکی حقیقت سعد ابن ابی وقاص نے انکے خط کے جواب مین کھولدی
ہے (۴) پھر لکھتے ہین کہ قاتلان عثمان کے دیدیئے جانے اور اون سی قصاص لیلئے جانیکے بعد علیؑ سی کوئی تعرض نہین کیا جاویگا۔ پھر فوراً یہہ بھی لکھا جاتا ہی
کہ خلافت کو شوریٰ پر چھوڑ دون اوسی طرح جسطرح حضرت عمر نے چھوڑ دیا تھا ز نیت تو یہین سی معلوم ہوگئی کیونکہ عبارت کے حصہ اول مین تو
یہہ لکھا گیا ہی کہ قاتلان عثمان کے معاملات طے ہوجانیکے بعد گویا علی سے کوئی تعرض نکیا جاویگا۔ تو پھر اس اقرار و اظہار کے بعد نظام خلافت
کی تبدیلی کیسی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معویہ کا اصلی مقصود یہی ہے اور باقی سب مغویانہ اور مفسدانہ حاشیہ بندی ہی۔ چنانچہ امر خلافت
کے حل جانیکے بعد بھی انکے طرز عمل نے ثابت کردیا۔ نہ شوریٰ کیا گیا اور نہ مجلس مشورت قائم کی گئی۔ انواع اقسام کی مکارانہ اور عیارانہ ترکیبون سے
کہین بزور زر کہین بزور شمشیر کہین بحیلہ و تزویر یزید کی ولیعہدی منظور کرالی گئی فھو المراد۔ ان اللہ لایحب الفساد۔ مولف عفی عنہ

سو یہہ بیعت علیؑ سے منکر تہے اور اسوقت تک اونکی بیعت مین نہین ائے تہے - سعد ابن ابیوقاص بہی اسیوجہہ سی قابل پیام وسلام قرار دیئے گئے اسلیئے کہ یہہ بہی اگرچہ عبداللہ ابن عمر کیطرح منکرین بیعت تو نہین تہے لیکن متوقفین مین تو ضرور تھے - اور ابتک حضرت علیؑ کی بیعت مین خموش تہے - نہ انکار ہی کرتے تہے اور نہ حاضر ہو کر اقرار ہی کرتے تہے معویہ نے انکی اس شان دو عملگی مین اپنا فائدہ اوٹھانا چاہا اور انکو خط خصوصی لکھا - محمد بن مسلمہ کے انتخاب کی وجہہ عدم معرفت اہل بیت اور حضرت علیؑ کی مرتبہ ناشناسی کی بناپر تھی - کیونکہ انکے بہی ساکت اور گھر بیٹھ رہنے سے معویہ کو انکی حمایت و ہمدردی کا پورا یقین تھا -

ہم ان خطوط کی عبارت کی نقل محض طوالت کی وجہہ سے نہین لکھتے - مگر اتنا لکھکر بتلا دینا ضروری سمجھتے ہین کہ جو مضامین عام محضرنامہ مین منسج تہے وہی ان خطوط مین بہی تحریر تھے - ہان - انمین سے عبداللہ ابن عمر اور سعد ابن ابیوقاص - ممتازین صحابہ کو ان خطوط کے جوابات جو معویہ کو بھیجے گئے اونہین تاریخ کے اردو ترجمہ سے ذیل مین لکھدیتے ہین -

عبداللہ ابن عمر کا جواب امیر شام کو معلوم ہو کہ تیرا خط مجہکو ملا - اور مجہکو تیرے بہت بہاری سہو و خطا کرنیسے تعجب ہوا - یہہ خط لکھکر تونے مجہکو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کیطرف بلایا ہی - تجہکو یہہ گمان ہی کہ مین حضرت علی ابن ابیطالب کی طرفداری چھوڑکر تیرے پاس چلا اون اور تیری فرمانبرداری اختیار کرون افسوس تونے یہہ عجیب طرح کا جھوٹا خیال پیدا کیا ہی اور تو جو یہہ لکھتا ہی کہ مین علیؑ کا مخالف ہون تو مجہکو تجہ پر یہہ سبلانا ہوگا کہ یہہ امر تجہکو کیسے معلوم ہوا - مین ہرگز علیؑ کا مخالف نہین ہون اور اونکی خلاف مین اپنا ایک قدم بہی اوٹھانا نہین چاہتا - اسلئے کہ مجہکو وہ درجہ و منصب جو بباعث ایمان اور ہجرت و قربت و قرابت اور لڑائیون کے جو علیؑ نے کی ہین اور جو بزرگیان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کیجانب سے حاضر رہنے سے اونکو حاصل ہوئی ہین وہ صحابہ مین سے کسی اور کو حاصل نہین ہوئین - تو خود ہی انصاف کر کہ اتنے بڑے بزرگوار سے روگردان ہو کر تجہ جیسے شخص کیساتھ اکر مل جاون جو دین کو دنیا کے ہاتہ بیچ چکا ہی - اور لذت دنیاوی پہ فریفتہ ہو چکا ہے - افسوس افسوس اے معاویہ تو ہی غور کر اور اس حال کی حقیقت پر خیال کر اب میرے پاس ایسی باطل اور بیہودہ باتین نہ لکھنا اور مجہکو ہرگز علیؑ کا مخالف نہ جاننا اور اپنی اطاعت کیطرف پہر کبھی نہ بلانا والسلام

سعد ابن ابی وقاص کا جواب اما بعد واضح ہو کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے مجہکو ایسے معاملات اور حادثات کو جو واقع ہونیوالے ہین خبر دیدی ہے ایام واقعہ عثمان مین جب ہم نے تمام فتنہ و فساد کے حادثات اور اونکے قتل کے واقعات کو انکہون سے دیکھ لیا تو مجبور ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرلی - ادمیون کے میل جول سے پرہیز کیا - تلوار کو توڑ ڈالا اپنے گھر مین جا بیٹھا اسلیئے کہ مین دیکھ رہا تھا کہ اب مجہکو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میسر ہوتے نظر نہین آتا اور اس گوشہ نشینی اور عزلت گزینی مین اکیلا مین ہی نہین تھا بلکہ ایک جماعت کی جماعت جو انحضرت صلعم سے ایسے تعلیمات مین لگی تھی پوشیدہ ہوگئی اور سبنے گوشہ نشینی اختیار کرلی اسلیئے کہ ہم سمجھ چکے ہین کہ اب ہمارے ہاتہ اور ہماری زبان سے کچہہ کام بہی نہ نکلیگا اور رفتہ رفتہ فساد ہماری سعی و کوشش سے دور نہ ہوگا - پس بیشک مین نے بہی عثمان کی مدد نہ کی تھی جیسا کہ تو نے بیان کیا اور اب اے معویہ تو جو اس کام پر مستعد ہے کہ تو یہ غرض ہے تیری اس سے سوائے مال و خزانہ دنیاوی حاصل کرنیکے کچہہ اور نہین ہے اور میرے اس کلام کا ثبوت اس دلیل سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت حضرت عثمان نے عاجز اکر تیرے پاس مدد بہیجنے کیلئے اپنا خاص ادمی بہیجا اور تجہ سے انکی تو تونے کوئی مدد نہ دی - یہہ بات

؎ اس خط کو اور اس جیسی عبارت کو بس ہم نے خود کچھ دیا ہی بڑے ضروری اور مخفی راز کا انکشاف کر دیا ہے - وہ یہہ ہے کہ سعد ابن ابی وقاص کے ایسے جلیل القدر

کو معلوم ہے کہ اوسوقت تو نے عثمان کو چھوڑ دیا تھا۔ اب چونکہ امارت اور سرداری کی تازہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ اسلیئے طلب قصاص کا بہانہ کرکے اور دین کو دنیا کے ہاتھ بیچکر کے تو مال و دولت کی فکر میں پڑ گیا۔ قسم خدا کی تو پشیمان مگر یہ پشیمانی ایسے وقت میں تجھپہ غلبہ کریگی کہ جب تجھکو کوئی فائدہ نہ پہونچیگا۔ والسلام

جانبین کے مراسلات

جنگ جمل کے شیوع سے پہلے طلحہ و زبیر کے نام جسطرح امیرالمومنین علیہ السلام نے خطوط لکھے تھے اور اونکو اہل اسلام کی خونریزی اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے سے جسطرح باز رکھنا چاہا تھا اور اون خطوط کی لیے اشری کے بعد معززین اسلام کو اپنی طرف سے بطور سفارت پیام مصالحت لیکر بھیجا تھا۔ بالکل اسی طرح اس موقع پر بھی امیرالمومنین علیہ السلام نے پہلا خط کے ذریعہ جنگ صفین کے شرکاء کا تحفظ حال فرمایا۔ سب سے پہلا شخص جو اس غرض سے شام کیطرف روانہ کیا گیا وہ عبداللہ بن جریر البجلی تھے اونکی معرفت جو خط بھیجا گیا اوسکی عربی عبارت کا اردو ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

معویہ کے نام امیرالمومنین کا پہلا خط

امابعد۔ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کیطرف سے معویہ ابن صخر کو معلوم ہو کہ تجھکو یہ امر خوب معلوم ہے کہ جب مہاجرین و انصار نے انتظام خلافت و امارت کی لیے آپس میں مشورہ کیا تو اس انجام دہی میں اونکی رائے ایک شخص پر قرار پائی پھر اوسکو امیر اور خلیفہ رسول صلعم اور پیشوائے خاص و عام مقرر کیا گیا۔ اگر کسی نے اونکی اس انتظام سے سرتابی کی اوس سے جنگ کی گئی اور اوسکو مطیع بنایا گیا۔ یہی قواعد ابتک جاری ہین۔ چنانچہ یہ امر بھی تجھکو خوب معلوم ہے کسی تفصیل کی ضرورت نہین کہ جو معاملات اہل بصرہ کے درمیان پیش آئے اور جو جنگ و جدال واقع ہوئی وہ سب تجھکو معلوم ہے۔ غرضکہ کوئی امر تجھپر پوشیدہ نہین ہے۔ خلاصہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو اون پر ظفریاب فرمایا وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ خدا کا حکم ظاہر ہوگیا اور وہ انکار کرتے ہی رہے۔ اب مین سنتا ہون کہ تو عثمان کے معاملہ مین مبالغہ کو دخل دے رہا ہے اور اون کے قاتلون کے حق مین بہت کچھ باتین بنا رہا ہے۔ صلاح یہ ہے کہ تو پہلے میری بیعت اور عام مسلمانون کی موافقت کرلے بعد اوسکے وارثان عثمان کو میرے روبرو لاکر قاتلان عثمان پر دعوئے قصاص کرادے تاکہ مطابق حکم خدا کے اونکا معاملہ کا تصفیہ کر دیا جائے لیکن بخلاف اسکے تیری آرزو کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بچہ کو مہد کا دیکر اوسکا خیال اپنی ترکیب سے بہکائے کہ وہ بچہ ایک وقت معین تک دودھ پیتے پر توجہ نکرے۔ اگر تو عقل کی نگاہ سے دیکھیگا تو تجھکو معلوم ہو جائیگا کہ خون عثمان کے معاملہ مین مجھسے بڑھکر کوئی بے سروکار نہین ہے۔ تجھکو خوب معلوم ہے کہ تیرا شمار اون لوگون مین نہین ہے جو خلافت کے لائق سمجھے جاتے ہین۔[1]

مین یہ نصیحت آمیز خط تجھے لکھتا ہون اور جریر ابن عبداللہ بجلی کو جو اہل ہجرت اور صاحب دیانت ہے تیرے پاس بھیجتا ہون جو کچھ میرے انتظام احوال اور طریقہ و خیال مین مناسب ہوگا وہ اسکی زبان پر جاری ہوگا۔ مین جریر کو ہر قسم کا پیام دیچکا ہون اگر تو نے میری بیعت قبول کرلی اور میری باتون کو عقل کے کانون سے سن لیا تو تجکو دو نوجہان کی بہتری حاصل ہوگی۔ والسلام

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور داخل عشرہ مبشرہ صحابی کے خاص مشابہت سے ثابت ہوگیا ہے کہ باوجود عثمان کی امداد طلبی اور خواہش ادمی بھیجنے کے بھی معاویہ نے اونکی کوئی مدد نہین کی اور اپنے مقام پر چون سے چپ نہین کی۔ اس سے بڑھکر انکی غداری اور محسن کشی اور کیا ہوسکتی ہے۔ تاریخ و سیر کی کتابون مین اسکا عام طور سے اعلان سلطنت و حکومت کے خوف سے نہین کیا گیا ہے۔

[1] امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ ارشاد اس حدیث معتبر الطلقاء الذین لایجوز لھم الخلافۃ سے ماخوذ ہے۔

اہل اسلام میں مجھکو ایک عزت ہاتھ آئیے گی اور اگر تو نے کجی اختیار کیا اور اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالدیا تو تجھکو خدا سے مدد لیکر تیری جنگ وجدال کے لئے آنا پڑے گا۔ اور مصلحت وقت کو اس کار عظیم میں انتہا تک پہونچانا پڑیگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

اصبغ بن بناتہ کی دوسری سفارت

اصبغ بن نباتہ۔ جریر ابن عبداللہ کی ناکامیاب سفارت کے بعد بھیجے گئے انکی معرفت جو خط ہدایت دربار خلافت سے اوسکا مضمون اردو کی عبارت میں یہہ تھا۔

اما بعد۔ اے معویہ۔ تو نے یہہ مشہور کر رکھا ہے کہ مین نے عثمان کو قتل کیا اور یہی وجہہ مجھکو میری بعیت کرنے سے مانع ہے۔ تو پوشیدہ نہیں ہے کہ مین اس معاملہ مین بالکل مہاجرین کے ہمراہ تھا جس سے وہ باز رہے مین بھی باز رہا۔ نہ مین نے اونھین قتل کیا کہ آج اونکا قصاص مجھسے لیا جاوے اور نہ مین نے اونکے قتل کا حکم دیا کہ جسکی وجہہ سے مین اسوقت مجرم قرار دیا جاون۔ عثمان کے قصاص سے تمکو واسطہ کیا ہے۔ اسلئے کہ فرزندان عثمان تمسے زیادہ اولی ہین۔ تو ایک مرد سے بنی امیہ مین سے۔ اور اگر بفرض محال تو ہی اونکا دعویدار ہو تو تجھکو بھی لازم ہے کہ عامۃ المسلمین کیطرح پہلے میری بعیت کر پھر اوسکے تدارک کا خواستگار ہو۔ اہل مصر و شام مین جو فرق بتلاتا ہے اور اپنے آپ کو طلحہ و زبیر سے زیادہ ممتاز بتلاتا ہے تو تیرا یہہ خیال خام ہے۔ یہہ بعیت عام ہے۔ جسکا حکم حاضر و غائب سب پر یکسیان ہے۔۔

ابو ہریرہ اور ولایت علی کا اقرار

اصبغ بن نباتہ تمیمی کو یہہ خط دیا گیا۔ یہہ بزرگ بہت بڑے گویا۔ ادیب۔ خطیب۔ فصیح۔ اور بلیغ تھے۔ جسوقت یہہ دربار شام مین پہونچے تمام دربار امرا و شرفا کی کثرت سے بھرا ہوا تھا منجملہ سب کے ابو ہریرہ۔ ابو الدرداء۔ ابو امامہ الباہلی اور نعمان ابن بشیر صحابی بھی موجود تھے۔ سب سے پہلے اصبغ کی نظر ابو ہریرہ پر پڑی اصبغ نے انھین سے اپنا سلسلہ تقریر شروع کیا۔ اور کہا۔ ایہا الشیخ بیان کرو۔ تم نے غدیر خم والے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی حضرت علی مرتضیٰ کے حق مین کیا سنا تھا۔ ابو ہریرہ نے جوابدیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ ترجمہ۔ جس کا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے۔ پروردگار۔ تو اوسکو دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور تو اوسکو دشمن رکھ جو اسے دشمن رکھے اور تو اوسکی مدد کر جو اسکی مدد کرے اور تو اوسکو ذلیل و رسوا کر جو اسکو ذلیل و رسوا کرے اصبغ نے یہہ سنکر جوابدیا کہ اے شیخ پھر تم کیون اونکے مخالف کو اپنا دوست بنائے ہو اور کس لئے اونکے دوستون کے دشمن بنے ہو ابو ہریرہ نے ایک آہ سرد بھری اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ناسخ التواریخ باسناد علامہ اخطب خوارزمی

معویہ کو اصبغ کی یہہ تقریر نہایت ناگوار گذری اور اونکو پاس بلاکر کہا کہ اب تمکو خاموش رہنا چاہیے کیونکہ اس تقریر سے تیرا یہی مطلب ہو کہ تو ان باتون سے اہل شام کو قصاص عثمان سے باز رکھے اسمین شک نہین کہ علی نے عثمان کو قتل کرایا انکا خون کسیطرح ضایع نکرایا جائیگا۔ تہذیب المتین ص ۹۰ و روضۃ الصفا جلد دوم

اگر ہم جانبین کے تمام مراسلات کو لکھنا چاہین تو ہماری یہہ مختصر تالیف اسکے لئے کافی نہین ہوسکتی۔ مراسلات اسیطرح مہینون جاری رہے اور امیر المومنین نے کوئی دقیقہ امیر شام اور اوسکے ہمراہیون کی موعظت اور پند و نصیحت کے متعلق اوٹھا نہین رکھا لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ کی تعمیل واجب سے فارغ ہوگئے۔ مگر وہان تو

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ	اونکے دل ہین مگر سمجھتے نہین۔ انکے کان ہین مگر سنتے نہین اونکی آنکھین ہین مگر دیکھتے نہین۔ یہی لوگ جانور نہین بلکہ اون سے بھی گمراہ ترہین

اولئک

اولٰئِکَ ھُمُ الْغَافِلُوْنَ جزو ۹ سورہ اعراف اور یہی لوگ حقیقی غافل ہین۔
یہ حقیقی منظر پیش تہا۔ تو یہ امیر المومنین کی دعوت کیطرف شنوا ہوتے تو کیسی
امیر المومنینؑ کے دلائل کا جواب تو معویہ کے پاس ایک بھی نہ تھا مگر وہ جواب دینے مین عاری بھی نہین تہے۔ یہ انکی شمال
بدبختی اور انتہاے بیحیائی تہی۔ ہم نے جہان تک ان مراسلات پر غور کیا ہی ہمکو یہ امر بوضاحت ثابت ہوگیا ہی کہ جب امیر المومنینؑ نے
خط مین اپنی جائز استحقاق دکھلاے۔ اسکا جواب تو معویہ کیطرف سے ندارد مگر ہان ایک دوسرے سلسلہ سے خط کے جواب مین ابتدا
کی گئی مثلاً خون عثمان کی بیجا تہمت کا جواب پہلے خط مین دیدیا گیا۔ اسکا جواب ہوا یا تو اوسمین قصاص وغیرہ کا تو ذکر نہین جنگ
جمل کے معاملات پر اعتراضات پیش کردیے گئے۔ جب اسکا جواب بجواب بھیجا گیا تو معاملات جمل کو چھوڑ کر بیعت عامہ کے وثوق
مین عذر پیش کیے گئے۔ غرضکہ معویہ کیطرف کے تمام مراسلات ایسے ہی تھے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ انکا لکھنا بیکار کی
طوالت ہی۔ تاہم نمونہ کے طور پر صرف دو خطون کی نقل پر جو شیوع جنگ سے بالکل قریب لکھے گئے تھے۔ اکتفا کیجاتی ہے۔

معویہ کا خط ہم بنی عبد مناف ایک چاہ سے پانی پیتے تھے۔ اور ایک ہی ماں کا دودہ۔ ہم مین سے کسیکو ایک دوسرے پر ترجیح نہین
تھی اور کوئی قائم (بیٹھا رہنے والا) کسی قاعد (چلنے پھرنے والا) پر فخر و افتخار نہین کرسکتا۔ مجبور اور مختار دونون ایک تہے
ہماری جماعت متفق تھی۔ ہمارے قلوب خباثت سے پاک اور ہمارے نفوس حسد سے بری تہے حتی کہ تم نے اے علیؑ اپنے ابن عم
عثمان سے حسد کیا اور لوگون کو اونکے خلاف برانگیختہ کیا اور ذرا بھی اونکی رعایت نہین کی۔ افسوس جسطرح تم نے ان کے
عیوب کا اظہار کیا تہا اونکی نصرت کا بھی اشتہار دیدیا ہوتا تو اسوقت کسیقدر تمہاری معذرت کے لئے گنجائش ہوتی
مگر تم اسکے خلاف اپنے گھر بیٹھے رہے اور آفات و صدمات کو اونپر مسلط کردیا۔ وہ قتل ہوے تو مسرور و شاد ہوے
اور مسند خلافت پر کمر باندھی۔ بزرگان اسلام سے جبراً و قہراً بیعت لی۔ پھر دو شیخ المسلمین ابو محمد طلحہ اور ابو عبد اللہ
زبیر جو مبشر بہ نعم الجنۃ تھے۔ قتل کیا۔ ام المومنین عائشہ کو اجلاف عرب کے ہاتھون ذلیل کرایا۔ کوئی اون پر
تمسخر کرتا تہا۔ کوئی اونکو گھورتا تھا اور کوئی جھڑکیان دیتا تھا۔ مین پوچھتا ہون کہ اگر تمہارے ابن عم محمد مصطفی صلعم
اسوقت زندہ ہوتے تو تمہاری ان حرکات پر راضی ہوتے یا ناراض۔ علاوہ ان باتون کے تم نے دار الہجرۃ (مدینہ)
کو ترک کیا۔ حضرت رسولخدا صلعم فرما گئے ہین۔

اِنَّ الْمَدِیْنَۃَ تَنْفِیْ خُبْثَہَا کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ | مدینہ اپنی کثافت کو اسطرح دور کرتا ہے جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کی کثافت دور کرتی
مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے سچ اور صحیح فرمایا۔ مدینۃ النبیؐ تمہاری کثافت اور غلاظت سے پاک ہوگیا"
تم نے کوفہ اور بصرہ کو مدینہ پر ترجیح دی اس سے بیشتر تم دونو خلفاے سابقین کی بیعت سے انکار کرتے تہے اور اوس امر کا قصد
کرتے تہے جسکے لئے تمکو خدا نے لائق نہ جانا۔ خدا کی قسم اگر تمکو اوسوقت خلافت ملتی تو اسلام مین اوسیوقت تفرقہ اور تباہی راہ
پاتی اور کفر و ارتداد شروع ہوجاتا۔ اہل اسلام تمہارے دست و زبان سے عاجز آتے (معاذ اللہ)
اب مین مہاجرین و انصار کے ساتھ باشمشیر ہاے شامی و سنانہاے خطانی تمہاری طرف آتا ہون کہ حق سبحانہ
تعالیٰ کے سامنے تم سے محاکمہ کرون۔ تم اپنے نفس پر رحم کرو اور عثمان کے قاتلون کو میرے سپرد کردو۔ ورنہ آگاہ
ہو کہ تمہارے اور تمہارے اصحاب کی شان مین یہ آیہ قرآنی صادق آے گا۔

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً یَّاْتِیْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَهَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ

حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک قریہ کی مثال بیان کی ہے کہ جہان کہ باشندے اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے۔ انکا رزق ہر طرف سے بفراغت چلا آتا تھا اوسمین نعمات الٰہی کی ناشکری کی حق تعالیٰ نے اونکو فقر و فاقہ کا لباس پہنایا اوس امر کی سزا مین جو وہ کرتے تھے

حضرت امیرالمومنین ع کا جواب اما بعد۔ ہم ابتدا مین ایسے یکجا تھے جیسا تو نے اپنے خط مین ذکر کیا ہے لیکن جدائی تھا مین یون ہوئی کہ ہم اسلام لائے اور تو نے کفر و نفاق پر اصرار کیا۔ دوسرا تفرقہ یہہ ہے کہ ہم صراط مستقیم پر ہین اور تو فتنہ و فساد مین غرق ہے سمجھہ مین کوئی ایسا نہین ہے جو کراہت کے ساتھ اسلام نہ لایا ہو۔ تو اس سے مطمئن رہ کہ ہمارے ۔ اور تیرے سابق رشتہ او میل جول سے ہمارے مراتب عالی مین کوئی فرق یا کوئی کمی نہین ہو سکتی اور نہ تو اس مواصلت سے ہماری شان مین شامل ہو سکتا ہے اور کیسے ہو گا۔ ؟ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صادق و امین ہم مین ہین اور (ابوسفیان) ساکاذب و مفتری تجھہ مین - اسداللہ و اسد رسولؐ (حمزہ بن عبدالمطلب) ہم مین اور اسد احلاف (اسد ابن عبدالعزیٰ) تجھہ مین - ہم مین سرداران اہل جنت مین (حضرات حسنین علیہما السلام) اور صبیۃ النار (عقبۃ ابن معیط) تجھہ مین - سیدہ نساء العالمین (فاطمۃ الزہرا علیہا السلام) ہم مین اور حمالۃ الحطب (ام جمیل خواہر ابوسفیان) تجھہ مین - انکے علاوہ اور بہت سی ایسی باتین ہین جن سے اسلام اور جہالت دونو مین ہمکو تجھپر شرف و اعزاز دیا گیا ہے - کلام خدا ہماری فضیلتون پر گواہ ہے - حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰہِ

کتاب خدا مین صاحبان قرابت مین ایک کو دوسرے پر ترجیح ہو گئی ہے

دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ

ہم نے ابراہیم کی وجہہ سے لوگون کو فضیلت دی اور ان لوگون کو جو اونپہ (ابراہیم پر) اور اس نبی (آنحضرت صلعم) پر ایمان لائے اور اللہ متقین کو دوست رکھتا ہے۔

تو کہتا ہے کہ مین نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا ہے اور ام المومنین عائشہ کو ذلیل کرایا ہے مین نے کوفہ و بصرہ کی سکونت اختیار کی۔ یہہ سب باتین تجھہ سے تعلق نہین رکھتی۔ اسلئے انکا جواب تجھکو نہین دیا جا سکتا۔ تو کہتا ہے کہ مین مہاجرین و انصار کے ساتھ آون گا مگر تو نہین جانتا کہ تیری ہجرت فتح مکہ کے روز جب تیرا باپ ابوسفیان اور تیرا بھائی یزید اسیر ہو کر آئے۔ تمام ہو گئی۔

ان امور سے بالکل علحدہ ہو کر جو تو نے خون عثمان کا ذکر کیا ہے اور اس سے پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور مین بھی کئی بار تجھکو سمجھا چکا ہون اور پھر سمجھائے دیتا ہون کہ اول تجھکو خون عثمان سے کیا علاقہ ہے۔ اونکی اولاد خود موجود ہے۔ اور تیرے ایسے ورثا بھی بہت سے ہین۔ اگر تیرا یہہ دعویٰ ہے کہ اون کے ورثا مین سب سے زیادہ خوشحال مین ہون تو جس کام کو مہاجر و انصار کر چکے ہین اور جس عہد و میثاق پر سب کے سب یکزبان ہو چکے ہین۔ تو تو بھی اوسی عہد مین داخل ہو جا اور اونکے ساتھ موافقت کر اور تب قاتلان عثمان کی نسبت اپنی صدائے استغاثہ بلند کر کہ حکم خدا و رسول صلعم کے مطابق حکم معقول اوسکی نسبت نافذ کیا جاوے۔

اتنا لکھکر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ذیل کے اشعار کا اضافہ فرمایا۔

محمد النبی اخی وصہری — وحمزة سید الشہداء عمی

محمد نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے بھائی اور خسر ہین ۔ — اور حمزہ شہیدون کے سردار میرے چچا ہین

وجعفر الذی یضحی ویمسی — یطیر مع الملائکة ابن امی

جعفر ۔ جو ہر روز صبح کرتے ہین اور سیر کیا کرتے ہین اور — پرواز کیا کرتے ہین ملک کے ساتھ (بہشت مین) میری ماں جائی بھائی ہین

وبنت محمد سکنی وعرسی — مسوط لحمہا بدمی ولحمی

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی میری آرام دل اور میری بی بی ہے — اوسکا گوشت وخون اور میرا گوشت وخون ایک ہے

وسبطا احمد ابنای منہا — فایکم له سہم کسہمی

سبطین رسولؐ (حسنین علیہما السلام) میرے معزز بیٹے ہین — پس تم مین سے کس شخص کا حصہ میرے حصہ کے ایسا ہے

سبقتکم الی الاسلام طرا — مقرا بالنبی فی بطن امی

مین نے تم لوگون مین سب سے پہلے اسلام کو بطیب خاطر قبول کیا — اور مین تو اپنی ماں کے پیٹ ہی مین اقرار نبوت کرتا تھا

وصلیت الصلوة وکنت طفلا — صغیرا ما بلغت اوان حلمی

مین نے تو (رسول اللہ ص کے ساتھ) ایام طفلی ہی سے نماز پڑھنی شروع کر دی تھی — اور اوسوقت تک مین بالکل کمسن تھا اور ایام جوانی تک بھی نہ پہونچا تھا

واوجب لی ولایته علیکم — رسول اللہ یوم غدیر خم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غدیر خم والے دن — تم لوگون پر میری ولایت (امارت) کو واجب کر دیا تھا

انا اللیث الذی لم تنکروہ — لیوم الرقة والیوم اسلم

مین وہ (میدان جنگ کا) شیر شجاع مشہور ہون — جسکو تم بروز جنگ و وقت صلح خوب جانتے ہو

الا من شاء فلیومن بہذا — والا فلیمت کمدا بغم

(خلاصہ بحث یہ ہے) جس شخص کا جی چاہے مجھپر ایمان لاے — اور جو شخص (اب بھی) انکار کرے وہ غم والم مین مرا کرے

فویل ثم ویل ثم ویل — لمن یلقی الاله غدا بظلمی

واے ہو اوسپر ۔ واے ہو اوسپر پس واے ہو اوسپر — جو شخص قیامت کے دن مجھپر ظلم کرکے خدا کے سامنے آیے

جانبین کی مراسلات پر فاضل — ہم اپنی طرف سے ان دونون خطون کی نسبت کچھہ لکھنا نہین چاہتے ۔ علامہ ابن الحدید ۔ ملقب معتزلی (علامہ ابن الحدید) کی رآیے — یہ فاضل معتزلی نے اپنی شرح نہج البلاغة مین یہہ تمام خطوط لکھکر جو اپنی رآیے لکھی ہے وہ اتنی کامل اور ایسی کافی ہے کہ اوسکے بعد پھر کسیکے رایے کو فروغ نہین ہوسکتا ۔ فاضل موصوف جانبین کے خطوط لکھکر اور اضطراب واستعجاب کو غیر متحمل جذبات سے متاثر ہوکر لکھتے ہین ۔

ہر چند عجائبات و انقلابات لیل و نہار بحد و شمار ہین مگر عجیب انہین سے یہہ ہین کہ اس زمانہ غدار کی گردش نے علیؑ ایسے شخص کو معویہ کا نظیر اور عدیل بنایا تا اینکہ طرفین سے رسل و رسائل شروع ہوکر مناظرہ و مقابلہ کی نوبت پہونچی کوئی لفظ امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی زبان سے ایسا نہین نکلتا تھا تا اینکہ معویہ مثل اوسکے یا اوس سے سخت تر اوسکے جواب مین نہ لکھہ بھیجتا تھا ۔ کاش اوسوقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہوتے تو ملاحظہ فرمالیتے کہ جس حکومت و سلطنت

اسلامی کو آپ نے سنان و شمشیر کو کام مین لاکر اور نیز اپنی مبارک اور عزیز جان پر مصیبتہائے عظیم برداشت فرماکر حاصل اور مرتب فرمایا تھا۔ اب وہ آپ کے دشمنون کے دست و قبضہ مین ہی

فاضل معتزلی اور معویہ کے تمام اعتراضات کا جواب طلحہ و زبیر کے معاملات

امیر المومنین علیہ السلام کا جواب اجمالی تھا مفصل یہہ ہی کہ طلحہ و زبیر نے عہد شکنی کر کے اپنے آپ کو خود قتل کرایا۔ اطاعت کی راستہ پر مستقیم رہکر کیون مارے جاتے۔ ایسی ہی اگر حضرت عائشہ اپنی گھر بیٹھی رہتین تو اعراب بصرہ و کوفہ کی نگاہون مین اونکی وقعت کیون کم ہوتی۔ امین امیر المومنین کا کیا قصور۔ آپ نے تاہم اُنلوگون کے ساتھ تمام موقع پر ضرور ملحوظ رکھتے تھے۔ ہان اگر یہہ لوگ عمر ابن خطاب سے پیش آتے تو وہ ان پر فتحیاب ہوکر انکے ضرور ٹکڑے ٹکڑے ڈالتے مگر حقیقت مین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ایسے ہی کریم و حلیم تہے کہ آپ نے انکے مظالم کے عوض مین انکے ساتھ برابر عفو و احسان کے خیال رکھتے

انحضرت صلعم کی ناراضی

اب رہا یہہ امر کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اگر زندہ ہوتے تو راضی ہوتے یا ناراض تو بیشک امیر المومنین علیہ السلام نہایت ازادی سے جواب دیسکتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم اس امر مین ضرور اونسے (طلحہ و زبیر) خوشنود نہوتے کہ اونکی زوجہ اور اونکی برادر اور وصی کو آزار پہونچایا ہین۔ اور توا ہے ابن ابوسفیان حضرت (علیؑ) سے خلافت مین نزاع کرے۔ اور مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ ڈالے اور پھر رسول صلعم علیؑ سے ناراض ہون اور تجھہ سے راضی۔ یہہ بالکل لغو ہے اور ناممکن۔ بیشک جناب رسول خدا صلعم اس پر کبھی راضی نہوتے کہ طلحہ اور زبیر حضرت علی سے بعیت کر کے بلا حجت اوسے توڑ ڈالین اور کہین کہ زر و مال ہمین مطلوب ہی۔ چونکہ بصرہ مین مال کثیر ہے اسیلئے ہمکو بصرہ کیطرف جانے دین۔" تو کیا یہہ امور رسول صلعم کو پسندیدہ ہوتے ہ؟ نہین۔ ہرگز نہین۔

مدینہ منورہ سے نقل حکومت و سکونت

اب رہا مدینہ سے امیر المومنینؑ کا اوٹھ جانا۔ ہر وہ شخص جو مدینہ سے باہر گیا کیا وہ خبیث ہی۔ اسطرح تو تمام صحابہ قریب قریب مثلاً عبد اللہ ابن مسعود سلمان الفارسی۔ ابی ذر غفاری رضوان اللہ علیہم مدینہ سے نکلے۔ دور دراز ملکونمین فوت ہوے۔ تو اونکو کیا کہا جاے گا۔ انکے علاوہ خود طلحہ۔ زبیر اور ام المومنین عائشہ کو نقل کرنے کیلئے کیا حکم ہوگا۔ پھر معویہ اپنے لئے اور اپنے بہائی یزید ابن ابوسفیان کے لئے کیا جواب دیگا۔

قتل عثمان کا غلط الزام

یہہ اعتراض کہ امیر المومنینؑ آپ تو حضرت عثمان سے باز رہے اور لوگون کو اونکے قتل پر اشتعال دی اور دوسرے لوگون کو اپنی بعیت کے لئے مجبور کیا۔ یہہ صرف زبانی دعوے ہین اور ان پر کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی۔ اور نفس الامر اسکے خلاف ہی۔

اگر علی پہلے ہی خلیفہ بنادیے گئے ہوتے تو ملک تباہ ہوجاتا

یہہ علم غیب ہی۔ جسکو سوائے حق سبحانہ تعالے کے کوئی اور نہین جانتا۔ مگر گمان غالب یہہ ہی کہ اگر اوسیوقت خلافت حضرت علیؑ کو ملجاتی تو کوئی خرابی واقع نہوتی کیونکہ یہہ فتنے جو اسوقت تک برابر واقع ہوے صرف اسی سبب سے ہوے کہ حضرت عثمان کے بعد چوتھے مرتبہ خلافت آپ کو پہونچی۔ جب دوسرے لوگون کے تقدم سے آپ کی قدر صغیر اور شان حقیر ہوچکی تہی اور سابقین نے تابعین کے دل مین اس امر کا یقین دلادیا تھا کہ وہ حضرت خلافت کی یا سلطنت کی کامل صلاحیت ہی نہین رکھتے تھے۔ اگر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے بعد ہی مستقلا امیر المومنین خلیفہ بنا دئے گئے ہوتے اور خلافت اسلامیہ پر قابض کر دیے ہوتے تو آپ کی جلالت۔ قدر و منزلت

اختصاص رسولؐ اور فضائل و مناقب کی وجہ سے کسی دوسرے کو ان پر ترجیح نہیں ہو سکتی تھی

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاد اسلامیہ کی ترتیب و تنظیم میں جو جو مصائب اٹھائے تھے اور سلطنت قائم فرمائی تھی۔ اگر آج آپ زندہ ہوتے تو خود مشاہدہ فرماتے کہ وہی سلطنت اب اونکو نصیب ہوئی ہے جو آپ کے قدیم دشمن تھے اور دعوت اسلام کے قبول کی جا پر آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ انھیں نے آپ کو وطن سے نکالا تھا اور انھیں نے ضرب سنگ سے آپ کے رخساروں کو گلرنگ بنایا تھا۔ انھیں کے معرکوں میں آپ کے عزیز و انصار حتیٰ کہ آپ کے عم محترم حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب تک کام آئے گویا کہ آنحضرت صلعم نے انھیں کے لئے یہ زحمتیں اوٹھائی تھیں۔ اور انھیں کی راحت رسانیوں کے لئے یہ سلطنت اسلامی طیار کی تھی۔ عبرت کے لئے یہ واقعہ کافی ہے۔

حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں ابوسفیان ایکبار حضرت حمزہ کی قبر مطہر پر آیا۔ اور معاذ اللہ۔ اوس کو ٹھوکر لگا کر کہا۔ اے ابو عمارہ (حضرت حمزہ کی کنیت) جس سلطنت کے لئے ہمارے تمہارے درمیان تلواریں چلی تھیں آج وہی سلطنت ہمارے لڑکوں کے ہاتھ میں ہے جس سے وہ کھیل رہے ہیں۔

اس پر بس نہوئی۔ قیامت کا عبرت خیز منظر تو یہ ہے کہ معویہ نے علیؑ کی برابری کا دعویٰ کیا اور آپ کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ پر آمادہ ہوا۔

فاضل معتزلی بیان تک پہونچکر ذیل کے اشعار پر اپنی فاضلانہ رائے ختم کرتے ہیں۔

اذا عیر الطائی بالبخل مادر[1]	وقرع قسا بالفہاہۃ باقل[2]
جب مادر کے ایسا بخیل حاتم طائی کو بخل کا عیب لگائے	اور باقل کہ یہ بیوقوفین [illegible] قس کو بیوقوف بتلائے
وقال السہا للشمس انت خفیۃ	وقال الدجی یا صبح لونک حائل
تارہ سہا آفتاب سے کہے کہ تیری روشنی کم ہو	اور تاریکی صبح کو کہے کہ تیرا رنگ میلا ہے
وفاخرت الارض السماء سفاہۃ	وطاولت الشہب الحصی والجنادل
زمین از روئے حماقت آسمان پر فخر و ناز کرے	اور سنگریزے شہاب ثاقب پر فخر و ناز کرنے لگیں۔

تو

اے موت۔ تو بہت جلد مجھ سے ملاقات کر کیونکہ ایسی حالت میں زندہ رہنا مذموم ہے۔ اور اے جان۔ تو بدن سے نکل جا کہ تیرا زمانہ اب بہت بیہودہ باتیں کرنے لگا۔ شرح نہج البلاغت فاضل معتزلی۔

معویہ کے پاس امیرالمومنین کے وفود

لوگوں کو شاید یہ خیال ہو کہ ہم نے کتاب میں تنہا مین کے مراسلات میں سے دو ایک خط لکھے ہیں مگر طرفین کے وفود کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ ابن نباتہ کی سفارت کا اندراج اس ضرورت کو پورا کر دیتا ہو۔ اگر اوس سے ناظرین کا اطمینان نہو تو کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے جانبین کے صرف ایک ایک وفد کا حال ذیل میں لکھدیا جاتا ہے

صاحب تاریخ روضۃ الصفا اور احمد ابن اعثم کوفی لکھتے ہیں۔

---

[1] مادر۔ بالکسر دال بخیل ترین مردم عرب [2] باقل بالکسر کاف۔ احمق ترین قوم عرب

آخروفاجو معویہ کیطرف سے دربار کوفہ مین آیا اوسمین جناب رسولخدا صلعم کے دو صحابی تھے۔ ایک ابو الدرداء۔ دوسرے ابو امامۃ الباہلی ان حضرات کو جو جوابات امیرالمومنین علیہ السلام نے دیئے وہ ایسے ہی پراثر اور مسکت تھے کہ صاحب روضۃ الصفا اور آعثم کوفی کی تحقیق مین یہہ دونون صحابی امیر شام کی متابعت سے علحدہ ہو گئے۔ اور پھر صفین کے معاملات مین معویہ کیطرف شریک نہوے

شام کے کمیشن کی یہہ کیفیت ہوئی۔ اب ہم امیرالمومنین علیہ السلام کے صرف ایک مرسلہ وفد کے حالات دکھلاتے ہین جسکو رسالہ المرتضیٰ کے ذیقعدہ مصنف نے المرتضیٰ مین درج کیا ہی۔ اس سے اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہی کہ معویہ ان اہل وفود کی دلیلوں سے ضرور قائل ہوجاتا تہا۔ مگر جب کوئی جواب نہین چلتا تھا تو اونکو دربار سے نکلوا دیتا تھا۔

کوفہ کا وفد — معویہ کی بدسلوکی

امیرالمومنین علیہ السلام نے ابو عمر۔ بشیر۔ سعید ابن قیس اور شبث ابن ربعی کو معویہ کے پاس بھیجا۔ جو کچھہ بشیر نے تقریر کی اوسکو ہم مکالمہ کی صورت مین حسب ذیل لکھتے ہین۔

بشیر (معاویہ سے) جماعت اسلام مین تفرقہ نڈالو۔ اور خونریزی نکرو۔

معویہ۔ یہہ نصیحت اپنے رفیق علی ابن ابیطالب کو کیون نہین کرتے۔

بشیر۔ وہ تم جیسا نہین ہے۔ وہ سبقت فی الاسلام۔ قرابت خیرالانام کے رُو سے سب سے زیادہ خلافت کا مستحق ہے۔

معویہ۔ تو اب تمہاری کیا رایے ہے۔

بشیر۔ بیعت کی نسبت علی مرتضیٰؑ جو کچھہ تمسے کہین اوسے مان لو۔

معویہ۔ کیا ہم قصاص عثمان چھوڑدین۔ قسم بخدا یہہ مجھہ سے ہرگز نہوگا۔

شبث ابن ربعی (معویہ سے) ہم خوب جانتے ہین کہ تم نے قصاص کے بہانہ سے ان احمقون کو اپنی طرف مائل کیا ہے۔ حالانکہ ہم عثمان کی مدد کرتے تھے اور تم نے خاصکر اسوجہہ سے وقفہ لگایا کہ آج تکو یہہ موقع حاصل ہوجایے۔ خدا سے ڈرو اور اس ارادہ سے باز آو۔ اور جو اس خلافت کا مستحق ہے اوس سے ناحق نزاع نکرو۔

معویہ۔ تم لوگ میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ ہم مین تم مین تلوارون کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنیوالا نہین ہے۔ رسالہ المرتضیٰ باسناد تاریخ کامل ابن اثیر ص ۱۰۳ سوانح عمری علی علیہ السلام خواجہ عبیداللہ امرتسری ص ۲۰۰ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۵

اخر کمیشن کی واپسی اور امیرالمومنین کی معاملات شام سے مایوسی اور خاموشی

وفد کوفہ کی اس حقارت امیز واپسی کے بعد امیرالمومنین علیہ السلام کو معاملات شام کی طرف سے پوری مایوسی ہوگئی اور اپنے معاویہ کے امور مین ذیل کی ایت قرانی پڑہکر بالکل خاموشی اختیار فرمالی

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ.

(اے محمدؐ) تم اپنی دعوت مردون کو یا ایسی چیزون کو نہین پہونچا سکتے جو پیٹھہ پھیر کر بھاگتے ہین۔ اور تم کبھی دل کے اندہے کو اوسکی گمراہی سے ہدایت نہین کر سکتے اور اوسکو کوئی بات نہین سنا سکتے۔ مگر انہین لوگون کو جو ہماری قدرتون پر ایمان لا چکے ہین۔

معاملات کو عقل سلیم سے سمجھنے والے۔ حالات پر انصاف و بےتعصبی سے غور کرنیوالے حضرت علیؑ اور معویہ کے طرز عمل کو صرف ان واقعات مین پڑھکر خود تصفیہ کر لینگے کہ جانبین مین کون حق پر تھا اور کون ناحق پر۔ کسکی نیت صفائی پر تھی اور کسکی فساد انگیزی اور مفسدہ ارائی پر۔ مصالحت کون چاہتا تھا اور فساد و جنگ کون۔ ہم نے ان باتون کو اسلیے

لکھا ہے کہ معویہ کی فساد انگیز فطرت اور فتنہ خیز طبیعت کا کامل اندازہ ہوجائے۔ اور یہہ ہمارے موجودہ موضوع تالیف کا مدعا ہے

شروع جنگ سے پہلے امیر المومنین کا خطبہ

معاملات شام میں مصالحت و یکسوئی کیطرف سے مایوسی تو ہو ہی چکی تھی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے شہر احرام کی حرمت کی لحاظ سے محرم ۳۷ھ تک بالکل خاموشی اختیار فرمائی۔ محرم کا مہینہ ختم ہوگیا تو ترتیب فوج اور درستی لشکر کیطرف توجہ فرمائی۔ تمام اعوان و انصار جمع ہوے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑہا جسمیں معاویہ کی حیلے اوسکی سغویانہ اور باغیانہ تدبیرین۔ مخالفانہ ترکیبین۔ امن و امان اور صلح و آشتی سے نفرت۔ اپنا صبر و تحمل اور رفاہ قومی۔ اصلاح ملکی اور تبلیغ دینی پر اپنی مستعدی جسکو وہ خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہے تھے۔ بیان فرمائین۔ اسکے بعد دنیا کی ناپاداری۔ اسکی ثروت و اقتدار کی بے اعتباری اور بے بقائی کی نسبت بہت سی دلچسپ اور مفید مثالین بیان فرمائین ہمت۔ دلیری۔ شجاعت۔ ثابت قدمی اور استقلال کے متعلق ضروری تعلیم دیکر۔ خوف۔ اندیشہ۔ بزدلی۔ پست ہمتی اور گریز پائی سے غیرت دلائی اور آخر مین خطبہ مبارک کو آیہ مقدسہ۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ	اگر تم موت اور قتل سے بھاگ (کر بچنا) چاہتے ہو تو ان دونو مین سے تم کو کوئی بات نفع پہونچانے والی نہین ہے

امیر المومنین کے فوجی احکام

خطبہ کو تمام کرکے امیر المومنین علیہ السلام نے ذیل کے فوجی احکام تمام فوجی افسرون اور اہل لشکر کو سنائے اور انکی تعمیل کی سخت تاکید و تہدید فرمائی۔

(۱) جب تک غنیم تم سے نہ لڑے تم اوس پر ہاتھ نہ اوٹھاؤ

(۲) اگر مقابلہ کے وقت کوئی تمہین برے الفاظ سے یاد کرے تو تم سنکر خاموش رہجاؤ۔

(۳) رجز مین اپنی تقریر کو طول ندو۔ بلکہ خود ستائی کیجگہہ خدا کا ذکر کرو۔ جو تمہارے لئے تمہاری رجز خوانی سے بہتر ہوگا۔

(۴) جو کوئی تم سے خوف کھاکر بھاگ جاوے تم اوسکا تعاقب نکرو۔

(۵) جو زخمی ہوجاے اوسے قتل نکرو۔

(۶) غنیم مین جو کوئی مقتول ہو اوسے برہنہ نکرو۔

(۷) مقتول کی ناک کان کاٹ کر اوسکی ذلت و رسوائی نکرو۔

(۸) کسی کا مال نہ لو۔

(۹) عورتون سے مطلق مزاحم نہو۔ اگر وہ عورتین تمہاری عورتون کو یا تمہارے ناموس کو برا بھلا بھی کہین۔ تو تم اونھین خاموش رہکر سن لو۔ اونپر صبر کرلو۔ اور اون کا جواب ندو۔ المرتضی ص ۱۴۴۔ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۷

ابوالفداء ص ۲۳۵۔ روضۃ الصفا جلد دوم

ان احکام کی نقل و تفصیل سے یہی ہماری غرض حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا طریقہ عمل دکھلانا ہے کہ ان مصائب و شدائد۔ مظالم و مفاسد کی موجودگی مین بھی مخالف گروہ کے ساتھ جو اسوقت تک برائے نام مدعی اسلام تھے۔ کیسی اور کتنی ہمدردی اور لطف و رعایت کے خیال امیر المومنین کے ذہن نشین تھے۔ یہہ صرف اوسی برائے نام اسلام کا احترام تھا۔ اگر فرقہ مخالف کا بھی یہی طریقہ عمل تھا۔ (ور اونکو بھی اسلام اور مسلمانون کے ساتھ۔ اگرچہ وہ مخالف

ہی کیون ہنون ایسی سی رہا ہیں منظور تھیں تو آج ہم عرب کی تاریخ و سیر کی کتابون مین اوسکے احکام بھی اسیطرح لکھے ہوے پاتے مگر تمام کتابین خالی ہین اور تمام دفتر سادے

میدان صفین میں جا بیٹھیں
کی فوجین صفین کا میدان

تاریخ سے ثابت ہے کہ صفین کا میدان کسیوقت مین اباد تھا اور اوسوقت تک شاہان روم کی گری پڑی عمارتون کے کچھ نشان باقی تھے جو جا بجا اوس وسیع میدان مین پاجاتے تھے امیر شام اور اوسکے مشیرون نے بہتر یہ سے اس مقام کو اپنے لئے مناسب سمجھا اور اپنے لشکر کے پڑاو ڈالدیے سب سے اچھا موقع تو یہ ہاتھ لگا کہ دریاے فرات انکی فرودگاہ سے قریب تہا جس پر یہ بارام تمام انکے ہی قابض ہوگئے امیر المومنینؑ کا لشکر بعد مین پہنچا

منظالم صفین منظالم کربلا کے دیباچہ تہی - امیر المومنین کے لشکر پر پانی بند

تین دن کے بعد امیر المومنینؑ کا لشکر بھی جمع ہوکر پہونچگیا اس وادی مین دریاے فرات کی روانی اس طرح واقع ہوئی تھی کہ سواے ایک گھاٹ کے دور تک کسی دوسرے گھات کا جہان سے پانی لایا جاسکے نام و نشان نہین تہا معویہ نے اپنے اظہار مظالم اور لشکر کوفہ کی استیصال کے لئے اس موقع کو نہایت غنیمت سمجھا اور گھاٹ پر قبضہ کرلیا امیر المومنینؑ کا مقدمۃ الجیش مالک ابن اشتر نخعی کی ماتحتی مین دوسرے دن پہنچا اور معاویہ کی ان عیارانہ چالون کو خوب سمجھگیا - اول تو امیر المومنین اوسوقت تک پہنچے نہین تھے - اونکا اذن و انتظار ضروری تہا دوم یہ کہ اپنی اکہزار ماتحتی فوج کی قلت اور لشکر شام کی مجموعی کثرت و قوت کے سبب کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کو مناسب نہ سمجھا اور بالکل خموش رہا - سب سے زیادہ باعث مالک کی خاموشی کا اونکے ہمراہیون کی بزدلی اور لشکر مخالف کی کثرت کا خوف تہا جسکی وجہ سے انکو آگے بڑھنے کی اجازت نہین دیتا تہا بلکہ پیچھے ہٹ کر اوترنے پر مصر تہا - مالک نے مصلحت وقت کو خیال کیا اونکے خلاف مزاج کرنا نہین چاہا اور اونکی مرضی کے موافق لشکر شام سے دور ہٹ کر اپنے خیمے نصب کردیئے -

دوسرے دن امیر المومنینؑ بھی اپنے ہمراہی لشکر کے ساتھ پہنچگئے - آپنے موقع کو خوب غور سے دیکھا اور سمجھا اور فوراً افسران مقدمۃ الجیش کو بلاکر دریافت کیا اتنی دور ہٹ کر اوترنے کی وجہ پوچھی تو مالک ابن اشتر خموش رہے - افسران دیگر نے جواب دیا کہ ہماو خیال معلوم ہوا ہے کہ اگر ہم قریب دریا اوترتے تو معاویہ دریا کی اوس سمت کو جو قریب ہمارے بند باندھا ہی کاٹ دیتا اور ہم غرقاب ہوجاتے امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا خیال ہے - میرا یقین یہ ہے کہ معویہ کے ایسے حاسد اور کینہ پرور دشمن سے تمکو اب دریا سے پانی لینے کی قطعی امید نہین رکھنی چاہیئے معویہ کی مکارون کی یہ بھی ایک چال ہے کہ اس نے بعضون کو اس افواہ کیلئے خاص طور پر مقرر کیا ہے جنہون نے اس خبر کو مشہور کرکے تمہارے دلون مین خوف پیدا کردیا - میری راے یہ ہے کہ تم اسیوقت دریا کا فیصلہ کرلو - افسران فوج بولے حضور معاویہ مین اتنی طاقت کہان کہ ہمکو پانی لینے سے روکے اور نہ ہمکو اوس سے ایسی امید رکھنی چاہیئے -

لشکر کوفہ اور اہل کوفہ کی کج فطرتی اور تمردِ طبعی کا یہ پہلا زینہ اور پہلا نمونہ ہے جو میدان جنگ مین قدم رکھتے ہی پیش آگیا بہرحال - امیر المومنین علیہ السلام نے بھی صعوبت سفر کا خیال کرکے اس بحث کو زیادہ طول ندیا - جہان اوترے تھے وہین ٹھہرے رہے

معویہ نے پانی بند کردیا
امیر المومنین نے جو کہا وہی ہوا

دوسرے ہی دن لشکر کوفہ کو اپنی غلط فہمیون کا مشاہدہ ہوگیا تفصیل یہ ہے - اہل عراق پانی لینے دریا پر گئے - معاویہ کے محافظ جو ابو الاعور کی ماتحتی مین اسی غرض خاص سے متعین تھے مزاحم ہوئے - امیر المومنینؑ کو خبر ہوئی - ارشاد ہوا جس امر کو ہم ہونیوالا سمجھتے تھے مین اوسی کا تم سے اظہار کرتے تھے تم لوگ مجھکو کیون جھٹلاتے ہو اور مجھسے کیون خلاف کرتے ہو -

معویہ کے پاس امیرالمومنین کا قاصد

امیرالمومنین کی فطرت صالحہ ہر امر کو بمصالحت و بمسالمت طے کرنا چاہتی تھی چنانچہ اس خودسرانہ اور جنونانہ معویہ کے اس قضیہ کو بھی آپ نے اپنی حسن تدبیر سے صاف کردینا تجویز فرمایا۔ صعصعہ ابن صوحان عبدی کو بلایا اور معویہ کے پاس اونکو بھیجکر کہلا بھیجا کہ اس جنگ کی غرض۔ امر دین اور مقدمہ امارت کا طے ہونا اور حق و باطل کا امتیاز ہوجانا ہے عامۃ المسلمین پر پانی بند کردینا اور اونکو غیر فطرتی طور پر تکلیف پہونچانا زیادتی ہے۔ اگر ہمکو بھی اس ظلم و تعدی کا خیال ہوتا تو ممکن تھا کہ ہم پہلے سے اگر دریا پر قبضہ کرلیتے اور تجھکو بھی پانی نہ لینے دیتے۔ اب صلاح وقت یہی ہے کہ دریا سے اپنے محافظ اوٹھالے کہ خلقت خدا سیراب ہو۔ ورنہ۔ اگر دریا لینے ہی پر ہمارے تیرے فیصلہ ہونیوالا ہے تو ہم اسپر بھی راضی ہیں۔ جو گھاٹ لے لے اوسی کی فتح ہے۔ طبری جلد چہارم ص ۵۷۲

امیرالمومنین کے لشکر نے دریا کا گھاٹ چھین لیا

صعصعہ قاصد یہ پیغام تو لیگئے مگر دربار شام میں کچھ شنوائی نہیں ہوئی۔ واپس آئے۔ اب تو غیرتداران عراق بھی دریا غیرت میں نہا گئے اور ہر فرد واحد ندامت و خجالت میں ڈوب گیا۔ مالک ابن اشتر۔ شریح ابن ہانی اور زیاد بن نضر وغیرہم بہت سے شیردل اور پر ہمت جوان لشکر سے یہ ارادہ کرکے نکلے کہ جس سبیل سے ممکن ہوگا۔ پانی لائینگے اور معویہ کے پہرے داروں کو گھاٹ سے مار بھگائینگے ہمت کامیابی کی دلیل ہے۔ یہ قوی ہمت جوان ایک دستہ فوج لیکر دریا کے گھاٹ پر پہونچ گئے۔ محافظان آب فرات ان سے مزاحم ہوئے۔ پہلا شخص جو شامیوں کیطرف سے مقابل ہوا وہ صالح ابن فیروز عکی تھا مالک نے اوس سے مقابلہ کیا اور مار لیا۔ اسکے بعد ابوالاعور موکلان آب فرات کا افسر سپر سے نکل آیا اور مالک ابن اشتر کو اپنے مقابلے کے لئے بلایا۔ وہ آیا اور دیر تک آپس میں مقابلہ رہا آخرکار مالک نے اوسے مجروح کردیا مگر وہ بھاگ نکلا۔ اس کی بھاگتے ہی ساری فوج شام دریا کا گھاٹ چھوڑکر بھاگ گئی۔ مالک نے مخالف کو پوری ہزیمت دیکر گھاٹ پر قبضہ کرلیا۔ لشکر امیرالمومنینؑ دو دن کا پیاسا تھا گھاٹ پر قبضہ کرتے ہی۔ سب نے سیر ہوکر پانی پی لیا۔ مالک ابن اشتر گھاٹ کا پورا انتظام کرکے واپس آئے۔

معویہ کے دربار میں تشویش وفد شام کا آنا امیرالمومنینؑ کا بےنظیر حسن اخلاق دکھلانا

ابوالاعور ناکامیاب ہوکر معویہ کے پاس پناہ گزین ہوا معویہ نے اوسکی داستان سُنی تو کہا اب ہمیں اپنی فوج کسی دوسری جگہ لیجانی ہوگی۔ عمر عاص موجود تھا۔ بول اوٹھا جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی سمجھتا ہے خدا کی قسم تو شوق سے پانی اور جسکو چاہیے پلا۔ علیؑ کا ایسا ظرف نہیں ہے جیسا کہ تیرا ہے۔ علیؑ سے ایسے مظالم نہیں ہونیوالے جیسے تجھ سے ہوچکے۔ وہ کبھی کسی متنفس کو اپنے فیض عام سے محروم نہ رکھینگے معاویہ نے بڑی بےغیرتی سے عمر عاص کے اس بیان پر غور کیا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھکر۔ پھر اپنی طرف سے بارہ آدمیوں کا وفد بناکر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ یہ لوگ معویہ کیطرف سے پانی پینے کی استدعا لیکر ساقی کوثر کے پاس حاضر ہوئے۔ جو شخص ذی فطانت جو ان لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح اور معتبر مشہور تھا امیرالمومنین کی خدمت میں ان الفاظ کے ساتھ عرض کرنے لگا۔

امیرالمومنین ملکت اذا اسجح وخذ علینا بالماء واعف عما سلف من معویۃ	اے امیرالمومنین۔ اب آپ مالک ہیں۔ ہمکو پانی دیجئے اور جو کچھ معویہ سے ہوا اوسے معاف فرمائیے۔

ساقی کوثر نے کمال مہربانی اور بڑی کشادہ پیشانی سے ارشاد فرمایا کہ۔ ہاں۔ ہاں شوق سے پانی پیو۔ اور لیجاؤ۔ کوئی ممانعت نہیں اور یقین کرلو چشمہ۔ دریا۔ نہر۔ کسیکی بھی ملکیت نہیں۔ بلکہ خدا کی خاص نعمتیں ہیں۔ ان سے دوست دشمن سب کو برابر سیراب اور فیضیاب ہونا چاہئے۔ میں ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ وہ نکرونگا جو ابھی ابھی تم میرے ساتھ کرچکے ہو۔

امیرالمومنین علیہ السلام کے بعض مغلوب الغیظ اصحاب نے۔ جبکو معاویہ کی اس سفاکانہ حرکتون پر سخت طیش ایا تہا اور جو دو دن کی پیاس کی تکلیفیں یاد تہین۔ آپ کو اسکے (حکم کے) خلاف رائے دی۔ مگر اپنے اونسے اتفاق نفرمایا اور وفد شام کے سامنے اپنے اصحاب کو جواب مین ارشاد فرمایا

لا اخلوا بینی و بینہم ولا افعل ما فعلہ الجھلون وسنعرض علیہم کتاب اللہ وندعوھم الی الھدی فان اجابوا والا ففی حد السیف ما یغنی ھذا ان شاء اللہ	تم لوگ میرے اور اونکے درمیان دخل ندو۔ میں ہرگز وہ نکروں گا جو یہہ جاہل ابھی ابھی کرچکے ہین۔ بلکہ مین انکو حکم خدا بتلاؤن گا اور ہدایت کی طرف بلاؤن گا۔ اگر اونھون نے قبول کرلیا تو بہتر۔ ورنہ ہم تلوار سے وہ کام نکال سکتے ہین۔ جس سے ہم سیر ہوسکین۔ ان شاء اللہ

اہل فوج کو یہہ جواب دیکر امیرالمومنین علیہ السلام نے اوسیوقت منادی کو بلوایا اور منادی کرادی کہ کوئی کسیکو پانی پینے دینا پانی لیجانے سے منع نکرے۔ جسکا جی چاہے بلا تامل دریا سے پانی لے۔ شام کا آیا ہوا وفد امیرالمومنینؑ کی دریا دلی سے نہایت محظوظ و ممنون ہوکر اور اپنی فرودگاہ کو واپس گیا۔ معاویہ کی سرشت کی انتہا نہ تہی مگر غیرت وحیا کا نام نہ تہا۔ (روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۲۳۔ تاریخ طبری جلد چہارم۔ سوانحعمری علی علیہ السلام ص ۱۱۲ باسناد تاریخ مسعودی و مروج الذہب برحاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر)

ان واقعات کی تفصیل ہمارے موجودہ موضوع تالیف سے اگرچہ بظاہر زاید معلوم ہوتی ہو مگر ایسا نہین ہے۔ ہم اس واقعہ سے اپنے اصل مدعا کی پوری توثیق پاتے ہین۔ اسلئے کہ **باب المفاخرت** مین معتدین و مقربین بنی امیہ کیطرف سے بنی ہاشم کے مقابل معاصرین زیادہ تر اپنے انھین دو نو محاسن سے بحث کی گئی ہے اور اپنے انھین اظہار استحسان پر زور دیا گیا ہے یعنی (۱) بنی ہاشم کیساتھ بنی امیہ کے برابر احسان و رعایات (۲) بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر بنی امیہ کا غلبہ اور قابو پاکر عفوو درگذر۔ ہم نے انھون معاملات کی شرح اور مفصل تمثیلات و واقعات و شاہدات۔ تاریخ و سیرت کی کتابی عبارتون سے ہاشم و امیہ کے وقت سے لیکر سلسلہ وار انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ تک لکھکر دکھلا دیا ہے۔ اور بتلا دیا ہے کہ کبھی امیہ نے ہاشم کے ساتھ۔ حرب نے عبدالمطلب کے ساتھ۔ اور ابوسفیان نے انحضرت صلعم کے ساتھ احسان و رعایت نہین کی بلکہ جد درجہ کی بیرحمی اور شقاوت کیساتھ ہمیشہ سلوک کیا۔ انکو دعوے بالکل بے بنیاد ہے خلاف۔ بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب نے البتہ وقت پڑنے پر انھین کے ساتھ احسان کئے۔ بنی امیہ نے کبھی اونکو ان پر غلبہ پاکر معاف نہین کیا۔ بلکہ تاریخون سیرتون اور حدیثون کی کثیر التعداد کتابون سے متفقہ طور پر بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہی کی عفوو درگذر انلوگون کے حق مین ثابت ہوتی ہے

چونکہ ہم اس بحث کو انحضرت صلعم کے عہد رسالت تک مسلسل طریقہ سے دکھلا چکے تہے اس بنا پر حضرت علیؑ کے زمانہ امامت مین بہی اپکے معاصر بنی امیہ کے معاملات مین اسکی حقیقت کو دکہلا دینا میرے لیے ضروری تہا۔ ان واقعات نے صاف طور سے بتلادیا کہ کس نے احسان کیا اور کس نے بیرحمی اور شقاوت دکھلائی۔ کس نے غلبہ اور قابو پاکر ظلم و زیادتی کی اور کس نے معاف و درگذر فرمائی

انھین امور کے ساتھ ان واقعات نے بنی ہاشم کی فطرت صالحہ اور بنی امیہ کی فطرت بہیمیتہ کی تفریق اور شجرہ طیبہ او شجرہ ملعونہ فی القران کے امتیاز و اختصاص کا بہی کامل طور سے انکشاف حقیقت کردیا۔ فہو المراد

والحمد للہ

جنگ صفین کے خلاصہ حالات۔ موضوع تالیف کے ساتھ تسلسل و ترتیب مضامین بھی مولف کا فرض اولین ہے۔ اس بنا پر ترتیب مضامین کی ضرورتون کے لحاظ سے ہمکو اس جنگ کے حالات اوسی مقدار سے منتخب اور خلاصہ کر کے قلمبند کرنے ہی کی ہین جتنی سے ہمارے موجودہ موضوع تالیفی کو تعلق ہو اور جو اوسکے اندر آسکتے ہین۔

چونکہ عنوان کتاب ہی مین مؤیدین و متبعین بنی امیہ نے بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر اپنا غلبہ اور اپنی فتح و کامیابی کی جھوٹی لفاظی کی ہے اسلیئے ہم ابتدا سے لیکر عہد رسالت تک اپنے سلسلہ بیان مین اسکی تنقید و تردید کرتے آئے ہین اور دکھلاتے آئے ہین کہ یہہ بالکل غلط ہوئے ہین۔ اور سراسر جھوٹے بیان جنکو حقیقت و اصلیت سے کوئی واسطہ نہین۔ اس بنا پر وہی سلسلہ کلام اور عنوان بیان یہان بھی قائم رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ جنگ صفین کے وہی چیدہ حالات و واقعات ذیل مین لکھے جاتے ہین جو ہمارے مذکورہ بالا موضوع تالیف کے اندر آتے ہین۔

مشہور تو یون ہے کہ معارک صفین مین شروع سے لیکر اخیر تک چھوٹی بڑی لڑائیان سب ملا کر مجموعی چالیس ۴۰ اور بقول بعض ستر لڑائیان لڑی گئین۔ لیکن تاریخ حرب کی تفصیل سے جسمین اعثم کوفی نے اس جنگ کے روزانہ حالات لکھے ہین معلوم ہوتا ہے کہ شروع جنگ سے لیکر اخر و لیلۃ الہریر تک بیس معرکے واقع ہوے۔ اس تعداد مین وہ لڑائیان شامل نہین ہین جو بیرونجات مین لشکر ہاے عراق و شام کے درمیان واقع ہوئین۔ الجزائر سے لیکر حمص اور حوالی دمشق تک ان لڑائیون کا لگاتار سلسلہ پایا جاتا ہے۔ اگر انکو بھی صفین کے معرکون مین شمار کیا جاوے تو البتہ تعداد بڑھ جائیگی اور مرقومہ بالا قول مشہور کی بتلائی ہوئی تعداد کے قریب پہونچ جائیگی۔ صفین کی تفصیل بیان مین ہم نے پہلے بھی تاریخ احمد کوفی کو زیر نظر رکھا ہے اور اسوقت بھی وہی کتاب ہمارے سامنے ہے۔ اور ہم اوسی سے زیادہ تر اپنا انتخاب و خلاصہ طیار کرتے ہین۔

پہلی لڑائی سے لیکر **دوسری** لڑائی تک کے حالات ہمارے لئے کسی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر نہین ہے۔ لیکن اعثم کوفی کی اسناد سے یہہ لکھدینا ضروری ہے کہ ان دونو دنون مین میدان جنگ لشکر عراق کے ہاتھ رہا۔

تیسری جنگ مین عمر عاص کے مقابلہ کا ذکر ہمارے لئے قابل بیان ہے اسلئے کہ ہمارے موجودہ موضوع تالیف کے باب المفاخرت مین بنی امیہ کے ایڈوکیٹ نمبر اول یہی ہین مجلس مفاخرت کا کوئی جلسہ ایسا نہین ہے جسکے صدر یا کم سے کم نائب الصدر یہہ نہ رہے ہون اور معرکہ صفین کے صدر کیسے یہہ تو اصل مصدر ہین اور ممالک شام کے مدار المہام۔ آج انکے مقابلہ کا دن ہے اور لطیف ترین تو یہہ ہے کہ انکے مقابلہ کے حالات سے اہل بھی دوستوائی الضیب و شمنان ہوکر۔ کے مطابق اترتے ہین۔ یا یون سمجھیے کہ کھونٹے کی بلا بندر کے سر۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

امیر المومنین اور معویہ سے مبارز طلبی — تیسرے دن صبح سے پھر مقابلہ شروع ہوا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بنفس نفیس اپنا مرکب بڑھایا اور میدان جنگ مین پہونچکر معاویہ کو اپنے مقابلہ کے لئے بلایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ اسے پسر ہندہ۔ اب تو خلافت خدا پر زیادہ دست ظلم و تعدی نہ دراز کر۔ اور اوسکے خون نہ بہا۔ اسوقت میری طرح تو بھی میدان مین نکل آ اور ہم تم دونون باہم مقابل ہوکر اپنی تلوارون کے فیصلہ پر راضی ہوجائین۔ جو جسکو مارلے اوسی کی فتح ہے۔ اگر تو نے مجھکو مار لیا تو دنیا تیری ہوجائیگی اور اگر مین نے تجھکو مارلیا تو تمام مسلمانون کو موجودہ رنج و مصیبت سے نجات ملجائیگی۔

معاویہ امیر المومنین ع کی اس تقریر کو سنتا رہا۔ کچھ جواب ندیا۔ وہ ایسا کیا تھا جو ان باتون کا کوئی

کا کوئی جواب دیتا۔ عبیداللہ ابن عمر ابن الخطاب نے یہ کہکر اوسکے سکوت کو توڑ دیا کہ اگر تو ابوسفیان کو بیسا قریشیوں کی سرداری اور سپہ سالاری کا دعوے کرتا ہے کہ تجھے اپنی شجاعت وفنون جنگ میں بہت بڑا تجربہ حاصل ہے۔ تو ابھی اچھی لڑائی پیش ستا۔ بدجا کہ ہم بھی تیری لڑائی اور زبردآزمائی دیکھ لیں۔ یہ بھی اپنے مقام پر تیر اتے رہے۔ معویہ نے ایک نہ سُنی۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے دیر تک انتظار کیا۔ اوسکے سکوت سے مایوس ہوکر۔ مخالف کے میمنہ ومیسرہ پر حملہ کرکے تمام صفوف کو درہم وبرہم کر دیا۔

معاویہ اور عمرو عاص ۔ یہ حالت دیکھکر عمر عاص سے نہ رہا گیا معویہ کو ڈانٹ کر کہنے لگے آج مجھے تیری خاندانی بزدلی اور پست ہمتی کا یقین کامل ہو گیا۔ اور تیری اس حرکت کو دیکھکے مجھے خود شرم آنے لگی۔ علی ابن ابیطالب آتنی دیر تک۔ تجھے بلاتے رہے تو نے اونکا مقابلہ کیا جواب تک ندیا۔ عمر عاص کے یہ غیرت دلانے الفاظ بھی معویہ پر کوئی اثر نہ پیدا کر سکے۔ اور اوس نے انکی باتوں کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ سنی ان سنی کر کے اپنی خموشی سے ہراز ثابت اور انکی بدزبانی اکیسے ہے۔

عمرو عاص اور امیرالمومنین سے مقابلہ معویہ کے اس سکوت نے عمر عاص کی مردانگی میں ایک ہیجان پیدا کردیا اور آخرکار وہ جھنجھلا کر صف سے نکل پڑا اور اہل عراق کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یاقادۃ الکوفۃ واھل الفتن	انی بکم ولا اری ابوالحسن
ای اہل کوفہ اے سرداران صاحبان فتنہ وفسا	میں تم سے لڑنیکو آیا ہوں مگر علیؑ کو نہیں دیکھتا

امیرالمومنینؑ کہیں دور نہیں تھے۔ پاس ہی کھڑے تھے۔ عمر عاص کی رجز خوانی سنکر اوسکے سر پر پہونچ ہی گئے۔ اور جواباً ارشاد فرمایا

ابوالحسینؑ واعلمنا ابوالحسنؑ	جاءلک بقتادۃ العنان
اگاہ ہو جا کہ پدر حسنین علیہما السلام	گھوڑے کی باگ موڑ کر تیرے پاس آپہنچا

رجز سنتے ہی عمر عاص کے تمام حوصلے پست ہو گئے۔ سارے ولولے جاتے رہے۔ اب نہ وہ جنگ کی پرجوشی باقی رہی اور نہ مقابلہ کی مستعدی۔ امیرالمومنین کی پرجلال صورت دیکھتے ہی گھوڑے کی باگ لی اور میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ کرار غیر فرار نے اس فراری کا تعاقب کیا۔ اور قریب پہونچکر نیزے کا وار کیا۔ نیزے کی انی اسکے دامن میں لگی اور وہ اپنی کپڑوں میں اولجھ کر کسپٹ ٹے کی گٹھڑی کیطرح زین سے زمین پر گر پڑے۔ ابکے گرتے ہی امیرالمومنینؑ انکے سر پر تھے۔ عمر عاص کو دیکھا بجز اس برہنہ پڑا ہے اس حال خراب سے دیکھکر امیرالمومنینؑ روئے مبارک انکیطرف سے پھیر لیا اور فرمایا۔ جا۔ آج تیری شرمگاہ نے تجھکو بچا لیا۔ یہ فرما کے اپنے لشکر میں چلے آیے۔ سوانحعمری حضرت علی علیہ السلام ص ٢٢٢ اعثم کوفی۔

عمرعاص کی اس حرکت پر فوج شام میں قہقہہ ۔ عمر عاص کو اسوقت یہ ذلت بھی غنیمت معلوم ہوئی۔ زمین سے گرد جھاڑتے اوٹھے اور معویہ کے پاس پہونچے۔ بےشرم چہ کشتی است کہ پیش مردان بیاید۔ جانبین نے عمر عاص کی اس گرہ بازی کی خوب سیر کی اہل عراق تو اہل عراق شام والوں نے خود انکو انکی اس حرکت پر آتنا یاکہ انکی جان پر آبنی۔ سب سے پہلے معویہ نے اضغین سنا کر کہا کہ آج تک کسی حریف نے اپنے مقابل سے بچنے کی ایسی تدبیر نہیں سوچی تھی۔ جیسی تم نے۔ تیری بزدلانہ حیا کی تعریف کروں۔ یا علی ابن

عمرو عاص کے اس کلام عبرت خیز اور غیرت انگیز کو دیکھکر جیسے معویہ سے اسوقت کہ گئے سب کو عبرت کی ہوتی ہے۔ عمر عاص نے اسوقت جو کچھ کہا بالکل صحیح اور فی الواقع کہا مگر افسوس اسکا ہے کہ مفاخرت کے ذکلون میں اپ ان واقعات کو وقت پر بھول جاتے ہیں ۔ مولف عفی عنہ

ابیطالبؑ کی دلیرانہ اور شریفانہ ہمت وغیرت کی۔ جنہوں نے سمجھہ لیا کہ ایسے حیادار مرد پہ کو برہنہ پاکر ترے قتل سے ہاتھہ روک لیا عمر عاص معویہ کی یہہ تقریر سنکر نہیت ہی جھلایا۔ اور کہنے لگا اسے معویہ زیادہ باتین نہ بنا۔ اگر تو ایسے موقع پر ہوتا تو تجھہ سے اتنی بھی نہ بنتی اور ضرور مارا جاتا۔ اور علی ابن ابی طالبؑ تھے تو اس بیحیائی اختیار کرلینے پر بھی نہ چھوڑتے۔ الغرض معویہ کو دربار مفاخرت کے ایڈوکیٹ جنرل کی پاداری وحیاداری کے یہہ حالات تھے۔ اسی سے یہہ اندازہ ہو سکتا ہی کہ باب المفاخرت مین انکی رجز خوانیان حقیقت سے بالکل خالی تھین اور صرف زبانی کہانیان تھین۔

چوتھی لڑائی کے حالات شروع کرنیسے پہلے ہمکو یہہ بتلا دینا ضروری ہے کہ تیسری لڑائی کا دن بھی امیر المومنینؑ کے ہاتھہ رہا۔ اس لڑائی مین کوئی امر قابل ذکر نہین۔ صرف یہہ کہ صبح سے شام تک لڑائی کی سخت شدت دیکھکر معویہ کے حواس باختہ ہوگئے اور عمر عاص کے ذریعہ سے حضرت عمار یاسرؓ کے پاس اپنے مراسلات ومطالبات کی دادرسی چاہی۔

عمر عاص اور حضرت عمار یاسرؓ کی گفتگو — عمر عاص نے ابو النوح کو حضرت عمار یاسرؓ کے پاس بھیجا اور استدعا کی کہ اگر فرصت ہو اور کوئی امر مانع ہو تو میرے پاس چلے آو اور ہم تم ملکر مصالحت فیمابین کے متعلق کچھہ طے کرین اور باہمی اتحاد واتفاق کی کوئی صورت نکالین۔ ابو النوح عمار یاسرؓ کے پاس آئے اور عمر عاص کا پیام سنایا۔ عمار یاسرؓ نے جواب دیا۔ مین ضرور دون گا اور میرے لئے کوئی شئے مانع نہین ہے۔ اور کوئی وجہہ تامل نہین ہے۔ مین تو اس تجویز کیلئے عمر عاص کا بہت احسانمند ہونگا۔ عمار یاسرؓ نے اوسیوقت اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیا اور عمر عاص کے پاس پہونچگئے۔

عمار یاسرؓ کے ایسا خالص الایمان اور کامل الاسلام جلیل القدر صحابی۔ جو سالہاسال سے عمر عاص کی عیاریون کو اپنی آنکھون سے دیکھ رہا تھا۔ عمر عاص کو دیکھکر دل ہی دل مین کہنے لگا۔ اسے صبا این ہمہ اوردہ تست۔ پہلے عمار نے عمر عاص کو بہت کچھہ پند ونصیحت فرمائی۔ پھر اصل مدعا پر پہونچکر اوسکے اور اوسکے ہمراہیون کو مخاطب کرکے کہا کہ مجھے پورا یقین ہے کہ تم لوگون نے قتل عثمان کے تمام مفصل حالات سُنے ہون گے اور یہہ بھی تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ بعض لوگون نے انکی سے (عثمان سے) رسم وراہ ترک کردی تھی۔ اور بہت سے ایسے تھے جو اہل بلوا کو انپر مستعد کرتے تھے۔ اس سبب عثمان سے کوئی عام شخص عام اس سے کہ اوسکا شمار صحابی مین ہو یا عامی ہو دار الخلافت اسلامی مین انکا معین ومددگار نہ نکلا۔ ایام محاصرہ مین انکی یہہ حالت تھی کہ لوگ اپنے گھرون سے مسجد تک بھی نہ آتے تھے۔ طلحہ وزبیر کے جو حالات تھے وہ بھی تمنے سنے ہون گے۔ اور دونون نے جسطرح عہد وپیمان توڑے اس سے بھی تمکو اطلاع ہے۔ مادر مسلمین حضرت عائشہ نے۔ جب عثمان نے انکا وظیفہ بند کردیا تھا کچھہ اونکے حق مین ارشاد فرمایا وہ بھی تم نے سُنا۔ پھر انھین عائشہ نے بلوائیون کو جو اونکے قتل کی تحریک کی اور ترغیب دلائی وہ بھی تمکو معلوم ہے پھر ناحق مادر مومنان نے اونھین کا قصاص طلب کیا باوجودیکہ عائشہ کو خدای سبحانہ تعالی کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہین تھا۔ اب اونکے بعد معاویہ ابن ابو سفیان اُس کے قصاص کے لئے اوٹھا ہے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ خلیفہ عصر سے قصاص عثمان طلب کررہا ہے اور قاتلان عثمان کو اونسے مانگ رہا ہے۔ حالانکہ یہہ امر اچھی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان مین امیر المومنین علیہ السلام کی کوئی شرکت نہین تھی نہ آپ نے اونکے قتل کا حکم دیا اور نہ اونکے قتل پر آپنے رضامندی ظاہر کی۔ اس معاملہ مین مجھسے زیادہ تمکو سمجھنا چاہیئے۔ ان معاملات مین تمکو حکم بن جانا چاہیئے۔ اور غور وتامل کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیئے کہ معویہ امر قصاص مین اپنے اپکو کس حق سے حقدار سمجھتا ہے۔ کیونکہ نہ تو عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا

وصی ہے اور نہ ولی عہد۔

عمر عاص یہ سنکر کہنے لگا کہ اے ابوالیقظان۔ (حضرت عمار یاسرؓ کی کنیت ہی) جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہو۔ واقعات عہد شکنی طلحہ وزبیر اور اونکا قتل عثمان پر اہل بلوہ کو رغبت دلانا جسمین ام المومنین عائشہ بہی ضرور شریک تھین بیشک صحیح ہے اور اون امور مین سے بعض کو تم نے خود انکھون سے دیکھا ہوگا اور بعض کو معتبر لوگون کے زبانی سنا بھی ہوگا۔ آب رہا یہ امر کہ معاویہ خون عثمان طلب کرتا ہی۔ تو اس امر مین وہ حق پر ہے۔ اسلئے کہ معویہ بھی بنی امیہ کے سلسلہ مین داخل ہے۔ اور معویہ بھی اونکا رشتہ دار ہے اور عثمان کی جو شفقت معویہ کے حال پر تھی وہی آج اوسکو اونکے طلب قصاص پر توجہ دلا رہی ہے اور یہہ باتین ظاہر ہین جسکے بیان کی ضرورت نہین۔ ہملوگ یہان کسی کے حسب ونسب بیان کرنیکے لئے نہین بیٹھے ہین بلکہ ہماری غرض یہہ ہی کہ اس لڑائی کی کیفیت پر جس پر زمانہ گذرتا جاتا ہے گفتگو کرین اور اسکی نیک وبد کی بابت مشورت کرین اسلئے کہ رشتہ کہ علی ابن ابی طالبؑ مین تم ہی سب سے بڑھکر ممتاز ہو اور تمہاری ہی عزت سب سے بڑھی ہوئی ہی۔ شاید کہ تمہاری ہی وجہہ سے یہہ رنج وتشویش رفع ہوجائے۔ اور دونون کی جان بچ جائے۔ اے ابوالیقظان۔ تمکو خیال کرنا چاہیئے۔ کیا ہم تم ایک خدا کی پرستش نہین کرتے ہین؟ کیا ہم تم ایک قبلہ کیطرف نماز نہین پڑہتے؟ جو تم نماز پڑہتے ہو وہی ہم بھی۔ ہم بھی قران پڑہتے ہین اور اوسکے اوامر ونواہی کی تعمیل کرتے ہین۔ ہمارے تمہارے اتفاق کی تو یہہ صورت ہی مگر تا ہم۔ ہم مین تم مین یہہ مخالفتین آپڑی ہین۔ ہم مومنین ومسلمین کو باہمی اختلاف کیون کرنا چاہیئے اور باوجودیکہ ہم سب ایک ہی ترکیب کی نماز پڑہتے ہین پھر ہمکو تمکو کیون لڑنا چاہیئے۔ اور آپسمین کیون کشت وخون کرنا چاہیئے۔

حضرت عمار یاسرؓ نے جواب دیا کہ اے عمر عاص کبتک باتین بناتا رہے گا اور کہان تک یہہ فقانہ حیرت خیز گفتگو کرتا رہے گا۔ تو نہ مثل گل نرگس کے شوخ رنگ ہی اور نہ گل لالہ کیطرح سرخ پوشاک ہی۔ پھر تجھکو گل سوسن کیطرح دو زبان بنجانا لازم نہین ہی۔ تو نے جو یہہ کہا ہے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑہتے ہین۔ الحمد للہ یہہ کلمات تیری زبان پر جاری تو ہوئے۔ مگر مجھکو اور میرے ہمراہیون کو تجھسے اور تیرے رفیقون سے کیا کام۔ خدا پرستی۔ نماز گذاری۔ قران خوانی۔ ایمانداری۔ دینداری اور راستبازی ہمارا شیوہ ہی۔ نہ تمہارا۔ ان سے ہمکو فائدہ پہونچیگا نہ تجھکو اور نہ تیرے رفیقون کو۔ ہم خدا ورسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست ہین۔ ہملوگ سازش۔ ریاکاری سے دور ہین۔ تو جاہ ومال پر ایسا حریص ہو رہا ہی کہ ہدایت وضلالت کو نہین پہچانتا۔ سعادت وشقاوت مین تمیز نہین کر سکتا۔ تمکو اس نیلے اسمان کے نیچے کانٹون کے ڈھیر پر گلاب کی پھولون کا دہوکا ہوا ہے۔ مجھکو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہہ ہے کہ اے عمار۔ تم ایک جماعت سے لڑو گے جو خدا کے اوپر اپنے عہد ومیثاق کے توڑ ڈالنے کو جائز سمجھین گے۔ چنانچہ مین نے تم سے جنگ کی اور مجھسے جہان تک ہوسکا مین نے ارشاد نبوی کے مطابق انجام دیا اور مجھسے انحضرت صلعم نے یہہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ تم ظالمون اور ستمگارون سے شمشیرزنی کرو گے اور قاسطون اور سیداگرون کو قتل کرو گے۔ ظاہر ہے کہ تملوگ اسی گروہ مین ہو اور تمہاری ہی صفت ہی جو بیان ہوئی ہے۔ پھر مجھسے انحضرت صلعم نے یہہ بھی فرمادیا تھا کہ تم مارقین سے بھی لڑو گے جو دین خدا سے اسطرح نکل جائین گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہی۔ مگر مین نہین جانتا کہ مین اس گروہ کو بھی اپنے زمانہ حیات مین پاؤن گا یا نہین۔ کیون عمر عاص سچ کہنا کہ تو نے انحضرت صلعم کو امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ کے حق مین یہہ فرماتے ہوئے نہین سنا ہے۔ کہ من خدا

کا دوست اور رسول ہوں اور علیؑ میرا دوست ہے - اب تم اپنا حال کہو - تم کسکے دوست ہو؟

عمر عاص نے جواب دیا ہم تو تم سے بلا ملائمت باتیں کرتے ہیں - اور تم مجھ کو گالیاں دیتے ہو - اور بُرا کہتے ہو - اعثم کوفی اتنی طول گفتگو کے بعد عمر عاص نے حضرت عثمان کا خون عمار یاسرؓ کے سر لگانا چاہا اور جانبین سے بات بڑھ گئی - نتیجہ یہ ہوا کہ اہل شام عمارؓ کی تقریر سے عاجز آکر اپنی لشکرگاہ کو واپس گئے - عمر عاص کے ہمراہیوں میں دو شخص ایک حصین ابن مالک دوسرا حارث ابن اعور عمار یاسرؓ کی باتیں سنکر لشکر شام سے علیحدہ ہو گئے - اور شہر حمص کی طرف چلے گئے - عمر عاص جب معویہ کے پاس پہونچے تو اوس نے کیفیت پوچھی - عمر عاص کے ہمراہیوں نے بیان کیا کہ عمار یاسرؓ کی تقریر کا یہ عالم تھا کہ زبان عمار برش اور کاٹ میں شمشیر آبدار بنی ہوئی تھی اور مار ڈالنے میں مار زہر دار - بخلاف اسکے عمر عاص کا حال باوجود خوبی تقریر کے اونکے سامنے یہ بنا ہوا تھا جیسا گونگا - وہ تو بالکل بے حس و حرکت ہو رہا تھا - الغرض آج کے دن بھی میدان امیر المومنینؑ کے ہاتھ رہا -

پانچوین لڑائی اور عمارؓ کی شان مین حدیث

پانچویں ۵ لڑائی بھی ختم ہو گئی اس روز بھی امیر المومنینؑ منصور و فتحیاب رہے - اس لڑائی کے متعلق ہمکو کسی جنگی حالات کی تفصیل منظور نہین - جو مدعا ہے بیان ہے وہ حضرت عمار یاسرؓ کی گذشتہ تقریر کی خوبی تاثیر سے اور نتیجہ اخیر - اور وہ یہ ہے -

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عمار یاسر رضی اللہ عنہ کی تقریر سے پر اثر ہو کر حصین ابن مالک اور حارث ابن عوف اوسیوقت معویہ کی ترک رفاقت کر کے شہر حمص کیطرف چلے گئے - انکی علحدگی کا اثر دوسرے افسران فوج پر بھی پڑا - اعثم ابن اعثم کوفی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ عمر عاص کی واپسی پر اہل شام کے ایک معزز گروہ نے اوس سے دریافت کیا کہ ہم نے معتبر لوگوں سے عمار کی نسبت جناب رسول خدا صلعم کی ایک حدیث سنی ہے اور وہ یہ ہے کہ عمار کو حق چاروں طرف گھیرے ہے - عمر عاص نے اسکی تصدیق تو کی مگر فوراً اسکی تاویل بھی کر دی - یہ کہکر کہ ہم عمار سے کب جدا ہیں - تم نے ابھی نہیں دیکھا کہ ہم اور وہ کس کشادہ پیشانی سے باتیں کر رہے تھے اوسکا شمار ہم میں ہے اور ہمارا شمار اون میں - رئیسان شام میں سے ذو الکلاع حمیری بول اوٹھا - اے عمر عاص تو کیوں انکو اپنے فریب میں لاتا ہے - جو کچھ تیرے اور عمار یاسرؓ کے درمیان گذرا اوسکو مین نے خود اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اوس نے اپنی سیف زبان سے تجکو ایسا گھائل کر دیا جیسا کہ ٹھوکا بیل زخمی ہو جاتا ہے - تو اوسکی فصاحت و گویائی سے کوئی جواب نہ دے سکا - اس سے اچھا ہوتا کہ وہ نہ آتا اور تم رسوا نہ ہوتے - عبید اللہ بن مسعود - ذو الکلاع حمیری سے کہنے لگا تجکو کیا پڑی تھی جو ہمارے اس جلسہ میں شریک ہوا - وہ بولا صرف اس حدیث رسولؐ کی تصدیق کے لئے -

یا عمار تقتلک الفئة الباغیة تدعوهم الی الجنة ویدعونک الی النار	اے عمار - تمکو ایک فرقہ باغی قتل کریگا - تم اونھیں جنت کی طرف بلاتے ہوگے اور وہ تمکو دوزخ کیطرف بلاتے ہوں گے

عبد اللہ ابن عمر التمیمی معویہ کو جدا ہو کر امیر المومنین سے مل گیا

اسی جلسہ میں عبد اللہ بن عمر التمیمی بھی تھا وہ بھی ان دونوں کی باتوں کو سنتا تھا اور غور کرتا تھا - اسکی عقل ممیزہ نے عمار کی صدق کلامی کی تصدیق کرا دی اور وہ اوسی رات کو معویہ کے کیمپ سے نکلکر امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر مین چلا آیا اور یہ اشعار تصنیف کر کے عمر عاص کے پاس بھجوا دئے - جن کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے -

سواریون کے جلوس مین زنان رقاصہ ان اشعار کو گاتین اور سناتین۔ جو امور عمر عاص سے واقع ہوے وہ مشہور ہے۔ آج مین عمر عاص سے اور اوس (معاویہ) سے علیحدہ ہوجاتا ہون معویہ اور اوسکی فوج کو چھوڑے دیتا ہون۔ اب مجھکو چاہیے دنیا کی کیسی ہی ضرورت ہو۔ مین عمار کی نسبت یہ حدیث سنکر قیامت تک اون سے نہ لڑون گا مین ذاوس سے مونھ موڑا اور اوسکو چھوڑا۔ اور مین (منجانب اللہ) اوسکے چھوڑ دینے پر مجبور ہون۔ ایسے وقوع الکلام تو بھی اوسکو چھوڑ دے جنھون نے حق سے صریح انکار کیا ہے تیری اون انکھون کو دیکھ جائیے جن مین سزا کا مطلق خوف نہین ہے۔ اسلئے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کسی حدیث مین شک و شبہ نہین ہے آنحضرت صلعم کے ارشاد کا کوئی شخص امتحان لے نہین سکتا۔

معویہ کو عبداللہ ابن عمر التمیمی کے نکلجانیکی جب خبر معلوم ہوئی تو وہ عمر عاص کو بلا کر بہت برہم ہوا۔

عمر عاص اور معاویہ سے دو دو باتین

معویہ نے عمر عاص سے کہا کہ اگر تو ایسے ہی چپ چاپ بیٹھا رہا اور بیان کرتا رہا تو چند روز مین ہمارا لشکر ہی خالی ہوجائے گا۔ ہم تجھے سے زیادہ ان حدیثون کو جانتے ہین۔ مگر اون مصلحت خاص کیوجہ سے جسکو تو ہی جانتا ہے۔ اونکو مین بیان نہین کرتا۔ تو بے موقع ایسی حدیثون کو بیان کرتا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لشکر ایک نامی ادمیون سے خالی ہوجاتا ہے۔ دیکھیے ابھی تیری ان حرکات سے ہمکو اور کون کون مصائب اٹھانے ہوتے ہین۔

عمر عاص تو پہلی ہی سے جھنجلایا بیٹھا ہی تھا معویہ کی ان طعن امیز باتون کو سنکر اوسکے بدن مین اور آگ لگ گئی۔ نہایت سختی سے بولا کہ مین نے عمار یاسر کے حق مین جو باتین انحضرت صلعم سے سنی تہین صرف وہی بیان کردین جسوقت انحضرت صلعم نے یہ حدیث عمار کے حق مین ارشاد فرمائی تھی اوسوقت نہ تیرا لشکر تھا اور نہ علی ابن ابی طالب کی فوج۔ نہ مجھکو علی کے ساتھ مخالفت تھی اور نہ اونکو میرے ساتھ۔ لیکن مین کیا جانتا تھا کہ میرے مونہہ سے ایک بات نکلے گی کہ جس سے لاکھون ادمی صفین کے میدان مین جمع ہوجائینگے۔ اور انہین سے ایک کا سردار تو بنیگا اور دوسرے کا علی۔ عمار یاسر تو علی کے رفیق بنینگے اور مین تیرا۔ اور جو باتین کہ مین عمار کے حق مین بیان کرون گا اون سے تجھکو ضرر پہونچیگا۔ اور ایک پست ہمت اور بزدل تیرے لشکر سے نکل کر بھاگ جائیگا اور علی سے مل جاے گا اور اس لئے تو مجھ سے رنجیدہ ہوگا۔ پس یہ اگر تمام حالات مجھکو پہلے سے معلوم ہوتے تو پھر میری غیب دانی مین کس کو کلام تھا حالانکہ خدا سبحانہ تعالے اپنے رسول سے فرماتا ہے تو لوگون سے کہدو کہ مین غیب دان ہوتا تو بہت سے کار ہاے نیک کرتا اور مجھکو کوئی صدمہ نہ پہونچتا۔ غیب دان تو صرف خدا ہی ہے۔ اور اے معاویہ۔ تم نے بھی تو چند باتین عمار یاسر کی نسبت کہی ہین اگر مین نے بھی ایک روایت بیان کی تو کیا ہوا۔ اور اگر ایک جنگی ادمی تمہاری پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) کی جمعیت سے علیحدہ بھی ہوگیا تو تمہارا کیا بگڑا۔ یہ جنگ جدال جو علی ابن ابیطالب سے شروع ہے اگر ایک ہی شخص کے نکلجانے سے۔ اخر ہو جائے تو بہتر ہے کہ تم بھی اس کام سے دست بردار ہو جاو۔

اس طول و طویل تفصیل سے مدعاے بیان صرف اسقدر ہے کہ معاویہ کے معاملات ابتداہی سے مکر و دغا سخفاف حقیقت اور خلاف اصلیت پر واقع تھے۔ لیکن اتنے استخفاف اور حزم و احتیاط کے بعد خود اونھین کا اظہار و اقرار ہے اور اونھین کے کردار و گفتار سے حقیقت کا انکشاف ہو ہی جاتا تھا۔ اور کیونکر نہوتا تھا حقیقت کی حقیقی تعریف یہی ہے

کہ وہ

کروہ کسی حال میں نہ چھپ سکتی ہے اور نہ چھپائی جا سکتی ہے۔ اس واقعہ نے علی اور عمار کے حق بجانب ہونیکا اقرار و اعتراف
عمرعاص و معاویہ۔ دونو شدید ترین مخالفین سے بیکجا و بیکوقت کرادیا۔ نہیں معلوم امام حسن علیہ السلام کے زمانہ امامت میں،
ان دونوں حضرات نے مفاخرت کی جو دنگل [illegible] ہے۔ انکی تقریروں میں ان واقعات کو کیوں سہو فرمایا گیا۔ حقیقت میں ۔
نگاہوں میں معویہ او عمرعاص جوالج بنے رہی کل۔ یہ تو انکی ابن الوقتی اور ریا و پرستی کے مختلف کرشمے تھے جیسا موقع ویسی بات

اس لڑائی کی تفصیل میں ہم ایک واقعہ ابھی اور لکھتے ہیں جو سعادت و شقاوت کی اصلی تصویر ہے اور سچی مثال
اسی سے بخوبی سمجھ لیا جائیگا کہ جانبین کی جمعیت میں کس انداز فطرت اور کس مقدار طبیعت کے لوگ تھے۔

باپ بیٹے کے مقابلہ کا حال

سعادت و شقاوت کی مثال

لشکر شام سے ایک شخص نکلا جسکا نام حجل تھا۔ اسکے مقابلہ میں فوج عراق سے اسکا بیٹا جس کا
نام اثال تھا۔ میدان میں آیا۔ مگر جانبین میں اتفاق سے ایسی لاعلمی طاری تھی کہ ایک دوسرے کو
نہ پہچان سکا۔ اسکی وجہ ہمارے معتبر مورخ خواجہ احمد کوفی یہ بتلاتے ہیں کہ اوسدن حجل اپنا تمام منہ خود سے اسطرح چھپا کر
ہوئے تھا کہ اوسکی دونوں آنکھوں کے سوا کچھ بھی نہ معلوم ہوتا تھا۔ اسلیے بیٹے نے باپ کو نہ پہچانا اور حملہ کردیا اور دم کے دم میں
اوسکی پیری کی سالخوردہ عمارت کو اثار زین سے فرش زمین پر گرادیا۔ گرتے ہی حجل کے سر کا خود زمین پر آ تارہا اور یہ راز
سربستہ فوراً کھل گیا اور رستم نے سہراب اور سہراب نے رستم کو پہچان لیا۔ ہتیار پھینک کر بیٹا باپ کے قدموں پر جھک گیا
اور لاعلمی کی معذرت کرنے لگا۔ اور زخموں کی کیفیت پوچھنے لگا۔ باپ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جوابدیا کہ زخم گہرے تو ہیں مگر
مہلک نہیں۔ جو تکلیف ہے وہ رفع ہی ہوجائیگی۔ میرا وقت اخیر آپہونچا ہے۔ کچھ باتیں میری ہیں کہ آئندہ تمہارے لئے مفید
ہوں وہ یہ ہیں کہ آ میں تجھے امیر معویہ کے پاس لیجا کر پیش کردوں اور تیری تقصیرات کو معاف کرا کے اپنی جاگیرات، اور اپنا
منصب تجھے دلوادوں اور اس تدبیر سے تیرے موجودہ افلاس و نحبت کو دور کرادوں۔ میرا موجودہ ضعف مجھے اپنے امیر کی
داد و دہش اور صلہ و بخشش کے پورے بیان کی قوت نہیں دیتا۔ ورنہ میں انکی تفصیل سے بیان کرتا

خالص الایمان بیٹے نے جواب دیا کہ اے باپ ہماری دنیا بھی تمہارے ایسی ہی ضعیفہ ہوگئی۔ تھوڑے دنوں میں
یہ بھی تمام ہوجائیگی۔ اسمیں جو کچھ آرام و تکلیف ہے وہ بھی فنا ہوجائیگی۔ اب ہمکو اوسطرف متوجہ ہونا لازم ہے۔ انسان
کو دنیا میں کوئی مستحکم وسیلہ رکھنا لازم ہے میری دانست میں حصول آخرت کا عمدہ تر ذریعہ اور وصول جنت کا بہترین
وسیلہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب ع کی اطاعت و متابعت کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے میری رائے ہے کہ آپ ایسی حالت
میں طمع دنیاوی سے بالکل دست بردار ہو کر میرے ساتھ امیر المومنین کیخدمت میں چلے چلیں تو میں آپ کو نعمت ابدی اور نجات
اخروی سے بہرہ مند کرادوں۔

یہ دونوں باپ بیٹے شقاوت و سعادت میں مساوی قسمت رکھتے تھے۔ بیٹے کی تقریر سنکر باپ نے ترشروئی سے
جواب دیا کہ میں تو علی کے پاس نہ جاؤنگا اور نہ مجھسے انکی خدمت کیجائیگی۔ اسکا جواب بیٹے نے نہایت استقلال سے
یوں دیا کہ پھر تو مجھ سے کبھی معاویہ کی صورت تک دیکھی نجائیگی اور میں کسیطرح اوسکے پاس نہیں جاسکتا۔ باپ
بولا کہ پھر تو اونچا علی کے پاس چلا جا اور مجھکو معویہ کے پاس جانے دے۔ بیٹے نے اسے قبول کرلیا۔ باپ اوسی طرح
گو یہ ندامت جیسا تھا بواسطہ اہ کے لشکر میں چلا گیا اور بیٹا امیر المومنین کی فوج میں واپس آیا۔ [illegible]

کے ہاتھ رہا۔

چھٹی اور ساتوین لڑائی مین کوئی واقعہ ہمارے لیے قابل ذکر نہین ہے۔ ان مین بھی امیرالمومنین علیہ السلام فتحمند رہے

اٹھوین لڑائی
معویہ کا انتہائی ظلم

اٹھوین لڑائی مین ہمکو معویہ کی انتہائے شقاوت کی ایک مثال دکھلانی ہے۔ اوربس۔ وہ یہ کہ معویہ اس جنگ کی شدت سے اپنی فوج کا تباہ حال دیکھکر گھبرا گیا ہوا تھا اوس نے عقیل ابن مالک کو جو قبیلہ بنی عبس کا بہت بڑا قوی دل اور شجاع سردار مشہور تھا۔ مقابلہ کا حکم دیا۔ عقیل نے جواب دیا کہ میری خود خواہش تھی کہ مین اس لڑائی مین بہت بڑی کوشش کرون اور تجھکو اپنے نمایان خدمات سے راضی کرون لیکن چند روز سے کہ عمر عاص اور ذوالکلاع حمیری نے آپسمین باتین کین اور باہم مناظرہ کیا اوسدن سے میرے دل مین سخت شبہہ پیدا ہو گیا ہے اور اسی باعث سے اب مین علی ابن ابیطالب اور اونکے اصحاب سے لڑ نہین سکتا۔ مین اس معاملہ مین جہان تک غور کرتا ہون علی کو حق پر اور تجھکو باطل پر پاتا ہون۔ اس دنیاے فانی کے ایام چند روزہ بہت جلد گذر جائین گے۔ لیکن اب تو اوس جہان کا اندیشہ لگا ہے۔ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عتاب اور خدا کے عذاب سے بنا مانگنی خوف آنے لگا ہوں [illegible] زندگی تو بہر حال خوشی و ناخوشی اور گرم و سرد مین گذر ہی جائے گی۔ عقیل کی یہ باتین سنکر معویہ کو سخت صدمہ ہوا اور اوسیوقت یہ کہکر اپنے دل مین ارادہ کر لیا کہ عقیل اگر یونس کی طرح مچھلی کے پیٹ مین بھی جا چھپے تو بھی مین اوسکو زندہ نہ چھوڑونگا پھر اوسی دن رات کو دو تین آدمیون کے ذریعہ سے عقیل کو قتل کروا دیا۔ آج کا دن بھی امیرالمومنین کے ہاتھ رہا۔ اعثم کوفی

نوین۔ دسوین لڑائی۔ انمین کوئی حال قابل ذکر نہین ہے۔ دونو دن لشکر عراق فتحیاب رہا۔

گیارھوین لڑائی
بسر ابن ارطاۃ کی بیحیائی

گیارھوین لڑائی مین حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تشریف فرما ہے معرکہ تھے۔ معویہ نے تمام افسران فوج کے انکار کے بعد بسر ابن ارطاۃ کو امیرالمومنین کے مقابلہ پر آمادہ کیا۔ بسر ابن ارطاۃ صحابی تھا اور امیرالمومنین کی شجاعانہ نبرد آزمائیون کو بہت کچھ سن چکا تھا۔ کچھ تو امیرالمومنین کو منہ دکھلانے کی غیرت سے اور کچھ ذوالفقار آبدار کی چوٹین بچانیکی ضرورت سے سارے جنگ مین بالکل چھپا ہوا تھا اور شرم سے نام تک لینے پر بھی قادر نہین تھا۔ بسر مقابل تو ہوا مگر ضرب یداللہی سے اسکی بھی وہی کیفیت ہوئی۔ جو اوس سے قبل اسکے ہمپایہ اور ہمشان عمر عاص کی ہو چکی تھی۔ امیرالمومنین نے بیساختہ اپنی آنکھین چھپا لین اور لشکر گاہ کو واپس آئے۔ سوانحعمری علی ص ۲۶۵

بارھوین لڑائی
مروان اور معویہ کی گفتگو

بارھوین لڑائی میں بھی غلبہ امیرالمومنین علیہ السلام فتحیاب رہے اسکی تفصیل مین ہمکو مروان ابن الحکم اور معویہ کی باہمی گفتگو نقل کر دینا اسلیے ضرور ہے کہ یہ باہمی مفاخرت کی مذکورہ بالا دونکڑون یعنی عمر عاص کے ہمشان اور ہمزبان۔ خاندان امیہ کے یہ بھی بڑے مداح اور ثنا خوان تھے۔ انکی اکثر تقریرین اور بنی امیہ کے اسلاف قدیم پر فخریہ بیانات عنوان کتاب مین اصل عبارت اور اوسکے اردو ترجمہ کے ساتھ مندرج ہین مروان نے اپنی اون تقریرون مین قوم بنی امیہ مین جن صفات و محاسن کے موجود ہونیکا اوسوقت دعوے کیا تھا۔ وہ تمام محاسن و اوصاف انکی گفتگو مین حضرات بنی ہاشم اور بزرگان بنی عبدالمطلب کے خاص حق اور حصہ بتلائے جاتے ہین۔ اس سے بڑھکر حقیقت کا انکشاف اور بنی ہاشم کے فضائل کا اعتراف اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی سے بآسانی

سمجھ لیں اور آپ بتا دیں کہ معاویہ میں مفاخرت کے دعوؤں کی حقیقت ہی بالکل خالی تھیں اور تقریر کرنے والے حقیقت سے کوسوں دور۔ خالی پیشانی کرنے والے ضرور دیکھیے۔ ہمارا قدیم عربی مورخ خواجہ اعثم کوفی لکھتا ہے

معاویہ آج کی شکست سے انتہا درجہ کا ملول و محزون ہو کر اپنے کیمپ میں پہونچا اور تمام افسران فوجی کو بلا کر نہایت شکستگی خاطر اور حزن و ملال کیساتھ کہنے لگا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے اس مصیبت کے وقت میرے ساتھ شفقت کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے - تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں نکلا جو میرے ساتھ کوئی خیرخواہی کی بات یا میرے فائدے کا کام کرتا یا اوس سے میری محبت کی ثبوت ہو اور جسکو میرے سامنے یہ کہنے کا موقع ملتا کہ ہم نے صفین کی جنگ میں ایسے ایسے کام کیے ہیں میں نے اس امتداد کیخلاف - تم میں سے تو ایک بھی ایسا شخص نہیں نکلا جو حریف سے مقابلہ کے وقت - رسوا مغلوب اور ذلیل نہوا ہو - ہم کس کس کے حالات بیان کریں - ایک عمرو عاص ہی کو دیکھو عقلمندی - مردانگی اور بہادری آزمائی - اور زبان و بیان کی صفائی کے تعریف ہوتے ہیں لیکن جب میدان جنگ میں نکلے اور غنیم سے لڑے تو اس رسوائی سے بھاگے کہ سب نے تم میں بسر ابن ارطاۃ کو سیال کرو - یہ مقابلہ کو نکلے تو علی کے ... الغرض - مگر نتیجہ جو ہوا وہ سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔

معاویہ اپنی تقریر کو یہاں تک پہونچا چکا تھا کہ مروان الحکم سے چپ نہ رہا گیا۔ اوسکی بات کاٹ کر کہنے لگا کہ اے ابوسفیان کے بیٹے - جو تو نے کہا کیا - ہم سنتے رہے - اب ہماری باتوں کا جواب سن لے - معاویہ بولا بیان کر - مروان کہنے لگا۔ ہم نہ اسکی کن وجوہوں سے علی ابن ابی طالب پر فضیلت پا سکتے ہیں اور کیونکر ان کو اور اپنے آپ کو برابر بتا سکتے ہیں۔ اگر سنت اسلام پر فخر کریں تو بزرگی کا لحاظ تقوے اور پرہیزگاری سے ہوتا ہے اور وہ تم میں مطلق نہیں - زمانہ جاہلیت کے فخر و مباہات عموماً حسب و نسب پر ہوتے ہیں اور آج عرب میں ہر شخص کو قریش کی عظمت تقدیم اور تقدیس معلوم ہے مگر اسکے ساتھ ہی سب کو یہ اعتراف بھی ہے کہ نسل قریش کے مایہ افتخار بنی عبد المطلب ہیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ علی ابن ابیطالب اسوقت تمام بنی عبد المطلب کے سرمایہ ناز ہیں - ہم بنی عبد مناف ہو کر انپر کیونکر ترجیح حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے لوگوں میں اونکا کیونکر مقابل بتلا سکتے ہیں - ہم لوگوں کو امیر المومنین علی ابن ابیطالب پر کبھی فضیلت نہیں ہو سکتی

معاویہ کو مروان کی یہ تقریر بہت بری معلوم ہوئی - جھلا کر اوسکے جواب میں کہنے لگا کہ میں نے صفین کے میدان میں ہزاروں بہادر سپاہی جمع کر دیے - لاکھوں قسم کے آلات حرب فراہم کر لیے اور ایک لاکھ کی جمعیت لیکر میدان میں کھڑی کر دی - صرف اسلیئے کہ علی ابن ابیطالب پر ثابت ہو جائے کہ تمام حسب و نسب بر بیکار ہیں - زمانہ جاہلیت میں کون سردار رہ چکا ہے اور اسوقت بھی باعتبار کثرت الناس کے حمایت اسلام کے منصب پر ہم ہیں اور ان میں کون بہتر حکم دینے والا ہے تو اسوقت حسب و نسب پر فخر کرتا ہے - ہمکو مفاخرت سے کیا علاقہ - ہم لڑنے آئے ہیں یا اپنے آبا و اجداد پر مفاخرت کرنے میں فخر و مباہات کو لیکر کیا کروں گا - مجھکو تو صرف جنگ و جدال منظور ہے اعثم کوفی آج کا دن بھی امیر المومنین کے ہاتھ رہا

ع معاویہ کے اس اقرار و اظہار نے جس پر ہم نے خط کھینچ دیے ہیں - انکے تمام مفاخرت کے دعوؤں کو اور انکی تمام مزید دلفریبیوں کو بیکار ثابت کر دیا اور اسی کے ساتھ محاربات صفین کے متعلق انھوں نے اپنا اصلی مقصود بھی تمام دنیا کو بتلا دیا - جو صرف ملک گیری کی معمولی ملکی جنگ تھی - مؤلف عفی عنہ

تیرھوین لڑائی سے لیکر سترہوین لڑائی تک کوئی حال ہمارے لئے قابل ذکر نہین ہے۔ ان پانچون لڑائیون مین امیر المومنین علیہ السلام فاتح و منصور رہے۔

اٹھارہوین لڑائی اور حضرت عمار یاسرؓ کی شہادت

اس لڑائی مین حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ ابتدائے جنگ سے قلب لشکر کو چھوڑ کر اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیکر میدان کارزار مین نکل آئے تھے اور دیر تک اپنے استقلال و شجاعت قوت و جنگجوئی کے متعلق سمجھا چکے اور ثابت کر چکے تھے۔ اسکے بعد اون سے فرمایا کہ ہم لوگون نے تین بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ انہین لوگون کے مقابلہ مین جنکو تم فی الحال معویہ کے ساتھ دیکھ رہے ہو۔ جنگ کی ہے مین آج انکے مقابلہ پر صرف آمادہ ہی نہین ہون بلکہ اپنی موت پر بھی اسیطرح آمادہ اور تیار ہون۔ اگر مین حریف کو شکست نہ دے پاؤن تو تمکو مناسب ہے کہ میرے ہتیار کھولکر مجھے دفن کر دو۔ یہ کہکر فوج مخالف سے مقابل ہوئے۔ فوج شام نے انہین محاصرے مین لے لیا اور اس ترکیب سے انکو انکے رفیقون سے جدا کر دیا۔ نہایت شدت سے خونریزی ہوئی۔ عمار یاسرؓ نے باوجود پیرانہ سالی کے شام کے متعدد جوانون کو قتل کیا اور آخر مین خود بھی مجروح ہوئے۔ ابن جوین السکونی نے انکو نہایت سخت زخم لگایا اور اسی زخم کاری نے گویا اونکا کام تمام کر دیا۔

انکے ایک خادم رشید نامی نے اپنے مقدس مخدوم کی یہ حالت دیکھکر بہت جلد دودھ اور شہد کا تازہ شربت تیار کیا اور قبل اسکے کہ حضرت رسول خدا صلعم کا یہ مقدس تبرک اور ہمون کا صحبت یافتہ رفیق زخم کی شدت سے نڈھال ہوکر گھوڑے سے نیچے آئے اس باوفا غلام نے یہ جام اخیر اپنے آقا کی خدمت مین پیش کیا۔ حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے جان نثار خادم کو نہایت حسرت سے دیکھا اور ارشاد فرمایا

صدقت یا رسول اللہ ص اذ قیل علیہ السلام لی
عمار تقتلک الفئة الباغیة یدعوهم الی الجنة و
یدعونک الی النار و آخر زادک اللبن

اے رسول۔ آپ پر میرا سلام ہو۔ آپ نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ اے عمار تجھکو ایک گروہ باغی قتل کریگا۔ تو اوسکو جنت کیطرف بلاتا ہوگا اور وہ تجھے دوزخ کیطرف بلاتے ہونگے اور دنیا مین تیری آخری غذا دودھ ہوگی۔ بالکل صحیح نکلا۔

پھر غلام وفادار سے مخاطب ہو کر فرمایا رشید۔ اب میری موت مجھے متیقن ہو گئی اور اب اسکی نسبت مجھے کوئی شبہ نہین ہے۔ یہ کہا اور شربت پی لیا۔ مگر وہ تمام شربت زخم کی راہ سے نکل پڑا۔ رشید نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنے آقا کو میدان جنگ سے ایک محفوظ مقام مین اوٹھا لایا۔ گھوڑے سے جونہی زمین پر اوتارا تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ طبری جلد چہارم ص ۸۰ ابوالفدا ص ۲۵ ترجمہ تاریخ علامہ ذہبی باب الصفین ص ۵۷
رسالہ المرتضی باسناد صحیحین ص ۱۰۴

امیر المومنین علیہ السلام کو خبر ہوئی۔ لاش عمار پر تشریف لائے اور نہایت حسرت و ملال سے اپنے قدیم رفیق کو بیجان پاکر اوسکی فرط محبت حسن رفاقت خلوص و عقیدت اور اوسکی ذاتی وقار و عظمت کا خیال فرماکے ضبط و شکیبائی کا تحمل نہ فرما سکے۔ بےساختہ آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ عمار یاسرؓ کی لاش کے قریب بیٹھ گئے اور نہایت درد انگیز لہجہ مین ذیل کے اشعار ارشاد فرمائے۔

الا یا ایھا الموت لیس بتارک	ارحنی فقد افنیت کل خلیلی
اے موت تو مجھکو بھی چھوڑنیوالی نہین ہے	اب مجھکو بھی راحت دے (مارڈال) جب تو میرے دوستونکو فنا کرچکی
اراک بصیرا بالذین احبھم	کانک تنحوا نحوھم بدلیل
مین دیکھتا ہون تو میرے دوستون کو اسطرح دیکھ لیتی ہے	جیسے گویا کوئی تجھکو اونکی جانب راہ دکھلادیا کرتا ہے

روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۳۹ تہذیب المتین

قتل عمارؓ سے معاویہ کا اضطراب۔ حدیث شہادت عمار کی غلط تاویل معویہ او عبد اللہ ابن عمر عاص سے سوال وجواب۔ حقیقت کا معجزنما انکشاف

حضرت عمار یاسرؓ کے واقعہ شہادت نے کچھہ اہل عراق ہی کو حزن وملال مین نہین ڈال رکھا تھا بلکہ معویہ او او سکے تمام اہل لشکر پر کمال اضطراب او پیچ و تاب پیدا کردیا تہا۔ اس اثنا مین ابن جوہر السکسکی اور ابو العادیہ فرازی۔ جو دونو عمار یاسرؓ کے قتل مین شریک تھے۔ حصول انعام واکرام من بیچین ہوکر عمر عاص کے پاس لڑتے ہوئے آیے۔ انمین سے ہر ایک شخص کا دعوی تھا کہ ہم نے عمارؓ کو مارا ہے او ہم صلہ وانعام کے مستحق ہین۔ عمر عاص دیر تک ان دونون کی بحث پر غور کرتا رہا۔ اوسکی انکھونمین کچھہ ولایت مصر ہی نہین بلکہ تمام دنیا تاریک ہو رہی تہی۔ اوسکو تقتلک الفئۃ الباغیۃ کی حدیث صحیح نے سراپا انتشار واضطرار بنا رکھا تھا۔ اخرکار دیر کے سکوت کے بعد عمر عاص نے کہا تم دونو جہنمی ہو۔ خدا کی قسم مین نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کانون سے کہتے ہوئے سُنا ہے کہ عمارؓ کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ سوانحمری علی علیہ السلام باسنادخصائص امام نسائی وابن مسعود روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰

ان دونون نے عمر عاص کے اس فیصلہ سے ناراض ہو کر اسکی اپیل معویہ کے پاس پیش کی اور اپنا ماجرا کہہ سنایا معویہ ایسے کیا بچے تھے کہ قتل عمارؓ کا الزام اپنے سر لیتے اور اپنے کسی دعوے کو بے دلیل چھوڑدیتے۔ ان جاہلون کے ٹالدینے کے لئے کہنے لگے۔ فرض کرو یہ حدیث صحیح بھی ہے تو تمہارے سر اسکا الزام کیسا۔ عمارؓ کا قاتل وہی ہوگا جو اونکو اپنے ہمراہ لایا۔ اور اونکے قتل کا باعث ہوا سوانحمری ص ۲۴۷

اسکے بعد عمر عاص کو تخلیہ مین بلوا کر کہا کہ اگر ہر شخص کے سامنے تم ایسی ہی اظہار حق سے کام لیا کرو گے تو ہمارا کام تو نکل چکا۔ ولایت شام ہی کی امیدین جب منقطع ہو جائینگی تو امارت مصر[عہ] کے خیال موہوم کب قائم رہ سکین گے۔

خلاصۃ الوفا اور تاریخ الخمیس مین ہے۔

لما قتل عمار بن یاسر امسک عمر عاص عن القتال وتابعہ	جب عمار یاسرؓ قتل ہوے تو عمر عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس باب مین
علی ذلک خلق کثیر افقال معویہ لم لا تقاتل قال قتلنا ھذا	جماعت کثیر نے اونکا اتباع کیا معویہ نے اسکا سبب پوچھا تو انھون نے کہا
الرجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول لعمار تقتلک الفئۃ	کہ ہم نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا اور اس سے
الباغیہ فدل علے انا نحن البغاۃ فقال معویہ اسکت	ثابت ہو کہ ہم لوگ باغی ہین۔ معاویہ نے جواب دیا۔ چپ رہو۔

عہ قدم عمر عاص علی معویہ من فلسطین فوجد اھل شام یحضون علے الطلب بدام عثمان فقال لھم انتم علی الحق فاتفق عمر و معویۃ علے قتال علیؑ وشرط عمر علی معویہ اذا ظفر ان یولیہ مصر فاجابہ۔ عمر عاص فلسطین سے شام مین پہونچے او انھون نے اہل شام کو طلب خون عثمان مین بیچین پایا تو اون سے کہا کہ تم لوگ حق پر ہو۔ پھر معویہ او عمر نے جنگ علی پر اتفاق کیا اور عمر عاص نے معویہ سے یہ شرط لی کہ جب تمہاری فتح ہو جائے تو والی مصر مجھکو کیجیو معویہ نے قبول کر لیا۔ تاریخ ابو الفداء

انحن قتلناه انما قتله علی واصحابه جاؤا به حتی القوه بیننا فبلغ ذلك علیا فقال ان کنت انا قتلته فالنبی صلعم قتل حمزه ابن عبد المطلب حین ارسله الی القتال الکفار

عمارؓ کے قاتل ہم نہین ہین بلکہ علیؑ اور اونکے اصحاب ہین جنھون نے عمار کو لاکر ہم مین ڈالدیا - حضرت علی کو جب اسکی خبر لگی تو اونھون نے کہا کہ جو شخص مجھکو عمارؓ کا قاتل کہے - گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حمزہؓ کے قاتل رسول مقتول ہین کیونکہ انحضرت ہی نے اونکو کافرون سے لڑنیکے لیے بھیجا تھا۔

ایسے جلیل القدر صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات تو تھی ہی نہین کہ کوئی اس سے متاثر نہین ہوتا۔ شدہ شدہ اسکا تمام ذکر ہونے لگا۔ یہانتک کہ معویہ کا دربار بھی اس سے خالی نرہا معویہ کے پاس عمر عاص۔ ولید ابن عقبہ عبداللہ ابن عمر عاص وغیرہم سبت سی عمائدوا کابر بیٹھے تھے اور حدیث ستقتلک الفئۃ الباغیۃ کے خیال و فکر مین ہر شخص طبع ازمائی کر رہا تھا معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمارؓ کی وہی غلط تاویل پیش کی جو قبل اسکے جاہل قاتلان عمار کے اگے پیش کر چکے تھے۔ معویہ سے ایسی مہمل تاویل سنکر تمام حاضرین معویہ کیطرف نظر استعجاب سے دیکھا اور پہلے تو اونکے عقل و شعور کی بڑی تعریف کی۔ عبداللہ ابن عمر ابن عاص سے نرہا گیا۔ بول اوٹھا - ایے امیر۔ یہ تیری دلیل کیسی فضول اور یہ تیرا دعوے کیسا ضعیف ہے۔ اگر اپ نے صرف رفع الزام کے لیئے یہ اصول قایم کر لیا ہے۔ تو سوچ لیجیے کہ اگے چلکر غزوات رسولؐ مین اہل اسلام کا خون کسکے سر جایے گا۔ اگر میرے باپ کی شرکت اس لڑائی مین ہوتی اور اوسکی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرضؑ نہ کی گئی ہوتی تو مین اسوقت سے تیری متابعت چھوڑ دیتا اور محض ازاد بنکر اپنے گھر واپس جاتا۔ معویہ کو اس جواب نے ایسا حیرت مین ڈالا کہ پھر وہ زانوے حیرت سے سر نہ اوٹھا سکا۔

امیر المومنین پر شہادت عمارؓ کا اثر

امیر المومنین علیہ السلام دفن عمار سے فارغ ہوکر میدان جنگ مین واپس ایے - خواجہ احمد بن اعثم کوفی کا بیان ہے کہ -

اپ حضرت عمارؓ کے واقعہ سے اتنا متاثر ہوئے تھے کہ اپ نے اوسیوقت باقیماندہ جنگ کا خاتمہ کر دینا چاہا اور لشکر شام پر اپنی فوج سے شدید حملہ فرمایا۔ تاریخ ابن الوردی مین ہے -

بعد قتل عمار انتدب علی علی عشر ین الفا وحمل بهم فلم یبق لاهل الشام الا تنتقض

جب عمار قتل ہوے تو حضرت علیؑ نے بیس ہزار فوج سے ایسا شدید حملہ کیا کہ لشکر شام کی صفین سب کی سب درہم برہم ہو گئین۔

مورخ ابو الفدا اسکی تفصیل مین امیر المومنین علیہ السلام کا ایک تصفیہ کن طرز عمل معویہ کی طلبی مین لکھتے ہین - اونکی اصل عبارت مع ترجمہ حسب ذیل ہے -

ثم نادی علی یا معویة علام یقتل الناس ما بیننا هلم احاکمک الی الله فاینا قتل صاحبه استقامت له الامور فقال عمر انصفك ابن عمك فقال معویه ما انصف انك تعلم انه لم یبرز الیه احد الا قتله فقال عمرو ما یحسن بك مبارزته فقال معویه طمعت فی الامر بعدی

پھر علی علیہ السلام نے اواز دی اے معویہ ہمارے تمہارے درمیان کیون لوگ قتل ہون - آؤ ہم تم لڑلین - تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کر لیگا امر متنازع فیہ اوسکے لئے مستقیم ہو جاے - یہ سنکر عمر عاص نے کہا اے معاویہ علی نے بہت انصاف کی بات کہی ہے معویہ نے جوابدیا - واہ کیا انصاف کی بات کہی ہے تو جانتا ہے کہ جو شخص علی سے لڑتا ہے وہ مارا جاتا ہے - عمر عاص نے کہا اگر تمہارا انصاف اون سے مقابلہ کرنا تمہارے لئے بہت نازیبا ہے معاویہ بولا سمجھا ہے - تو مین قتل ہو جاون اور میرے بعد تو حکومت کرے -

عہ صاحبزادے کو باوجود دعوے اجتہاد کے اتنا نہین معلوم کہ امر منکر مین اطاعت والدین واجب نہین از مولف

حضرت عمار کی شہادت نے معویہ کی تمام مکاریوں کی قلعی کھولدی

علامہ ابن اثیر۔ اسد الغابہ میں بذیل ذکر شہادت حضرت عمار یاسر تحریر فرماتے ہین۔

عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفک المشرکین مع رسول اللہ ثم جئت تقاتل المسلمین امرنی رسول اللہ صلعم بقتل الناکثین والقاسطین وعن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلعم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلت یا رسول اللہ امرنا بقتال ھولاء فمع من قال مع علی ابن ابی طالب معہ یقتل عمار بن یاسر۔

معویہ کے ایک لشکری مخنف ابن سلیم نے ابوایوب انصاری سے (جو حضرت علیؑ کے لشکر مین تھے) کہا کہ تم نے رسول اللہ کی ہمراہی مین مشرکین سے قتال کی تھی اور آج مسلمانوں کو قتل کرنے آئے ہو۔ ابوایوبؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ قتال کرنے پر مجھکو مامور فرمایا ہے اور ابوسعید خدری سے منقول ہے کہ مجھکو رسول خدا صلعم نے ناکثین۔ قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تو ہم نے پوچھا تھا کہ ہم کسکے ساتھ ناکثین۔ قاسطین اور مارقین سے قتال کرینگے آنحضرت صلعم نے فرمایا علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکے ہمراہ عمار ابن یاسرؓ بھی شہید ہون گے۔

پھر علامہ موصوف مارقین۔ قاسطین اور ناکثین کی شرح یون فرماتے ہین۔

الناکثین اصحب الجمل والقاسطین اھل الصفین والمارقین الخوارج

ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہین۔

بہرحال امیر المومنین عکیطرف سے فوج مخالف پر شدید حملہ کیا گیا اور اہل عراق نے صبح سے شام تک اہل شام کے تمام سکڑوں کا قلع قمع کر دیا مشکل سے اونکے کسی رسالہ کا کوئی ادمی زخمی ہونیسے بچا ہو۔ اعثم کوفی لکھتے ہین

اس تیزی سے خونریزی واقع ہوئی کہ امیر شام کے کیمپ مین کوئی الساخیمہ نہین بچا جسکی طناب نہ کٹی ہون اور اونکی کٹی ہوئی رسیان مقتولین ومفرورین کے ہاتھ پاون سے نہ اولجھی ہون۔ اسی کیفیت مین شام ہو گئی۔ اہل شام زخمون سے چور اور اہل عراق فاتح ومنصور ہو کر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس گئے۔

اہل شام کا عام اضطراب

اعثم کوفی اس رات کو اہل شام کے اضطراب کی یون تصویر کھینچتے ہین۔

یہ رات اہل شام کیلئے قیامت کی رات تھی۔ اہل عراق کے حملون نے اونکے ساتھ خصوصاً قتل عمارؓ کے بعد وہ کام کیا تھا جو برق خرمن کے ساتھ کرتی ہے۔ اونکے ایسے ایسے نامی دلاورون کا خاتمہ کر دیا جو اہل شام مین صاحب اعزاز وامتیاز سمجھے اور سرآمد زمانہ۔ ایسے لوگون کے قتل ہونے پر وہ اس شدت سے روتے تھے کہ اونکی رونیکی اوازین امیر المومنینؑ کے لشکر مین صاف آتی تھین ان مین سب سے زیادہ معویہ ابن خدیج الکندی بیچین ہو رہا تھا وہ اپنے رفقا کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ ذوالکلاع حمیری کے مارے جانیکے بعد اب ہم جو زندہ رہین تو ہماری یہ زندگی بیکار ہے اور اگر اس حالت مین اہل عراق پر اب فتح بھی ہوئی تو یہ فتح شکست سے بھی بدتر سمجھی جاویگی۔

معاویہ کا خاص اضطراب

اعثم کوفی مین معویہ کے خاص اضطراب کی یہ کیفیت لکھی ہے۔ معاویہ نے لڑائی بند

ہوتے ہی اپنی باقیماندہ افسران فوج کو جمع کر کے جنگ کے آیندہ طرز عمل کے متعلق مشورت لی - فوج کی جو حالت ہو رہی تھی وہ معویہ اور اوسکے رفقا کی آنکھوں سے پوشیدہ نہین تھی اہل عراق کے شدید حملون کا تجربہ وہ اوٹھا چکے تھے اور اوٹھا رہے تھے بالاخر بہت صلاح و مشورت کے سوا ے اسکے اور تدبیر مناسب نہ معلوم ہوئی کہ کسی نہ کسی ترکیب سے یہہ جنگ موقوف کی جاے کہ فوج بھی تازہ دم ہو جاے اور زخمی بھی اچھے ہو جاین - یہہ تجویز کر کے معویہ نے معویہ ابن خدیج الکندی کو اشعث ابن قیس (دونون ایک قبیلہ سے تھے) کو ساتھ خط کتابت کرنے پر امادہ کیا - اس خط کتابت نے اگرچہ اشعث کے دل پر بہت بڑا اثر ڈالا جسکا نتیجہ آگے چلکر ظاہر ہوا - مگر اسوقت یہہ مراسلات کچھہ بھی مفید نہ نکلے - اسکے بعد نعمان ابن بشیر الانصاری و قیس ابن سعد الانصاری کی خدمت مین بھیجے گئے مگر اس سے بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا - اعثم کوفی ص ۲۰۷

نہایت اضطراب مین معویہ کے اصلی راز کا انکشاف

الغرض جنگ کی ان متواتر ناکامیابیون کے بعد معویہ کی تمام امیدین منقطع ہو گئین - کامیابی سے تو مایوسی ہو چکی تھی - فوج کی خراب حالت غنیم سے آیندہ مقابلہ کی جرات نہین دلاتی تھی - نہایت درجہ کی انتشار نے انکے ہوش و حواس کھو دیے تھے - معاویہ پر اوسوقت ایسا ہی عالم یاس طاری تھا کہ اپنی تمام وسیع ارزون اور طویل تمناون سے دست بردار ہو کر اونھون نے صرف اپنی ایک آرزو اکتفا کرنی ضروری سمجھا اور حقیقتاً اونکا اصلی مطلب بھی یہی تھا - اس بنا پر اونھون نے براہ راست امیر المومنین علیہ السلام سے استدعا کیجاوے منت کیجاوے کہ کسی نہ کسی طرح - اگر اور کچھہ نہین تو صرف علاقہ شام اپنے لئے مانگ لیا جاے - نہین تو یہہ موقع بھی قریب ہو کہ ہاتھہ سے جاتا رہے - انھین امور کو خیال کر کے معویہ نے اپنے اوس راز کو جو سالہا سال سے دل مین چھپاے ہوے تھے - آخرکار افشا کر دیا اور امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین اس امر کی نسبت استدعا لکھی - تاریخ روضۃ الصفا کی مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو

امیر المومنین کی خدمت مین معاویہ کا خط ؛؛

اما بعد من چنان گمان نمی بردم و ہرگز نمی دانستم کہ مہم محاربہ تا اینجا خواہد سید قولہ و این امر شروع نمی نمودم - من ہم امید میدارم تو نیز امید میداری و ہمچنانکہ من از مرگ می ترسم تو ہم می ترسی و بر تو روشن است کہ اخیار و صلحاے امت درین مخاصمت و منازعت کشتہ شدند و من پیش ازاین التماس کردہ بودم کہ حکومت شام بمن ارزانی دہ - بشرط آنکہ در امر متابعت خود معاف داری - حالا نیز ہمان ملتمس خود را مکرر میگردانم واگر این محاربہ بدرازا نبہ بہ بنشود - بقیۃ السیف ہم زندہ بمانند - می باید کہ میان مایان چندان مخاصمت نماند چہ ما ہر دو از عبد مناف متولد شدہ واز یک فرع متفرع گشتہ ایم و در میان مایان یک را بر دیگرے رجحان و تفضیل نیست

مجھکو اسکا گمان نہین تھا کہ یہہ لڑائی یہان تک پہونچ جاے گی - اگر مین یہہ جانتا تو ہرگز اسکو شروع ہی نکرتا - مجھکو بھی امید ہے اور آپ بھی امید رکھتے مین مجھکو بھی خوف جان ہے اور آپ کو بھی - آپ پر بخوبی روشن ہے کہ امت کے نیکوکار بزرگ اس لڑائی مین مارے گئے - مین نے اس سے پہلے بھی ایکدفعہ ملتمس استدعا کی تھی اور اب بھی مکرر التماس کرتا ہون کہ صرف حکومت شام مجھکو چھوڑ دی جاے - مگر مجھکو اپنی بیعت سے معاف رکھا جاے - اگر اس جنگ و جدل کا علاج اس ترکیب سے ہو جاے تو بہتر ہے - باقیماندہ لوگون کی جانین بچ جاینگی - ہملوگون کے درمیان تو یہہ لڑائی ہونی ہی نچاہیئے اسلیئے کہ ہم دونون عبد مناف کی اولاد اور ایک اصل کی شاخین ہین اس لیئے ہملوگون کے درمیان ایک کو دوسرے پر ترجیح و تفضیل نہین ہے -

امیرالمومنین کا جواب

اے معویہ - نامہ تو رسید بہمہ مضرت اطلاع افتاد وبغی وظلم وعناد تو برمن روشن گشت - آنچہ نوشتہ بودی کہ اگر تو وما دانستمی کہ جنگ بایں مرتبہ خواہد انجامید - دراین کار شروع نمیکردیم - من امروز ہم برائے کارزار وپیکار تو حریص ترہستم از انکہ دے بودم - ویوما فیوما اینمعنی سمت ازدیاد خواہد پذیرفت وآنچہ نوشتہ بودی میان ما وشما خوف ورجا برابر است چنین نیست زیراکہ شما اہل ریغ وشک اید وما ارباب صدق ویقین دیگر آنکہ حرص اہل عراق ماخر امتوبان احروی بہتر است زحرص ارباب شقاوت بمزخرفات دنیوی اما حدیث التماس شام لے بیعت واطاعت من قبول نیست - پیش از این ہمین مسئلت نمودہ بودی وباجابت مقرون نشدہ بود اکنون چہ واقع شدہ کدام حق بر ذمہ ما ثابت دیدی کہ مستحق ان گشتی وآنچہ نوشتہ بودی کہ ما ہردو پسران عبدمنافیم - این سخن درست است - واین غلط کہ ہیچ یک را بدیگرے فضل ورجحان نیست - زیراکہ ہرگز امیہ چون ہاشم نبود وحرب با عبدالمطلب ہمسری نداشت وابوسفیان بگرد ابیطالب نمی رسد - ونزد من تو چیستی از انیکہ تو طلیق ابن طلیقی - بامہاجرین رونده طریق کہ صاحب توفیق اند دم مساوات نمی تواند زد - نہ تراسابقین در اسلام ہستند نہ موافقین در مہاجرت بانبی علیہ السلام - وتو بامن کہ ابن عم بل برادر ووصی ووارث علم وخلیفہ اویم درمیان امت چہ حقیقت وبکدام منصب بامن معارضہ نمائی ودیگر آنکہ نسبت من بانحضرت صلعم نسبت ہارون است باموسی واگر باب پیغمبری بمہر نبوت مختوم نگشتی - چنانکہ بولایت خاص مخصوص ہستم - بنبوت ہم فائز می شدم - حضرت واہب العطایا مرا بتشریف آیات متواترات مشرف ساختہ ورایات عنایات برمن افراختہ اولاد کرام مرا بہ بنات لیام تو چگونہ قیاس

اے معویہ تیرا خط مجھے ملا - مضمون پر اطلاع ملی اور تیری بغاوت - عناد اور ظلم وفساد ظاہر ہوگیا تونے یہہ جو لکھا ہے کہ ہمکو اگر یہہ معلوم ہوتا کہ یہہ لڑائی یہان تک پہنچیگی تو کبھی ہم جنگ شروع نہین کرتے تو مین اسوقت بھی تیرے ساتھ جنگ وپیکار کیلئے طیار ہون جیسا کل تھا اور میرا یہہ قصد وارادہ روز زیادہ ہوتا جائیگا - اور تونے جو یہہ لکھا ہے کہ ہماری تمہاری امید وبیم کی حالت مساوی ہے - غلط ہے اسلیئے کہ تم لوگ شک وشبہہ کے لوگ ہو اور ہم لوگ صدق ویقین والے ہین دوسرے یہہ کہ اہل عراق کی حرص اخرت کے خیالون کے ساتھ ہو اور احتراز واحتیاط کے ہمراہ - اور وہ حرص - بدکار لوگون کی حرص لغویات دنیاوی سے کہین زیادہ بہتر ہے - تیری درخواست حکومت شام بغیر میری اطاعت وبیعت کی قبول نہین ہوسکتی - تونے ایسے ہی درخواست پہلے بھی تو کی تھی - مگر قبول ومنظور نہین ہوئی - اب تجھکو کون سے حقوق ومطالبات میرے اوپر خاص ہوگئے ہین کہ اونکی بنا پر تو اپنے آپ کو اسکا مستحق سمجھنے لگا ہے - اور یہ جو تونے لکھا ہے کہ ہم تم عبدمناف کی اولاد ہین - یہانتک تو صحیح ہے - لیکن یہہ بالکل غلط ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح وتفضیل نہین - کیونکہ نہ امیہ کبھی ہاشم کی مثال ہین اور حرب کو عبدالمطلب کے ساتھ برابری نہین اور ابوسفیان ابیطالب کی خاک تک کو نہین پہونچ سکتا اور تو میرے مقابلہ مین کوئی چیز نہین ٹھہرتا اسلیئے کہ تو ازاد کردہ غلام زادہ کا بیٹا ہے تو ارباب مہاجرین کے ساتھ کہ صاحب توفیق ہین - کب دم مار سکتا ہے - نہ تیرے لوگون مین سابقت وقدامت کا شرف ہوا اور نہ اونہین نبی کے ساتھ ہجرت کرنیکا اعزاز - اور تو میرے ساتھ کہ مین رسول اللہ صلعم کا بھائی - ابن عم - اونکا وصی قائم مقام - اونکے علم کا وارث اور جانشین ہون - امت کی درمیان کس حق ومنصب کے ساتھ معارضہ کریگا - اور دوسرے یہہ کہ انحضرت صلعم کے ساتھ مجھکو وہی نسبت خاص ہے جو ہارون کو

کنند و برخاری زشخد بگفند کہ مرا از قتال و جدال تو کلال و ملال است
واگر عرب بسعادت موافقت و متابعت من مساعدت نمودی
ہر آئینہ محنتے متعین عشہ می کہ دفع آن مشکل تر و ہیبت (؟)
مفصل تر و حادثہ آن در دلہا ہائل تر نمودے وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون سورۃ الشعراء ۲۲۷

موسیٰ کی ساتھ تھی - اگر پیمبری کا دروازہ بھی بند نہ کر دیا
گیا ہوتا تو جسطرح ولایت خاص مجھے دیگئی ہے نبوت بھی مجھے
تفویض کر دی گئی ہوتی - خدائے بخشندہ نے مجھے آیات قرآنی -
ادا کئے ہیں اور علم ہائے عنایات میرے سر پر سایہ افگن فرمائیں
میری اولاد و صالح و نیکوکار ہے تیرے اعقاب بدکار ہیں کیا علاج

قیاس کیا جا سکتا ہے اور تیرے دل میں اس امر کا خیال ہونا چاہئے کہ مجھکو تیری جنگ و پیکار سے کوئی تکلیف پہونچتی ہے - اگر اہل عرب کو میری اطاعت و متابعت کی توفیق ہوتی تو تو حقیقتاً ایک ایسے سخت امتحان و مصیبت میں بیکوقت گرفتار ہو جاتا کہ اوسکا دفعیہ مشکل تر - اور اوسکی ہیبت و خوف دشوار تر اور دنیا میں کوئی حادثہ اس سے سخت تر نہوتا اور دنیا کے لوگ جان لیتے کہ وہ لوگ جو ظلم کر گئے کیسے اوندھے موہنہ اولٹ گئے -

یہہ ہے وہ حقیقت جو چھپ نہیں سکتی - یہہ ہے وہ حقیقت جو مٹ نہیں سکتی - معویہ نے معرکہ صفین میں اپنے دلی راز کو کیتنے پردوں میں چھپایا - اور کیسے کیسے رنگوں میں رنگا دکھایا اور اوسکے ظاہری سطح پر حضرت عثمان کے خون کا شہابی رنگ چڑہایا - وارثان عثمان کو ہٹا کر اپنے اپ کو اونکا وارث اصلی بنایا - اصلی اور حقیقی وارث و مستحق خلافت کی پاک و بے عیب ذات قدسی صفات پر ذلیل سے ذلیل اور حقیر سے حقیر عیوب لگا کر داغدار بنایا - عرب شام کو خصوصاً اور عرب حجاز و عراق کو عموماً اپنی مختلف دغابازیوں اور افترا پردازیوں سے اوسکی مخالفت و مخاصمت میں اوبھارا - ملک کے گوشے گوشے میں کشت و خون مچایا اور صفین کے میدان میں بیشمار مسلمانوں کا خون بہایا - یہہ سب کچھہ ہوا - مگر غور و تحقیق کے بعد ثابت ہو گیا کہ معویہ کا یہہ مغویانہ طلسم ہی طلسم تھا - اخرکار اوسکے تمام طریقہ عمل کو حق کے پیکر عمل کے آگے سر جھکانا ہی پڑا اور دست سوال بڑہانا ہی پڑا اور اسی کے ساتھ چونکہ اصلی مجرم تھا - اقرار جرم بھی کرنا ہی پڑا -

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے حزم و احتیاط کی جتنی بھی وقعت نہ کیجائے وہ اوسکی اہمیت و حقیقت کے اگے کچھہ بھی نہیں - اپ کے نامہ مبارک کی اخری عبارت کہ اگر اہل عراق میری اطاعت و متابعت میں اسیطرح قائم رہے تو میں تیرے سارے انتظام کو اولٹ دونگا" کسقدر سچائی میں ڈوبی ہوئی مستقبل کی خبر ہے - اور کسقدر جلد انیوالی اہل عراق کی سرکشی اور تمرّد کا پتہ دیرہی ہے اپ کی یہہ مآل اندیشی اور دور بینی آپ کی اون روحانی قوت مدرکہ کا ثبوت دیتی ہے - جو صفات امامت کے متعلق خاصکر اپ کی ذات میں منجانب اللہ ودیعت فرمائی گئی تھی -

اس اخری مراسلت کے حرف بحرف نقل کر دینے کی ضرورت میرے موجودہ موضوع تالیف کے بالکل مطابق ہے اسلئے کہ باب المفاخرت میں تمام تقریریں جو خاص معویہ اور اونکے متبعین کیطرف سے کی گئیں اور جن میں حقوق امارت و خلافت شجاعت - مردانگی - ایفائے وعدہ استقلال - ہمت - عفو و واگذاشت وغیرہ - غرض جن جن محاسن و اوصاف کا دعویٰ کیا گیا - وہ تمام دعوے وہ تمام اوصاف اور وہ تمام استحقاق - معاویہ کے اس اخر خط اور اس اخر استدعا سے بالکل غلط اور باطل ثابت ہو گئے -

امیر المومنین علیہ السلام نے اہل عراق کی حسن اطاعت و متابعت - اونکی استقلال و استقامت کی شرط

انکاکر جس انے والی فضاے منقلب کی طرف اشارت فرمائی تہی وہ جنگ لیلۃ الہریر کے حسب ذیل حالات سے ظاہر ہوجاوے گی - اور پہر معویہ کے فریب امیز طلسم افتروپرنے اس عراق کے دلونمین جو بیجونانہ تمرد و سرکشی پیدا کردی جسکی طرف بھی امیر المومنین نے شرطا تحریری قائم کردی تہی - تفصیل سے معلوم ہوجاویے گی اور تحقیق ہوسکے ثابت ہوجاویے گا کہ معاملات مین جانبین سے کون صداقت و راستبازی سے عمل پیرا ہوتا تھا اور کون فریب و دغابازی سے

اکیک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب

قبل اسکے کہ ہم جنگ لیلۃ الہریر کے حالات بیان کرین - ہمکو ایک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ باوجودیکہ یہ بحث ہماری موضوع تالیف کی بظاہر خلاف ہے مگر مذاق زمانہ کے موافق ضرور ہے - اجکل سیاسی مضامین اور سیاسی بحث و تمحیص جس شوق و دلچسپی سے پڑھی جاتی ہین وہ بالکل ظاہر ہے - غریب مولف کو دونون پہلو سبنھالنے ہین - موضوع تالیف کو مدنظر رکھنا ہے اور مذاق زمانہ بھی - غرضکہ دونون طرف تالیف کی خدمت کرنی ہے ؎ خیال خاطر احباب چاہیئے ہردم ؞ انیس ٹھیس نہ لگجاے آبگینون کو -

جس جملہ معترضہ کے جواب کیطرف ہم نے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ معاویہ کا جو خط امیر المومنین علیہ السلام کے نام لکھا گیا ہے - موجودہ زمانہ کے ماہرین سیاست اوسکے مستریانہ مضامین کو دیکھکر - اگر اوس موقع پر موجود ہوتے تو اپنے بہودہ طریقہ و تجارب عملی کے مطابق امیر المومنینؑ کو اوسکے قبول کرلینے اور مان لینے کی صلاح دیتے - اور اگر وہ موقع ہاتھ انکو ہاتھ نہ آیا تو اسوقت بھی واقعات کی صرف سطحی اطلاع و خبر رکھکر وہ بیدھڑک اس کہنے پر آمادہ ہوجائینگے کہ حضرت امیر المومنینؑ کو دنیا کے پولیٹکس (Politics) نظام سیاسی مین مہارت نہین تہی - اگر ہوتی تو اپ کبھی معویہ کی اس التجا و استدعا کو نامنظور نفرماتے

ہم عرض کرتے ہین کہ ایسی راے قائم کرنیوالون کو اپنی راے کی اظہار سے پہلے جانبین کے ذاتی حالات کو پوریطور سے مطالعہ کرلینا تہا - عام لوگون سے قطع نظر کرکے اگر یہ بزرگ حضرات - امیر المومنین اور معویہ کے باہمی اختلاف فطرت کو سمجھے ہوتے اور اسکے ساتھ دونون کے مختلف اخلاق و مذاق - اونکے مخالف و متضد طریقہ عمل پر پورا عبور و اطلاع حاصل فرماچکے ہوتے تو پہر یہ ساختہ ایسی غلط راے کی اظہار پر جرات نفرماتے اور امیر المومنینؑ کی تجویز کو سیاسی نقطہ نظر سے خلاف مصلحت نہین کہہ سکتے تھے -

سب بحثون کو چھوڑکر اور حق و ناحق کے جھگڑون کو علحدہ رکہکر اگر صرف معویہ کے استرداد استدعا کے مسئلہ پر سیاسی نقطہ نظر سے غور کیا جاوے تو حقیقت حال یون معلوم ہوتی ہے - کہ ایک فرمانروا سے بیکوقت دو ماتحتی ریاستین بغاوت پر آمادہ ہوئین - انمین سے ایک کو شکست ہوئی - اب وہی فرمانروا اوس سے فارغ ہوکر دوسری کی تنبیہ و اصلاح کیطرف متوجہ ہوا - اوس نے اپنی جنگی طیاریون سے پہلے - ریاست ماتحت کو فتنہ و فساد سے بچنے - یکجہتی و یکسوئی - صلاح و رفاہ اور استحفاظ قوانین ملکی و قومی کیطرف پھیرنا اور مائل کرنا چاہا - خط لکھے - قاصد بھیجے - کمیشن باقاعدہ روانہ کئے - اور سفارشین کئے ناکامیاب نتیجون کو دکھلاکر - جو اس سے قدر و منزلت مین کم نہین تہی - متنبہ کرنا چاہا - اور عبرت دلانی چاہی - مگر اس نے کچھ نہ سنا - اخر کار ہر طریقہ و ذریعہ سے مجبور ہوکر ملوار سے کام لینا پڑا ہزارون جانین تلف ہوئین - مگر تاہم اوس رئیس ماتحت کو افسوس نہ ایا اور وہ اپنی بغاوت پر اوسیطرح قائم رہا - لیکن اب ایسے وقت

خاص وقت مین کہ مقابل کے حملات سے عاجز آگیا - اور اسکی ہمراہی فوج بھی نصف سے زاید کٹ چکی - جو بچگئی وہ بالکل بیدل اور مضمحل ہوگئی ہے - تب وہ اپنے بیشمار قصورون کی تلافی مین پھر اوسی شے کی استدعا کرنیلگا اور پھر مرکزی حکومت سے پوری طور پر زاد اور خود مختار رکھے جانیکی شرط پر اصرار باقی رکھنے لگا - جن امور کی بنا پر سیہ معرکے پڑے اور ملک وقوم کو بڑے بڑے نقصانات اوٹھانا پڑے تو ایسا فرمانا روا سے سلطنت جو ایسے اور اتنے نقصانات ملکی ومالی وجانی اوٹھاکر اور اتنی بڑی سعی وکوشش بجالاکر ایسی استدعا کو قبول کرلے اور اسکو وہی شے واپس دیدے جو ان تمام مصیبتون کا باعث ہوچکی ہو تو ایسے فرمانروا کی ملکی کی نسبت البتہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکو امور سیاسی کی دیکھ بھال اور استقلال مین بہت کم حصہ ملا ہے اور وہ اپنے مخالف کے مقابلہ مین اپنی قوت وہمت کے اظہار سے پہلے اپنی بزدلی ضعف اور کمزوری کا اقرار کرتا ہے

جن لوگون نے اسلامی تاریخین پڑھی ہین وہ فوراً سمجھ جاینگے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خلافت مین جو مصیبتین پیش آئین اور جو دشواریان پیدا ہوئین اونکی یہی صورت تھی اور بصرے سے لیکر شام تک کے معاملات کی بنا بغاوت کے مساوی اصول پر قائم تھی - ان مساوی حالتون مین اگر امیرالمومنین ؑ انکی موجودہ استدعا کو قبول کرلیتے تو آپ کا یہ منظور کرلینا انکے تمام حقوق باطلہ کا تسلیم کرلینا ہے اور ممالک اسلام پر انکی پوری حقیقت اور حقیت کا اقرار کرلینا ہے اور اس تسلیم واعتراف کی رو سے معاملات بصرہ اور معرکہ جمل کے استحقاق اور جواز مین بھی یقینی شک اور شبہہ پیدا کرتا ہے -

معویہ کی موجودہ استدعا پر کیا منحصر ہے - اس سے تین برس پہلے تو آپ نے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ مین مغیرہ ابن شعبہ کی رایے سے کیون اتفاق نہین کرلیا ؟ اور معویہ کو امارت شام پر قائم رکھے جانیکے جواب مین

مَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا مین گمراہون کو اپنا دست کبھی نہ بناؤن گا

کیون ارشاد فرمایا ؟ اس استدعا کے قبول کرلینے سے اسلام کے قومی اور سیاسی اصول خصوصی مین فساد پیدا کرتا تھا - پھر خلافت اسلامی کسی اصول سیاسی پر قائم نہ رہتی - یہ عموماً اختیار ہوجاتا کہ جاہلے ایک ہی وقت اور زمانہ مین اسلامی خلافت پر ایک کی جگہہ دو دو - تین تین خلیفہ ہون - کچھہ پروا نہین - اور ہر خلیفہ کتاب وسنت کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق کام کرے - کوئی اندیشہ نہین - نہ قران کی ضرورت نہ حدیث کی احتیاج - اگر اسلام کو چودہ سو برس کے بعد بگڑنا تھا اور مدینہ کی خلافت اسلامیہ کو بیسوین صدی عیسوی مین - حجاز - یمن - عراق - شام کی موجودہ طائف الملوکی کی صورت پکڑنا تھا تو وہ اوسیوقت یہہ صورت وحیثیت اختیار کرلیتی - ایک شام مین خلافت کی مسند لگتی - ایک مدینہ مین اور ایک کوفہ مین پھر ایسی حالت مین - دنیا کے وہی ارباب سیاست - وہی اصحاب حل وعقد - اگر اسلام کے برباد ومتفرق ہوجانیکی وجہہ ڈھونڈھتے اور اسکی اندرونی خرابیون کو تحقیق کی نظر سے دیکھتے - تو آج اسکی خرابی اور تباہی کی اصلی اور آخری وجہہ کس پر قائم ہوتی - اور اسکا باعث اور بانی ومبانی کون ٹھہرتا - وہی جسنے اپنے زمانہ مین اس خرابی کی بنیاد ڈالی اور جس نے اپنی سیاسی کمزوری اور انتظامی ضعف واضمحلال کی وجہ سے اپنے فریق کے ناجائز حقوق کو قبول کرلیا - جن کا وہ پہلے بڑی سختیون سے انکار کررہا تھا

تسلیم کرلیا جایے کہ شام کے معاملات امیر کی استدعا پر تمام کردیے جاتے اور معویہ ابن ابوسفیان ملک شام لیکر علیحدہ

ہوجاتے تو زمانہ کے اہل انصاف امیرالمومنین ؑ کے اس طرز عمل کی نسبت اپنی کیا رائے قائم فرماتے - یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ جسطرح جنگ صفین کے معاملات معویہ سے متعلق تھے ویسے ہی عراق کے تعلقات طلحہ و زبیر سے - جیسے معویہ شام کو مستدعی تھے ویسے ہی طلحہ و زبیر عراق کے متمنی - فرق اتنا تھا کہ معاویہ مدت سے اپنے مطلوبہ علاقہ پر متصرف تھا - اور طلحہ و زبیر مستفیض ہونیکی امید رکھتے تھے - ملک شام کے تفویض کر دیئے جانیکے بعد زمانہ کے عدالت پسند مدبر اور مساوات قائم کرنیوالے ارباب سیاست ضرور کہتے کہ جسطرح معویہ کی درخواست قبول کرلیگئی اور شام کا ٹکڑا دیدیا گیا اسیطرح طلحہ و زبیر کو بھی حکومت عراق سپرد کرنی عین انصاف اور مساوات کا مقتضی تھا - بلکہ انکی نسبت تو امیرالمومنین کو اپنے سے زیادہ رعایت کرنیکا موقع حاصل تھا - کیونکہ طلحہ و زبیر دونوں آپ کی بیعت کر چکے تھے - معاویہ کو انکے برعکس ابتک انکار بیعت پر اصرار تھا - شام کی درخواست کیجاتی ہے - مگر بیعت سے انکار ویسا ہی ہے - کیونکہ اس خط کے کھلے الفاظ میں لکھدیا گیا ہے کہ شام کی امارت دیدیجائے مگر بیعت سے معاف رکھا جاوے

اگر دنیا کے یہی پولیٹکس ہیں اور یہی پولیٹکل اصول انھیں کے نام ہیں - جنکا احترام جنکی پابندی دنیا کے تمام فرمانرواؤں پر واجب ہے تو ہم خیال کرتے ہیں کہ انکا سچا پابند اور پیرو فرمانروا بہت جلد اپنا ملک کھو دے گا - اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ اپنے تمام افسران ماتحتی پر ملک محروسہ کے تمام علاقے باری باری کر کے تقسیم کر دیتا اور خود دامن جھاڑ کر مسند خلافت سے اوٹھ کھڑا ہوتا - کیا اوسوقت امیرالمومنین علیہ السلام کے پولیٹیشین ([illegible]) ہونیکا یقین کیا جاتا ؟ جب معویہ کو شام - طلحہ کو بصرہ - زبیر کو کوفہ - عبداللہ ابن عامر کو مکہ - ضحاک ابن قیس کو الجزائر - یعلی ابن منیہ کو یمن اور معویہ ابن خدیج کو ممالک افریقیہ کی مستقل اور خود مختار حکومت سپرد کر دی جاتی اور صرف مدینہ پر قناعت کر کے خلیفہ عصر مرقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گوشہ نشینی اختیار کر کے چپکا بیٹھ رہتا - پھر اسکے بعد بھی ممکن تھا کہ تھوڑے دنوں کے بعد کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہو جاتے جو ان بچے بچائے ہوئے شہروں کو بھی اوس سے علحدہ کر لیتے اور وہ اپنے مقررہ اصول پالیسی کا خیال کر کے انکو بھی عطا کر دیتا - تب جاکر اوسکا یہ طرز عمل اصول سیاست کے معیار پر کامل اوس اور تب اوسکے یہ نظام سیاست مقتضی عدالت سمجھے جاتے - اسکے بعد امیرالمومنین علیہ السلام کی کیا صورت اور مقدار و حیثیت قائم ہوتی - فاعتبروا یا اولی الابصار - شاید ہمارے زمانہ کے ارباب سیاست نے اوسوقت کی خلافت کو دا ؤد خاںس - اخر خلیفہ ترکی کی خلافت کے انداز و پیمانہ پر قیاس کیا ہے -

ان تمام واقعات پر خلافت کی تمام عظمت و اقتدار کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اوسوقت کے مصالح اور ضرورت زمانہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک محقق مدبر ضرور بولدیگا اور سچ بولدیگا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے وقت میں ان معاملات کے متعلق جو کیا وہ ضرورت وقت کے بالکل مطابق تھا اور جو ازروئے ضرورت و مصلحت وقت کے موافق کہا جاوے اوسی کا نام پولیٹکس ہے

صفین کی جنگ اخیر

اوپر بیان ہو چکا ہے عمار یاسرؓ کے واقعہ شہادت کے بعد سے - فوج شام سے امیرالمومنین کی فوج کا شدید حملہ شروع ہو گیا گیا - معویہ کی فوج نصف سے زیادہ کٹ چکی تھی - اوس پر اوس پر ستزاد یہ ہوا کہ آج رات بھر لڑائی ہوتی رہی - امیرالمومنین علیہ السلام بالنفس النفیس شریک جنگ تھے - بقول مورخین متفقہ

صفین کے معاملات یہانتک ایسے تھے جنکو جنگ سے تعلق تھا اور جانبین کی قوت - ہمت اور شجاعت کے مظاہرے تھے - مگر اب اہل شام - اسکے برعکس اپنی بزدلی - کھلے فریب اور صاف صاف دغابازی اور صریح مکاری اور حیلہ سازی سے کام لینے لگے - اگرچہ انکا سامان پہلے سے ہوتا ہوا اور اسکی مختلف ترکیبین اور متفرق تدبیرین برابر خفیہ طور پر جاری ہون لیکن وہ ایسی مخفی حیطۂ راز مین ہوتی تھین جنکا گمان بھی نہین کیا جا سکتا تھا - اب تو صفین کا میدان جنگ دغابازی حیلہ سازی کی طلسمی جولانگاہ بنا ہوا تھا - کمی وقت کا اعتبار سے یا خود اپنے موجودہ انتشار سے اہل شام کو اتنی فرصت اور تنہا اطمینان کہان حاصل تھا کہ وہ اپنے اظہار مکاید سے پہلے سابق کیطرح اسکے چھپانے کی فکر کر لین تب ظاہر کرین یہان تو گردنین تلوارون کے نیچے آچکی تھین - غنیم کا قبضہ ہوچکا تھا - شکست کامل کے آثار نمایان ہوچکے تھے - کمرین کس چکی گئی تھین - ضرورت کے مطابق رابطہ بند ہوچکا تھا - اعانتِ اعانت اللہ کی صدائین بلند ہوچکی تھین - امانی امان اللہ کی فریادین اوٹھ چکی تھین - اب ایسے وقت مین اظہار یا غیر اظہار کا خیال کیسا - جو جسکی سمجھ مین آئے وہ کرے اور جس سے جو بن آئے وہ کر بیٹھے - چاہے خدا کے خلاف ہو - رسول اللہ صلعم کے ناگوار - دین رہے - مذہب بٹے - اسلام جائے - ایمان پر زوال آ جائے - خلوص مین کمی ہو - اعتقاد مین خلل پڑے - یہ سب کچھ ہو - مگر جان بچے - اور موت کے پنجہ سے مخلصی ہو -

معمولی سپاہی سے لیکر امیر شام تک شام والون کی حالت ایک تھی - معویہ کے خود حواس بجا نہ تھے - وہ کسکو سمجھاتے - اب نہ اونکی زبان مین اتنی گویائی تھی اور نہ عقل مین رسائی کہ اپنی فوج کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالتے - اگر اسوقت انکو کسی کا خیال تھا تو وہ صرف اپنی جان عزیز تھی - کہان کی فوج - کہان کا انتظام -

عمرعاص اور حیلہ حفاظت جان کر ساتھ نیزہ تک قرآن

تمام تاریخون کا اسپر اتفاق ہے کہ آخر کار یہ اپنی گھبراہٹ اور انتشار مین اپنے وزیر با تدبیر عمرعاص سے کہنے لگے کہ اب کیا کیا جائے بیترے وہ تیا جسکے خزانے تیرے پاس بھرے تھے کیا ہوے - آج وہ کام نہ آئینگے تو کس دن کام آئین گے - اعثم کوفی ص ۲۳۴ ترجمہ مسعودی دہلی ص ۷۶ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰

تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۰۰ سوانح عمری علی علیہ السلام ص ۳۶۷

تاریخ طبری کے مطابق عمرعاص نے جواب دیا کہ کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا - حیلے تو قریب قریب سب خرچ ہوچکے ہین صرف ایک حیلہ باقی رکھا ہے وہ یہ ہے کہ فوج شام سے کہو کہ جلد قرآن نیزون پر باندھکر بلند کر دیے جائین اور اہل عراق کو دکھا کر پکارین کہ ہم تمہارے درمیان کلام خدا کو دیتے ہین - تم لڑائی کو موقوف کر دو - اہل شام نے فوراً تعمیل کی - پانچسو کلام اللہ نیزون پر بلند ہو گئے - عام اس سے کہ کلام اللہ ہو یا کلام اللہ کے ایسی کوئی اور شے - اونکو بلند کر کے اہل شام نے ادعوکم الی القرآن کی سر بفلک چیخ پکار بلند کی - اس تدبیر پر تزویر نے پوری تاثیر کی اور اسکی فوری تاثیر کی اصلی وجہ وہی معویہ اور عمرعاص کی ریشہ دوانیان اور مخفی رشوت ستانیان تھین جو لشکر عراق مین اشعث ابن قیس کندی - حصین ابن منذر - مسعر ابن عدی اور زید ابن حصین وغیرہم کے ساتھ جاری تھین - اکثر امرا و اعیان سپاہ امیر المومنین علی از معویہ رشوتہا گرفتہ بودند - روضۃ الاحباب و احباب السلام

یہ کیا تھا - امیر المومنین علیہ السلام کیا اگر خدا کے علاوہ بھی سمجھانے آتا تو وہ نہ سمجھتی - امیر المومنین علیہ السلام کو اگر کسی خبر ہوئی تو تو آپ نے مختلف خطبات اور متعدد تقریرون مین اہل شام کی اس کھلی مکاری اور عیاری کو روشن کر دیا - لیکن اونھون نے نہ سنا - اور سنتے تو کیسے - یہان تو دین ندنیا صورت تھی اور انکی بین سیم و طلا سے خیرہ - ہمکو ان تمام واقعات کی ہر لنے کی ضرورت

ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ امیر المومنین علیہ السلام معاملات خوارج سے علحدہ ہو چکے ہین۔ مگر ہان ابتک انکی غلط کاریون کے موقع پر انکو صرف اپنی صائب رائے بتلاتے تہے جیسا کہ ابتدا آپ نے قصہ تحکیم مین ابو موسیٰ اشعری کے انتخاب کی غلطی سے مطلع فرما دیا تہا۔ وہ نہ مانے جو نتیجہ ہوا اور عمر عاص نے ابو موسیٰ کو بیوقوف بناکر اپنا کام نکال لیا۔ وہ مورخ ابو الفدا کی اصلی عبارت مین حسب ذیل ملاحظہ ہو۔

والتقی الحکمان فدعی عمرو ابا موسیٰ ان یجعل الامر الی معاویۃ فابی ودعا ابو موسیٰ عمرو ان یجعل الامر الی عبد اللہ ابن عمر بن الخطاب فابی ثم قال وما تری انت فقال نری ان نخلع علیا ومعاویہ ونجعل الامر شوریٰ بین المسلمین فاظہر لہ عمرو ان ہذا ہو الرای ووافقہ ثم اقبلا الی الناس فقد اجتمعوا وقال ابو موسیٰ ان انیا قد اتفق علے امر ترجوا بہ صلاح ہذہ الامۃ فقال عمرو صدق تقدم فتکلم یا ابا موسیٰ فلما تقدم لحقہ عبد اللہ ابن عباس فقال لہ ویحک واللہ لقد اظن خدعک ان کنتما فقد اتفقتما علی امر فقدمہ قبلک فانی لا امن ان یخالفک فقال ابو موسیٰ قد اتفقنا فحمد اللہ واثنی علیہ وقال ایہا الناس انا لم نری اصلح الامر ہذہ الامۃ من امر قد اجتمع علیہ رائی ورای عمرو وہو ان نخلع علیا ومعاویہ ونستقبل ہذہ الامۃ ہذا الامر فیولوا منہم من احبوا وانی قد خلعت علیا ومعاویہ فاستقبلوا امرکم وولوا علیکم من رائیتموہ لہذا الامر اہلا ثم تنحی واقبل عمرو فقام مقامہ وحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان ہذا قد قال ما سمعتم وخلع صاحبہ کما خلعہ واثبت صاحبی فانہ ولی عثمان والطالب بدمہ واحق الناس بمقامہ فقال لہ ابو موسیٰ ما لک لا وفقک غدرت و فجرت فرکب ابا موسیٰ ولحق بمکۃ حیاء من الناس و انصرف عمرو واہل الشام الی معاویہ فسلموا علیہ بالخلافۃ ومن ذلک ارتت اخذ امر علی فی الضعف وامر معاویۃ فی الغلبہ قال العلامۃ الراغب

جب حاشین یعنے حکم ایک مقام (دومۃ الجندل) پر جمع ہوئے تو عمر عاص نے ابو موسیٰ اشعری سے استدعا کی کہ وہ معویہ کو خلیفہ تجویز کرین مگر ابو موسیٰ نے انکار کیا۔ پہر ابو موسیٰ نے عمر عاص سے استدعا کی کہ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب خلیفہ مقرر کیے جاوین لیکن عمر عاص نے اسکو نہ مانا بعد ازان ابو موسیٰ سے پوچہا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ میری تو یہہ رائے ہے کہ علی اور معاویہ دونو معزول کیے جاوین اور خلافت کا مسئلہ مسلمانون کی مشورت پر چھوڑ دیا جاے۔ عمر نے اس رائے کی تحسین کی اور کہا کہ مجھکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے۔ یہہ گفتگو کرکے دونون شخص فریقین کے مجمع مین آئے۔ ابو موسیٰ نے لوگون سے مخاطب ہوکر کہا کہ ہم دونون آدمیون کی رائین ایک ایسے امر پر متفق ہوئی ہین جو صلاح امت پر مبنی ہین۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کرکے ابو موسیٰ سے کہا کہ جو رائے تم نے قائم کی ہے سب کے سامنے بیان کرو۔ ابو موسیٰ آگے بڑھے تو عبد اللہ ابن عباس نے اون سے کہا کہ اگر عمر عاص نے تم پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے تو واللہ مین خیال کرتا ہون کہ اوس نے تمکو دھوکا دیا اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عمر عاص ہی کو تقریر کرنے کا موقع دو ورنہ پچہتاؤ گے ابو موسیٰ نے اس پر کوئی اعتنا نہین کی اور کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنا کے الہی کہا۔ ایہا الناس۔ مین مسلمانون کے لئے اس سے بہتر زیادہ صلح کی اور کوئی بات نہین دیکہتا کہ جس پر میری اور عمر عاص کی رائے متفق ہو چکی ہے۔ وہ یہہ ہے کہ معویہ اور علی دونو علحدہ کردئیے جائین اور مسلمانون کا گروہ غور کرنیکے بعد جسکو چاہے خلیفہ مقرر کرلے لہذا مین نے علی اور معویہ دونون کو معزول کیا۔ اب تم لوگ غور کرکے جسکو چاہو خلیفہ مقرر کرلو۔ یہہ کہکر ابو موسیٰ پیچہے ہٹے اور عمر عاص نے حاضرین کے سامنے کھڑے ہوکر حمد و ثنا کے خدا کے بعد کہا کہ جو کچہہ ابو موسیٰ نے کہا وہ تملوگون نے سنا پس جونکہ ابو موسیٰ نے علی کو علحدہ کردیا جس سے مجھے بھی اتفاق ہے لہذا مین بہی علی کو علحدہ کرتا ہون اور معویہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہون

فی المحاضرات انما غلب معویۃ علیا لانہ غایۃ الادراک المحاجۃ بالحیلۃ حل او حرم ثم لم یبالی بالدین ولا یتفکر فی سخط الرب العلمین وعلی لم یستعمل من الحیل الا من حل

کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور انکے خون کا طالب ہی اور دوسرون سے زیادہ اونکی قائمقامی کے مستحق - یہ سنکر ابوموسی نے عمر عاص سے کہا کہ خدا تجھے توفیق نہ دیے - تو نے سخت غداری کی اور بدکاری کی یہ کہکر اوسیوقت ابوموسی سوار ہوئے اور شرم کے مارے مکہ چلے گئے

اور عمر عاص نے اہل شام کے ساتھ معویہ کے پاس جاکر خلافت کا مژدہ دیا - (مورخ ابوالفدا لکھتے ہین) اسیوقت سے حضرت علیؑ کے امر مین ضعف اور معویہ کے امر مین قوت اگئی - علامہ راغب کتاب محاضرات مین لکھتے ہین کہ معویہ کو حضرت علی پر محض اسوجہ سے غلبہ حاصل ہوگیا

کہ معویہ ہر حیلے سے اپنا ہر کام نکال لیتا تہا - چاہیے وہ حیلہ حلال ہو یا حرام - کیونکہ معویہ کو نہ دین کی پروا تھی نہ خدا کا خوف تھا اور حضرت علیؑ کسی حیلہ ناجائز کو کام مین نہین لاتے تہو -

حضرت امام حسنؑ کی شش ماہہ امارت مین معویہ کے مکروفریب

معویہ کو جو توقع تہی وہ اپنی فریب ودغابازی سے اور جو امید تھی وہ اپنے مکروحیلہ سے چنانچہ شاہدات تاریخی نے اوسکے اس کلیہ کو ثابت بھی کردیا میدان قتال مین نہ زورشمشیر انکے کام اسکا نہ حسن تدبیر جو کچھہ اچھا برا کام نکلا - وہ اوسی عالمفریبی سے جو اونکے فطرت کا تمغائے شرافت تھی -

لشکر امام حسنؑ مین سازش اور اغوا

حضرت امام حسن علیہ السلام سے بعد امیرالمومنینؑ کے تمام مسلمانون نے بیعت کی (روضۃ الاحباب) بیعت کے بعد امام حسنؑ نے معاویہ سے مقابلہ کا قصد مصمم کرکے کوفہ سے کوچ کیا اور لشکر کے ساتھ مدائن مین قیام فرمایا -

تاریخ ابن واضح مین مرقوم ہے -

کان معویۃ یدس الی العسکر الحسن من یتحدث ان قیس بن سعد قد صالح معویۃ وتوجہ الی عسکر قیس من یتحدث ان الحسن قد صالح معویہ (الی ان قال) فاضطرب العسکر

معویہ نے یہ خفیہ کارروائی کی کہ ایک شخص کو مدائن بھیجا جہان امام حسنؑ مقیم تھے اور وہان اوس نے یہ مشہور کرایا کہ امام حسنؑ کے سپہ سالار قیس بن سعد نے معویہ سے صلح کرلی اور اسیطرح دوسرے شخص کو قیس کے لشکر مین بھیجکر وہان یہ شہرت دلائی کہ امام حسن علیہ السلام نے معویہ سے صلح کرلی

جب دونون جگہون یہ خبر شائع ہوئی تو امام حسنؑ کے لشکر اور تو ابع مین سخت اضطراب پیدا ہوگیا

تاریخ ابن کامل ابن اثیر مین ہے -

فنادی المنادی فی العسکر بالمدائن الا ان قیس قد قتل وانفروا فنفروا لبسرادق الحسن فنہبوا متاعہ حتے نازعوہ بساطا کان تحتہ

مدائن مین لشکر امام حسنؑ مین ایک منادی نے ندا کی کہ قیس ابن سعد تو قتل کردئے گئے اب تم سب کو لازم ہو کہ یہان سے بھاگ جاو - یہ سنتے ہی لوگون نے امام حسنؑ کا کل اسباب لوٹ لیا اور خیمہ کی قناتین وغیرہ بلکہ وہ فرش تک جس پر آپ بیٹھے ہوئے تہے لیکر بھاگ گئے

حضرت عبداللہ ابن عباس اور معاویہ سے سازش

صفین کے واقعات ہی سے اہل عراق کو دھڑادھڑ رشوتین دیجارہی تھین - دنیا کے بندے پیٹ کے بندے کھلی کھلی ایمان فروشی کررہے تہے بیت المال مسلمین معویہ کا عین المال تھا وہ فی الحال اسی خرچ کے لئے گویا وقف تہا - صفین سے لیکر اسوقت تک کتنی رقم اس مد خاص مین صرف ہوئی تہی - حساب نہین ہوسکتا

بلکہ واقعات تو یہ بتلاتے ہین کہ معاملات صفین سے زیادہ اسوقت رشوت کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ صفین کے معاملات تک تو ہلکے سے پردے کی اوٹ بھی تھی۔ اور اب اج کل تو کھلے خزانوں بڑی بڑی رشوتوں کی لین دین جاری تھی۔

۵ اپنے پھر جانین تو غیروں کی شکایت کیا ہو۔ ملا مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ کوفہ سے چلتے وقت حضرت امام حسن علیہ السلام عبداللہ ابن عباس کو چار ہزار فوج کے ساتھ مقدمۃ الجیش بناکر بھیجا تھا۔ مدائن پہونچکر قیس ابن سعد ابن عبادۃ الانصاری کو بارہ ہزار کی جمعیت سے معاویہ کے مقابلہ کو روانہ فرمایا تھا۔ اور خود دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدائن مین قیام فرما تھے۔ اور حریف کی طرف سے شروع جنگ کا انتظار فرما رہے تھے۔ عبداللہ ابن عباس کی فوج معویہ کی فوج سے متصل تھی اور گویا لشکر شام کی راہ روکے تھا اور قیس کا ماتحتی لشکر دو دیل سچھے حدود عراق مین پڑاو ڈالے تہا۔ طرفین سے خاموشی تھی اور کوئی آگے بڑھنے کی جرات نکرتا تھا۔ دو تین ہفتوں تک یہی کیفیت رہی۔ اسی اثنا مین اپنی رشید وانیوں اور رشوت ستانیوں کا کافی موقع مل گیا انھوں نے بڑی کشادہ دلی سے بڑی بڑی رقمیں اہل عراق کو دین اور انھوں نے بھی بڑی کشادہ دستی سے قبول کرلین۔ ملا علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ معویہ نے بڑی دلیری اور ازادی سے حضرت امام حسن کے پاس ایک طول وطویل فہرست جسمین رشوت لینے والون کے نام اور وہ رقمیں جوانکو دی گئین تھین تفصیل سے درج تھین بھجوادی۔ پھر اوسی کتاب مین ہے کہ امیر شام نے عبداللہ ابن عباس کے پاس ایک قاصد دو ہزار دینار کے ساتھ روانہ کرکے یہ کہلا بھیجا کہ نصف رقم اسوقت حاضر ہے نصف جب اپ چلے جاینگے تو پیشکش کی جایے گی۔ قاصد کے اتے ہی اور دو ہزار کی رقم پاتے ہی انکے قدم مین بھی لغزش مین اگئے اور یہ اوسی رات کو روپوش ہوکر معویہ کے پاس چلے گئے۔

تاریخ طبری فارسی مین انکے واقعہ کو حسب ذیل عبارت مین لکھا ہے۔

عبداللہ ابن عباس نامہ کرد بمعاویہ تا انکہ زود بنزد اوبشد بر ان شرط کہ شما از بیت المال بصرہ از او نخواہید۔ معویہ اجابت کرد۔ عبداللہ ابن عباس بشام رفت باآن خواستہ کہ داشت وازانجا بمکہ رفت	عبداللہ ابن عباس نے خود معویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم بہت جلد تمہارے پاس چلے انے والے ہین مگر اس شرط پر کہ بیت المال بصرہ مین جو کچھ بھی ہے وہ مجھ سے طلب نکرو۔ معویہ نے فوراً قبول کرلیا اور عبداللہ ابن عباس تمام مال واسباب کے ساتھ شام کو گئے اور وہان سے مکہ چلے گئے
طبری ج ۴ ص ۶۰۲	

صلح سے لیکر وفات تک کے حالات — انھین اسباب نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اخر کار صلح قبول فرمالینے پر مجبور کردیا۔ اور حسب ذیل شرائط پر صلحنامہ لکھکر جانبین سے دستخط ہوگئے۔

(۱) معویہ درمیان امت کتاب خدا وسنت رسولخدا صلعم کے موافق عمل کرے گا۔

(۲) معویہ اپنے بعد کسیکو خلیفہ نکرے۔

(۳) شام وعراق ویمن وحجاز ہر جگہہ کے لوگ معویہ کے شر وغدر سے امن مین رہینگے۔

(۴) جناب امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور جمیع اہل بیت وخویشان رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے معویہ کوئی مکر وغدر نہین کرے گا۔ اور نہ پنہان وآشکار انکو کوئی ضرر پہونچایے گا۔

(۵) اصحاب علی اور شیعہ اپنی جان ومال اور اہل وعیال کے ساتھ مطمئن رہینگے

(۶) خراج تک سے ہر سال پچاس ہزار درہم معویہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین پہونچاتا رہے گا۔ اور علاوہ دار الحجرد

اہلبیتؑ کی گذران کے لئے واگذاشت کر دیا جایے گا
(۷) جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو قنوت نماز مین یا اور کسی موقع پر بُرا نہین کہا جائے گا۔
صلحنامہ کے یہ شرائط تھے۔ ان شرطون مین سے معاویہ نے ایک شرط بھی پوری نہین کی۔ تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے
لم یف له معاویه بشیء مما عاهد علیه — معویہ نے اپنی کسی عہد پیمان کی وفا نہین کی جس کا اس نے اقرار کیا تھا۔
تاریخ کامل ابن اثیر کے علاوہ۔ تاریخ ابوالفدا۔ تاریخ طبری۔ تاریخ مسعودی۔ تاریخ ابن اعثم کوفی۔ تاریخ روضۃ الصفا۔
روضۃ المناظر۔ ریاض النضرہ۔ کنز العمال اور تذکرہ خواص الامۃ وغیرہ تمام کتب تاریخ سیر و احادیث مین بالاتفاق
یہی لکھا ہے کہ معویہ نے ان شرطون مین سے ایک شرط پر بھی وفا نہین کی۔
تمام شرطون کی تفصیلی عہد شکنی تو کتاب سرِ چمن۔ سوانح عمری حضرت امام حسنؑ علیہ السلام مین بیان ہو چکی ہے
اونکے دہرانے کی ضرورت نہین۔ ہمکو صرف تین شرطون کی عہد شکنی اور خلاف ورزی کی تفصیلی کیفیت دکھلانی ہے جنکو
ہمارے موجودہ موضوع کتاب سے پورا تعلق ہے۔ اور جن سے معویہ اور اونکے موئدین کے دعوے۔ بنی امیہ کے اوس عفو و درگذاشت۔
لطف و مراعات اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر غلبہ پاکر اونکے ساتھ رواداری و مساوات کے زعم باطل قطعاً باطل ہو جاتے ہین
اور جھوٹے ثابت ہوتے ہین

صلحنامہ کی وہ تین شرطین جنکے تفصیلی بیان کی ہمکو ضرورت ہے۔ وہ حسب ذیل ہین۔

(۱) معویہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نکرے
(۲) شام۔ عراق۔ حجاز۔ یمن اور ہر جگہ کے شیعہ اور اصحاب علی علیہ السلام معویہ کے خوف سے اپنے جان و مال کے ساتھ ہمیشہ مطمئن رہینگے۔
(۳) جناب امام حسنؑ امام حسین علیہما السلام اور جمیع اہل بیت اور اقربائے حضرت رسولخدا صلعم سے معویہ کوئی غدر اور مکر نہین کریگا اور پنہان و آشکار اونکو کوئی صدمہ نہ پہونچائے گا

شرط اول کی اصلی صورت — اب ہم معویہ کیطرف سے ان شرطون کے پوری نہ کئے جانیکے حالات قلمبند کرتے ہین۔
اپنے بعد معویہ کسیکو خلیفہ نکریگا۔ اول تو یہ شرط کے الفاظ یہ تھے۔ شرط مرقومہ کے الفاظ یہ تھے۔ کہ
معویہ اپنے بعد کسیکو اپنا خلیفہ مقرر نہین کرے گا۔ بلکہ اپنے بعد یہ خلافت امام حسنؑ یا جو اہل بیت مین موجود ہوگا اوسکو واپس
دیدیگا۔ ہم اس بحث کو معتبر اسناد کے ساتھ کتاب سرِ چمن سوانحعمری حضرت امام حسنؑ مین لکھ چکے ہین۔ ہمارے ناظرین کو
یاد رکھنا چاہئیے کہ اس شرط کو صرف متقدمین علما مثل امام قتیبہ دینوری۔ امام عبدالبر مکی اور علامہ ابن حجر ہی نے نہین لکھا ہے
بلکہ علماے متاخرین نے بھی آجتک اسکو برابر نقل کیا ہے۔ چنانچہ ہمارے فاضل قدر معاصر خواجہ عبیداللہ امرتسری بھی اپنی کتاب۔
ارجح المطالب مین حافظ ابن حجر کی فتح الباری سے عبارت لکھکر تحریر فرماتے ہین
معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے خوف سے امیر معاویہ نے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا کہ اگر آپ معویہ کی ابتدا
زندہ رہے تو میرے بعد حسب عہدنامہ خلیفہ بن جائینگے اور میرا بیٹا یزید خلافت سے محروم رہجائے گا۔ ارجح المطالب ص ۸۱
ہمارے دوسرے معاصر جو فی زماننا شریعت و طریقت دونو فضیلتون پر ممتاز ہین امام قتیبہ کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ

کی عبارت لکھکر بھی ایسے قائم فرماتے ہین شہادت حسینؑ مولفہ حسن صاحب بھلواروی - درگاہ خرد - پھلواری ضلع پٹنہ -

اسلامی مورخین کے علاوہ یورپ کے محققین بھی جنکی گہری تحقیقات دنیا مین مشکل سے اپنا جواب رکھتی ہے - ایسا ہی لکھتے ہین مسٹر آسبرن (osbern) اپنی لائف اف ہارون الرشید مین خلفاے راشدین کا ذکر کرتے ہوے جناب امام حسن علیہ السلام کی صلح کے متعلق اس شرط کو اوسیطرح لکھا ہے جسطرح اوپر لکھی گئی ہے اور ہمارے معتبر و مستند معصر مولوی احمد حسین صاحب رئیس کی مترجم سیرۃ الہارون نے ترجمہ فرماتے ہوے مسٹر آسبرن کی اون تمام تحریرات پر نوٹ دیا ہے جنکو اپ نے اسلامی اعتقادات و تحقیقات متفقہ کے خلاف پایا ہے - مگر اس شرط کے تذکرے مین مسٹر آسبرن کی عبارت پر کوئی نوٹ نہین دیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے لائق مترجم کے وسیع تحقیقات مین بھی معاملہ ایسا ہی ہے اور جو کچھ مسٹر آسبرن نے اسلامی تاریخون سے لیا ہے اوسی پر اعتماد معتبرہ اسلام کے جملہ علماے سواد اعظم کا اتفاق ہو چکا ہے -

دوسری صلح شیعان علیؑ کی جان و مال او اہل و عیال کی حفاظت - اس شرط کی اصلی عبارت ہم اوپر لکھ چکے ہین اب ہمکو یہ ثابت کرنا ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو کہان تک پورا کیا ہے اسکی تفصیل بھی سر دست چمن مین ہو چکی ہے - مختصراً کچھ عرض ہے -

معویہ کی حکومت شیعان علیؑ اور دوستداران اہلبیت کے لیۓ ایسی سخت مصیبت تھی جس سے بقول مسٹر اسبرن نہ تنہا شیعون کو بلکہ تمام دنیا کو نکلا چھڑانا مشکل تہا - انکے محفوظ و مطمئن رکھنے اور انکے ساتھ امن و امان کے سلوک قائم کرنیکے برخلاف معویہ نے ان لوگون کو قلمرو اسلامی مین انکو ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر قتل کروایا سولیان دلوائین - انکے گھر کھدوا کر پھنکوا دیے - ملکی دفاتر اور محکمہ جات سے انکے نام کٹوا دیۓ گئے - انکے مقررہ وظائف ضبط ہوے - انکی جاگیرین چھین لین گئین -

ان مظالم کی تفصیل مین جو فرامین معویہ کے باب الحکومت سے جاری ہوے اونکی عبارت امام ابوالحسن علی بن محمد مدائنی کی کتاب الاحداث کو فارسی ترجمہ سے بجنسہ ذیل مین نقل کیجاتی ہے

چون امر سلطنت بر معویہ استوار الستیاد - فرمانگرا ز خویش ادا امصار و دیار فرمان داد کہ برئت الذمۃ ممن روی شیئا من فضل ابو تراب و اہل بیتہ عہد خویش شکستم و حبل بیعت و پیمان خود گسستم از انکہ از فضائل علی ابن ابی طالب و اہل بیت او سخنی بر زبان آرد و حدیثی روایت کند - چون این خبر در بقاع و بلاد پراگندہ گشت در ہر بقعہ و بلدہ خطیبے بر منبر عروج داد نخستین زبان بلعن و شتم علی و اہلبیتؑ کشادہ - برائت از انحضرت جست و خاصہ کہ در کوفہ کہ شیعان علی از دیگر جا اینجا زیادہ بودند - زیاد ابن ابیہ کہ در انوقت حکومت کوفہ و بصرہ داشت و شیعان علی علیہ السلام را خوب می شناخت از مرد و زن چہ از شیخ و کودک - چہ اکہ سالہا سال در شمار عمال علیؑ بود و الشیان را بہتر می شناخت و منزل و ماواے الشیان را ہر چند در زاویہ ہا دیغولہا بود نیکو میدانست

جب امر سلطنت معویہ کے لیۓ مرتب ہو گیا تو اوس نے اپنی تمام عمال ماتحت کو بلاد اسلامیہ مین فرمان جاری کر دیا کہ میرے قلمرو مین جو شخص علیؑ اور اپ کی اہلبیت علیہم السلام کے فضائل بیان کریگا یا اون لوگون سے کوئی روایت کرے گا تو مین اوس سے اپنی سب عہد و اقرار اوٹھا لونگا - جب یہ فرمان شہر و قصبات مین پہونچا تو ہر مقام پر خطیب منبر پر گیا سب سے پہلے اوس نے حضرت علیؑ اور اپ کی اہلبیت پر لعن کی (نعوذ باللہ) اور اون لوگون سے اپنی برائت ظاہر کی اور خاصکر کوفہ مین اس سے زیادہ ظاہر ہوے جہان تمام شہرون سے زیادہ شیعہ بستے تھے اور زیاد ابن ابیہ جو بصرہ اور کوفہ کا حاکم تہا اور شیعان علی کو خوب پہچانتا تہا کیونکہ حضرت علیؑ کے ایک عامل کی حیثیت سے وہان مدتون رہچکا تہا اور اگرچہ وہ لوگ دور دراز گوشون مین اور غیر متعارف مقامون مین رہتے تھے - لیکن تاہم زیاد انھین خوب پہچانتا تھا - ان غریبون پر اس لیے

دست تظلم دراز کرد و ہمگان را دستگیر ساخت و با تیغ در گذرانید۔ جماعتے را میل درکشید و نابینا ساخت و گروہے را دست و پا برید و از شاخہاے نخل در آویخت گروہے در مغاکہا و شگافہاے کہسارہا مستور می شدند و یک تن از شناختگان شیعان علی علیہ السلام در عراق بجا نماند

اوس نے الوگون پر خوب ظلم و ستم کے ہاتھ صاف کئے اور اون سب کو اسیر کرلیا اور پہر سب کو تلوار کے گھاٹ اوتارا انمین سے ایک جماعت کی آنکھون مین سلائیان پھروا دین اور اندھا کروا دیا اور بہتون کو درختون مین لٹکا کر پھانسیان دلوا دین اور جو لوگ بچگئے وہ بھاگ بھاگ کر دور دراز پہاڑون اور غارون مین چھپ گئے۔ غرضکہ شیعان علی اور اونکا پہچاننے والا ایک بھی عراق مین باقی نہ چھوٹا

یہ تو کوفہ کی شیعہ ابادی پر ستم ڈہائے گئے اب بصرہ کے شیعون کی مصیبتین ملاخطہ ہون۔

زیاد ابن سمیہ سمرہ ابن جندب را بجاے خود گذاشت و بکوفہ مراجعت نمود و سمرہ ہشت ہزار از مردم بصرہ را بیرون بصرہ گردن زد و در میان ایشان چہل و ہفت کس حافظ و قاری تمام قران بودند و جرم و جریرت این جماعت حب علی ابن ابی طالب علیہ السلام بود بلکہ بعض را محض بتہمت از شیعان علی ہمگفتند و سر برگرفتند

زیاد اپنی جگہ سمرہ ابن جندب کو بصرہ مین چھوڑکر کوفہ چلا آیا۔ اوسکے جانیکے بعد سمرہ نے آٹھ ہزار شیعون کو جو بصرہ اور اوسکے مضافات مین رہتے تھے قتل کرا دیا۔ انمین سینتالیس بزرگ حافظ اور قاری تمام قران کے تھے۔ ان لوگون کا جرم صرف محبت علی تھی۔ بعض لوگون کو تو صرف شیعہ علی ہونیکی تہمت پر قتل کرا دیا گیا

معاویہ نے ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا بہی شایع کرایا۔ وہ یہ ہے۔

نیک نگران باشید در حق کسے کہ استوار افتاد کہ از دوستدار علی ابن ابیطالب و محبان اہلبیت اوست نام او را از دیوان عطایا کہ از بیت المال مقرر است خط محو برکشید و ساقط سازید وظیفہ او را۔ و اجراے انقدر ہم رضا نداد بلکہ خطے دیگر نگاشت کہ ہر کس را بدوستی علیؑ و اہلبیت علیہم السلام او متہم سازند ہرچند کہ استوار نباشد و گواہے برین معنی حاضر نشود بہمان تہمت دست خوش نقمت سازید و سر از تنش بر دارید

اچھی طرح اسکا خیال رکھو کہ جو شخص شیعہ علی اور دوستدار اہلبیت علیہم السلام اگر ثابت ہو اوسکا نام وظیفہ پایان بیت المال کی فہرست سے کاٹ دو اور وظیفہ مقررہ اسکا بند کردو۔ اسی پر منحصر نہین۔ بلکہ ایسے لوگ بھی قتل کردیے جائین جو دوستی علیؑ و اہلبیتؑ مین صرف متہم ہون۔ ہرچند یہہ شبہہ ثابت بھی نہو اور اس امر پر کوئی شاہد بھی موجود نہو۔ صرف اسی تہمت پر اونکے سر اوڑا دو

اس شاہی فرمان کی اجرا و اعلان سے شیعون کی غریب جانون پر کیا گذری اوسکی تفصیل یہہ ہے۔

چون این حکم از معاویہ پراگندہ شد عمال و حکام او بر قتل شیعان علی علیہ السلام پرداختند و بسیار کس را بتہمت ناراست و گمان سست با تیغ در گذرانیدند و خانہاے ایشان را خراب ساختند چہ بسیار افتاد کہ مردے اینکہ بسنجد یا نشنید معنی کلمہ را سنجیدہ باشد سقطہ در کلام او افتاد کہ حمل بر حب

جب یہہ حکم معویہ کا جاری ہوا تو اوسکے عمال و حکام شیعون کے قتل پر آمادہ ہوے اور بہتون کو جھوٹی تہمت پر تلوار کے گھاٹ اوتار دیا اور اونکے گھرون کو مسمار کر دیا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ اگر کسی شخص نے بغیر سونچے سمجھے کوئی ایسی بات کہدی جس سے اوس پر حب اہلبیت علیہم السلام کا گمان ہوا تو

اہلبیت علیہم السلام نتوان کرد و لے انچہ از او بہ سند سرش را بتیغ
زتن بر گشتند چنان افتاد کہ شیعہ علی علیہ السلام چون میخواست
با رفیقی موافق و صدیقی موثق سخنی بگوید او را بسرآے خویش در می
آورد و از پس ستارات و حجابات می نشست و بر رو خادم و
مملوک سیر ورمی بست انگاہ با او با ایمان مغلظہ سوگند میداد
کہ از مکنون ضمیر مکتوم سترے بیرون نیفگند پس با تمام خوف و وحشت
حدیثے را روایت میکرد ناسخ التواریخ جلد ششم مطبوعہ بمبئی باسناد
امام ابوالحسن والشیبان نہا بر سناد صحیح مسلم باب الفتن

اوسکا نتیجہ اوس سرور فت یا کے سر او ڑا دیا گیا پہر تو یہہ حالت ہوئی کہ جب
کوئی شیعہ علیؑ اپنے کسی سچے دوست سے یا اپنی کسی معتمد احباب
سے بھی کوئی بات کہنا چاہتا تھا تو اوسکو اپنے گھر لیجاتا تھا
اور تمام گھر کے پردے چھوڑ کر خلوت مین بیٹھتا تھا اور گھر کے
غلام و نوکر بھی اندر آنے نہ دیئے جاتے تھے۔ پہر اپنے دوست سے
اوس راز کے افشا کے نسبت غلیظ قسمین لیتا تھا تب کوئی
بات اوس سے کہتا تھا یا کوئی حدیث اوس سے روایت
کرتا تھا۔

تیسری شرط صلحنامہ حضرات امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام اور جمیع اہلبیت و اقربائے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے معاویہ کوئی غدر اور مکر نکرے گا اور پنہان و اشکار انکو کوئی صدمہ یا تکلیف نہ پہونچائے گا۔"

سب سے پہلے معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام ہی کا خاتمہ کر دیا۔ گویا جس مقدس بزرگ سے صلح کی گئی تھی اور سب سے
پہلے جس مبارک ہستی سے اوسکی حفاظت جان و قیام وجود کا معاہدہ کیا گیا تہا اور وفاداری لیگئی تھی اوسی کے وجود سے سب سے پہلے
دنیا خالی کر دی گئی اور اوسکے زمانہ حیات کو بہت جلد اور قبل از وقت تمام کر دیا گیا معویہ کو اسکی جیسی جلد اور سخت ضرورت
درپیش تھی وہ بحوث شیرازی کی کتاب روضۃ الاحباب کی مفصلہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے۔

چون چندگاہ از قضیہ صلح بگذشت معاویہ را خاطر بر آن قرار
گرفت کہ یزید را ولیعہد گرداند و مشاہیر آفاق را ببیعت او دعوت
بکند و چون بتحقیق میدانست کہ این قضیہ با وجود امیر المومنین
حسنؑ پیش نخواہد رفت۔ لاجرم در دفع آنحضرت ع کوشید

جب معاملہ صلح کو زمانہ گذر گیا تو معاویہ نے یہہ نیت کی کہ یزید
کو اپنے بعد ولیعہد مقرر کرے اور اپنے زمانہ حیات ہی مین تمام
مملکت کے لوگون کو بیعت یزید پر متفق کر لے مگر چونکہ اوسے معلوم
تہا کہ یہہ امر امام حسن علیہ السلام کی زندگی مین وجود پذیر نہین
ہوسکتا اسلئے اپ کے وجود ہی کو بہت جلد ختم کر دینے کی اوس نے (سب سے پہلے) کوشش کی۔

آب معاویہ کے اس عنوان کا نتیجہ مروج الذہب مسعودی کے اصل الفاظ مین ملاحظہ ہو۔

ان امراتہ جعدہ بنت اشعث الکندی سقتہ
السم و قد کان معویہ دس الیہا انک ان احتلت
فی قتل الحسنؑ وجہت الیک بمائۃ دراھم و ذوجتک
یزید

امام حسن کو اونکی بیوی جعدہ بنت اشعث کندی نے زہر دیا معاویہ
نے اوس سے خفیہ طور پر کہلا بھیجا کہ اگر امام حسنؑ کے قتل مین
تیرا کوئی حیلہ کارگر ہو جائے تو مین تجہے ایک لاکھ درہم انعام
دونگا اور تیرا نکاح اپنے بیٹے یزید سے کر دونگا۔

امام عبد البرؒ ملکی اسکی تصدیق استیعاب مین یون کرتے ہین

سم الحسن ابن علی رضی اللہ عنہما سمتہ امراتہ
جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی و قالت
طائفۃ کان ذلک بتدسیس معویۃ الیہا

امام حسنؑ کو اونکی بی بی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی
نے زہر دیا۔ ایک گروہ محققین کا کہنا ہے کہ معاویہ نے جعدہ
سے سازش کر کے امام حسنؑ کو زہر دلوایا

امام حسنؑ کی وفات پر معویہ کی خوشیاں — اپنی تدبیر یا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جانے پر اظہار مسرت فطرت انسان کے ایسے جذبات ہیں جو کسی طرح سے روکے نہیں جاسکتے۔ تاریخ الخمیس دیار بکری اور حیواۃ الحیوان دمیری کی منصلۂ ذیل عبارت اسکی شاہد صادق ہے۔

لما بلغ معویہ موتہ سمع تکبیر من الخضراء فکبر اھل الشام لذلک التکبیر فقالت فاختہ بنت قرظیہ لمعویہ اقر اللہ عینک ما الذی کبرت لاجلہ فقال مات الحسن فقال اعلی موت ابن فاطمہ تکبرت فقال ما کبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی ودخل علیہ ابن عباس فقال یا ابن عباس ھل تدری ما حدث فی اھل بیتک قال لا ادری ما حدث الا انی اراک مستبشرا وقد بلغنی تکبیرک فقال مات الحسن فقال ابن عباس رحم اللہ ابا محمد ثلاثا واللہ یا معویہ لا تسد حفرتہ حفرتک ولا یزید عمرہ فی عمرک

جب معویہ کو امام حسن کی خبر وفات ملی تو محل خضرا سے تکبیر کی آواز سُنی گئی جسکو سنکر اہل شام نے تکبیر کہی۔ فاختہ بنت قرظیہ نے معویہ سے کہا تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تم نے کس بات پر تکبیر کہی معویہ نے کہا کہ حسنؑ کا انتقال ہو گیا فاختہ کہنے لگی۔ کیا تم نے فاطمہؑ کے بیٹے کے مرنے پر تکبیر کہی ہے۔ اوسنے کہا میں نے شماتت کے ارادے سے تکبیر نہیں کہی ہے بلکہ اسوجہ سے کہ حسنؑ کی خبر موت سے میرے قلب کو راحت پہونچی اتنے میں ابن عباس آگئے معویہ نے کہا تمہیں معلوم کہ تمہارے اہلبیت میں کیا واقعہ گذرا۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا مجھکو تو معلوم نہیں مگر میں تمکو اسوقت خوش پاتا ہوں اور تمہاری تکبیر کی آواز بھی میں نے سُنی ہے۔ معویہ نے کہا حسنؑ کا انتقال ہو گیا۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا خدا رحم کرے ابو محمدؑ پر اسکو تین بار کہا۔ واللہ نہ اونکی قبر تمہاری قبر کو روک دے گی اور نہ اونکی عمر تمہاری عمر کو بڑہا دے گی۔

یہ تو خاص امام حسنؑ کے ساتھ جو حضرت علیؑ کے فرزند اکبر تھے معویہ نے شرائط صلح کے مطابق حقوق حفاظت و نگرانی ادا کیٔے اب شیعوں کے ساتھ جو ظالمانہ خونخواری اور دلآزاری کی اوسکی خونیں تفاصیل ہمارے گذشتہ صفحات کو رنگین کر چکی ہیں اس لیٔے اون کی تکرار کی ضرورت نہیں۔ اونھیں خونخواریوں کا ایک ضمیمہ پیش کر دیتا ہوں۔ یہ مظلوم بزرگ صرف شیعہ علیؑ ہونیکا مجرم نہیں تہا بلکہ جلیل القدر اور مستجاب الدعوات صحابی رسولؐ ہونیکا بھی قصور وار تہا۔

ابن شحنہ اپنی مشہور تاریخ روضۃ المناظر میں لکھتے ہیں۔

کان معویہ وعمالہ یسبون علیا علی المنابر وکان من عادۃ حجر ابن عدی اذا استبوا علیا فعارضھم واثنی علیہ ففعل کذلک فی امارۃ زیاد بالکوفہ فامسک وارسل بہ مع جماعۃ من اصحابہ الی معویہ فامر بقتلہ وثمانیۃ من جماعتہ فقتلوا بقریۃ عذراء رحمہم اللہ وعظم ذلک علی المسلمین وروی عن الشافعی انہ اسر الی الربیع ان اربعہ من الصحابہ لا تقبل

معویہ اور اونکے عمال منبروں پر حضرت علیؑ کی شان میں کلمات ناشائستہ کہتے تھے اور حجر ابن عدی اون کلمات ناسزا کے جواب میں حضرت علیؑ کی مدح کیا کرتے تھے۔ جب زیاد کے زمانہ حکومت میں حجر ابن عدی نے حسب عادت سب علی کا معارضہ کیا تو زیاد نے اوکو اور کئے آٹھ ساتھیوں کو پکڑکر معویہ کے پاس بھیجدیا اور معویہ نے سب کو قریہ عذرا میں بھیجکر قتل کرا ڈالا۔ خدا اون سب پر اپنی رحمت نازل کرے۔ اونکا قتل مسلمانوں پر بہت شاق گذرا۔ امام شافعی نے ربیع کو وصیت کی کہ چار صحابی

شہادۃ معویہ وعمرابن العاص والمغیرۃ وزیاد

کی گواہی قابل قبول نہیں۔ معویہ۔ عمرعاص۔ مغیرۃ اور زیاد

علامہ ابن عبد البر استعیاب مین لکھتے ہین

عن مبارک بن فضالہ قال سمعت الحسن البصری یقول ویل لمن قتل حجر بن عدی واصحابہ وقال احمد قلت لیحیی بن سلیمان بلغک ان حجرا کان مستجاب الدعوات قال نعم وکان من افاضل اصحاب النبی صلعم

مبارک بن فضالہ سے مروی ہے کہ مین نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ وایے ہے حجر اور اصحاب حجر کے قاتلون پر اور احمد بن حنبل کا قول ہے کہ مین نے یحییٰ بن سلیمان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حجر ان عدی مستجاب الدعوات تہے اور انحضرت صلعم کے فاضل ترین صحابی۔

انکی شہادت کی خبر بھی جناب مخبر صادق صلعم دیچکے تھے کنز العمال مین ہے۔

عن عائشہ قال سمعت رسول اللہ ص یقول ستقتل بعذرا ناس یغضب اللہ لھم واھل السماء

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو ارشاد کرتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب ایسے لوگ مقام عذرا مین قتل کئے جائینگے جنکے قاتلین پر خدا اور اہل سموآت کا غضب نازل ہوگا۔

بعیت یزید۔ واقعہ کربلا اور مصائب حسین ع کی تمہید

امام حسن علیہ السلام کے معاملات سے فراغت کلی ہوچکی تو بخوف اسکے کہ جب شرایط صلح امر خلافت حضرت امام حسین علیہ السلام کیطرف منتقل ہوجائے بیعت یزید کا مسئلہ جو معاویہ کا اصل مدعا تہا فوراً چھیڑ دیا گیا اور بڑی مستعدی اور سرگرمی سے اسکا انتظام خاص اپنے ہاتھون مین لیلیا گیا اور اسکے لئے حجاز و عراق اسلام کے دونو مرکزی مقامات کی خاک اوڑا دالی گئی۔ مدینۃ النبی دار الاسلام تھا۔ نظام اسلام کے ارباب حل وعقد زیادہ تر یہین رہتے تھے۔ اسلئے اسکی سلسلہ جنبانی یہین سے اغاز کی گئی۔ مروان عامل مدینہ کے ذریعہ عامۃ المسلمین مین اسکی تحریک شروع ہوئی۔ مروان نے اس فرمان شاہی کی عام قبولیت و منظوری کے لئے مختلف ذریعون سے کوشش کی خلوت مین جلوت مین لوگون کو سمجھایا بھی پھسلایا بھی۔ منبرون پر مسجدون مین نصیحتین بھی کی۔ ڈرایا بھی۔ دھمکایا بھی۔ مگر یا این ہمہ اوسکی کوشش ناکامیاب رہی۔ عام پبلک نے کچھ تو سلطنت کی بدنظمی۔ خلاف عہدی اور کچھ ولیعہد کی ناقابلیت اور عدم صلاحیت کے باعث سے موجودہ مضمون ولیعہدی کو خاص دلچسپی سے نہین سنا۔

مروان نے صورت حال معویہ کو لکھ بھیجی۔ اوسنے دوسری وجہ کو مسلمانون کی عدم دلچسپی کا سبب یقین کیا اور تخت گاہ شاہی سے فوراً ولیعہد بہادر کو براہ راست ان ضروری ہدایات کے ساتھ مدینہ مین بھیجدیا کہ وہ مسرفانہ داد و دہش اور خود غرضانہ عطا و بخشش کے ذریعہ سے فاقہ مستان حجاز اور زر پرستان عراق سے اپنے اخلاق و اشفاق کی عام قبولیت حاصل کرین اور بیت المال اسلامی کو اپنا عین المال قرار دیکر اپنے اثر و اقتدار قائم کرنیکا آلہ کار بنائین۔ صاحب روضۃ الصفا لکہتے ہین

در این سال یزید بحج رفت وبجہت تحصیل نام نیک اموال وافر درمکہ ومدینہ زادہا اللہ شرفا صرف کردہ ولہا بدست آوردہ وذکر سماحت ومروت او درافواہ افتاد

اسسال یزید حج کیلئے آیا۔ اور نیک نامی حاصل کرنیکے لئے مال کثیر مکہ و مدینہ زادہا اللہ شرفا مین صرف کرکے لوگون کے دلون کو اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور یزید کی عطا و جود کا تذکرہ ان دونو مقامون مین مشہور ہوا۔

لیکن جب لوگون کو اس سفر کا اصل مدعا معلوم ہوا تو یزید کے متعلق اختلاف رآے قائم ہوگیا ۔ روضۃ الصفا مین ہے

اما چون اہمعنی اشتہار یافت کہ معاویہ یزید را ولیعہد خویش میگردانند مردم درین باب سخنہا گفتند بعضی از شعرا او را ہجو نمودند و برخے بستائش وے مشغول گشتند ہا و طبقات خلائق را بقدر حاجت الشان رعایت نمود

لیکن جب یہ امر ظاہر ہوگیا کہ معاویہ یزید کو اپنا ولیعہد کرنا چاہتا ہے تو لوگون نے آپسمین مختلف قسم کے قول کہے ۔ بعض شاعرون نے اوسکی ہجو طیار کی اور بعض نے اوسکی تعریف کی اور اوسنے بقدر ضرورت سب کے ساتھ رعایت کی ۔

معاویہ کا یہ مشن پورے طور سے تو نہین تو تھوڑا بہت تو ضرور کامیاب ہوا ۔ مگر اس قلیل کامیابی سے معاویہ کی پوری تسکین نہین ہوئی تو اوسنے عبد اللہ ابن زبیر ۔ عبد اللہ ابن عمر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر کو بُلا بلا کر اونکو بیعت یزید پر راضی کرنا چاہا ۔ مگر بہ استثناے عبد اللہ ابن عمر سب نے انکار کیا ۔ ہمکو ان واقعات کے دہرانے کی ضرورت نہین ۔ ہمکو تو صرف امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ معویہ کے طرز عمل کو دکھلانا مقصود ہے ۔

مروان نے ولیعہدی یزید کے متعلق امام حسین علیہ السّلام کی نسبت معاویہ کو یہ خط لکھکر اطلاع کی ۔

اما بعد فان عمرابن عثمان ذکر ان رجالا من اهل العراق و وجوہ اهل الحجاز یختلفون الی الحسین ابن علیؑ و ذکر انہ لا یامن وثوبہ وقد بحثت عن ذلک فبلغنی انہ لا یرید الخلافۃ یومہ ولست امن ان یکون هذا ایضا لمن بعدک فاکتب الی برایک فی هذا والسّلام

آپ کو معلوم ہو کہ عمر ابن عثمان نے مجھے خبر دی ہے کہ اہل عراق اور سرداران حجاز کی ایک جماعت کی آمد و رفت جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین بہت پائی جاتی ہے اور کہتا تھا کہ مین اونکے خروج کرنیکی لیے مطمئن نہین ہون ۔ مین نے اس معاملہ کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ ان دنون توخلافت کا ارادہ نہین رکھتے ۔ مگر ہان ۔ تیرے بعد جو مسند خلافت پر ممکن ہوگا اوسکی طرف سے مجھکو اطمینان نہین ہے ۔ اس بارے مین جو آپ کی رائے ہو ۔ اوس سے مطلع فرمائے ۔ والسّلام

اس خط نے معویہ کو سخت اضطراب مین ڈالدیا کیونکہ دعویداران خلافت سے حجاز مین سب سے پہلے وہ جناب امام حسین علیہ السّلام کو خیال کرچکا تہا ۔ اس سبب سے اوس نے فوراً امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین یہ خط لکھا ۔

اما بعد فقد انتہت الی امور عنک ان کانت حقا فقد اظننت ترکتها رغبۃ فدعها ولعمر اللہ ان من اعطی اللہ عہدہ ومیثاقہ لجدیر بالوفاء وان کان الذی بلغنی عنک باطلا فانک اعزل الناس لذلک وعظ نفسک واذکر بعہد اللہ واوف بہ فانک متی تنکرنی انکرک ومتی تکدنی اکدک فاتق شق عصا هذہ الامۃ وان یردهم اللہ علی یدیک فی فتنۃ فقد عرفت الناس وبلوتهم فانظر لنفسک ولدینک ولامۃ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولا یستخفنک السفہاء الذین لا یعلمون

آپ کی نسبت مجھکو ایسی خبرین ملی ہین ۔ اگر یہ صحیح ہین تو میرا خیال ہے کہ انکو ترک فرمایئے ۔ اور ان افعال سے باز آئیے ۔ انسان کو لازم ہے کہ جس کسی کے ساتھ کوئی عہد کرلے اوسکو پورا کرے اور اگر یہ خبرین جھوٹی ہین تو آپ اون سے بری الذمہ ہین ۔ آپ اپنے نفس کو موعظہ فرمائین اور اپنے معاہدہ پر قائم ہین ۔ اگر آپ میرے حقوق کا انکار کرینگے تو ضرور ہے کہ مین بھی آپ کے استحقاق کا انکار کرون اور جب آپ میرے ساتھ چال چلینگے تو مین بھی آپکے ساتھ چال چلون گا ۔ آپ ان امور سے پرہیز کرین جن سے ہمارے امت مین کوئی تفرقہ نہ پڑے اور ایسا نہو کہ آپ کے ہاتھون کوئی فتنہ برپا ہو ۔ آپ عوام الناس کو تو پہچان چکے ہین اور اونکو

میزان آزمائش میں ازمائش میں ازما چکے ہیں لہذا امت محمدیہ کی رعایت اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہمیشہ طیار ہو اور بجا نہیں امت کے کہنے پر نہ جائیے ۔

اس خط میں معاویہ نے خلاف شرائط صلحنامہ حضرت امام حسین کو اپنی سطوت شاہی اور شروت جہان پناہی سے جتنا ڈرایا اور دھمکایا ہے وہ عبارت تحریر سے ظاہر ہے ۔ خاصان آلہی بحکم لا لومۃ لائم ان دھمکیوں سے اپنے حقوق اصلی اور ادائے فرض منصبی کو چھوڑ نہیں سکتے ۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے معویہ کو یہہ دندان شکن جواب تحریر فرمایا ۔

امام حسین علیہ السلام کا جواب

قد بلغني كتابك فذكرت انه قد
بلغتك الى امور انت لي عنها راغب
وانا بغيرها عندك جدير فان الحسنات لا يهدي لها
ولا يسدد لها الا الله واما ما ذكرت انه انتهى اليك
مني فانه انما رقاه اليك الملاقون المشاؤن بالنميم
وما اريد لك حربا ولا عليك خلافا وايم الله في
تخالف الله في ترك ذلك وما اظن الله راضيا بترك
ذلك ولا عاذرا بدون الاعذار فيه اليك وفي اولئك
القاسطين الملحدين حزب الظلمة واولياء
الشياطين الست القاتل حجرا اخا كندة والمصلين
العابدين الذين كانوا ينكرون الظلم ويستعظمون
البدع ولا يخافون لومة لائم ثم قتلهم ظلما وجورا
وعدوانا بعد ما كنت اعطيتهم الايمان المغلظة و
المواثيق المؤكدة لا تؤاخذهم بحدث كان بينك و
بينهم ولا باحنة تجدها في نفسك والست قاتل عمرو بن
الحمق الخزاعي صاحب رسول الله صلعم العبد الصالح
الذي ابلته العبادة فنحل جسمه واصفر لونه بعد
امنه واتيته من عهود الله ومواثيقه ما لو اعطيتها
طائرا لنزل اليك من الجبل ثم قتل احتراءة على ربك
واستخفافا بذلك العهد الست مدعي زياد ابن سمية
المولود على الفراش عبيد ثقيف فزعمت انه ابن ابيك
وقد قال رسول الله صلعم الولد للفراش وللعاهر
الحجر فتركت سنة رسول الله صلعم تعمدا و

تیرا خط آیا جسمیں تو نے میری طرف سے اپنے لئے ان مخالفتوں کا ذکر کیا ہے
جسکی مجھکو کوئی امید نہیں تھی ۔ یہہ سمجھ لے کہ حسنات کے دروازے بغیر حکم خدا
نہ کھلتے ہیں اور نہ بند ہوتے ہیں ۔ اور تو نے جو کچھ لوگوں سے میری نسبت
سنا ہے ۔ جان لے کہ یہہ خوشامدی اور جھوٹے لوگوں نے مجھپر صاف صاف
تہمت باندھی ہے ۔ تجھکو خوب معلوم ہو کہ مجھکو فی الحال تجھسے کوئی مخالفت
یا مخاصمت نہیں ہے لیکن یہہ سمجھ لے کہ خدا کی قسم میں اپنی اس ترک مخاصمت
سے خوشنود نہیں ہوں اور اس ترک مخاصمت کے تجھکو اور تیرے ان ملحد
کو جو دستہ آرا شیاطین اور لشکر ظالمین شمار ہوتے ہیں ۔ کوئی حق یا عذر
نہیں ہو سکتا ہے ۔ کیوں اے معاویہ ۔ تو وہ شخص نہیں ہے جس نے
حجر ابن عدی کندی کو قتل کیا اور ایسے شخصوں کو جو بد عبادت
گذاروں اور امت کے برگزیدہ کاروں میں شمار ہوتے تھے اور وہ لوگ ایسے
تھے جو ظلم کو بدعت سمجھتے تھے اور راہ خدا میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت
کرنے سے نہیں ڈرتے تھے ۔ پس تو نے ایسے لوگوں کو اپنی ظلم و تعدی سے
قتل کیا حالانکہ انکے تحفظ جان اور امن و امان کے لئے تو نے غلیظ قسمیں
کھائی تھیں اور مستحکم وعدے کئے تھے ۔ بغیر اسکے کہ یہہ لوگ تیرے ملک میں
کوئی فتنہ برپا کریں تو نے ان سب کو ہلاک کیا اور اے معاویہ کیا تو وہ شخص
نہیں ہے جس نے عمرو بن حمق خزاعی کو قتل کیا جو صحابی رسول خدا صلعم تھے
اور ایسے مرد صالح تھے کہ کثرت عبادت نے انکے جسم کو گھلا دیا تھا اونکی قوتوں کو
زائل کر دیا اور انکے رخساروں کو زرد رنگ بنا دیا تھا بعد اسکے کہ تو نے
انکو حفظ امان دیا تھا اور اسی عہد و پیمان کو مستحکم کیا تھا اور وہ تیرے ایسے
اقرار تھے کہ انسان کیا اگر کسی جانور کی نسبت بھی تو ایسا اطمینان دلایا
ہوتا تو وہ ضرور اپنے آشیانہ کوہستانی سے اڑ کر تیرے پاس چلا آتا ۔ مگر
باینہمہ تو نے اپنے وعدے کے خلاف کیا اور خدا پر جرأت کر کے انکو قتل کیا

تبعث هو ان بغیر هدی من الله ثم سلطته علی العراقین
یقطع ایدی المسلمین وارجلهم ویسمل اعینهم ویصلبهم علی
جذوع النخل کانک لست من هذه الامة ولیسوا منک فلک
لست صاحب الحضرمیین الذین کتب فیهم ابن سمیة کانوا
علی دین علی علیه السلام فقتلهم ومثل بهم بامرک ودین علی
والله الذی کان یضرب علیه اباک ویضربک به وجلست
ولولا ذاک لکان شرفک وشرف ابیک الرحلتین وقلت فیما
قلت انظر لنفسک ولدینک ولامة محمد اتق شق عصا هذه
الامة وان تردهم الی فتنة وانی لا اعلم نظرا لنفسی
ولدینی ولامة محمد صلی الله علیه واله وسلم علینا افضل
ان اجاهدک فان فعلت فانه قربة الی الله وان ترکته
فاستغفر الله لذنبی واسئله توفیقه لارشاد امری و
قلت فیما قلت انی ان انکرک تنکرنی وان اکدک تکدنی
ما بدا لک فانی ارجو ان لا یضرنی کیدک فی وان لا یکون
علی احد اضر منه علی نفسک لانک قد رکبت جهلک و
تحرصت علی نقض عهدک ولعمری ما وفیت بشرط ولقد
نقضت عهدک بقتلک هولاء النفر قتلتهم بعد الصلح و
الایمان والعهود والمواثیق فقتلتهم من غیر ان یکونوا
قاتلوک وقتلوا ولم یفعل ذلک لهم الا لذکرهم فضلنا
وتعظیمهم حقنا فقتلتهم مخافة امر لعلک لو لم تقتلهم مت قبل
ان یفعلوا وماتوا قبل ان یدرکوا فابشر یا معویة بالقصاص
واستیقن بالحساب واعلم ان الله تعالی کتابا لا یغادر صغیرة
ولا کبیرة الا احصاها ولیس الله بناس لاخذک بالظنة و
وقتلک اولیاءه علی التهم ونفیک اولیاءه من دورهم
الی دار الغربة واخذک للناس ببیعة ابنک غلام حدث
یشرب الخمر ویلعب بالکلاب لا اعلمک الا وقد خسرت نفسک
وتبرت دینک وغششت رعیتک واخربت امانتک وسمعت مقالة
السفیه الجاهل واخفت الورع التقی لاجلهم والسلام ـ

ہاں اے معویہ ـ تو ایسا شخص نہیں ہے جس نے زیاد بن سمیہ کو جو غلامان
ثقیف میں سے ایک غلام کا زائیدہ تہا ـ اپنا بھائی بنایا اور اوسکو
ابو سفیان کا بیٹا قرار دیا حالانکہ حسب فرمان آنحضرت صلعم بچہ تو اوسکا
ہوتا ہے جسکی جورو ہوتی ہے اور زناکار کی سزا پتھر ہے تو نے اپنی خود غرضی کی
وجہ سے سنت رسول کو ترک کیا ـ اور عبد ثقیف کے بیٹے کو اپنا بہائی قرار دیکر
حکومت عراقین پر مامور کیا کہ اوسنے مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اونکی
آنکھوں کو گرم لوہے سے اندہا کر دیا اور اونکے اجسام کو درختوں کی شاخوں پر
لٹکا دیا گویا تو امت اسلامیہ میں داخل ہی نہیں تھا ـ اور یہ لوگ تجھ سے علاقہ
ہی نہیں رکھتے تھے ـ ہاں اے معاویہ کیا تو وہ شخص نہیں ہے کہ تیرے حکم
سے زیاد ابن سمیہ نے لکھ بھیجا کہ قبیلہ حضرمیہ کے لوگ حضرت علی کے پیرو
ہیں تو نے اوسکو حکم دیا کہ عموماً جو شخص طریقہ علی پر پایا جاوے اوسکو قتل کر ڈالو
اور اونمیں سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھو ـ حالانکہ خدا کی قسم علی علیہ السلام
کو دین خدا کے حکم سے تجھکو اور تیرے باپ کو تہ تیغ کیا اور کچھ اپنے کسی امر کے
کینہ وحسد سے ـ تو نے آج مسند خلافت کو غصب کر لیا ـ ورنہ تیرے باپ کا
وصف صیف و شتا کے حدود سے باہر نہیں تہا (رحلة الشتاء والصیف)
او تو نے جو اپنے خط میں یہ تحریر کیا ہے کہ اپنے نفس اور اپنے دین کی نگرانی کیجیو
اور امت محمدیہ میں تفرقہ نہ ڈالیئے اور شق عصائے امت اور تفریق جماعت
سے پرہیز کیجیو تو میرے علم ویقین میں تیری حکومت سے بڑھکر دوسری شے
فتنہ وفساد کا باعث اس امت کے لئے نہیں ہے ـ اور اپنے نفس اپنے دین اور
سائر امت محمدیہ صلعم کے لئے دوسری چیز اس سے بڑھکر مفید نافع اور افضل نہیں
ہے کہ میں تیرے ساتھ جہاد کروں اگر میرا مقابلہ اور قتال انجام پا گیا ـ
تو مجھکو حضرت رب العزت میں شرف قبولیت حاصل ہوگا ـ اور وجہ قربت ہو
گا اور اگر میں نے تامل اور پہلوتہی کروں تو مجھکو اسکے لئے استغفار کرنا چاہیئے
اور اپنے خدا تبارک وتعالی سے طلب رشد کرنا چاہیئے اور تو نے جو یہ لکھا ہے
کہ اگر آپ میرے حقوق کا انکار کیجیئے گا تو میں بھی آپکے استحقاق کا بھی انکار
کروں گا اور اگر آپ میرے ساتھ چال چلیں گے تو میں بھی آپکے ساتھ
چال چلوں گا بس افسوس ہے تجھ پر مجھکو تو تجھ سے امید رکھنے کے عوض
میں یقین کامل ہے کہ تیرے مکر سے دنیا میں کسیکو ضرر نہ پہونچیگا ـ

بلکہ وہ اولٹ کر تیری ہی ذات پر پڑے گا۔ کیونکہ تو اپنی جہالت پر سوار ہوگیا ہے اور نقض عہد پر حریص ہوگیا ہی اپنی جان کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ تونے اپنے عہدوں سے ایک عہد پر بھی وفا نہین کی۔ اور تونے اپنے اقرار و پیمان صلح کے بعد جن پر تونے سخت سی سخت قسمین کھائین تھین ان مسلمانون کو تونے بغیر اسکے کہ وہ تجھہ سے منازعت پر امادہ ہون اور کسیطرح کی مخالفت پیش کرین قتل کر ڈالا۔ انکا کوئی گناہ کوئی تقصیر ہماری محبت ہماری تعظیم اور ہمارے ذکر فضیلت کے سوا کچھ اور نہین تھی۔ اور تو نے ان لوگون کو خاص کر اسوجہہ سے قتل کرادیا کہ شاید تو مرجاے اور یہہ لوگ زندہ رہجائین تو تیری تیغ فولادی کی لذت نہ چکھنے پاوینگے پس اے معویہ سمجھ لے کہ روز حساب بہت جلد انیوالا ہے اور یہہ بھی یقین کرلے کہ خدائے منتقم کے پاس ایسی جامع کتاب ہے کہ دنیا کا کوئی چھوٹا سا چھوٹا اور بڑا سا بڑا گناہ ایسا نہین چھوٹتا جو اسمین نہ درج کیا جاتا ہو۔ خدا تیری ان حرکات کو خوب دیکھتا ہے کہ تو نے ادمیون پر بہتان رکھا ہی اور صالحان خدا کو تہمت کے جرم مین ماخوذ کیا ہی۔ انہین سی بہتون کو انکے مساکن و شہر سے جلاوطن کرآیا ہے اور اپنے ایسے بیٹے یزید کیلئے۔ جو شراب خوار اور کتون سے کھیلنے والا ہے۔ خلائق خدا سے بیعت لیتا ہی۔ یہ امر سواے اسکے نہین ہے کہ تونے اپنی نفس کو سخت نقصان مین ڈالا ہے اور اپنے دین کو ہلاکت مین ڈالا ہے اور اپنی ماتحت رعایا کو مشوش اور مضطرب الحال بنایا ہے اور وہ اپنی امانت و دیانت کو خراب کیا ہی اور جہال کی باتون کو سنتا ہی اور نیکو کاران و پرہیزگاران عالم کو ڈراتا ہے اور دھمکاتا ہے۔ صرف اسلیئے کہ اپنے حصول مقاصد پر فائز ہو۔ والسلام۔

یہان تک بیعت یزید کی تمہید تھی معویہ نے اخرکار اس مسئلہ کو بغیر اپنی موجودگی کے طے ہونیوالا نہین سمجھا اور تھا بھی ایسا ہی۔

امام حسین علیہ السلام کے خط کا جواب کیا دیتے لیکن خط پڑھکر غصہ سے جھلا گیا اور کہنے لگا۔

لقد کان فی نفسہ ضب ما اشعر بہ　　　ان کے دل مین کینہ و حسد بھرا ہوا ہی جسکا کوئی ٹھکانا نہین ہے

اسی ایک کلمہ سے معویہ کے دلمین امام حسین علیہ السلام کی مخاصمت و مخالفت کی حقیقت معلوم ہوگئی۔

مدینہ مین معاویہ

بالآخر معویہ مدینہ مین آئے۔ حسن اتفاق سے سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام ملے۔ معاویہ اپکو دیکھتے ہی آگ ہوگئے۔ روضۃ الصفا مین مرقوم ہے۔

امام حسینؑ سے گفتگو

معویہ گفت لامرحبا ولا اہلا توبدنیۂ ابی مانی کہ خون او بجوش　　　تمہارے لئے کوئی خوش آمدید نہین چاہیئے۔ تمہاری مثال اوس بدن کی ہے

امدہ باشد و حق عز و علا خون ترا خواہد ریخت　　　جس کا خون جوش کھا گیا ہوا۔ خدا ئے اعلا تمہارا خون گرا ئے گا

معاویہ کے جو دل مین تھا وہ مونہہ پر اگیا۔ اب معویہ امام حسین علیہ السلام کے قتل مین جو تدبیرین سوچین اور جو ترکیب عمل مین نہ لائین وہ تھوڑی ہے۔ بہرحال مدینہ مین بیعت یزید کا مسئلہ جسطرح کھینچ تان کر سیدھا کیا گیا اوسکی تفصیل روضۃ الصفا کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

روز دیگر امام حسینؑ و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ ابن زبیر را طلبید۔ حاضر گشتند۔ و معویہ بر منبر رفتہ خطبہ اغاز کرد و بتدریج سخن بمقصود رسانیدہ گفت من از مردم سخنان می شنوم کہ آنرا اصلی نیست۔ و بیرون چنان استماع نمودم کہ جماعتے باہم می گفتند کہ امام حسینؑ و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ ابن زبیر بخلافت یزید راضی نیستند و باو بیعت نمیکنند

دوسرے دن امام حسین علیہ السلام عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن زبیر حاضر ہوئے۔ معویہ منبر پر جاکر خطبہ کہنے لگا اور اہستہ اہستہ مطلب کی بات پر پہونچا اور کہنے لگا کہ مینے لوگون سے ایسی باتین سنتا ہون جسکے مین خود اعتبار نہین کرتا کل مین نے بعض لوگون کو کہتے ہوئے سنا ہی کہ امام حسین علیہ السلام عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن زبیر یزید کی خلافت پر راضی نہین ہین او

از سخن ایشان متعجب شدم و این ہر سہ کس را کہ از دستاآوران قریش و اکابر قبیلہ اند بحضور خویش طلبیدم و از این معنی شرائط استقصا بجا آوردم۔ لطفہا کردند و بہ بیعت یزید اعتراف نمودند و این شخص حضور ایشان بگویم کہ ہر کس را در این امر شک و شبہہ باشد مرتفع گردد۔ در این اثنا اہل شام شمشیرہا از نیام برآوردہ گفتند کہ مگر این سہ کس اشکارا بیعت کنند فبہا و الا ما بایشان را می کشیم چہ ما راضی نیستیم کہ این بیعت در خفیہ واقع بشود باوجود شوکت و اقبال و عظمت یزید متابعت این سہ چہار کس چہ احتیاج دارد۔ اے معاویہ ما را دستوری دہ و بفرما تا این چہار کس را گردن بزنیم معویہ با ایشان گفت ساکن باشید و شمشیرہائے خود را در غلاف کنید و طالب شر و فساد و خون ریختن نباشید۔ اے اہل شام بترسید و فتنہ را مگیرید کہ ہدم بنیان دین مبارک باشد۔ اہالیان شام شمشیرہا در نیام کردند امیر المومنین حسین علیہ السلام و عبدالرحمن ابن ابی بکر و عبداللہ بن عمر و عبداللہ ابن زبیر متحیر گشتند و با خود اندیشیدند کہ اگر گوئیم بیعت نکردہ ایم لامحالہ ما را زندہ نگذارند۔ لاجرم دران مجلس زبان در کام کشیدند و ہیچ نگفتند۔ و دیگران با یزید بیعت کردند

اور اوسکی بیعت نہین کرتے ہین۔ مین یہ باتین سنکر متعجب ہوا اسلئے کہ ان تینون بزرگون کو کہ عمایدِ قریش اور بزرگ قبیلہ ہین۔ مین نے اسوقت اپنے پاس بلالیا ہے اور اون سے اس امر میں پوچھا کہ اونھون نے میرے حال پر مہربانی فرمائی اور بیعت یزید کا اقرار کیا اگر کسی شخص کو اسمین شک و شبہہ ہو تو وہ کھڑے ہو کر پوچھ لے اور رفع شک کرلے۔ اتنے مین اہل شام نے اپنی تلوارین نیام سے باہر کرلین اور کہنے لگے کہ مگر یہ تینون شخص بالظاہر بیعت یزید کرین تو خیر ورنہ ہم انکو مار ڈالینگے۔ حالانکہ یزید کی موجودہ شوکت و عظمت اور اوسکے استحکام و استقلال امور امارت کے سامنے ان تین چار شخصون کی بیعت کی چندان ضرورت نہین ہے اے معویہ ہملوگون کو اجازت دو کہ ہم ان چارون ادمیون کی گردنین اوڑادین معویہ بولا چپ رہو۔ اور اپنی تلوارین غلاف مین کرلو اور فتنہ و فساد و خونریزی کے طالب نہ ہو۔ اے اہل شام اپنے حالون سے ڈرو اور فساد نکرو کہ دین مبارک کا انہدام ہو۔ یہ سنکر اہل شام نے اپنی تلوارین نیام مین کرلین اور حضرت امام حسین علیہ السلام۔ عبدالرحمن بن ابی بکر۔ عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن زبیر اپنے اپنے مقام پر حیران و سراسیمہ ہو کر رہگئے اور سوچے کہ اگر کہتے ہین کہ بیعت نہین کی ہے تو حقیقتاً ہملوگ زندہ نہین چھوڑے جائینگے۔ اس مجبوری سے وہ بالکل خموش رہگئے۔ اور کچھ نہ بولے۔ اور دوسرے لوگون نے یزید کی بیعت کرلی۔"

ابن اثیر بھی اپنی تاریخ کامل مین اس مضمون کو ذیل کی عبارت مین قلمبند کرتے ہین۔

ثم دعا صاحب حرسہ بحضرتھم واقام علی کل راس کل رجل من ھولاء رجلین ومع کل واحد سیف وقال ان ذھب رجل منھم یرد علی کلمہ بتصدیق او بتکذیب فلیضرباہ بالسیف وخرج وخرجوا معہ حتی رقی المنابر

معویہ نے اپنے پاسبانون کو بلاکر ان چارون ادمیون کے سامنے کہا کہ تم ان لوگون مین سے ایک ایک شخص کے ساتھ دو دو سپاہی مقرر کردو جو تلوارلئے انکے ساتھ کھڑے رہین کہ اگر ہمارے خطبہ کے درمیان انمین سے کوئی تصدیق یا تکذیب کا کلام کرے تو تلوار سے فوراً اوسکی گردن ماردیجائے یہ کہکر وہ کھڑا ہوگیا اور اوسکے ساتھ اوسکے مقرر کردہ سپاہی بھی کھڑے ہوگئے۔ یہان تک کہ وہ (معویہ) منبر پر چڑھگیا۔

یہ تمام واقعات جو ہم نے بیعت یزید کے متعلق کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا سے لکھے ہین وہ بجنسہ تاریخ الخلفاء سیوطی کے ترجمہ مطبوعہ دہلی مین بھی مندرج

بیعت یزید اس جوڑ توڑ سے عمل مین لائی گئی حقیقت کی نظر سے دیکھا جایے تو معلوم ہوجاتا ہی کہ بیعت یزید کی شہرت بہی انھون نے ایسی ہی کرائی جیسی اپنی امارت کا جھوٹا اور جعلی اعلان دومتہ الجندل مین کرایا تہا۔ بیعت یزید پر اجماع نیک نیتی اور صحیح اصول کے ساتھ ہوا یا نہین وہ ایک جداگانہ بحث ہی لیکن اسکی حکومت کی اشاعت تو کسیقدر ضرور ہوگئی۔ اور امیر صاحب کا مقصود بہی یہی تہا۔ بیعت یزید پر کیا موقوف ہے۔ دومتہ الجندل کا فیصلہ کس نیک نیتی اور دیانت سے کیا گیا تہا اور اسکے تصفیہ مین کون سا اصول درست تہا۔ جس نے صرف دو فقرون کے ہیر پھیر مین معویہ کو خوانخواہ امارت دلوادی اوسی طرح معویہ کی عیارانہ چالبازیون نے حرمین مین یزید کی حکومت کا بھی رنگ جمادیا۔ ورنہ صورت واقعہ اصل وہی تہی جو پوری تصریح کے ساتھ اوپر لکھی گئی

حقیقت تو یہ ہے کہ اصلی دعویداران خلافت کے استحقاق ہر طرح نص خدا اور حدیث رسول سے ثابت تہی اوسکے مقابلہ مین اجماع شوریٰ وغیرہ وغیرہ کے مصنوعی طریقے صرف اسی غرض سے ایجاد کئے گیے تہے کہ اونکی خود غرضی اور طمع دنیاوی کے پردے فاش ہون اور اتفاق کی آڑ مین اپنی بیلوثی اور استغنا کا اظہار ہو۔ مگر بات یہ ہو کہ قدرت کے نظام اور انسان کے مخترعات مین بڑا فرق ہوتا ہے۔ اسلئے تین ہی برس کے بعد اس انتظام مین تغیر پیدا ہونے لگا پہلے ہی خلیفہ کے بعد استخلاف کا منسوخ شدہ قانون پھر نافذ ہوا اور حضرت ابوبکر کی وصیت نامہ کے مطابق حضرت عمر خلافت کی گدی پر بٹھلادیے گئے تعجب ہے کہ اس وصیت نامہ کے لکھے جانیکے وقت کسی نے بھی حسبنا کتاب اللہ کہکر حضرت خلیفہ اول کو قاعدہ استخلاف کو جاری کرنے اور وصیت نامہ لکھوانے سے نہ روکا۔ پہر خلیفہ ثانی کے بعد شوریٰ یا اجماع عامہ کا خلاصہ کل چھہ ادمیون کی تعداد مین محدود کردیا گیا۔ اسی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر اس انتظام جدید انسانی کے اصول اغراض نفسانی سے مبرا ہوتے تو اسمین اگر ہمیشہ کیلئے نہین تو تھوڑی ہی مدت تک تو ضرور کچھہ استحکام ہوتا مگر یہان تو صبح سے شام بہی نہین ہوئی کہ اسکے رنگ بیرنگ ہوے اور اسکے صرف ظاہری اور نمائشی اتحاد و اتفاق مین خودغرضی اور نفسانیت کی مہیب صورتین دکھلائی دینے لگین۔ معاویہ کی خوانخواہ خلافت کی حقیقت اسوقت کسی اصولی قاعدہ و طریقہ سے معلوم نہین ہوتی۔ انکی خوانخواہ امارت پر بھی اجماع ثابت کرنا چاہتے ہین۔ ایک تو دومتہ الجندل کے فیصلہ کے بعد۔ مگر جب اوس فیصلہ کو "کوری بے ایمانی" ثابت کیا جاتا ہی تو پہر اس اجماع کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی مصالحت فرمانیکے وقت ٹہرالیجاتے ہین اور یہ دکھلاتے ہین کہ اس صلحنامہ کے بعد انکی خلافت پر اجماع ہوگیا۔ مگر اسمین بہی اختلاف شدید ہی۔ عام طور سے علمائے اہل سنت والجماعت کا اسپر اتفاق ہی کہ خلافت راشدہ کے تیس سال کا محدود زمانہ جناب امام حسن علیہ السلام کی ششماہا حکومت پر تمام ہوجاتا ہی۔ اب انکو اگر خلافت ملی بھی تو وہ خلافت نہین تھی بلکہ ایک معمولی بادشاہت تھی۔ اس سے نہ خلافت اسلامی کو کوئی واسطہ تہا اور نہ اجماع امت سے سروکار۔ چنانچہ ہمارے مستند و معتبر معصر خواجہ عبید اللہ صاحب امرتسری تحریر فرماتے ہین

اسکے سوا خلافت راشدہ کا زمانہ منقضی ہوچکا تہا۔ اب مملکت عضوضہ کی صبح نمودار ہونے والی تہی معویہ کے سوا اور کوئی صحابی اسکو پسند نہین کرتا تھا۔"

خلافت تو یہین سے رخصت ہوگئی۔ اب اجماع ہوا تو کیا اور نہوا تو کیا۔ اگر اب اجماع ہوا بھی تو انکی معمولی بادشاہی پر۔ نہ خلافت اور نیابت رسول ص پر۔ تعجب تو یہ ہے کہ جب انکی خلافت کے ڈہانچے کو اونکے خیرخواہ اجماع و

اتفاق سے درست نکرسکے تو اجماع و استخلاف کے اصول سے دست بردار ہوکر استیلا اور غلبہ کے طریقہ سے انکی خلافت کی مجسمہ کو قائم کرتے ہین - اجماع اور استخلاف کے بعد استیلا اور غلبہ خاص کر الخفین کی خلافت ثابت کرنے کیلیے انعقاد خلیفہ کے مقررہ اصول مین ایجاد کیا گیا اس سے پہلے تین خلافتون کے وقت مین کہین اسکا نام بہی نہین تھا - استیلا اور غلبہ حقیقت مین کیا ہے ؟ یہی ہے "جسکی لاٹھی اوسکی بھینس" اس جملہ پر غور کرکے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہہ کلیہ کہان تک دیانت امانت اور احکام شریعت کے موافق ہے -

المختصر معاویہ کی صحت خلافت کی تحقیق تو قطب جنوبی کی تحقیق سے بھی زیادہ دشوار ہے جسکی تھوڑی سی کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے اب امیر معویہ نے اپنے بعد اپنے صاحبزادہ بلند اقبال یزید کو سریر خلافت پر بٹھلا کر ان بدعات کے سلسلہ مین ایک کڑی اور جوڑ دی اور بخلاف اجماع و سیرت شیخین صاحبزادے کو کسی نکسی طرح بلاد اسلامیہ کا حاکم بنا ہی دیا

ہمارے اس مسلسل اور مکمل بیان سے ثابت ہوگیا کہ اصلی دعویداران خلافت کے جائز حقوق کو مٹانے اور اپنے مصنوعات و مخترعات کو سچا اور جائز بنانے کے لئے کیسے کیسے طوفان اوٹھائے گئے اور کیسی کیسی جی توڑ کوششین کیگئین اور کیسی کیسی جوڑ توڑ سے کام لیا گیا - ان ذوات مقدسہ کے نام مٹانے اور اونکے فضائل و مناقب مخصوصہ و منصوصہ کے گھٹانے اور چھپانے مین کیا کیا ترکیبین عمل مین لائی گئین - انھی مظالم کے سلسلہ مین کربلا کے قیامت ناک واقعات کی ابتدا ہوئی جسکے اقدام کا آغاز معویہ کے زمانہ سے شروع ہوا اور اوسکی تکمیل کا سہرا یزید کے سر بندھا - اسکی تفصیل یون ہے کہ ان اصلی اور جائز مستحقین خلافت کے حقوق پامال کرنے اور انکے اختیار منتزع کرنے کرلے - اجماع - استخلاف - شوریٰ - غلبہ اور استیلا وغیرہ کے غیر محدود استدلال قائم کئے گئے اور ابتدا ہی سے استحکام سلطنت کے لئے انکے ضعیف اور مجبور بنانے پر بس نہین کیگئی بلکہ اسکے بعد ان بزرگوارون کو قتل کرنے اور دنیا سے انکے نام مٹانے کی بہی تدبیر کی گئی - اور معویہ نے صریحاً جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا کر سب سے پہلے اس خون ناحق کی ابتدا کی - یزید نے اس ایجاد بدعی مین واقعہ کربلا کا خونی منظر دکھلا کر (ایسا نمایان) اضافہ کردیا جس نے اوسکے نام کو ظلم و تعدی مین باپ کے نام سے ضرور بڑھا دیا -

صلحنامہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت ہم تینون شرطون مین معویہ کے مفسدانہ طرز عمل مشاہدات تاریخی تاریخی سے بالتفصیل بیان کرچکے - اب ہم انکی آزادانہ اور خود مختارانہ حکومت مین جو مخالف شریعت بدعتین انکے حکم خاص سے ایجاد ہوئین - اور جنکو یہہ موجد اوّل کہلاے - ذیل مین مندرج کرتے ہین -

بدعات معویہ — امام جلال الدین سیوطی - اوائل السیوطی مین لکھتے ہین

معویہ اول من رکب بین المروۃ والصفا واول من ظھر شرب النبیذ والغنا واول من اکل الطین و اباحه وکان علی منبر رسول اللہ صلعم یاخذ البیعة لیزید فاخرجت عائشه راسها من الحجرۃ فقالت مہ مہ ھل استدعی الشیخ لبنیھم البیعة قال لا قالت فبمن تقتدی انت فخجل ونزل عن المنبر وبنی لها سفرۃ فوقعت

معویہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مروہ اور صفا کے درمیان سوار ہوا اور سب سے پہلا شخص ہے جس نے ظاہر طور پر نبیذ کو پیا اور گانا سنا اور سب سے پہلا جس نے مٹی کھائی اور اوسکو جائز کیا وہ معویہ ہے - وہ منبر رسول صلعم پر بیٹھکر اپنے بیٹے یزید کی بیعت لیرہا تھا عائشہ نے حجرہ سے سر نکالا اور کہا چپ چپ رہ اے معویہ - آیا شیخین نے بھی اپنے بیٹون کے لئے بیعت لی تھی معویہ نے کہ نہین (کہا نہیں)- ام المومنین نے کہا کہ تو پھر کسکی تقلید کرتا ہے معویہ شرمندہ ہوکر

فیہا و ماتت — منبر سے نیچے اوترا اور عائشہ کے واسطے ایک گڑھا کھود اسطرح و ترکیب سے کرو وہ اوسمین گر کر مر گئین

امام عبدالبر استعاب مین انکی بدعات و اولیات کی یہ فہرست قائم فرماتے مین۔

قالوا انه اول من جعل ابنه ولی عهده وخلفه من بعده فی صحته وقال ابن الزبیر هو اول من اخذ دیوان الخاتم وامر بهذا بالنیروز والمهرجان واول من قتل صبرا حجرا واول من اتخذ الخصیان واول من بلغ درجات المنابر خمسة عشر مرقاة

معویہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے اپنی بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد اور اپنا خلیفہ اپنے بعد اپنی صحت مین مقرر کیا اور ابن زبیر کا قول ہی کہ اول دفتر مہر لگانا بھی انھین کی ایجاد ہی اور سب سے پہلے نوروز اور مہرجان اعیاد مجوس کے لئے تحائف لینا بھی انھین کی ایجاد ہے اور معویہ نے سب سے پہلے اسلام مین خصی کرایا (خواجہ سرا) اور سب سے اول انھین نے منبر کی سیڑھیان بڑھائین اور اونکی تعداد پندرہ زینون تک پہونچائین۔

انھین اولیات و مخترعات کے سلسلہ مین معویہ نے ایکبار منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے شام مین منتقل کر دیے جانیکا حکم دیا۔ مگر مشاہدات قدرت کے ہیبتناک مظاہرات کو دیکھکر اپنی اس حرکت سے باز رہا۔

معویہ اور منبر رسول ۔ امام المورخین طبری تاریخ کبیر مین لکھتے ہین۔

امر معویة بمنبر رسول الله صلعم ان تحول من المدینة الی الشام وقال لا یترک عصا النبی صلعم بالمدینه وهم قتلة عثمان وطلب العصا وهی عند سعد القرظ فحرک المنبر فکسف الشمس حتی رؤیت النجوم بادیه فاعظم الناس ذلک فترکه

معویہ نے حکم دیا کہ منبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ سے شام مین منتقل کر دیا جاے اور عصاے رسول بھی مدینہ مین نہ چھوڑا جاے کیونکہ اہل مدینہ قاتل عثمان ہین اور عصاے رسول کا بھی طلب کیا جو سعد ابن قرظ کے پاس تھا پس منبر کو جنبش دی گئی تو آفتاب مین گہن لگ گیا اور تمام شہر مین تاریکی پھیل گئی کہ ستارے صاف دکھائی دینے لگے۔ لوگون نے یہ امر عظیم سمجھا اور ڈر کر منبر کو اوسی جگہہ چھوڑ دیا

اباحت غنا ۔ اوپر اجمالی طور پر بیان ہو چکا ہے کہ معویہ کی اولیات مین غنا و شراب خواری کا حلال کیا جانا بھی داخل ہے اب اوسکی مفصلہ ذیل تفصیلی کیفیت ملاحظہ ہو مسند ابو یعلی مین مرقوم ہے۔

عن ابی هریرة وابی برزة قال کنا مع النبی صلی الله علیه واله وسلم فسمع صوت الغنا فقال انظروا ما هذا فصعدت ونظرت فاذا معویه وعمرو عاص یتغنیان فجئت واخبرت النبی صلعم فقال اللهم ارکسهما فی الفتنة رکسا اللهم ودعهما الی النار دعا

ابو ہریرہ اور ابو برزہ ناقل ہین کہ ہم ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ گانیکی آواز آئی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا دیکھو یہ کون گاتا ہے ہم نے اوپر چڑھکر دیکھا تو معویہ اور ابن عاص گا رہے تھے ہم نے واپس آکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین خبر کر دی۔ آپ نے فرمایا اللہ ان دونون کو فتنہ مین اوندھے موہنہ ڈالدے اور ان دونون کو جہنم مین دھکیل دے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تاکید و تہدید کے بعد بھی معویہ نے غنا کو ترک نہ کیا۔ امام راغب اصفہانی اپنی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین۔

قیل ہشام بن الحکم ھل شھد معویۃ ببدر فقال نعم من جانب الکفار و ذکر عند شریک ابن عبد اللہ بالحلم فقال معویہ مخزن الحماقۃ والسفاھۃ ثم قال واللہ لقد اتاہ قتل امیر المومنین علیؑ وکان متکئا فاستوی جالسا ثم قال یا جاریۃ غنینی فالیوم قرت عینی فانشاءت تقول

الا ابلغ معویۃ بن حرب
فلا قرت عیون الشامتینا

کسی نے حکم کے بیٹے ہشام سے پوچھا کہ معویہ جنگ بدر مین شریک تھے۔ ہشام نے کہا ہان لیکن کافرون کیطرف سے۔ شریک ابن عبد اللہ سے کسی نے کہا معویہ بڑے حلیم تھے شریک نے کہا کہ معویہ حماقت اور سفاہت کا خزانہ ہے۔ جناب امیر المومنین علیؑ کے قتل کی خبر پائی تو تکیہ لگائے بیٹھا تھا اوٹھکر سیدھا ہوا اور مارے خوشی کے سیدہا ہو گیا اور لونڈی کو حکم دیا کہ کچھ گاؤ آج میری آنکھین ٹھنڈی ہوئی ہین۔ لونڈی نے یہ شعر گایا

معویہ ابن حرب سے کہدو کہ خدا
شماتت کرنیوالون کی آنکھین کو ٹھنڈا نہین کرتا

جواز شراب خواری — غذالیون جائز ہوئی۔ شراب اسطرح حلال کر دی گئی۔ امام احمد ابن حنبل اپنی مسند جلد پنجم ۵ مین لکھتے ہین

عن عبید اللہ بن بریدۃ قال دخلت انا وابی علی معویۃ فاجلسنا علی الفراش ثم اتینا بالطعام فاکلنا ثم اتینا بالشراب فشرب معویۃ ثم ناول لابی فقال ماشربتہ منذ حرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم قال معویۃ کنت اجمل شباب قریش واجودہ ثغرا وما شئی اجد لہ لذۃ کما کنت اجدہ وانا شاب غیر اللبن وحسن الحدیث یحدثنی

عبید اللہ بن بریدہ ناقل ہین کہ مین اور میرے باپ دونون معویہ کے پاس گئے اور وہان ہم لوگ فرش پر بٹھلائے گئے پھر کھانا آیا اور ہم لوگون نے ملکر کھایا۔ پھر کھانے کے بعد شراب لائی گئی اور معاویہ نے شراب پیکر میرے والد کو دی اونھون نے کہا کہ جب سے آنحضرت صلعم نے شراب کو حرام بتلایا ہے اوسدن سے ہم نے نہین پی ہے معویہ نے کہا کہ مین جوانی مین تمام جوانان قریش سے خوشرو اور سب سے زیادہ میرے دانت اچھے تھے اور کسی شے سے مجھکو عالم شباب مین اتنی لذت نہین ملتی تھی جتنی شراب مین۔ سوا اسکے دودہ کے یا کسی ایسے شخص کے جو اچھی باتین کر رہا ہو وہ مجھسے باتین کرے

حلت ربا — حرمت ربا کے مسئلہ مین۔ باوجودیکہ احل اللہ و حرم الربوا (حلال کیا خدا نے بیع کو اور حرام کیا سود کو) کی نص صریح موجود تھی معاویہ تمام مشکوک رہے۔ مولوی نظام الدین صاحب اپنی کتاب صبح صادق مین تحریر فرماتے ہین

ومعویۃ ونحوہ لم یکن مجتہدا وکیف یکون من اشتبہ علیہ حرمۃ الربوا وغیرھا مجتہدا

معویہ کو ایسے لوگ مجتہد نہین ہو سکتے اور وہ شخص کبھی مجتہد نہین ہو سکتا جسپر حرمت ربو مشتبہ ہو۔

بدعات و مخترعات کی تفصیل بھی ہو چکی۔ اب ہمکو اپنے سلسلہ بیان مین معویہ کے اون فضائل مصنوعی اور اوصاف موہومی کی حقیقت حال بھی دکھلادینی نہایت ضروری ہے۔ جو انکے حاشیہ بوسون کے خوشامدانہ حاشیون سے زیادہ ثابت نہین ہوتے۔ اس تفصیل مین ہم پہلے ہم انکے اوصاف مشہورہ کی تنقید لکھتے ہین۔ انکے حاشیہ نشینون نے انکے وقت ہی سے ان کے حلم و بردباری کا خوانخواہ شور و غل مچا رکھا ہے اور مشہور کر رکھا ہے کہ معویہ بڑے حلیم تھے

حلم معویہ — حلم معویہ کی نسبت جب ایک تلاش کنندہ حقیقت حال دریافت کرتا ہے تو انکے بے مثل حلیم ہونیکی بنا ایک ایسے واقعہ پر ہوتی ہے۔ جو بذات خود بدترین اخلاق ثابت ہوتا ہے۔ جسکے نقل و بیان کرنے سے ایک بھلے آدمی کو انتہا درجہ کی شرم و غیرت دامنگیر

حال ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت حال کے اظہار کی ناگزیر ضرورت مجبور کرتی ہے۔ معویہ صاحب جس بنا پر حلیم مشہور ہوئے ہیں اوسکی حقیقت یہہ ہے۔ صاحب تاریخ معویہ مطبوعہ جونپور۔ کتاب مستطرف کے حوالے سے لکہتے ہیں۔

ایک بار شام میں پہلے پہل ہاتھی آیا۔ تمام شہر اس اعجوبہ روزگار او رکوہ پیکر جانور کے دیکھنے کو ٹوٹ پڑا۔ معاویہ صاحب کو خبر ملی تو یہہ بھی ایک اونچے ٹیلہ پر تماشہ دیکھنے کی غرض سے چڑہ گئے۔ لیکن وہان اس تماشہ کے ساتھ دوسری سیر دیکھنے میں آئی۔ خاص محل نگاہوں کے سامنے تہا او محل کا ایک غلام یا گھر کا مرد و معویہ صاحب کی زوجہ محترمہ پر مسلط تہا اور "خالی مکان رادیو میگیرد" کی سچی تصویر بنا ہوا داد عیش لے رہا تھا۔ یہہ پر لطف سیر دیکھکر محل کی طرف فوراً جھپٹے۔ فاعل و مفعول دونون حاضر تہے۔ مزدور سے اس مداخلت بیجا کا سبب پوچھا تو اس نے برجستہ کہا کہ آپ کے حلم نے مجھکو ایسی سخت اور ناقابل برداشت پر شیر کردیا۔ ورنہ کہان میں اور کہان ایکی بیگم صاحبہ" معاویہ صاحب نے آنکھیں نیچی کرلیں اور کہا کہ۔ جا۔ میں نے تجھے معاف کر دیا۔ مگر خبردار کسی سے اسکا ذکر نکرنا ورنہ تیری گردن ماری جائیگی"

انھیں واقعات کو پیش نظر رکھکر شریک ابن عبداللہ کے ایسے مشہور و معروف محدث نے لکھدیا ہے کہ

کان معوّیۃ مخزن الحماقۃ والسفاھۃ — معویہ حماقت وجہالت کا مخزن تھا

طرفداران معویہ کی منطق سکو سمجھے اس واقعہ سے جو معنی نہ نکالے۔ وہ اونکا کام ہے۔ مگر ایک شریف غیرتمند بھلا آدمی تو اسکو کبھی حلم نہ کہے گا اور نہ بردباری۔ بلکہ صاف صاف بے غیرتی اور بیحیائی سمجھے گا اور دیوثی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

خال المومنین — خال المومنین ہونے کی خالی اور مہمل قرابت خصوصی کو امام محمد بن طلحہ الشافعی نے ایسا ناقابل توجہ سمجہا ہے

ہونیکی خصوصیت — کہ تنقید فضائل معویہ کے ذکر میں کہین اسکا نام تک نہین لیا ہے اگر طرفداران معاویہ اس علاقہ سببی سے معویہ کی شرافت خصوصی ثابت کرتے ہین تو پھر اونکو یہہ خصوصیت ام حبیبہ کے ساتھ محدود کرنی نہین ہوگی بلکہ امہات المومنین۔ ام سلمہؓ۔ عائشہ حفصہ۔ سودہ۔ میمونہ۔ صفیہ۔ اور زینب وغیرہما سب کے بھائیون کے لئے بھی یہی استحقاق قائم کرنے ہونگے معویہ کے لئے تخصیص کیا ہے گی بلکہ اصول تعمیم کے رو سے سب آپس میں بحصہ مساوی اونکے سہیم و شریک ہون گے۔

اس خالی خصوصیت کی نسبت بھی جہان تک تحقیق کیجاتی ہے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ امہات مومنین کے اور بھائیون نے تو خوار مروآئے اس علاقہ بندی کے رشتہ کو تو قائم بھی رکھا۔ لیکن معاویہ نے تو اس خالی خولی شرافت کو بھی اپنی ہاتھون سے ملیا میٹ کردیا۔ امام المورخین طبری بذیل ذکر معاویہ لکہتے ہین۔

ثمّا یستحق بہ اللعنۃ من اللہ ورسولہ ادعاؤہ زیاد بن سمیّہ	جن جن وجہون نے خدا و رسول کی طرف سے معویہ کو لعنت کا مستحق بنایا اونمین
جراءۃ علی اللہ یقول ادعوھم لاباءھم ھو اقسط عند اللہ	ایک وجہ یہ ہے کہ اوس نے زیاد بن سمیّہ کو اپنے باپ ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا۔
ورسولہ یقول ملعون من ادعی الی غیر ابیہ وانتھی الی غیر	حالانکہ خدا نے فرمایا کہ (انسان کو) اونکے باپ کے نامون سے پکارو

انکشاف حقیقت

مر الیہ و یقول الولد للفراش وللعاہر الحجر فخالف حکم اللہ عز و جل و سنۃ نبیہ صلعم جہارا و جعل الولد لغیر الفراش و العاہر لا یضرہ عہرہ فاحل بہذہ الدعوۃ من محارم اللہ و محارم رسولہ فی ام حبیبۃ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ و والہ و سلم

پکارو - یہہ خدا کے نزدیک بہتر ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ وہ ملعون ہی جو غیر کیطرف منسوب کیا جاوے اور یہہ بھی انحضرت صلعم نے یہہ فرمایا تھا کہ بچہ فراش والے کیلئے ہی اور زنا کرنے والے کیلئے پتھر ہے - لیکن معاویہ نے کمال جرات و دلاوری سے حکم خدا و سنت رسول کی علانیہ (کھلم کھلا) مخالفت کی اور زنا کاری کوئی مضرت نہین سمجھی

کہ حرام خدا کو حلال سمجھا جس سے ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا زیاد ابن سمیۃ کو محرم بنا دیا - دیکھو تاریخ طبری حصہ سوم جلد چہارم طبع لیڈن

معویہ نے اپنی ایسی واجب الاحترام ہمشیرہ محترمہ کی اتنی توہین اور پردہ دری کی کہ ایک زنازادہ قریش کو اوس مقدسہ کا بھائی اور محرم بنا دیا تو وہ شرف جو اس پاکدامن بہن کیوجہ سے اونکو نصیب ہوا تھا - انکی کرتوتون سے انکے نصیبون مین کب باقی رہا - حکیم سنائی غزنوی اسیوجہ سے لکھکر تبلا گئے ہین -

پسر ہند گرچہ خال من است | دوستی ویم بکارے نیست
ور نوشت او خطے زبہر رسول | ہم دران نیز اقتدارے نیست
ہم درانجا کہ شیر یزدان است | از خط و خال اعتبارے نیست

کتابت وحی

معاویہ کے فضائل مین کتابت وحی کا بھی ایک بےجوڑ پیوند لگایا جاتا ہے اوسکی حقیقت و اصلیت بھی ذیل کی عبارت مین ملاحظہ ہو -

وحی کا گذشتہ زمانہ ابتداے بعثت انحضرت صلعم سے فتح مکہ تک اکیس ۲۱ برس ہوتا ہی اور فتح مکہ کے بعد انحضرت صلعم دو برس سے زیادہ زندہ معویہ کا خاندان باتفاق جمہور فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوا التعجب ہے کہ زیادہ زمانہ سے وحی لکھنے والون مین کسی کو یہہ خطاب نہین ملا اور ملا تو معویہ کو - یہہ دو حال سے خالی نہین - یا تو وحی اس زمانہ مین کم نازل ہوئی - اس بنا پر مدنی ایتون کا وہ حصہ جو بعد فتح مکہ کے اوترا تھا - باقی ایتون سے - علاوہ اس سے کہ وہ مکی ہون یا مدنی - زیادہ ہو - لیکن قران پڑہنے والے اسکے تصدیق نہین کرینگے - یا یہہ کہ وحی کم نازل ہوئی مگر لکھا آپنے بہت زیادہ - تو اسمین بجاے امانت کے خیانت نظر آتی ہے اور تعجب بالاے تعجب یہہ ہی کہ وہ کاتبان وحی جنکو یہہ معزز خطاب نہین ملا اونکا کوئی نکوئی مصحف ضرور ہے جس سے انکی کتابت کا ثبوت ملتا ہی - یا کم سے کم یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جمع قران مین ان سے مدد لی گئی ہی مگر افسوس باوجود اس وصف زیادہ نویسی کے نہ اپ کا کوئی مصحف ہی نہ اپسے جمع قران مین مدد لیا جانا کہین سے پایا جاتا ہی حالانکہ ظاہر بات ہی کہ اگر خاندانی اوگھر یلے قابلیت والون ہی کام نکلتا نظر آتا تو حضرت عثمان کو باہر والون سے مدد لینے کی کیا ضرورت ہوتی لہذا ثابت ہوگیا کہ کتابت وحی محض یارون کی من گڑھت ہی -

جامع القرآن

اس جگہہ ہم امیر المومنین علی علیہ السلام کے بعد دہ قران ذکر کرین تو سلسلہ کلام مین نقص -

استدلال مین ضعف اور ان سب کے علاوہ اکثر ناظرین کتاب کو سنجات کا موقع ملجائیگا - مگر سب سے پہلے یہہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے -

(۱) علیؑ مع القران والقران مع العلی لایفترقان حتی یردا علے الحوض (صواعق محرقہ ص، تاریخ الخلفاء ص ۲۷)

علی قران کے ساتھ ہین اور قران علی کے ساتھ - دونون کبھی نہ جدا ہون گے یہانتک کہ ہمارے پاس حوض کوثر پر وارد ہون

(۲) ما انزل اللّٰہ یا ایھا الذین امنوا الا و علی شریفھا و امیرھا ولقد عاتب اللّٰہ اصحاب محمدؐ فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بالخیر تاریخ الخلفا مصر ص ۶۹

(۲) جہان جہان خدا نے یا ایھا الذین امنوا فرمایا ہے - علیؑ اونکے امیر اور شریف ہین اور (بخلاف انکے) بیشک دیگر اصحاب محمدؐ صلعم پر خدا نے غصہ اور عتاب فرمایا - لیکن انکا (علیؑ کا) ذکر ہمیشہ خدا نے خیر سے کیا ہے

(۳) عن علی علیہ السلام قال واللّٰہ ما انزلت ایۃ الا وقد علمت فیما انزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا صادقا ناطقا تاریخ الخلفا ۲،

(۳) امیر المومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جتنی ایتین نازل ہوئی ہین مین خوب جانتا ہون کہ وہ آیت کس امر کی بابت نازل ہوئی ہے اور کہان نازل ہوئی ہے کیونکہ خدا نے مجکو قلب عاقل اور زبان صادق وناطق عطا فرمائی ہے

(۴) اخرج ابن سعد وغیرہ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللّٰہ فانہ لیس من ایۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل تاریخ الخلفا و صواعق محرقہ ص ۷۰ مطبوعہ مصر

(۴) ابن سعد وغیرہ نے ابی الطفیل سے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کوئی ایت ایسی نہین ہے - جسے مین نہین جانتا ہون کہ وہ دن کو اوتری ہے کہ رات کو اوتری ہے - ہموار زمین پر نازل کی گئی ہے کہ پہاڑ پر اوتاری گئی ہے -

اور یہہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئیے -

لم یکن احد من الصحابۃ ان یقول سلونی الا علیؑ

اصحاب رسولؐ مین کسی کی زبان سے یہہ فقرہ نکلا کہ سوال کرو ہم سے (کتاب خدا کی نسبت) سوا علیؑ کے

اسکی وجہہ بالکل ظاہر ہے کہ آنکھہ کھولکر جناب رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آغوش رسول مین پرورش پائی سات یا نو برس تک رسولخدا کے ساتھہ اکیلے نماز پڑھی - دوسرا اگر کوئی تہا تو جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللّٰہ علیہا تیسرا اوسوقت تک اسلام ہی نہین لایا تہا ہر وقت رسولؐ صلعم کے ساتھہ رہے - امیر المومنین علیہ السلام خود فرماتے ہین -

انی کنت سالتہ انبانی واذا سکت ابتدانی تاریخ الخلفا

جب مین سوال کرتا تہا تو آپ مجہے بتلا دیتے تھے اور جب مین چپ رہتا تہا تو آپ خود ابتدا فرماتے تھے

اب اسی سلسلہ مین ملاحظہ ہو

اخرج ابوداود عن محمدؐ بن سیرین قال لما توفی رسول اللّٰہ صلعم ابطاء علی عن بیعۃ ابی بکر فلقہ ابی بکر فقال اکرھت

ابوداود محمدؐ ابن سیرین کی اسناد سے ناقل ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے وفات پائی تو حضرت علیؑ نے بیعت ابوبکر سے توقف کیا تو حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ سے ملکر

امامتی فقال ولکن الیت ان لا ارتدی بردا الا الی الصلوۃ حتے اجمع القران فزعموا انہ کتبہ علے تنزیلہ فقال محمد بن سیرین لو اصیب ذلک الکتاب کان فیہ العلم

کہا کہ ہماری امارت وخلافت کو تم نے مکروہ سمجھا۔ اپنے فرمایا نہیں مگر ہم نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قران نہ جمع کرلینگے اوسوقت تک بجز اوقات نماز کے اپنے دوش پر ردا نہیں رکھینگے۔ لوگون کا گمان ہے کہ حضرت علیؑ نے قران کو موافق تنزیل کے جمع کیا محمد بن سیرین کہتے ہین کہ اگر وہ قران ملجاتا تو اوس سے علم کثیر حاصل کیا جاتا

الغرض امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنا یہی جمع کردہ قران حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے سامنے پیش کیا جواب ملا کہ ہمکو اس قران کی ضرورت نہین ہے۔ قران خود لوگون کو یاد ہے۔ لیکن جنگ یمامہ مین جب بہت سے حفاظ قران مارے گئے تو حضرت عمر نے کہا کہ اب قران جمع کرنا چاہئیے۔ حضرت ابوبکر نے پہلے اختلاف کیا تہا۔ بعد کو راضی ہوگئے۔ پھر لوگون کو جمع کیا اور زید بن ثابت ایک یہودی النسل نوجوان کو جامع القران والی پنچایت کا سرپنچ مقرر کیا اونھون نے کچہہ خود لکھا اور زیادہ تر لوگون سے پوچھ پوچھ کر لکھا اور کچہہ لوگون سے لکھوایا۔ اوسی قران کا ایک نسخہ حفصہ کے پاس تہا۔ اگرچہ یہی نسخہ اشاعت کرلیے کافی تہا۔ مگر حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت مین نئے سرے سے پھر قران کو مرتب کرایا۔ اور اگلے نسخے حضرت عمر کے مرتب کرائے ہوے جن لوگون کے پاس موجود تہے وہ کسی نکسی طرح اون سے وصول کرکے مصلحتاً جلا ڈالے گئے۔ تاکہ اختلاف نہ پڑے ابن مسعود صحابی رسولؐ اپنا قران نہین دیتے تہے آخر مارتے مارتے اونکی پسلی توڑ دی گئی اور قران بہی جلا دیا گیا۔ ام المومنین حفصہ بہی اپنا قران نہین دیتی تھین۔ مروان صاحب وزیر حضرت عثمان نے اون سے بھی بزور خلافت وصول کیا اور آگ پر رکھکر تاپ ڈالا۔

غور کرنیکی بات ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائیس برس تک امت کی ہدایت کی ہمیشہ وحی آیا کی۔ لوگ لکھا کئے تدوین قران ہوتی رہی اور اوس زمانہ تک معاویہ کافر مطلق تہے۔ اگر وفات رسولؐ سے کچہہ پہلے یہہ مسلمان ہوکر کاتب وحی رہے بھی تو اونکو جاہلون نے ایسا آسمان پر چڑہایا کہ معویہ کو کاتب وحی بنایا گویا دنیا بھر مین بجز اونکے کوئی کاتب ہی نہین تہا۔ اجی کاتب وحی تو عبداللہ بن سعد اور عبداللہ ابن ابی سرح بھی تہے جو دونون بعد کو مرتد ہوگیے تہے۔ عبداللہ ابن ابی سرح صاحب تو حضرت عثمان کے رضاعی تہے۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلعم نے انکا خون حلال کردیا تہا کہ جو شخص انکو جہان پایے مار ڈالے۔ یہہ حضرت عثمان کے مکان مین پوشیدہ تہے ایکدن حضرت عثمان انکو ہمراہ لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوے اور رہ رہ کر کئی مرتبہ انکی سفارش کی آنحضرت صلعم نے دیر تک سکوت اختیار کیا تاکہ کسیکو ہمارے حکم کا خیال آجایے اور وہ اس مرتد کی گردن مار دے مگر کسی نے قتل نہین کیا اور حضرت عثمان برابر سفارش کرتے چلے گئے۔ بالآخر انکے اصرار بسیار سے آنحضرت صلعم نے امان دیدی۔ جب حضرت عثمان بھائی صاحب کو لیکر چلے گئے تو آنحضرت صلعم نے اصحاب حاضرین سے کہا کہ تم مین سے کسی نے اوٹھکر اس کتے کو کیون نہ مار ڈالا۔ عباد ابن بشر نے کہا کہ اگر آپ نے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا ہوتا تو ہملوگ اوسے مار ڈالتے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نبیؐ کی آنکھ خیانت نہین کرتی۔ ہمارا کام اشارہ بازی نہین ہے

قرۃ العیون جلد چہارم حصہ اول مطبوعہ آگرہ ص ۷۰ و ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد سوم مطبوعہ الہ آباد ص ۱۸۷ سیرۃ ابن ہشام جزو ثانی مصر ص ۲۱۷

اگر محض کتابت وحی پر یہہ افتخار ہے تو عبداللہ ابن ابی سرح کے مذکورہ بالا واقعات پڑھکر یہہ طمطراق محض بیکار ہے۔ جب ان دلائل قاطعہ سے پیش نہ چلی تو مجبور ہوکر طرفداران معویہ نے یہہ پیوند لگایا کہ یہہ حضرت رسولخدا صلعم کیلیے خط لکھا کرتے تہے (امام مدائنی)

اب طرفداران معویہ کے اقرار کے مطابق جب یہہ کاتب وحی ثابت نہو سکے تو محض جنگلی عربون کے پاس یا دیگر کفار عرب کے پاس خطوط لکھدینے سے انہین کونسی منقبت حاصل ہو سکتی ہے بلکہ اس منقبت سے تو صریح منقصت پائی جاتی ہے اسلیئے کہ ہرچند معویہ دلوگون کے نام آنحضرت صلعم کے مضامین ہدایت آگین لکھتے مگر اون کلمات ہدایات سے خود کوئی ہدایت حاصل نہین کی اور اپنا ایمان اپ درست نہین کیا۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے ؎

صحبت اندر جوہر قابل کند تاثیر و بس ؎ ورنہ شاخ گل ز بوئے گل چرا محروم شد

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس مومنین و منافقین سب کا مجمع رہتا تہا۔ خود آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔ و از اصحاب من منافقان بسیار اند کہ روئے بہشت نخواہند دید (معارج النبوۃ) اس بنا پر اگر آنحضرت صلعم نے کسی منافق سے خط لکھوایا تو اس سے اوسکا ایمان کیسے ثابت ہوا اور آجتک یہہ قاعدہ جاری ہے کہ ہماری بہت سی دیسی اسلامی ریاستون میں ہندو حضرات وزارت اور دیوانی کے عہدہائے جلیلہ پر فائز ہین۔ اب ہم انکی کتابت کی آخر بحث مین یہہ دکھلاتے ہین کہ ابتدا ہی سے یہہ خدمت جس پر یہہ فخر و ناز کیا جاتا ہے معویہ کیلئے کتنی ناسزاوار اور قابل شرم و عار بابت ثابت ہوی ہے۔

انکی کتابت کے زمانے مین ایکبار آنحضرت صلعم نے بغرض کتابت انکو بلا بھیجا۔ عبداللہ بن عباس انہین بلانے گیے۔ یہہ کھانا کھا رہے تہے۔ واپس آئے اطلاع کی کھانا کھاتے ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر طلبی کے لئے ارشاد ہوا۔ ہمان اش دوبارہ گئے۔ لوٹ آئے عرض کی کھانا کھاتے ہین۔ رحمت عالم کو جلال آگیا۔ ارشاد فرمایا۔ لااشبع اللہ بطنہ۔ خدا اوسکے پیٹ کو کبھی نہ بھرے۔ (استیعاب حاشیہ اصابہ مصر ص ۴۰۱)

اس دعائے خیر الوریٰ کا یہہ اثر ہوا کہ معویہ صاحب سو رطل دمشقی روز کھانا کھاتے تہے مگر پیٹ تہا کہ کسیطرح بھرتا ہی نہ تہا مستطرف جزو اول مصر ص ۲۱۵

خود معویہ صاحب اپنی پیٹکی اور جوع البقری کی صفت خاص مین طیب اللسان ہین واللہ ما اترک الطعام شبعا ولکن اعیا خدا کی قسم مین پیٹ بھر جانیکی وجہہ سے بلکہ کھاتے کھاتے تہک جانیکی وجہہ سے کھانا چھوڑ دیتا ہون۔ طبری جناب رسول خدا صلعم کا یہہ قول بھی اسی کے ساتھ پیش نظر رکہا جائے کہ۔ کم کھانیسے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے اور پُرخوری سے قساوت قلبی بڑہتی ہے مستطرف جلد اول مصر ص ۲۱۴

اسی بنا پر معاویہ کی قساوت قلبی۔ اصحاب رسول ۔ حضرت امام حسن اور حضرت عائشہ کے قتل سے بالتواتر و التجارب ثابت ہے۔ پھر یہہ بھی قول مشہور ہے کہ مومن ایک آنت مین کھاتا ہے اور کافر سات آنتون مین ابو داود طیالسی جزو ہشتم مطبوعہ حیدرآباد ص ۲۱۵ اس لئے معویہ صاحب کی پرخوری اتنی بڑھی ہوئی تہی۔ اور پہر اتنی عالمگیر اور مشہور عالم ہوی کہ اقوام و ممالک مین ضرب المثل قائم ہوگئی چنانچہ ایک صاحب اپنے مصاحب کی تعریف مین کہتے ہین اور کیا خوب کہتے ہین۔

ومصاحب لی بطنہ کالھاویہ — کان فی امعاءہ معاویہ
ساتھ ایک ہمراہی ہو جسکا پیٹ جہنم کے ایسا ہے — گویا اسکی انتوں مین معاویہ بیٹھا ہوا ہے

معاویہ کا اجتہاد — انکی اخریت مین اجتہاد داخل کیا جاتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ یہہ مجتہد تے ۔ مگر پہلے یہہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ انکے دعوی اجتہاد کے ساتھ ہی ساتھ خطا کا اقرار و اعتراف بھی لگا ہوا ہے یعنی مجتہد خاطی تھے ۔ ان غلطی اجتہادی ضرور ہوئی لیکن صواب فی نفس الاجتہاد تو ہین سے رخصت ہوگیا جب ابتدا ہی سے صواب مفقود اور خطا موجود ہے تو اب اسکے خطا کا ہونے مین کون سی کسر باقی رہجاتی ہے ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

معویہ کی نماز — مجتہد ہو یا عامی اسلام مین معتقدات کے بعد عملیات مین سب سے پہلے نماز ارکان ایمان قرار پائی ہے ۔ اداے نماز مین معویہ صاحب کی قوت اجتہاد مفصلہ ذیل واقعہ مین ملاحظہ ہو

حکاہ المسعودی فی مروج الذہب قال لقد بلغ من طاعۃ اہل الشام معویہ انہ صلی بہم عند مسیرہ الی صفین الجمعۃ یوم الاربعا حوالہ الائمہ قلمی ورق ۵۲

مسعودی نے مروج الذہب مین بذیل ذکر طاعت اہل شام حکایت کی ہے کہ معاویہ نے تمام اہل شام کو صفین جاتے ہوئے رستہ مین جمعہ کی نماز بدھ ہی کے دن پڑہادی ۔

اور لیجئے ۔ امام شافعی صاحب رقمطراز ہین ۔

ان معویۃ قدم المدینۃ فصلے بہم ولم یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم ولم یکبر عند الخفض الی الرکوع والسجود فلما اسلم ناداہ المہاجرون و الانصار یا معویہ سرقت من الصلوۃ این بسم اللہ الرحمن الرحیم واین التکبیر عند الرکوع والسجود

معویہ مدینے گئے ۔ اور نماز پڑہائی تو پہلی ہی بسم اللہ غلط کردی یعنی نہ پڑہی اور رکوع و سجود مین تکبیر نہین کہی ۔ جب سلام پھیرا تو مہاجر و انصار نے شور مچایا کہ کیون معاویہ تم نے نماز مین چوری کی ۔ بتاؤ کہان گئی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کہان گئی رکوع و سجود کے جاتے وقت کی دونو تکبیرین ۔

حالانکہ ابوہریرہ کی اسناد سے بتواتر ثابت ہی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز مین بسم اللہ با واز بلند فرماتے تھے مگر معاویہ کو اپنے اجتہاد کی دھن مین تقلید رسالت کی کچہہ پروا نہین تھی چنانچہ ہمارے مذکورہ بالا سلسلہ بیان سے تمام اوامر و نواہی الٰہی اور فرامین رسالت پناہی سے انکا اختلاف انکار ظاہر و آشکار ہو چکا ہے ۔ اب انکے اس اختلاف کا سبب اصلی امام فخر الدین رازی کی زبانی سن لیا جاے

ان علیا رضی اللہ عنہ کان یبالغ فی الجہر بالتسمیہ فلما وصلت الدولۃ الی بنی امیہ بالغوا فی المنع من الجہر سعیا فی ابطال آثار علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز مین باواز بلند بسم اللہ فرمایا کرتے تھے ۔ لیکن دولت و امارت جب سے بنی امیہ مین آئی تو انہون نے صرف آثار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مٹانے کی غرض سے اسکے منع کرنے مین کوشش بلیغ سے کام لیا ۔ تفسیر کبیر ۔ فوائد بسم اللہ

حضرت علیؑ کی نماز

اب اسی کے ساتھ ہم حضرت علی کے طریقہ نماز کا مختصر ذکر مقام مناسب سمجھکر قلمبند کرتے ہین۔ ملا حسین لکھنوی فرنگی محلی اپنی کتاب وسیلۃ النجاۃ مین تحریر فرماتے ہین۔

ازان جملہ است کہ بعد از رسول خدا صلعم تغیر و تبدل در نماز کہ ستون دین است راہ یافت و مردمان انرا ضایع ساختند و بشرائط حقوق انرا بجا نمی آوردند و حضرت علیؑ بمقتضائے ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بشرائط حقوق و تعدیل ارکان و حفظ اوقات وغیرہ لوازم آن چنانچہ باید و شاید بجا می آوردند و از نماز رسولخدا صلعم صحابہ را یاد می دہانید۔ گفت مطرف کہ نماز خواندم من با عمران در پس علیؑ ابن ابیطالب در وقتیکہ نماز تمام شد گرفت مطرف دست عمران و گفت بتحقیق یاد دہانید مرا علی مرتضی از نماز محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا گفت کہ نماز خواند با ما چنانچہ میگذارد رسولخدا صلعم

وسیلۃ النجاۃ طبع لکھنو ص ۲۷

اونہین باتونمین سے یہہ بھی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم کے بعد نماز مین کہ دین کا ستون ہے تغیر و تبدل واقع ہوگیا تہا۔ لوگون نے اوسے ضایع کر دیا تہا اور اوس کو اوسکے حقوق و شرائط کے ساتھ ادا نہین کرتے تہے اور جناب علی مرتضی اس ایہ کے موافق کہ رسولؐ کا طرز عمل تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ نماز کو اوسکے حقوق۔ شرائط اداے ارکان اور حفظ اوقات کے ساتھ۔ جیساکہ چاہیے بجا لاتے تہے۔ اور اپنے اس طریقہ عمل سے تمام صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز یاد دلاتے تہے۔ مطرف سے منقول ہے کہ ایکبار مین نے عمران کے ساتھ حضرت علی ابن ابیطالب کے پیچھے نماز پڑھی جب نماز تمام ہوچکی تو مطرف نے عمران کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ اج تو واقعی حضرت علیؑ نے جناب رسولخداؐ کی نماز یاد دلادی۔ یا یون کہا کہ ہمکو علیؑ نے یون نماز پڑہائی جسطرح جناب رسولخداؐ پڑہایا کرتے تھے

اسی لئے معویہ کے زمانہ مین۔

وکان ندیما اکل الھریسیہ وکان یاکل علی سماط معویہ ویصلی خلف علی ویجلس وحدہ فسئل عن ذلک فقال طعام معویہ ادسم والصلوۃ خلف علی افضل

ایک شخص معویہ کا ندیم تہا۔ وہ معویہ کے دسترخوان پر تو کھانا کھاتا تہا اور نماز حضرت علیؑ کے پیچھے پڑہتا تہا۔ یہہ دیکھکر ایک شخص نے اوس سے پوچہا تو اوس نے کہا کہ کھانا تو معاویہ کا چربدار ہوتا ہے لیکن نماز حضرت علی کے پیچھے فضیلت رکھتی ہے

ایک شخص کو یہی جواب ابوہریرہ نے دیا تہا۔ ربیع الابرار زمخشری قلمی ورق ص ۲۱۷

یہہ تو جملہ معترضہ تہا۔ اب ہم پہر اپنے سلسلہ بیان پر اجاتے ہین۔ معاویہ صاحب مجتہد بتایے جاتے ہین اور شروع ہی سے خطاکار ٹہرے اجاتے ہین۔ اور نماز کے ایسے اوّل فریضہ اسلامی مین چوری بتلائے جاتے ہین تو گویا خطاکاری اور چوری (ان کے اجتہاد کی خصوصیات مین داخل ہے۔ اسلامی شریعت کیا کسی قوم و مذہب کے لوگ ایسے خطاکار اور گمراہ کو اپنے احکام مذہبی

کا رہبر اور ہادی نہین بنا سکتے۔ طرفداران معاویہ اور ہمخواران دولت بنی امیہ کے اس مصنوعی اجتہاد کی دہجیان اوڑا دون کی خود ساختہ خلافت و امارت معویہ کی قلعیان خود اونکے علمای کرام نے کہ دیکر کہدین ہین مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہون

معویہ صاحب اور ابن حجر	ومن اعتقاد اهل السنّة والجماعة ان ما جرى بين معاوية وعلى من الحروب ولم يكن المنازعة فى الخلافة لاجماع على حقيتها لعلى	اہل سنت والجماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ جو محاربات معاویہ اور علی علیہ السلام کی زندگی مین واقع ہوے وہ اصل خلافت کے جھگڑے نہین تھے کیونکہ علی علیہ السلام پر اجماع امت ہو چکا تہا۔ (صواعق محرقہ)
علامہ عبدالشکور سلمی اور معاویہ صاحب	وقال اهل السنّة والجماعة ان معوية ومن تابعه فى حال حيوة على مخطئين فى دعوى الامارة والبيعة باغين فى المقاتلة مع علىؑ	اہل سنت وجماعت کہتے ہین کہ معاویہ حضرت علی مرتضیٰ کی زندگی مین امارت اور بیعت کے دعوے مین خطاوار تھے اور حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ جنگ و پیکار کرنے مین قطعی باغی تھے۔ (کتاب التمہید فی بیان التوحید)
معویہ صاحب اور علامہ تفتازانی	ذهب الكثيرون الى ان اول من بغى فى الاسلام معوية	علی الاکثر علماے اہلسنت کا یہ مذہب و مسلک تھا کہ جس شخص نے سب سے پہلے اسلام مین بغاوت کی وہ معویہ تھے (شرح مقاصد)
معویہ صاحب اور امام محمد بن طلحہ الشافعی	وقيل معوية من كتّاب النبى صلعم وكان خال المومنين فكيف يحكم عليه وعلى من معه بكونهم بقتال على عليه السلام بغاة فى فعلهم جائزين عن سنن الصّواب بقصدهم وقاصدين بما ارتكبوه من فيهم الجبن فى زمرة الخارجين من طاعة ربهم قلت لم احكم عليهم بصفة البغى ولو ارائها وضعا وافتراءً واختراعًا بل حكمت بها نقلا واتباعا فانه روى الائمة الاعيان من المحدّثين فى مسانيدهم الصحاح احاديث متعدّدة ترفع كل واحد منهم حديثه بسنده الى رسول الله صلعم قال لعمّار رض تقتلك الفئة الباغية وهذا الحديث لا انطاف اسنادها ولا اضطراب فى متونها ثبت بها ان النبى صلعم وصف الفئة القاتلة عمّارًا بكونها باغية وصفة البغى لا ينفك عنها وهى لازمها والبغى عبارة من الظلم وقصد الفساد فكلّ من كان باغيا كان ظالما وجابرا وكان فاسقا وخارجا	اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ معاویہ آنحضرت صلعم کے کاتب تہے اور تمام مسلمانون کے ماموں تہے ان پر اور انکے متبعین پر حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ کرنیکے لئے کیون الزام لگاتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ وہ راہ صواب سے بہکے ہوے اور قصداً بغاوت کے مرتکب اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالے تہے۔ ہم (امام محمد بن طلحہ الشافعی) کہتے ہین کہ ہم نے ان پر حکم بغاوت کا عمداً بناوٹ جہوٹ اور اپنی طرف سے گڑھکر نہین لگایا ہے بلکہ یہ حکم ہم نے بوجہ نقل و اتباع کے کیا ہے جسکو محدثین من کہ مشہور ائمہ نے اپنی اپنے صحیح سندون مین متعدد حدیثون کے درمیان بیان کیا ہے کہ ہر ایک انمین سے اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلعم تک پہونچاتا ہے کہ حضرت عمار یاسرؓ کی نسبت آنحضرت نے فرمایا تہا کہ تجھے باغیون کا گروہ قتل کریگا۔ یہ ایسی حدیث ہے کہ جسکی اسناد مین کوئی خلل نہین ہے اور نہ اسکے متون مین کسی قسم کی بے ترتیبی ہے پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار یاسرؓ کے گروہ قاتلان کا وصف باغی ہونیکے ساتھ قرار دیا ہے اور بغی کا وصف اس گروہ سے جدا نہین ہو سکتا اس گروہ کے لئے یہ وصف لازمی ہے اور بغاوت کے معنی ظلم اور کثرت فساد کے ہین۔ پس جو شخص باغی ہے۔ وہ ظالم جابر۔ عدل سے تجاوز کرنے والا اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونے والا ہے۔ پس حضرت عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوس کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن طاعة ربّه فتكون الفئة القاتلة عمارا متصفة بهذه الصّفات بخبر الصّادق المصدوق رسول اللّٰه

کے فرمانے کے مطابق ان صفات مذکورۂ بالا سے مصدقہ طور پر گروہ متصف قرار پایا۔

امام صنعانی اور معویہ صاحب

قال النّواصب قد اخطاٴ فی الاجتهاد واخطاٴ فیه اصحابه والعفو فی ذالك یرجوا لفاعله وفی اعالی الجنان الخلد راکبه قلنا کذبتم فلم قال النبی صلی اللّٰه علیه واله وسلم لنا فی النار قاتل عمار وسالبه واما دعوی الاجتهاد لمعاویه فی قتاله الا کدعوی ابن حزم ان ابن ملجم شقی الاخرین مجتهد فی قتله لعلی علیه السّلام کما حکاه عنه الحافظ ابن حجر فی تلخیصه واذ کان من ارتکب هواه ونفق بالملا یروّج به ما یراه اجتهادا لم یبق فی الدنیا مبطل اذ لا یات احد منکرا الا وقد اهب له عذرا

ناصبی گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ معاویہ اور اوسکے دوستوں نے خطائی الاجتہاد واقع ہوئی ہے جسکے فاعل کے لئے خدا سے عفو کی امید کیجاتی ہے اور وہ جنات خلد کے درجات عالی میں ہوگا۔ ہم (امام صنعانی) کہتے ہیں تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ اگر تمہارا قول سچ ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے کیوں کہا تھا کہ عمار کا قاتل اور اوس کے مقتول ہوجانے کے بعد اوس کے ہتیار لیجانے والا جہنم میں ہوگا امیر معویہ کے لئے علی کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں اجتہاد کا دعویٰ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ابن حزم نے ابن ملجم شقی اخرین کو جناب علی مرتضیٰ کے قتل میں مجتہد کہا ہے۔ چنانچہ ابن حجر نے تلخیص میں اسکو نقل کیا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے حرص و ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر ہذیان بکنا شروع کردے تو جسکو چاہے اجتہاد کہدے۔ پس ایسی تاویلات مہملہ سے دنیا میں کوئی امر باطل نہیں رہیگا جسکے لئے کوئی نکوئی عذر گڑھ نہ لیا جاوے

شاید کسی کو یہ شبہہ ہو کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کو زمانہ حیات میں البتہ یہ نہ خلیفہ تھے نہ مجتہد۔ آپ کے بعد یہ سب کچھ ہوگئے۔ خلیفہ مفترض الطاعۃ بھی اور مجتہد واجب التقلید بھی۔ تو یہ بھی سنیے۔ فخر الاسلام بزدوی کتاب التیسیر میں لکھتے ہیں۔

لان احدا من الصحابة لم یره امام حق ولم یعقد له عقد الامامة وما کان من جملة الخلفاء

کسی صحابی نے اسکو امام نہیں کہا ہے اور نہ کسی طریقہ سے امامت حقہ کا انعقاد ہوا تھا اور نہ معاویہ جملہ خلفا میں داخل ہے۔

طرفداران معاویہ کی ان سب تاویلات مہملہ اور توہمات باطلہ کے متعلق ہم صاحب نصائح کافیہ کی مفصل تنقیدی رائے ذیل میں لکھتے ہیں۔

صاحب نصائح کافیہ اور معاویہ صاحب

واما من یقتل المسلمین صبرا ویسبّ علیا جهرا ویبعث فی الارض فسادا ویحارب اللّٰه ورسوله عنادا

جو شخص مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر (مجبور کر) کے قتل کرتا ہے اور امیر المومنین کو علانیہ گالی دیتا اور برا کہتا ہے اور خدا کی زمین پر فساد کرتا ہے اور خدا و رسولؐ سے لڑائی اور عناد کرتا ہے اور مسلمانوں کے بیت المال

وتصطفي البيضاء والصفراء من بيت اموال المسلمين وكهتك باوامر سيد المرسلين فذلك عندهم ثقة عدل صاحب سنة خليفة حق امام صدق ذلك مبلغهم من العلوم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بمن اهتدى ما احمق هؤلاء القوم ليدعون للكذب عن هذه الطاغية فيتاءولون له التاويلات الباطلة البعيدة الفاسدة الضعيفة ويعمدون الى سيئاته القبيحة الواضحة المتواترة فينكرون منها ما امكن من انكاره ويبدلون الجانب الاخر بتلك التاويلات حسنات يمدحونه عليها ويظنون حينئذ انهم قد جمعوا الامة على الهدى وصانوا العامة عن الخوض فيما لا يعنيهم عن ذكر مساوي تلك الطاغية واغوائهم

کا سونا چاندی (اپنا موروثی مال سمجھکر) ہضم کرجاتا ہے اور پیغمبر صاحب کے حکم کا مذاق اوڑاتا ہے۔ ایسا شخص اپ لوگون کے نزدیک۔ بڑا ثقہ۔ بڑا عادل۔ صاحب سنت خلیفہ برحق اور امام صدق ہے۔ اس سے اپ لوگون کی عقل کی خوبی ظاہر ہوتی ہے خدا خوب جانتا ہے گمراہون کو بھی اور جس نے ہدایت پائی اوسکو بھی۔ یہہ لوگ کسقدر نادان ہین۔ اس سرکش (معاویہ) کی حمایت مین کسقدر عجلت کرتے ہین اور تاویلات باطلہ بعیدہ۔ فاسدہ اور ضعیفہ سے اسکے لئے تاویل کرتے کرتے ہین اور اوسکے گناہون اور اعمال بدکو جو کھلے ہوئے۔ رسواکن اور متواتر ہین (پیش نظر رکھکر) قصداً جنکا اظہار ناممکن ہوتا ہے۔ انکار کرتے ہین۔ اور دوسری طرف سے تاویلین کرکے اوسکے گناہون کو نیکیان قرار دیکر اوسکے اونھین گناہون کی مدح وثنا کرتے ہین اور اوسکو اوسکے گناہون پر قابل ثواب ٹہراکر خدا پر سبقت کرتے ہین اور یہہ گمان کرتے ہین کہ اونھون نے اس تدبیر سے دین خدا کا ایک شگاف بھر دیا اور امت کو ہدایت پر مجتمع کردیا اور عام لوگون کو بزعم خود ناجائز امر مین خوض کرنے سے بچا لیا۔ نصائح کافیہ مطبوعہ بمبی ص ۱۱۵

اسی وجہ سے کسی شاعر نے کہا ہے اور خوب ہی کہا ہے۔

قال النواصب فيه اخطا معويه — في الاجتهاد واخطا فيه صاحبه

ناصبیون کا یہ قول ہے کہ معاویہ سے جنگ صفین مین خطا واقع ہوئی اور یہہ خطا اوسکی اور اوسکے مصاحب (عمرو عاص) کی خطاء اجتہادی ہے

والعفو في ذاك مرجو لفاعله — وفي اعالي الجنان الخلد راكبه

لہذا امید ہے کہ اوسکی یہہ خطا معاف کردی جاویگی اور وہ جنات خلد کے اعلی درجات پر فائز کیا جاویگا

قلنا كذبتم اما قال النبي لنا — في النار قاتل عمار وسالبه

ہم کہتے ہین نواصب جھوٹے ہین۔ کیا نہین فرمایا۔ رسولخدا صلعم نے۔ کہ عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوسکے ہتیار لینے والا۔ جہنمی ہے

(روضہ ندیہ مطبوعہ دہلی ص ۲۳)

امام جلال الدین سیوطی اور معاویہ صاحب

عن سعيد بن جمهان قال قلت لسفينة ان بني امية يزعمون ان الخلافة منهم قالت كذبوا بنو الزرقاء بل هم ملوك من اشد الملوك واول الملوك معاويه

سعید ابن جمہان کہتے ہین کہ مین نے سفینہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ بنو امیہ اپنے آپ کو خلفاء جانتے ہین وہ کہنے لگین یہہ کنجی عورت کیے زائیدہ جھوٹ کہتے ہین۔ یہ لوگ بادشاہ ہین اور سخت ترین بادشاہون مین سے ہین۔ ان مین سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے

ایضاً فی کتابہ اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ بعد ان ذکر احادیث کثیرۃ فی فضل معویہ کلہا موضوعۃ لا اصل لہا۔

پھر یہی بزرگ اپنی کتاب لآلی مصنوعہ فی احادیث موضوعہ میں معاویہ کی شان میں اکثر حدیثوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ معویہ کی شان میں تمام حدیثیں موضوع ہیں اور اونکی کوئی اصل نہیں ہے۔

بعض طرفداران معویہ کہتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے حق میں فرمایا یا معویہ اذا ملکت فاحسن جب تم بادشاہ ہونا تو اچھے سلوک کرنا۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اسکی تحقیق میں لکھتے ہیں۔

محدث دہلوی — دیگر این حدیث می ارند کہ فرمود رسولخدا صلعم یا معویہ اِذَا مَلَكْتَ فَاَحْسِنْ ومیگویند از آن روزے معویہ را در دل طمع ملک و امارت افتادہ بود۔ اما ہیچ یکے ازینحدیث بصحت نرسیدہ سفر السعادت مطبوعہ کلکتہ ص ۴۶۹

اور معویہ صاحب — دوسری یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے معویہ سے کہا کہ جب تم بادشاہ ہونا تو احسان کرنا اور یہ دعوے کرتے ہیں کہ اوسی روز سے معویہ کے دل میں ملک و امارت کی طمع پیدا ہوئی لیکن ان حدیثوں میں سے ایک حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی

صاحب نصائح کافیہ نے اس بحث میں مفصلہ ذیل شرح تنقیدی فرمائی ہے۔

وعلی فرض صحتہ فلا منقبۃ فیہ للمعاویۃ لان اللہ سبحانہ تعالی قد اطلع نبیہ علے ما سیجری بین امتہ من الفتن و الحروب وقد اخبر عنہا اما اخبروا واشار الی ما اشاروا وفی ہذا الحدیث اشارۃ الی ان معویۃ سیملک وقد صح فی الاحادیث صحیحہ بان ملکہ ملک عضوض وقد امرہ بالاحسان اذا ملک حیث لا سامع ولا موتمر ولیس ذلک من قبیل البشارۃ والغبطۃ بملکہ بل من باب الاخبار بالمغیبات والانذار بالفتنہ واقامۃ الحجۃ علیہ تبلیغہ و ہذا الاخبار لا یستلزم حقیتہ فان النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم قد اخبر عن امور کثیرۃ من ہذہ القبیل کفتن الخوارج وان بنی مروان ینزون علی منبرہ کما تنزو القردۃ وقد اخبر موسی علیہ السلام بما یملک بخت نصر الجبار الکافر ما سیملکہ من بنی اسرائیل افیکون الاخبار بہذہ الامور دلیل علے حقیقتہا

مگر اس حدیث کی صحت بھی فرض کرلیجاوے جب بھی معویہ کے لئے کوئی منقبت نہیں ہے کیونکہ خدا نے اپنے نبی ص کو اون امور کی اطلاع دی ہے جو اونکی امت پر پیش انیوالے ہیں مثل فساد اور لڑائی وغیرہ کے اور اس حدیث میں جو خبر دی گئی ہے اور جسطرف اشارہ فرمایا گیا ہے سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ اس حدیث میں اشارہ ہی معویہ کو بادشاہی ملنے کا۔ اور بتحقیق احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے مرتجا کہ ملک اوسکا ملک گزندہ ہوگا۔ او بتحقیق کہ حکم یا تھا کہ اوسکو بادشاہ ہونے پر احسان کرنا ہوگا مگر اوس نے نمانا اور تعمیل نہیں کی اور یہ فرمانا انحضرت صلعم کا از قبیل بشارت و مسرت نہیں تہا بلکہ خبر غیب کے طور پر تہا۔ او فتنہ و فساد سے خوف دلانا تھا اور تبلیغ احکام سے معویہ پر حجت قائم کرنا تہا اور یہ خبر بیان کرنے سے معاویہ کی حقیقت لازم نہیں آئی کیونکہ انحضرت صلعم نے ایسی بہت سی خبریں بیان کی ہیں مثل فتنہ خوارج وغیرہ کے اور بنی مروان کا اپنے منبروں پر بندروں کی طرح کودنا اور اسی طرح حضرت موسی علیہ السلام نے بھی بخت نصر بادشاہ کافر جابر کی بادشاہی سے اور جو کچھ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ سلوک کرنے والا تھا

لایقول بهذا احد ولکن انصار معویة ینشئون فی تزکیته بمثل خیوط العناکب ضعفا ویلوون رؤسهم عما ثبت فیه من المثالب (نصائح کافیہ مطبوعہ مطبع مظفری بمبی ص ۱۵۶)

خبر دی تھی تو کیا ان باتون کی اوسکی حقیقت ثابت ہوجاےگی ۔ اسکا قائل کوئی نہین مگر معویہ کے طرفدار لوگ ان باتون کی جو مکڑی کے جالے کیطرح مزور ہین اٹھ کر معویہ کی منقبت سمجھتے ہین اور اون صحیح مثالب سے جن مین معویہ کی برائیان ثابت ہین سونہہ پھیر لیتے ہین ۔

علامہ ابن روزبہان اور معویہ صاحب — مطاعن معویہ کے دفع کرنے مین مجھی کچھ اہتمام نہین ہے ۔ وہ کوئی خلیفہ تھوڑا ہی تھا کہ عظمت اسلام کے خیال سے اوسکے عیوب کی پردہ پوشی کیجاے ۔ وہ تو ایک بادشاہ تھا اور بادشاہون کے اعمال ایسے ہوتے ہین کہ وہ کسی طرح مطاعن سے خالی نہین ہوسکتے (ازالۃ الغین مولوی حیدر علی جلد اول ثلث اول مطبوعہ مطبع سلطانی قلعہ دہلی ص ۸۴ و ۸۵)

شاہ اکرام الدین اور معویہ صاحب — محمد اکرام الدین (نبیرہ محدث دہلوی) می گوید کہ چون از کتب سیر و تاریخ سیر نمودم دریافت شد کہ معویہ ابن ابوسفیان دنیا را دوست داشتے لہذا با حضرت علی جدال و قتال کردہ بر خود نام باغی و طاغی از امام حق تا قیامت بر گردن نہاد ۔

محمد اکرام الدین کہتے ہین کہ مین نے جب تاریخ و سیرت کی کتابون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ معاویہ ابن ابوسفیان دنیا دار تھا اسی لئے حضرت علیؑ سے لڑکر امام حق کی زبان سے باغی اور طاغی کا نام قیامت کے دن تک اپنی گردن کے اوپر باقی رکھا ۔

سعادت الکونین مطبوعہ دہلی

معاویہ بستر موت پر

معاویہ کی موت — اب ہم معویہ اور اونکے حالات کو خاتمہ تک پہونچاے دیتے ہین اور یہ دکھلاے دیتے ہین کہ باوجود اس اطمینان و رحت کے بھی انکا اخری وقت بستر موت پر کیسی بےچینی اور اضطراب مین گذرا ہے

امام راغب اصفہانی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین ۔

مرتے وقت صلیب لٹکائی — مرض معویه فدخل علیه طبیب فقال لاباس علیك انك تبرئ ثم مرض فدخل علیه نصرانی وقال عندنا تعوید من علق علیه یبرء من علیه فاخذه وعلق علیه فدخل علیه الطبیب فخرج فقال انه میت لا محالة ومات من لیلة فقیل للطبیب فی ذلك فقال روی عن امیر المؤمنین ان معویة لا یموت حتی یعلق فی عنقه صلیب فعلمت انه یموت والتعوید الذی کان علیه صلیب

معاویہ بیمار ہوا تو اونکے پاس ایک طبیب آیا اور اوس نے کہا کوئی اندیشہ نہین تم اچھے ہوجاوگے ۔ پھر دوبارہ مرض لاحق ہوا تو ایک عیسائی معویہ کے پاس ایا اور کہنے لگا میرے پاس ایک تعویذ ہے کہ جس مریض کے گلے مین ڈالدی جاوے وہ مریض تندرست ہوجاے معاویہ نے وہ تعویذ لیکر گلے مین ڈال لیا اور وہی طبیب جو پہلے انکے پاس آیا تھا پھر آیا اور جب وہان سے باہر نکلا تو کہدیا کہ معویہ اب ضرور مرجاےگا ۔ چنانچہ اوسی رات کو معویہ مرگیا ۔ طبیب سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے کہ تم نے دونکی قطعی موت کا حکم لگادیا ۔ طبیب نے کہا مجھ سے امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

قال الجاحظ انما غلب معویۃ علیاً لانہ لم یکن رعایتہ الا درلت الحاجۃ بالحیلۃ حل او حرام ثم لم یکن یبالی بالدین ولا یتفکر فی سخط رب العلمین وعلی علیہ السلام لم یستعمل من الحیل الا ما حل و الحلال من الحیل قلیل وقال معویہ لعمر عاص اللہ لاضربن علیاً بخمسین الفا لا یقرؤن فاتحۃ الکتاب

معاویہ اوسوقت تک نہین مریگا جبتک کہ اپنی گردن مین صلیب نہ لٹکا دیگا اور جو تعویذ معویہ کے گردن مین ہو وہ صلیب ہو۔ اس لئے مین نے جانلیا کہ جاحظ کا قول ہے کہ معویہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام پر اسوجہ سے غالب آگیا کہ اسکا مقصود یہہ تہا کہ وہ کسی حیلہ سے اپنے مدعا کو حاصل کرے خواہ وہ حیلہ حلال ہو یا حرام وہ اپنی کامیابیون کی کوششون مین نہ کچہہ دین خدا کی پروا کرتا تہا اور نہ اوسکو عقوبت الٰہی سے کچہہ خوف تھا بخلاف اسکے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے حصول تدبیر مین وہی تدبیرین کرتے تہے جو حلال ہوتی تہین اور یہہ ظاہر ہے کہ حلال تدبیرین بہت کم ہوتی ہین معویہ نے عمر عاص سے کہا کہ خدا کی قسم مین علیؓ کے ساتھ پچاس ہزار ایسے ادمی لیکر لڑون گا جو سورۂ حمد بہی پڑہنا نہین جانتے ۔

بستر مرگ پر معویہ کا اضطراب۔ شریعت محمدیہ اور امت مرحومہ مصطفویہ کے ایک راسخ الاعتقاد پیرو کی بداعمالی ثابت کرنیکے لئے اس سے بڑہکر اور کیا بتلایا جاسکتا ہے کہ اخیر وقت کے خوفناک منظرون نے اوسکو ایسا خوف دلا رکہا تہا کہ اخر اوس نے اسلام کی حقانیت اور روحانیت سے دست بردار ہو کر عیسائی معتقدات کو تسلیم کرلیا۔ زیادہ تر تعجب کی بات تو یہہ ہے کہ ایسی بداعتقادی اور اپنے عقاید حقہ سے دست برداری ایک ایسے خاص شخص سے ثابت ہو رہی ہے جو اسوقت بلاد اسلامیہ مین دینی اور دنیاوی سردار و پیشوا بتلایا جاتا ہے ۔ اگرچہ یہی تمہیدی تحریر ہمارے مدعا کے بیان کے لئے کافی ہے مگر ہم بنا بر مزید اطمینان ناظرین ان کے اضطراب و پریشانی اور انتشار و حیرانی کی وہ مخصوص حالت جو بستر مرگ پر لاحق ہوئی تہی لکہدیتے ہین ۔ خواجہ اعثم کوفی اپنی تاریخ مین لکہتے ہین ۔

معویہ چون تنہا ماند مروان درآمد و معویہ را دید کہ دل تنگ گردیدہ است و می گریہ گفت سبب گریہ تو چیست معویہ گفت بسیار کار خیر بود کہ مید انستم و می توانستم کرد اما نہ کردم ۔ ازان سبب دل تنگ شدم و می گریم و بران تقصیر تاسف می خورم و ازان می ترسم کہ بسبب حق علی علیہ السلام کہ ازاو باز گرفتم و او را ظلم کردم و حجر ابن عدی و اصحاب آنحضرت صلعم را کشتم ۔ خدای تعالی این بلا را بمن فرستاد و مرا عقوبات اجل و عاجل ملاقی کرد ومن این ہمہ را بدو سختی نزدیک می بینم ۔ اگر

ایک دن معویہ کے پاس خلوت مین مروان آیا دیکہا کہ بہت پریشان خاطر ہے اور رو رہا ہے ۔ رونے کا سبب پوچہا تو معویہ بولا بہت سی نیک کام ایسے تہے جنکو مین جانتا تہا اور کرسکتا تہا لیکن مین نے نہین کیا اسلیئے پریشان خاطر ہون اور روتا ہون اور اپنے گناہون پر افسوس کرتا ہون اور ڈرتا ہون کہ مین نے علی علیہ السلام کا حق لے لیا اور اون پر ظلم کیا اور حجر ابن عدی اور اصحاب آنحضرت صلعم کو قتل کیا اور اسی وجہ سے خدای تعالی نے یہہ بلاے اجل (مقرر شدہ) اور عاجل (جلد آجانے والی)

ما من دردل تو بودے ول من راہ راست یافتی و رشد خود را
شناختے ۔ اما دوستی یزید مرا بر مخالفت و محاربت امیر المومنین ؑ
بر داشت لاجرم امروز دشمن بر من بخندید و دوست از من
بر نجید پس از این نوع کلمات چند بگفت و فرمود کہ از ان موضع
کوچ کردند و بعجلت رفتند تا بہ شام رسیدند و معویہ در سرائے
خویش فرود آمد و ان علت روز بروز قوت گرفت و مستولی گشت
وہر شب خوابہائے شوریدہ می دید و از ان می ترسید و چند گاہ ہذیان
می گفت و اب میخواست و بسیار می خورد و تشنگی او تسکین نمی
یافت و وقتی او را غشی می آمد ۔ چنانچہ یک شب و روز در بیہوشی
بود چون بہوش می آمد فریاد نو بر می آورد و می گفت چہ افتاد
مرا با تو اے عمر بن حمق الخزاعی و چرا با تو خلاف کردم و حق تو
گرفتم اے پسر ابی طالبؑ ۔ الٰہی اگر مرا عقوبت کنی مستوجب
عقوبتم ۔ معاویہ بر این شکل مضطرب می بود و بر زمین می غلطید

مجھپر ڈالی ہے ۔ یہہ تمام مصیبتین مین ایک یزید کی محبت کی وجہہ
سے دیکھتا ہون اگر مجھکو اوسکے ساتھہ محبت نہوتی تو میرا دل سچائی
کی راہ پالیتا اور اپنی ہدایت کو پہچان لیتا لیکن یزید کی محبت
نے مجھکو امیر المومنین علیہ السلام کی جدال و قتال پر امادہ کیا نتیجہ
یہہ ہوا کہ اج دشمن مجھپر ہنستے ہین اور دوست مجھسے رنجیدہ ہوتے
ہین ۔ اسی قسم کی بہت سی او رباتین کہین اور کہا کہ یہان سے
قیام اوٹھاو ۔ چنانچہ وہان سے جلد کوچ کر کے شام مین آیے اور
معاویہ اپنی محلسرا مین داخل ہوا اوسدن سے بیماری روز بروز
بڑھتی گئی ۔ وہ راتون کو پریشان خواب دیکھا کرتا تہا اور اون سے
ڈرا کرتا تہا اور اکثر اوقات بہکی بہکی باتین کرتا تہا اور برابر
پانی مانگتا تہا اور بہت بہت پانی پیتا تہا لیکن اوسکی پیاس
نہین بجھتی تہی اور بار بار اوسکو غشی اجاتی تہی چنانچہ ایک
شبانہ روز اوسی بیہوشی رہی اجب ہوش آیا تو وہ چلا چلا کر کہنے
لگا کہ اے حجر ابن عدی مجھکو تم سے کیا ہو گیا تہا اور اے عمر حمق خزاعی مجھکو تم سے کیا ہو گیا تہا اور اے پسر ابی طالبؑ مین نے تم سے
کیون مخالفت کی اور کیون تمہارا حق لیلیا ۔ اے پروردگار اگر تو مجھپر عذاب نازل کرے تو مین اوسکے لائق ہون ۔ الغرض معاویہ
اس طرح مضطرب الحال تہا اور اسی کرب و اضطراب کی حالت مین زمین پر لوٹتا تہا ۔

اب تو ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ ایسی کامل حسرت و یاس کے عالم خاص مین ۔ جب تمام دنیاوی تعلقات الوداع
اور حکومت و ثروت ، مال و دولت کے طمطراق الفراق الفراق پکار رہے ہین اور اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف کوچ ہو
رہا ہے جس کا کبھی بھولے سے بھی خیال نہین کیا گیا تہا امیر صاحب کو اضطرار و انتشار کی کیا حالت تہی ۔ خدا کی شان معویہ کے ایسا
ادمی اور اپنے قصور کا اعتراف ۔ اپنی خطا کا اقرار ۔ عقل کے سراسر خلاف ہے ۔ مگر کیا کرین وقت ہی ایسا لگا ہے کہ نہ جسمین کوئی تدبیر
مفید کار ہو سکتی ہے اور نہ کوئی حیلہ جوئی اور ابلہ فریبی کام اسکتی ہے ۔ انکے ایسے وقت کی ایسی مضطربانہ حالتون کو پڑہکر کوئی بھی
کہہ سکتا ہے کہ معویہ مسلمانون کے امیر وقت نے اپنی بستر موت کے زمانہ کو اسانی اور اطمینان کے ساتھہ کاٹا ۔ یا کم سے کم اون مقدس
طبقہ کے ادنی غلامون کے ساتھہ بھی انکا شمار ہو سکتا ہے جو بزرگوار اپنی مبارک حیات کا زمانہ تمام کر کے دنیا سے نیک لوٹ اور

اور اطمینان کیساتھ کاٹتا۔ بالکم سے کم اوس مقدس طبقہ کے ادنی غلامون کے ساتھ بھی انکا شمار ہو سکتا ہی جو بزرگوار اپنی مبارک حیات کا زمانہ تمام کرکے دنیا سے پورے اطمینان و آرام اور صبر و شکیبائی کے ساتھ ایسا اوٹھ گئے گویا وہ دنیا مین آہی نہین تھے ؎

صفتِ بوئے گل اس باغ سے جانا ہو تو نکل
کہ جنازہ بھی ترا بار نہو یارون کو

مروان الحکم

نسب نامہ　مروان بھی سلسلہ امویہ کی ایک کڑی ہین۔ یہہ وہی سلسلہ ہی اور وہی خانوادہ جسکو خدا نے قرآن مین شجرہ ملعونہ بتلایا ہی اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے۔

(۱) ویل لبنی امیہ ویل لبنی امیہ ویل لبنی امیہ — بنی امیہ کو موت آیے۔ بنی امیہ کو موت آے۔ بنی امیہ کو موت آیے

(۲) لکل شئ افۃ وافۃ ھذا الدین بنی امیہ — ہر چیز کے لئے آفت ہوتی ہے اس دین کے لئے بنی آفت ہین۔

(۳) سیکون فی امتی زنادقۃ واشر قبائل العرب بنی امیہ — میری امت مین زندیق بھی ہین اور شریر ترین قبائل عرب بنی امیہ ہین۔

(۴) کان ابغض الاحیاء او الناس الی رسول اللہ بنی امیہ — رسول اللہ صلعم کے ساتھ سب سے زیادہ بغض رکھنے والا قبیلہ بنی امیہ ہے

اسی قبیلہ سے مروان کی اصلیت قائم ہوئی اور اس خاص کیفیت کے ساتھ

عن سعید بن جمہان قال قلت لسفینہ ان بنی امیہ یزعمون ان الخلافۃ فیھم قال کذب بنو الزرقاء بل ھم ملوک ومن اشد الملوک واول الملوک معویۃ — سعید بن جمہان ناقل ہین کہ مین نے سفینہ رض سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہین کہ بنی امیہ حقدار خلافت ہین۔ سفینہ نے کہا کہ یہہ لوگ جھوٹے ہین۔ یہہ کنجی عورت کی اولاد خلیفہ کہان رہے یہہ تو بادشاہ ہین اور سخت ترین بادشاہ اور معویہ انکا پہلا بادشاہ ہے

زرقا۔ مروان کی دادی　زرقا جدہ مروان بود قبل از انکہ ابو العاص بن امیہ او را بنجاح در آید۔ ہر وقت فاحشہ بود۔ علم بر بام بغضب میکرد تا ہر کرا کہ میل بزنا باشد بمنزلش رود۔ بنا بران فاسقہ را صاحب رایات می گویند — زرقا مروان کی دادی تہی قبل اسکے کہ وہ ابو العاص بن امیہ کی زوجیت مین آیے۔ بدکار لوگ ہمیشہ اوسکے گھر آیا کرتے تہے اور اوس نے اپنے گھر کی چھت پر ایک علم نصب کر رکھا تہا تاکہ جسکو زناکاری کی خواہش ہو وہ اوسکے گہر چلا آیے۔ اسی وجہہ سے لوگ اوسے صاحب رایات کہتے تہے۔ مروان کی مان بہی جھنڈے والی تہی۔

مروان الی مجہول النسب　کان مروان لا یعرف لہ اب وانما نسب الی الحکم کما نسب الی عمر العاص (تذکرہ خواص الامۃ) — مروان کے بھی باپ کا عرب مین پتا نہین ہے اور حکم کی طرف اسکے باپ ہونیکی نسبت بھی ویسی ہی ہے۔ جیسی عمر کی عاص ابن وائل کیساتھ

اصلیہ

اصلیت تو یون قائم ہوئی اور طبیعت اس مجہولیت کی اجزاء ترکیبی سے مرکب - تو پہر محاسن و مکارم کی کیا توقع کیجائے

ہیچ صیقل نکو نداند کرد — آہنے راکہ بدگہر باشد

بہر حال جیسے بہی ہون آغاز ایام رسالت سے لیکر فتح مکہ تک کی مدت بیست سال مین - اپنے قبیلہ بنی امیہ کے ہمخیال وہمراے رہکر مروان بہی اپنے باپ حکم ابن العاص کیطرح دشمن خدا و رسول بنا رہا - فتح مکہ کے بعد اپنے قبیلہ کے ساتھ یہہ بھی بغایت مجبوری ایمان لائے اور اسلام کے وسیع دائرہ مین مولفۃ القلوب کے ایک فرد کہلائے - بر آئے نام اسلام لانے کے وقت انکا سن بہی اوتنا ہی سمجھہ لینا چاہیے جتنا انکی ولی نعمت معویہ کا - اس وجہہ سے اگر یہہ دونو کے ہم عمر تبلائے جائین تو بعید نہ ہوگا

اسلام لانے کے بعد خدا و رسول صلعم کی مخالفت انکے باپ اور انکے دل سے نہ مٹی - نتیجہ یہہ ہوا کہ شہنشاہ رسالت نے ان دونون باپ بیٹون کو مدینہ سے نکلوا دیا اور اس مفصل اور مسلسل تاکیدون کے ساتھ کہ میرے بعد جو امارت و امامت اسلامی کا حکمران ہو وہ مدینہ سے اپنے وقت مین دس دس کوس انکو اور دور بھیجتا رہے - چنانچہ حسب فرمان رسالت خلافت اول و دوم مین یہہ دونو باپ بیٹے عہد رسالت کے دس کوس ملاکر مدینہ سے تیس کوس پر نکال باہر کردئے گئے تھے - اسی سے سمجھہ لینا چاہئے کہ مدبر رسالت علیہ وآلہ التحیۃ نے سیاسی ضرورتون کے اعتبار سے ان باپ بیٹون کی ہستیون کو اسلام اور اہل اسلام کے مقاصد و مطالب کے لئے کتنا مضر سمجہا تہا اور انکی میل جول اور رسم و راہ بھی مسلمانون کے ساتھ گوارا فرمائی تھی اسی پر اکتفا نہین کی گئی - بلکہ زبان مبارک سے لعن و نفرین کے مستحق بھی بتلائے گئے

ولد الحکم ملعونون — حکم کی اولاد سب ملعون ہین — ینابیع المودۃ وغیرہ

قالت عائشہ انی اشہد علی رسول اللہ صلعم انہ لعن اباک وانت فی صلبہ — حضرت عائشہ مروان سے خطاب کرکے کہتی ہین کہ مین اس امر پر گواہی دیتی ہون کہ رسول اللہ نے تیرے باپ پر اوسوقت نفرین فرمائی ہے جب تو اوسکے صلب مین تھا — تذکرہ خواص الامۃ

پہر یہہ بھی فرماتی ہین کہ مروان لعنت کا ایک ٹکڑا ہے — تاریخ الخلفاء سیوطی

حضرت عائشہ کے بیان سے مروان کے تعین عمر پر بہی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوائل رسالت تک یہہ پیدا بھی نہین ہوے تھے اور عہد رسالت تک انکا سن مثل معویہ کے کوئی امتیازی حیثیت نہین رکھتا تہا - اسی طرح خلافت اول و دوم تک بھی انکی کوئی امتیازی حالت معلوم نہین ہوتی - لیکن یہہ امر البتہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ حضرت عمر کے عہد مین جہان تمام بنی امیہ کی زائل شدہ قوتین بار دیگر بہم پہونچائی گئین - اور بنی ہاشم کے خلاف خاص طور پر انکی مالی اور اقتداری حالتون مین کافی اضافہ فرمایا - وہان انکو بھی بقدر مراتب پوری تقویت پہونچی -

اگر حقیقت کی نظر سے دیکہا جاے تو عہد رسالت تک تو خیر - مروان اور اونکے باپ کو کسیقدر شدت و تنگی سے دن کاٹنے ہوے - مگر عہد رسالت کے بعد انتظام خلافت کے دوران مین تو مدینہ کے متمولین بنی امیہ مثل عثمان ابن عفان اور عبد الرحمن ابن عوف کے برابر انکی حمایت اور مالی اعانت کرتے رہے اور جلاوطنی کے کوئی تکلیف انکو معلوم ہونے نہ دیتے تہے - یزید ابن

ابن ابوسفیان کی امارت شام سے انکی جلاوطنی کا مقام قریب تر تھا۔ اسلیئے انکو امور مین اور سہولیت ہوگئی۔ دو برس کے بعد معاویہ کو بھائی کی جگہہ حضرت عمر نے عنایت کردی تو مروان کی ازادی مین اور اضافہ ہوگیا۔ اسلیئے عہد رسالت کے بعد یہ جلاوطنی کوئی تعذیر بیجا نہ نہین رہی بلکہ سیر و تفریح امیز آئند بنگئی۔ لیکن تاہم حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک نہ خود ان کو اور نہ انکے طرفدارون اور بہی خواہون کو مدینہ مین واپس آنیکی یا بلانیکی جراءت ہوسکی۔ تکالیف مین ہون یا ارام مین۔ خلافت دوّمی تک یہہ باہر ہی رہے اور مدینہ مین نہ آنیے پائے۔

حضرت عثمان کی خلافت — خلافت کی سلکٹ کمیٹی نے جب حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تو مروان کی کشود کاری کے لئے بھی فتح الباب ہوگیا

حضرت عثمان کی خلافت اور بنی امیہ کے عروج قسمت کی اصلی حقیقت ہم ایک غیر مسلم مصنف کی زبانی ذیل مین لکھتے ہین جسپر جانبدارانہ یا فرقہ دارانہ کوئی اعتراض قائم ہی نہین ہوسکتا۔ مسٹر ڈاوزی ایک فرانسیسی مورخ لکھتا ہے

حضرت عثمان کی حیثیت ہرگز انتخاب (خلیفہ) کے قابل نہین تھی۔ یہہ سچ ہے کہ وہ مالدار اور متانت آدمی تھے انھون نے اسلام او بانی اسلام کو اپنی مالی سرمایہ سے امداد بھی پہونچائی تھی۔ نماز روزہ بھی کثرت سے کرتے تھے۔ خوش مزاج اور صاف روش کے ادمی تھے۔ یہہ سب کچھ تھا مگر وہ کسی استعداد و قابلیت کے ادمی نہین تھے۔ کبر سنی کی وجہہ سے وہ بالکل ضعیف و کمزور ہوگئے تھے۔ انکا ضعف یہان تک پہونچا ہوا تھا کہ جب وہ منبر پر وعظ کہنے کے لئے بٹھلائے جاتے تھے تو وہ اتنا نہین جانتے تھے کہ خطبہ کیسے شروع کیا جاتا ہے۔ یہہ کبیر السن خلیفہ اپنے اقربا سے مفرط درجہ کی محبت رکھتا تھا اور یہہ لوگ جو مکہ کے امیر کہلاتے تھے اور بیس برس تک برابر آنحضرت صلعم کو ایذا پہونچاتے رہے۔ اون پر ظلم کرتے رہے اور اون سے لڑتے رہے اب وہ کامل طور سے عثمان پر حاوی ہوگئے تھے۔ ان کا چچا حکم اور خاصکر اوسکا بیٹا مروان اس سلطنت کے اصل فرمانروا تھے اور خلیفہ کا لقب برائے نام حضرت عثمان کے لئے رکھدیا تھا اور انہی جوابدہی حضرت عثمان کے متعلق تھی جسکی اصلاح مروان سے ناممکن تھی۔ ان دونون کے ایمان مین عموماً اور مروان کے ایمان مین خصوصاً سب کو شبہہ ہے۔ بنی امیہ عام طور سے ملک پر بھوکی جونکون کیطرح چمٹے ہوئے تھے۔ مال دنیاوی بیرحمی اور سینہ زوری سے جمع کر رہے تھے۔ مدینہ مین چارون طرف سے شکایتین آرہی تھین لیکن یہہ شکایتین صرف سخت کلامی اور گالیان دیکر ٹالدی جاتی تھین (اسپرٹ اف اسلام ص ۲۹۴)

ایک غیر مسلم مورخ — رائٹ آنریبل مرحوم سر سید امیر علی۔ مسٹر ڈاوزی کی مرقومہ بالا تحریر نقل کرکے۔ اسپرٹ آف اسلام مین لکھتے ہین —

حضرت عثمان کی خلافت اُن پر آیے — اس کبیر السن خلیفہ کی تخت نشینی نے آخر وقت مین سلطنت جمہوریہ اسلام کے آثار بربادی بالکلیہ ظاہر کردیئے۔ یہہ اوس خانوادہ کے بزرگ تھے جسکو خاندان ہاشم سے گہری دشمنی تھی۔ انھین بنی امیہ نے خراب نتیجہ اسلام

آپ کی ابتدائی حالتوں مین لڑ بھڑ کر مٹا دینا چاہا تھا اور پھر آپ کی مخالفت مین آخر وقت تک لڑتے رہے۔ یہی بنی امیہ اسمین
متفق ہوکر اور قبیلہ مضر (بنی ہاشم کے قبیلہ سے مراد ہے۔ تزویج آنحضرت صلعم کے موقع پر حضرت ابیطالب کا خطبہ۔ روضۃ الصفا وغیرہ)
پر قابو پاکر۔ اونکے ہاتھون سے اپنی گئی ہوئی قوت کا پورا کینہ رکھتے تھے اور اس دن کا انتظار کرتے تھے۔

فتح مکہ کے بعد انہون نے مجبور ہوکر اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ تاہم اسلام او ربنی ہاشم کو نہین بھولے تھے خاصکر اون
بربادیون کی وجہ سے جوان کو ابن عبداللہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھون سے پہونچی تھی۔ جبتک آنحضرت صلعم زندہ رہے آپ کی قوت
حکمرانی بھی ان دغابازون سے ہمیشہ خائف رہی۔ انہین سے بہتون نے برائے نام اسلام قبول کیا تھا وہ بھی اپنی نفع ذاتی کی غرض سے
اور اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو غازیان اسلام اپنی فتوحات کے بعد اسلامی دارالحکومت مین لاتے تھے مگر اس پر بھی سلطنت محمدیہ کیطرف
سے انلوگون کی نفرت کبھی کم نہین ہوئی۔ شہوت پرست۔ بدکار۔ بدنیت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات رکھنے والے مذہب مین داخل
ہو چکا تو ہوئے رکھتے تھے مگر دل سے وہ بت پرست تھے۔ وہ مذہب جس نے روحانی قواعد و تقدس کی متابعت اختیار کرنیکی سخت ہدایت
کی تھی یہ لوگ ابتدا ہی سے اوس کی حکومت اوکھاڑ پھینکنے پر اور نیز اونلوگون کے برباد کردینے پر جن پر اس حکومت کا دارومدار
تھا۔ آمادہ و مستعد تھے جنکی اطاعت پر وہ قسمین کھا چکے تھے۔ حلف اوٹھا چکے تھے۔ آنحضرت صلعم کے قائمقامون نے انکے حسد کو ایک
حدتک محدود کر رکھا تھا اور اونکے مکر و فریب کی چالون کو ظاہر کر دیا تھا

حضرت عثمان کے منتخب ہوتے ہی وہ گدھون کی طرح مردار کی بو پاکر مدینۃ النبی پر جھنڈ جھنڈ ہوکر گر پڑے۔ انکی (حضرت عثمان کی)
تخت نشینی اون تفرقون کے اظہار کی علامت تھی اور اون بدکاریون بنی امیہ کی بدکاریون کی جولانگاہ۔ جنکی بدکاریون نے اسلام کا
دل موڑ دیا۔ اور اسلام کے معزز اور قابل قدر خاندانون کو برباد کر دیا۔ عثمان بن عفان کے ایام حکومت مین دونو خلفائے سابقین
کے طرز حکومت سے پوری مخالفت کی گئی جنکی اتباع و تقلید کا خلیفہ عصر (عثمان) خود اقرار کر چکے تھے۔ وہ معمر اور تجربہ کار اصحاب پیغمبرؐ
اور انصار جو ممالک اسلامی مین عمالان فوجی اختیار بنائے گئے تھے معزول کر دیے گئے۔ اونکی لیاقتین اونکی خدمتین فراموش کر دی گئین
تمام معزز اور نفع خیز عہدے بنی امیہ نے لی لیئے۔ تمام صوبون کی صوبہ داریان انہین کو دیدی گئین جنہون نے ایک وقت مین اپنے آپ کو
اسلام کا پورا مخالف ثابت کر دیا تھا۔ انکے سلوک کے نسبت اسکا خالی کر دیا گیا۔ ان واقعات کو ہم اسلام کی باب التفرق مین
لکھتے مین مگر یہان اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ نظام ملکی کی بدنظمیان۔ ماگلی کارروائیون کی غفلت۔ اپنے اقربا کے ساتھ خلیفہ کی طرفداری
اور عام شکایتون پر خلیفہ کے انکار نے اصحاب کہن سال پیغمبر صلعم کو کیا بلکہ تمام اہل اسلام مین سخت مخالف پھیلا دی اور یہ مخالفت بغاوت
ہوکر ایسی عام ہوگئی کہ آخرکار حضرت عثمان اسمین اپنی جان ہی کھو بیٹھے۔ اسپرٹ آف اسلام ص ۲۱۷

اب اس اجمال کی تفصیل علمائے کرام کی تصنیفون مین ملاحظہ ہو۔ لیکن پہلے یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہمکو حضرت عثمان کے
واقعات خلافت بیان کرنیسے کوئی واسطہ نہین۔ ہم انکی خلافت کے صرف وہی واقعات لکھین گے جو مروان اور اونکے طرز عمل کو
بتلاتے اور دکھلاتے مین۔ تاریخ مسعودی اور تاریخ ابن واضح مین مرقوم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری کی جلاوطنی فقدمه الی المدینہ (معویہ کی شکایت پر ابوذر رض شام سے) مدینہ منورہ مین اسلیئے سے

وقد ذهب لحمه فجذبه فلما دخل اليه وعنده جماعة
قال بلغني انك تقول سمعت رسول الله صلعم يقول
اذا اكملت بني امية ثلثين رجلا اتخذ وبلاد الله دولا
وعباد الله خولا ودين الله دغلا فقال نعم سمعت رسول
الله يقول ذلك فقال لهم اسمعتم رسول الله يقول
ذلك فبعث الى علي ابن ابي طالب فاتاه فقال يا ابا الحسن
اسمعت رسول الله يقول ما حكاه ابوذر وقص
عليه الخبر فقال علي نعم قال وكيف تشهد قال القول رسول
الله ما اظلت الخضراء ولا اقلت غبراء ذا لهجة اصدق
من ابوذر فلم يقيم بالمدينة الا اياما حتى ارسل اليه
وقال والله لتخرجن عنها قال اتخرجني من حرم رسول الله
قال نعم قال فالى مكة قال لا ولكن الى ربذا التي خرجت منها
حتى تموت بها يا مروان اخرجه ولا تدع احد يكلمه حتى يخرج
فاخرجه على جمل ومعه ابنته

ہو چکے کہ انکی دونوں رانوں کا گوشت تک گر رہا تھا جب ابوذرؓ حضرت عثمان کے سامنے
لائے گئے۔ تو حضرت عثمان نے ان سے پوچھا کہ مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ تم نے رسول اللہ صلعم
کی زبانی لوگوں سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جسوقت بنی امیہ کے مردوں کی تعداد تیس ہو جائیگی
اوسوقت وہ خدا کے بلاد کو مال غنیمت اور خدا کے بندوں کو لونڈی غلام سمجھیں گے
اور خدا کے دین کو مکاری کے طور پر اختیار کرینگے۔ ابوذرؓ نے جواب دیا ہاں میں نے رسول اللہ
سے ایسا ہی سنا ہے۔ عثمان نے حاضرین دربار سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلعم کو ایسا کہتے
ہوئے سنا ہے۔ یہ سنکر حضرت علی کو بلا بھیجا وہ آئے تو ان سے پوچھا کہ اے ابوالحسن تم نے اس
حدیث کو رسول اللہ سے سنا ہے جیسا کہ ابوذر کہتا ہے پھر وہ حدیث بیان کر دی حضرت علی
نے جواب دیا ہاں حضرت عثمان نے کہا کہ اسکی شہادت کس دلیل سے دیتے ہو۔ حضرت علی نے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے کہ زیر فلک اور بالائے زمین کوئی ذی نطق یعنی کلام
کرنیوالا نہیں ہے جو ابوذرؓ سے زیادہ صادق القول اور سچا گو ہو اس واقعہ کے بعد چند
ہی روز ابوذرؓ مدینہ میں رہنے پائے تھے کہ حضرت عثمان نے انکے کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم تم
مدینہ سے نکال دئیے جاؤ گے۔ اونھوں نے کہا کیا مجھے حرم رسول سے نکال باہر کر دیگے عثمان
نے جواب دیا ہاں ابوذر نے کہا کیا مجھ کو مکہ بھیجو گے۔ کہا نہیں پوچھا بصرہ بھیجو گے کہا نہیں
پوچھا کوفہ بھیجو گے کہا نہیں بلکہ تم کو صحرا ربذہ میں بھیجوں گا جہاں سے تم مر کر نکالے گئے۔ پھر مروان کو ابوذرؓ کے نکالنے کا حکم دیا اور تاکید کر دی کہ کوئی شخص انکے قریب نہ آنے
پائے اور نہ ان سے کلام کرنے پائے۔ مروان نے اونکو اور اونکی لڑکی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ سے خارج البلد کر دیا۔ تاریخ ابن واضح

حضرت علیؓ اور مشایعت ابوذرؓ مروان کی گفتگو

مروج الذہب میں علامہ مسعودی لکھتے ہیں۔

ولما اطلع عن المدينة ع
مروان تسيره عنها اذ طلع عليه علي ابن ابي طالب ومعه
ابناه وعقيل اخوه وعبد الله بن جعفر وعمار بن ياسر فاعترض
مروان فقال يا علي ان امير المومنين قد نهى الناس ان
يصحبوا اباذر في مسيره ويشيعوه فان كنت لم تدر بذلك
فقد علمتك فحمل عليه علي ابن ابي طالب بالسوط بين
اذني راحلته وقال تنح نحاك الله تعالى في النار ومضى

جب حضرت ابوذر غفاری بحالت کہ انکی مروان کی معیت میں مدینہ سے نکلے تو اونکو
ساتھ حضرت علیؓ مع صاحبزادگان اور عقیل اور عبداللہ بن جعفر اور عمار یاسر تشریف
لائے مروان نے اونکو روکا اور کہا کہ اے علیؓ اگر تم ناواقف ہو تو میں واقف کراتا
ہوں کہ امیر المومنین عثمان نے لوگوں کو ابوذر کی مصاحبت اور مشایعت سے منع
کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت علی نے مروان کی سواری کے جانور کو ایک چابک اوسکے
کانوں کے درمیان مارا اور مروان سے کہا دور ہو۔ خدا تیرا ٹھکانا جہنم میں
لیجائے۔ یہ کہکر حضرت علیؓ ابوذرؓ کے ساتھ ہو لئے۔ اور جسوقت اونکو وداع

مع اباذر فشیعه ودعه فانصرف فلما اراد علی الانصراف بکی ابوذر وقال رحمکم الله اهل البیت اذا رأیتک یا یا ابالحسن وولدک ذکرت بکم رسول الله صلعم

اونکو وداع کرکے لوٹنے لگے تو ابوذرؓ نے رو کر کہا کہ اے اہل بیت نبوت خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اے ابوالحسن جب مین آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو دیکھتا ہون تو مجھے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آجاتے ہین۔

باقی حالات اوسی تاریخ سے حسب ذیل ہین۔

مروان کا شکوہ حضرت علیؑ اور عثمان کی گفتگو

فشکا مروان الی عثمان ما فعل به علی ابن ابی طالب فقال عثمان یا معشر المسلمین من یعذرنی من علی رد رسولی عما وجهته له وفعل کذا والله لنعطینه حقه فلما رجع استقبله الناس فقالوا ان امیرالمومنین علیک غضبان لتشیعک لابی ذر فقال غضب الخیل علی اللجم فلما کان بالعشی جاء الی عثمان فقال له ما حملک علی ما صنعت بمروان واجترءت علی ورددت رسولی وامری قال اما مروان فانه استقبلنی یردنی فرددته عن ردی واما امرک فلم ارده قال عثمان اولم یبلغک انی قد نهیت الناس عن ابی ذر وعن تشیعه فقال علی او کلما امرتنا به من شیء یری طاعة الله والحق فی خلافه اتبعنا فیه امرک بالله لا نفعل قال ضربت بین اذن راحلة مروان قال علی اما راحلتی فهی تلک فاراد ان یضربها کما ضربت راحلته فلیفعل واما انا فوالله لئن شتمنی لاشتمنک انت مثلها بما لا اکذب فیه ولا اقول الا حقا قال عثمان ولم لا یشتمک اذا شتمته فوالله ما انت عندی بافضل منه۔ فغضب علی ابن ابی طالب وقال الیّ تقول هذا القول وبمروان تعدلنی فانا والله افضل منک وابی افضل من ابیک وامی افضل من امک (الی ان قال) فغضب عثمان فاحمر وجهه فقام ودخل داره وانصرف علیؑ

جب مروان ابوذرؓ کو نکال کر واپس آیا تو اوس نے حضرت عثمان سے حضرت علیؑ کی شکایت کی۔ حضرت عثمان نے مجمع عام مین بالاعلان کہا اے گروہ مسلمین کون شخص علی کی جانب سے اسکے متعلق عذر کریگا کہ اونھون نے مروان کو میرے حکم سے باز رکھا اور ایسا برتاؤ کیا جیسا کہ مروان بیان کرتا ہے قسم خدا کی مین بھی علیؑ کے ساتھ وہی کرونگا جسکے وہ مستحق ہین۔ جب حضرت علی ابوذرؓ کو وداع کرکے واپس آئے تو لوگون نے اون سے کہا کہ امیرالمومنین تم پر غضبناک ہین کہ تم نے ابوذرؓ کی مشایعت کی حضرت علیؑ نے جواب دیا اونکا غصہ ایسا ہی جیسا گھوڑا اپنا غصہ اپنی لگام پر نکالتا ہے (یعنی غصہ مین اپنی باگ آپ چباتا ہے) جب شام کو حضرت علی اور عثمان مین ملاقات ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے اون سے کہا کہ تم نے کس وجہ سے مروان کو شکایت کا موقع دیا اور اس بات پر جرات کی کہ میرے قاصد اور میرے حکم کو روکا حضرت علیؑ نے کہا کہ جب مروان نے میرے روکنے کا ارادہ کیا تو مین نے بھی اوسے روکا تمہارے حکم کو نہین روکا۔ حضرت عثمان نے کہا کیا تمہین یہ خبر نہین تھی کہ مین نے ابوذرؓ کی ملاقات اور مشایعت سے لوگون کو ممانعت کی ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا اگر تمہارا حکم اطاعت خدا اور امر حق کے خلاف ہو تو کیا مین اوسکا بھی اتباع کرون۔ واللہ مین ایسا ہرگز نکرونگا۔ حضرت عثمان نے کہا تم نے مروان کے اونٹ کے سر پر چابک مارا حضرت علیؑ نے کہا یہ میرا اونٹ حاضر ہے اگر مروان کا جی چاہے تو اسکے سر پر بھی چابک لگالے لیکن دیکھو۔ واللہ اگر مروان میری نسبت کوئی ثقیل کلمہ اپنی زبان سے نکالیگا تو مین ویسا ہی کلمہ سچ سچ اسکی نسبت استعمال کرونگا اور وہ جھوٹ بھی نہوگا۔ بلکہ حق ہوگا۔ حضرت عثمان نے کہا جب تم مروان کو برا کہو گے تو وہ بھی تمکو برا کہیگا میرے نزدیک تم اوس سے افضل نہین ہو۔ یہ سنکر حضرت علیؑ کو غصہ آگیا اور فرمایا تم مجھسے ایسا کہتے ہو اور میرا مقابلہ مروان سے کرتے ہو۔ خدا کی قسم مین تم سے بہتر ہون اور میرا باپ تمہارے باپ سے بہتر تھا اور میری ماں تمہاری ماں سے افضل تھی۔ اس بات پر حضرت عثمان خشمگین ہوئے اور غصہ سے لال ہوکر گھر کے اندر چلے گئے اور حضرت علیؑ واپس آئے۔

اگر ہم حضرت عثمان کی خلافت مین مروان کی ایک ایک بدعنوانی - بدنظمی اور بدنیتی کو جدا جدا کر کے بیان کرنا چاہین تو ایک دفتر کا دفتر ہو جاییگا - اسلئے اسلام کے مستند اور معتبر مؤرخین و محدثین کے اقوال و مختار سے اجمالی طور پر انکی نسبت عثمان کی بیجا اور ناجائز داد و دہش ذیل مین لکھے دیتے ہین جو عام طور سے تمام اہل اسلام کی سخت ناراضی کا باعث ہوین اور حضرت عثمان کے ان بیجا و نازیبا اسراف نے آخر کار اونکے متبعین سے اونکو قتل کرا دیا - اور حضرت علیؑ کا یہ قول جو ابہی ابہی حضرت عثمان کے غصہ کی تمثیل مین لکھا گیا ہے کہ گھوڑے کا غصہ اپنی ہی لگام پر اوترتا ہے صادق آگیا - ایک مروان کی مجنونانہ تقلید اور کورانہ تائید نے اونکو سب درجون تک پہونچا دیا مگر یہ بھی اپنی دھن کے ایسے پکے تھے کہ اپنی جان تک نثار کر دی مگر مروان کا دامن رفاقت آخر وقت تک نہ چھوڑا - اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ مروان کے ساتھ یہ کرم و ایثار کچھ تو قرابت قریبہ کے باعث ہی تھے اور زیادہ تر بنی ہاشم کی قدیم مخالفت کی بناپر مبنی تہے اسلئے کہ ابھی ابھی جو مکالمہ اور گفتگو حضرت علی او عثمان کی اوپر لکھی گئی ہے اوس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان ہر طرح سے مروان کو حضرت علی پر ترجیح دیتے تہے اور یہ بہی مسلمہ ہے کہ کسی کی حالت درست کرنے مین سب سے پہلے اوسکو مالی قوت پہونچانیکی ضرورت ہوتی ہے اس بنا پر اس واقعہ کے بعد ہی حضرت عثمان نے مروان پر اپنے کرم و ایثار کے دروازے کھولدیے - چنانچہ اس واقعہ کے بعد ہی اسلامی مورخین و محدثین نے انکی مصیبتون کا ذکر اور اونکے اسباب وقوع کے تذکرے نقل کرنے شروع کر دیے ہین - جنمین سے چند ذیل مین لکھے جاتے ہین -

مروان کے ساتھ کرم و ایثار نے حضرت عثمان کی جان لے لی

علامہ ابن عبد ربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید مین تحریر کرتے ہین -

ومما نقم الناس علی عثمان انه اوی طرید رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الحکم ابن العاص ولم یؤوه ابوبکر وعمر وسیر ابوذر الی الربذة (الی ان قال) وتصدق رسول الله صلعم بمهزون (موضع سوق المدینة) علی المسلمین فاقطعها الحارث ابن الحکم اخا مروان واقطع فدك مروان

جن باتون نے مسلمانون کے دل مین حضرت عثمان کی جانب سے کینہ اور کدورت پیدا کر دی انمین سے بعض یہ ہین کہ عثمان نے حکم بن عاص کو جو مردود بارگاہ نبوی تہا اپنے ظل عاطفت مین پناہ دی جسکو حضرت ابوبکر و عمر نے بہی اپنے اپنے عہد مین پناہ نہین دی تہی اور ابوذر غفاری کو صحرائے ربذہ کیطرف نکالدیا نیز موضع مہزون (بازار مدینہ) جسکو رسول الله نے تمام مسلمانون پر تصدق کر دیا تہا حارث بن حکم برادر مروان کو دیدیا اور خاص مروان کو فدک ہبہ کر دیا -

مورخ ابوالفدا لکہتے ہین -

ومما نقم الناس علیه رده الحکم بن العاص طرید رسول الله وطرید ابوبکر وعمر ایضا واعطا مروان الحکم خمس غنائم افریقیه وهو خمس مائة الف دینارا (الی ان قال)

جن باتون نے لوگون کو حضرت عثمان پر برانگیختہ کیا وہ یہ ہین کہ انہون نے حکم بن عاص کو بلالیا جو رسول الله صلعم اور ابوبکر و عمر کا نکالا ہوا تہا نیز یہ کہ حضرت عثمان نے مروان کو خمس غنائم افریقیہ عطا کیا جسکی اصل پانچ لاکھ دینار تہی

واقطع مروان بن الحکم فدک

اور اوسی کو فدک بھی عنایت کیا۔

تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے۔

فی سنۃ خمس و ثلثین کثر الطعن علی عثمان رض و ظہر علیہ النکیر الاشیاء ذکرو ھا منھا ما کان بینہ و بین عبد اللہ ابن مسعود و انحراف ھذیل عن من اجلہ و من ذلک ما نال عمار بن یاسر من الفتن و الضرب و انحراف بنی مخزوم عن عثمان من اجلہ و من ذلک فعل الولید بن عقبہ فی مسجد الکوفہ (الی ان قال) و من ذلک ما فعل بابی ذر رض

۳۵ھ ہجری مین کثرت سے حضرت عثمان پر طعن کی بوچھارین ہونے لگین اور جو ناپسندیدہ معاملات حضرت عثمان کیطرف منسوب کیئے جاتے ہین طشت ازبام ہوے از انجملہ قضیہ نامرضیہ ہے جو حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود کے درمیان واقع ہوا اور وہ نامناسب عمل جس نے حضرت عثمان کیطرف سے قبیلہ ہذیل اور بنی مخزوم کو منحرف کردیا اور وہ ذلیل کن اور تکلیف دہ سلوک جو عمار یاسر سے کیا گیا اور وہ فعل ناشائستہ جو ولید ابن عقبہ نے مسجد کوفہ کے اندر واقع ہوا اور وہ ناگوار برتاو جو ابوذر کے ساتھ کیا گیا۔

کتاب ملل و نحل شہرستانی مین ہے

و منھا تزویجہ مروان ابن الحکم ابنتہ و تسلیمہ خمس غنائم افریقیہ (الی ان قال) و منھا ایواوہ عبد اللہ بن ابی سرح بعد ان اھدر النبی صلعم دمہ و تولیتہ ایاہ مصر

منجملہ اونھین واقعات ناپسندیدہ کے یہ بھی ہین کہ عثمان نے مروان کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہ دی اور خمس غنائم افریقہ بھی اوسکو عطا کیا اور عبد اللہ بن ابی سرح کو جسکا قتل آنحضرت صلعم مباح فرما چکے تہے اپنے پاس پناہ دی اور اوسکو مصر کا حاکم کردیا

ان واقعات سے معلوم ہوگیا کہ صرف مروان کی ان بیجا طرفداریون نے اور حضرت عثمان کی ان مسرفانہ فیاضیون نے اسلامی ممالک کا نظمی شیرازہ ابتر کر رکھا تہا اور بقول مسٹر آسبرن — "تمام ملک دربار خلافت مین حاضر ہوکر اصلاح اصلاح پکار رہا تہا۔ مگر یہ تمام شکایتین۔ یہ مستغیثانہ درخواستین مروان کی سخت کلامیون اور گالیون کے نذر ہوجایا کرتی تھین۔

حضرت عثمان پر عام مسلمانون کا حملہ

اخر تا کیے۔ ان تمام بدنظمیون کا نتیجہ اخر اکدن نکلا۔ اور برا نکلا۔ حضرت عثمان کو مسلمانون کے ہاتھون سے اپنے قتل کا خونریز منظر دیکھنا پڑا۔ ابوالفدا لکہتے ہین۔

فی سنۃ خمس و ثلثین قدم من مصر جمع قیل الف و قیل سبع مائۃ و کذالک من الکوفۃ جمع و کذالک من البصرۃ (الی ان قال) فدخلوا المدینہ فلما جاءت الجمعۃ التی تلی دخولھم المدینۃ خرج عثمان فصلی بالناس ثم قام علی المنبر فقال للجمع المذکورۃ یا ھولاء واللہ یعلم و اھل المدینۃ یعلمون انکم ملعونون علی لسان محمد صلعم فقام محمد بن مسلمۃ الانصاری فقال اشھد بذالک فثار القوم باجمعھم فحصبوا الناس حتی اخرجوھم من المسجد و حصب عثمان حتی خر علی المنابر

۳۵ھ مین ایک گروہ ہزار یا سات سو آدمیون کا مصر سے اور ایسا ہی گروہ کوفہ و بصرہ سے مدینہ مین وارد ہوا جب جمعہ کا دن ہوا تو حضرت عثمان مسجد مین تشریف لاکر نماز پڑہائی اور منبر پر جاکر متذکرہ بالا گروہون سے کہا کہ خدا جانتا ہے اور مدینہ والے بھی واقف ہین کہ تم لوگون پر رسول اللہ صلعم نے لعنت کی ہے۔ محمد بن مسلمہ انصاری نے کھڑے ہوکر اسکی گواہی دی حضرت عثمان کی یہ تقریر سنکر وہ تینون گروہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑے اور اونھون نے سنگریزون کی بوچھار کرکے لوگون کو مسجد سے نکال دیا نیز ایک پتھر عثمان کو اس زور سے لگا کہ وہ بیہوش ہوکر منبر سے گر پڑے اور لوگ اونکو اوسی حالت مین مسجد سے اوٹھاکر اون کے گھر اوٹھا لیے گیے

اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ تاریخ ابن الوردی کی معفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

وصلی عثمان بعد ما نزلت الجموع فی المسجد ثلاثا یوما ثم منعوہ الصلوٰۃ فصلی بالناس الغافقی امیر جماعۃ المصر ولزم اھل المدینۃ بیوتھم وعثمان محصور فی دارہ اربعین یوما ثم اتفق علی مع عثمان علی ما طلبہ الناس منہ عن عزل مروان من کتابہ وعبد اللہ ابن ابی سرح عن مصر فاجاب وفرق علی الناس

بلوائیون کے وارد ہونیکے بعد تین دن تک نماز پڑہائی پھر لوگون نے منع کر دیا اور غافقی مصری کو جو جماعت مصر کا امیر تہا امام نماز مقرر کیا۔ مدینہ والون نے گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا اور حضرت عثمان چالیس دن تک اپنے گھر مین محصور رہے بعد ازان اوس جماعت کی خواہش کے موافق حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہین کہ تم مروان کو عہدۂ کتابت سے اور عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر کی حکومت سے معزول کر دو۔ عثمان نے اسکو مان لیا اور حضرت علی نے لوگون کو متفرق کر دیا۔

ان واقعات سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عثمان کی ان تمام مصیبتون اور مسلمانون کی شکایت کا اصلی باعث مروان کی وزارت تہی اور عبد اللہ ابن ابی سرح کی حکومت مصر۔ اور یہ ایسی کھلی باتین تہین کہ حضرت عثمان بھی رعایائے ملکی کی ان شکایتون کا کوئی جواب نہ دے سکے بلکہ حقیقت وضرورت پر نظر کر کے بلا ترمیم منظور کر لیا تہا اور انکی منظوری سے پہر تمام مدینہ مین امن وامان قائم ہو گیا تہا

مروان کی فتنہ پردازی اور حضرت عثمان کی مروان نوازی

حقیقتاً کسی پر اتنا قابو تو پیدا کیا جائے ہمین نہین معلوم کہ ہم مروان کی قابو پرستی کہین یا عثمان کی مروان پرستی یہان تک تو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان نے عام مسلمانون کی درخواست کو منظور کر لیا تہا اور مروان وعبد اللہ ابن ابی سرح دونو معزول کر دئیے جانیکا اقرار کر لیا تھا مگر مروان کے اشارے نے چشم زدن مین حضرت عثمان کو ادہر سے ادہر کر دیا اور تمام نظم وتدبیر سیاسی کی کالی لکیر پھیر دی۔ وہی مورخ آگے لکھتا ہے۔

ثم اجتمع مروان لعثمان فردہ عن ذلک لکن عزل ابن ابی سرح عن مصر وولاہ محمد بن ابی بکر

لیکن مروان نے حضرت عثمان کے پاس جا کر ایسی باتین کین کہ حضرت عثمان نے مروان کی معزولی کا حکم منسوخ کر دیا البتہ ابن ابی سرح کو معزول کر کے محمد ابن ابو بکر کو مقرر کیا

مطلب سعدی ہمین بود۔ اس سے جہان حضرت عثمان کی سادہ لوحی معلوم ہوتی ہے وہان مروان کی خود غرضی اور نفس پرستی بہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اب مروان کے اس خود غرضانہ حیلہ استروانے فتنہ وفساد کے دروازے کھولدیے۔ اکی توکچہ نہ بگڑی حضرت عثمان کی جان پر آبنی۔ مورخ ابو الفدا لکہتے ہین۔

مروان کا جعلی خط

فتوجہ محمد بن ابی بکر مع جماعۃ من المھاجرین والانصار فبینما ھم فی اثناء الطریق فاذا بعبد علی ھجین یجھدہ فقالوا لہ الی این قال الی عامل المصر

جب حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو عامل مصر مقرر کیا تو وہ گروہ مہاجرین وانصار کے ساتھ مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ ہنوز یہ لوگ راہ مین تہے کہ دیکہتے ہین کہ ایک شتر سوار اونٹ کو تیز بہگاتا ہوا (مدینہ سے) مصر کیطرف جارہا ہے۔ پوچہا کہان کا ارادہ

یعنی محمد ابن ابی بکر) فقال بل العامل الآخر (یعنی
عبد اللہ بن ابی سرح) فامسکوہ وفتشوہ فوجدوا معہ کتابا
مختوما بخاتم عثمان ان جاءک محمد بن ابی بکر ومن معہ بان تک
معزولا فلا تقبل واحتل بقتلہم وابطل کتابہم وقر فی عملک

والون نے اوس سے پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے اوس نے کہا کہ عامل مصر کے پاس
لوگون نے کہا کہ عامل مصر تو یہین ہے۔ یعنی محمد ابن ابی بکر۔ اوس غلام شتر سوار نے کہا
کہ مین سابق عامل۔ یعنی عبد اللہ ابن ابی سرح کے پاس جاتا ہون۔ یہ سنکر لوگون نے اوسکو پکڑا
اور تلاشی لی اوسکے پاس سے ایک چٹھی نکلا جسپر حضرت عثمان کی مہر لگی تھی اور اوسمین لکھا تھا
کہ جسوقت محمد بن ابی بکر اور اون کے ساتھ والے وہان پہونچکر تیری معزولی کا حکم دین تو تم قبول نکرنا بلکہ محمد ابن ابی بکر اور اونکے ساتھ والون کو کسی حیلے سے قتل کرا دینا
اونکے پاس جو نامہ ہے اوسکو باطل سمجھنا اور اپنے منصب پر قائم رہنا

مروان کے حکم سے عثمان مسلمانون کے مجالکے بین

مروان کی حیلہ سازی اور جعل و دغا بازی کا کوئی ٹھکانا ہے۔ دو فقرون مین محمد بن ابی بکر کی جان ہی لے لی تھی۔ ناظرین کتاب جہلاق بنی ہاشم و بنی امیہ کے فرق امتیازی کو یہین سے سمجھ لین اور یہی ہماری اس کتاب کا موضوع ہے۔ اسکے آگے کیا ہوا؟ اوسی مورخ کی زبانی سن لیجئے۔

فرجع محمد بن ابی بکر ومن معہ من المہاجرین والانصار الی
المدینۃ وجمعوا الصحابۃ اوقفوہم علی الکتاب وسئلوا عن
عثمان ذلک فاعترف بالخاتم والخط کاتبہ وحلف باللہ انہ
لم یامر بذلک فطلبوا منہ مروان لیسلمہ الیہم لیبحث ذلک
فامتنع فازداد حنق الناس علی عثمان وجدوا فی قتالہ

یہ مضمون دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر اور اونکے ہمراہی مہاجر و انصار مدینہ واپس آئے اور اونھون
نے صحابہ کو جمع کرکے سارا قصہ بیان کیا اون سبھون نے عثمان کو پاس جاکر اس بات کو اون
سے پوچھا حضرت عثمان نے اقرار کیا کہ یہ خط میرے کاتب مروان کا لکھا ہوا ہے اور اوس
پر مہر بھی میری لگی ہے لیکن خدا کی قسم ہے میرے حکم سے نہین لکھا گیا ہے۔ لوگون نے
کہا تو پھر اسکے لئے مروان کو ہمارے حوالہ کردو۔ حضرت عثمان نے کہا یہ تو نہوگا اس بات
سے لوگون کا غیظ و غضب عثمان پر اور زیادہ بڑھ گیا اور وہ حضرت عثمان سے قتال کرنیکی کوشش مین مصروف ہوئے۔

حضرت عثمان کے اقرار جرم کے بعد مجرم کے حوالہ کر دینے سے انکار نے موقع کو قابو سے بے قابو کر دیا اور موجودہ مسئلہ کو تصفیہ کن جماعت کے اختیار سے بالکل باہر۔ تمام مہاجرین و انصار اوسیوقت سے حضرت عثمان کے امور سے بالکل دست بردار ہوگئے۔ چنانچہ امام المورخین طبری تاریخ مین لکھتے ہین۔

حضرت عثمان ان قضیئون کے بعد شب کو جناب علی مرتضیٰ کے پاس آئے اور اپنی ساری روئداد بیان کی اور اپنی امداد چاہی مگر آپ نے صاف صاف کہدیا کہ مین نے اب مروان کی شرارت کو سنکر اس امر کا تصفیہ کر لیا ہے کہ اب مین تمہارے کسی امر مین کبھی کسی قسم کی مداخلت نہین کرونگا۔ اور نہ تمہارے گھر جاونگا اسکی وجہ یہ ہے کہ مروان تمہارے مزاج پر پورے طور سے حاوی ہوچکا ہے اور اسکی وجہ سے تمہارے لئے سوا آپنے مضرت کے کبھی منفعت نہین ہو سکتی طبری جلد چہارم لکھنو ص ۵۲۸

اس واقعہ کو پڑھکر کیا کوئی غیرتدار شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی حضرت عثمان ہین جو ابھی ابھی دو چار روز پیشتر حضرت ابو ذرؓ کے معاملہ مین مروان کیطرف سے حضرت علیؓ کے ساتھ کیسی سخت کلامی کر چکے ہین اور حسباً و نسباً عملاً و اخلاقاً آپ کے اوپر مروان کو ترجیح دے چکے ہین اور پھر آج اونھین علیؓ سے مروان کی لائی ہوئی مشکلون مین مشکلکشائی کے لئے التجا کر رہے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار

اخلاق مرتضوی

حضرت عثمان واپس آگیے۔ اونکی واپسی کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی اخلاق کریمانہ کے تقاضے سے جب عثمان اور اونکے ہمراہی محصورین کی مصیبت اپسے نہین دیکھی گئی تو بغرض استمداد حضرت امام حسن علیہ السلام کو بھیجدیا۔ ابوالفداء طبری ۶ ہجری

مروان نے حضرت عثمان کی کہان تک مدد کی

ہمکو حضرت عثمان کے قتل کی تفصیل منظور نہین اسلیئے کہ یہہ ہمارے موضوع کتاب سے باہر ہے۔ مگر ہان ہمکو اسکے متعلق اتنا بیان کردینا ضروری ہے کہ قتل عثمان کے وقت مروان کی کیا شان رہی اور اس وزیر و مشیر خاص نے اپنی محسن اور ولی النعم خلیفہ کی حفاظت جان کے کیا سامان کیئے۔ ہم ان واقعات کو تاریخ طبری جلد چہارم (فارسی) اور روضۃ الصفا جلد دوم کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔

مخالفین کا غیظ و غضب اب رکنے والا نہین تہا اور اونکی اتش مخاصمت ٹھنڈی پڑنیے والی نہین تھی۔ ایک ہفتہ سے کچھ ہفتے ہوگیے اور محاصرہ کی وہی کیفیت رہی۔ اخرکار ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۳۵ ہجری کو سات ادمی دیوارین پھاندکر خلیفہ عثمان کے گھر مین گھس آے اسمین شک نہین کہ ان لوگون مین محمد بن ابی بکر الصدیق بھی شامل تہے۔ انھون نے خلیفہ وقت سے کچھہ سخت کلامی ہی کی تہی اور یہہ بھی کہا تھا کہ اب اسوقت عبداللہ ابن معیط۔ مروان الحکم اور معویہ ابن ابوسفیان تمہارے کیا کام اسکتے ہین۔ اس کہنے پر عثمان نے انکو ڈانٹا اور یہہ وہان سے واپس آیے روضۃ الصفا جلد دوم طبری جلد چہارم لکھنؤ

انکے واپس آنے پر مصر والون مین سے کنانہ ابن بشر اسیطرح دیوار پھاندکر گھر مین اوترا اور اوسکے بعد۔ عاقفی عبدالرحمن اور قنصرہ وغیرہ یہہ کہتے ہوے آئے کہ انکو نمارو۔ ہمکو انکی جان کی خواہش نہین۔ جب یہہ لوگ خلیفہ کے پاس پہونچے تو عرض کی کہ آپ کار و بار خلافت دست بردار ہوجائیے۔ خلیفہ نے کہا کہ خدا نے مجھکو اس منصب اعلیٰ پر مقرر کیا ہے۔ سواے اوسکے دوسرا مجھسے اسکو لے نہین سکتا یہہ جواب سنتے ہی ان لوگون نے اون پر حملہ کردیا۔ طبری کنانہ ابن بشر کو اور صاحب روضۃ الصفا عاقفی مصری کو عثمان بن عفان کا قاتل تبلاتے ہین۔ زخم شمشیر کے بعد قنصرہ اور اسود نے انکی بقیہ جان کو بہت جلد ختم کردیا

مروان الحکم اور سعید بن العاص جاے وقوع پر وہین موجود تہے۔ یہہ ظاہر ہے کہ انلوگون کی دولت و حشمت جو کچھہ تھی وہ حضرت عثمان کی بدولت تھی۔ ورنہ قبل اسکے نہ انکو کوئی خلافت اول مین جانتا تھا اور نہ خلافت دوئم مین لیکن باینہمہ انکی حمیت انکی حیا اور انکی وفاداری موںہہ دیکھتے ہی رہگئی اور دشمنون نے خلیفہ عثمان کی غریب جان کا خاتمہ کردیا۔ ان صاحبون سے تلوار نکالنا کیسا۔ ان سے للکارا بھی نگیا۔ خصوصاً مروان الحکم کی خاموشی تو قیامت کی خاموشی تہی۔ انھین کی وجہہ خاص سے خلیفہ کو یہہ برے دن نصیب ہوے تھے۔ اب اسوقت تو انکی حیاداری اور وفاداری اپنے ایسے شفیق اور سرپرست اقا کی استمداد کرتی عزت اور حسن خدمت کا مقتضی تو یہی تہا کہ مظلوم خلیفہ کی جان پر اپنی جان نثار کردیتے۔ مدار المہام خلافت سے اچھے تو گھر کے غلام نکلے جو دو دو ہاتھہ دشمنون سے لڑیے اور زخمی بہی ہوے اور بہتوڑا بہت اپنے اقا کے حق نمک سے ادا تو ہوگئے۔ مروان سے تو اتنا بھی نہوا لاحول ولا قوۃ

حضرت علی کی خلافت

حضرت عثمانؓ کی وفات کے تیسرے دن مہاجر و انصار نے حضرت علیؑ سے بیعت کرلی - باقی رہے بنی امیہ -

وفد مروان کی شکایت

حضرت عثمان کے واقعہ نے انکی تمناؤن کا خاتمہ کردیا - اب یہہ کہان اور مدینہ کہان - ان حضرات مین کوئی صاحب ایسے خوش قسمت نہ نکلے جو حضرت علیؑ کی بیعت سے مشرف ہوتے - تمام بنی امیہ ایک ایک کرکے شام چلے گئے - مگر مروان الحکم ولید بن عقبہ مغیرہ ابن شعبہ اور سعید بن العاص صرف یہی چار شخص مدینہ مین چند روز تک ٹھیرے رہے - مدینہ مین انکا موجودہ قیام سوائے خبر رسانی اور جاسوسی کے کوئی دوسرا نہین تہا - یہہ لوگ اپنے گھرون مین بیٹھے رہے - امیرالمومنین علیہ السلام نے ان سے کوئی تعرض نفرمایا - تحقیق و دریافت حال کی غرض سے انکو طلب فرمایا - تفصیلی کیفیت تاریخ اعثم کوفی کی عبارت سے ذیل مین ملاحظہ ہو -

مروان وغیرہم آمدند امیرالمومنین گفت شما نزدیک من می آئید و از
بیعت من تخلف می کنید. ولید ابن عقبہ سخن آغاز کرد و گفت یا ابا الحسنؑ
ہر چہ امیہ با تو بیعت کنیم و بکدام چشم با تو بنگریم کہ پدر و بال را کندی در سینہ
ما را از کینہ پر کردی - پدر مرا روز بدر کشتی و عثمان را در غوغا گذاشتی
و یاری ندادی تا او را کشتند و سعد ابن عاص را کہ پدر و مہتر امیہ بود
در روز بدر کشتی و مروان و پدر او حکم را چون عثمان بمدینہ خواند در حق
او گفتی آنچہ گفتی و رای عثمان را ضعیف شمردی و بخطا منسوب کردی
حال ما چہار این است کہ شرح دادیم و بچہ نوع با تو بیعت کنیم و بکدام
دل ما را سر آن دست داریم و اگر از ما سہوی و خطائی رفتہ بعفو لطف
فرمائی و ما را اجازت دہی و منع نفرمائی کہ نزدیک پسر عم خود معویہ
بشام برویم امیرالمومنین گفت کہ کینہ شما بر من بحق نیست کہ از من
در دل گرفتید از حضرت باری تعالی در دل باید داشت و حدیث
مرعی داشتن مروان و پدر مروان کہ در باب او سخنی ناحق نگفتم اما
ترسیدن شما کہ پیش معویہ روید من شما را از آنچہ کہ می ترسید ایمن گردانم

مروان وغیرہ آئے امیرالمومنینؑ نے اون سے کہا کہ تم لوگ (بلائے
سے تو) میرے پاس چلے آتے ہو مگر میری بیعت سے انکار کرتے ہو - یہہ
سنکر ولید ابن عقبہ نے کہا کہ اے ابوالحسنؑ ہم کس امید پر تمسے بیعت کرین
اور کس آنکھ سے تمکو دیکھین - ہمارے دست و بازو آپنے توڑ ڈالے.
میرے باپ کو بدر کی لڑائی مین آپ ہی نے مار ڈالا - اور عثمان کو.
بلوے مین چھوڑ دیا اور اونکی کوئی مدد نہ کی یہان تک کہ لوگون نے
اونھین مار ڈالا اور آپ ہی نے سعد ابن عاص کو جو اکابر بنی امیہ
مین تھے بدر کی جنگ مین مار ڈالا اور جب عثمان نے مروان اور
مروان کے باپ حکم کو مدینہ مین بلالیا تو آپنے عثمان کے حق مین
جو کچھ کہنا تہا کہا اور اونکی رائے کو ضعیف قرار دیا اور اوسکو خطا پر
مبنی بتلایا - ہم چارون کی تو یہہ حقیقت حال ہے جو عرض کی اب
ہم حالت موجودہ مین کیسے آپکی بیعت کرین - اور کس دل سے
آپکو دوست رکھین اگر ہمسے غلطی ہوئی ہو تو معاف فرمائین اور
ہمین اجازت دین کہ ہم اپنے برادر عم معاویہ کے پاس چلے جاوین

امیرالمومنین علیہ السلام نے جوابدیا کہ میرے ساتھ تمہارا کینہ صحیح اور سچ نہین ہے اور جو امر تم نے میری طرف سے اپنے دلمین قرار دے لیا ہی تمکو باری تعالی کی طرف سے قائم کرنا چاہیئے - اور مروان اور مروان کے باپ کی نسبت جو تم کہتے ہو تو یقین رکھو کہ مین نے کوئی بات ناحق نہین کہی ہے اور یہہ بات کہ تم خوف کہاتے ہو معویہ کے پاس جانا چاہتے ہو تو جس امر سے تمہین خوف ہے اوس سے مین تمہین

مامون کرد ولن

مروان اور حضرت علیؓ سے گفتگو — امیر المومنین علیہ السلام کی یہ سنجیدہ اور اطمینان دہ تقریر سنکر ولید ابن عقبہ کو کچھ جواب بن آیا اور وہ معقول ہو کر خاموش ہو رہا لیکن مروان کے پیٹ مین چوہے کود رہے تھے۔ حضرت علیؓ سے پوچھنے لگے۔ اوسی تاریخ کا سلسلہ ملاحظہ ہو۔

مروان گفت اگر بیعت نکنیم واز ان ابا نمائیم چہ خواہی کرد فرمود کہ شما را محبوس خواہیم کرد تا انوقت کہ با کافۃ المومنین موافقت نمائید و اگر بہ پیرایہ طغیان و عصیان گرائید شما را عقوبت کنیم چون سخن شاہ مروان بر این جملہ شنودند بیعت کردند و بازگشتند

مروان بولا اگر ہم بیعت نکرین اور انکار کرین تو آپ کیا کرینگے۔ فرمایا کہ تملوگون کو اوسوقت تک زیر حراست رکھینگے جبتک تملوگ تمام مسلمانون کے امر متفقہ پر متفق ہوجاو اور اگر فساد و بغاوت پر اقدام کروگے تو تمہاری سخت سزا کرینگے۔ یہ کلام سنکر سب نے بیعت کی اور اپنے مقام کو واپس گئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ ان مشاہیر بنی امیہ نے ضرورت وقتی کے اوسی نقطہ نظر سے امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت کرلی۔ جس غرض و مجبوری سے اسلام قبول کیا تہا۔ مگر جس طرح آنحضرت صلعم نے کوئی تعرض نفرمایا اوسی طرح امیر المومنین نے بھی کوئی عذر کیا

مروان کی غداری اور فیاضی حضرت علیؓ کی عفو — وہ ان اپنی شرارت طبعی کے بندے تہے۔ نفسانیت کے غلام اپنی کج فطرتی سے کب ہٹنے والے۔ آزاد ہوتے ہی اور کتون کیطرح گہر لیتے ہی شیر ہوگئے تفصیل اوسی تاریخ کے باقی سلسلہ بیان مین ملاحظہ ہو۔

بعد از ان مروان در انمعنی قطعہ شعرے گفتہ یک دو بیت از ان بحضرت شاہ مروان بخواندند

اس واقعہ کے بعد مروان نے اسکے متعلق چند شعر نظم کیے اونمین سے مفصلہ ذیل اشعار کو لوگون نے امیر المومنین علیہ السلام کو بھی پڑہ کر سنایا

لقد منا لدا الواحد ان متقدما — اما فی ولا خلفی سوی الموت حلا

من نے ایسی حالت مین قدم بڑہایا ہے جب کوئی آگے چلنے والا ہے لیکن جاتا ہے — اور نہ اپنی موت کے لیے اپنے آگے پیچہے مین کوئی جائے پناہ دیکہا ہے گریز رکہتا ہون

فو اخی وابن امی والحوادث جمہ — ووافی المنایا والکتاب مؤجلا

اے میرا بہائی میرا ماںجایا اور اوس کی سخت و شدید تکلیفین — اور ہاے ان تکلیفون مین اوسکی مقررشدہ موت

اتیت علیا غیر من یا بن — ولا ناظرا فیہ حققا متبطلا

مین علیؓ کی خدمت مین نہایت کراہت کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور — ایسی حالت مین مین اوسکے پاس گیا کہ حق اور باطل کی تحقیق و تمیز نکرسکتا تہا

چون این اشعار امیر المومنین شنود کس فرستادہ مروان وغیرہ را از طلبید و فرمود کہ اگر در این شہر و مدینہ قرار نمیگیرید و ومی ترسید و میخواہید کہ بشام روید شما را اجازت است و اگر غیر از شام جاے دیگر باشد نیز اجازت است و مضائقہ نیست مروان الحکم گفت امیر المومنینؑ

جب امیر المومنینؑ نے ان اشعار کو سنا تو پہر مروان وغیرہ کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ اگر مدینہ مین تمہارا ضمیر مطمئن نہین اور تمہین خوف بنا رہتا ہے اور اسی لیے تم شام چلا جانا چاہتے ہو تو تمہین اجازت ہے اور اگر شام کے سوا کسی دوسری جگہہ جانا چاہتے ہو تو وہان کے لیے بھی

سفارش فرمائی تھی یہہ معلوم ہوا کہ مروان نے جیسے امیرالمومنینؑ کی خدمت میں کوئی گستاخی ہی نہیں کی تھی۔ سابق شکایتوں کی نسبت ان سے ایک حرف بھی پوچھا نہ گیا اور فوراً رہائی کا حکم دیدیا گیا۔ مگر افسوس کہ مروان پورے بارہ برس تک بھی امیرالمومنینؑ اور اونکی صاحبزادون کے ان محاسن اخلاق اور مکارم اشفاق کو یاد نہ رکھ سکا اور اونھین پاک لبون تک جن سے اسکی سفارش فرمائی گئی تھی اوس نے اپنی حکمت عملی اور قساوت قلبی کیوجہہ سے زہر ہلاہل کا جام یا موت کا پیغام پہونچایا۔ ہم اسکی نسبت صرف یہی خیال کرکے خاموش ہوجاتے ہین کہ یہہ مروان کا یہہ ظرف تھا اور وہ جناب امام حسن علیہ السلام کی کریم النفسی تھی اور عالی ظرفی۔

مروان کے ذریعہ سے حضرت امام حسن علیہ السلام کی زہر خورانی

جنگ جمل کی شکست سے جہان بہت سے دنیا طلبون کی آسرے ٹوٹ گئے وہان مروان کے مقاصد و اغراض پر بھی محرومی کا پانی پھر گیا اب انکے لئے سوائے شام کے اور کوئی امن نہین رہا تھا اور نہ نشیمن۔ جنگ صفین مین اگر معویہ کے دست یمین نہین تو دست یسار ضرور تھے۔ مگر کسی دن نہ آپ میدان مین آیے اور نہ معویہ کو آنے دیا۔ حضرت امیرالمومنینؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت مین مروان کے جو طرز عمل قائم ہے وہ اس کتاب کے اول جزو مین تفصیل سے قلمبند ہوچکے ہین اسلئے ہم اپنے موجودہ سلسلہ بیان مین مروان کے صرف اون معاندانہ طرز عمل کو بیان کرینگے جو اسنے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دینے کے واقعہ خاص مین وقوع پذیر ہوے

حضرت امام حسن علیہ السلام کے زہر دینے کے معاملہ طبری او حبیب السیر مین لکھا ہے

معویہ مروان الحکم را کہ طرید رسول اللہ صلعم بودہ بمدینہ فرستاد (حضرت امام حسن علیہ السلام کو شہید کرانے کی قصد خاص سے) و مندیل زہر آلود مصحوب او کردانیدہ گفت کہ بہر تدبیر کہ توانی۔ معویہ نے مروان الحکم کو جو جناب رسولخدا صلعم کا نکالا ہوا تھا امارت جعدہ بنت اشعث بن قیس را کہ زوجہ حسنؑ است فریب دہی مدینہ پر مقرر کرکے بھیجا اور مندیل زہر آلود اوسکے ہمراہ بھیجی اور کہدیا کہ جس تدبیر سے ممکن ہوسکے جعدہ بنت اشعث بن قیس کو کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی زوجہ ہے فریب دو۔

یہی عبارت قریب قریب طبری جلد چہارم مطبوعہ مصر ص ۲۰۰ مین بھی مرقوم ہے اس سے ثابت ہے کہ امام حسنؑ کی انتظام شہادت کی منتظم اور میر سامان مروان ہی تھے اور خاصکر اس خدمت کے لئے ولایت مدینہ پر مامور کرکے بھیجے گئے تھے۔ زمانہ انکا تھا دنیا انکی ہورہی تھی۔ مروان نے اتے ہی اس واقعہ عظیم کا سامان کیا اور باطمینان تمام انکو اپنی تدبیر و ترکیب مین کامیابی ہوئی۔ جعدہ نے انکی ہدایت کے مطابق امام حسنؑ کو زہر دیا اور آپ شہید ہوگئے

مروان بنی امیہ کے چشم و چراغ خاندان تھے جو اپنے مقابل و مخالف سے مرنیکے بعد بھی انتقام لینا اور درد پہونچانا مصائب والام ڈھانا آئین۔ چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام وفات کے بعد بھی انکے مظالم سے محفوظ نہ رہ سکے۔

مروان اور دیگر بنی امیہ نے امام حسنؑ کو روضہ رسول مین دفن نہونے دیا

علامہ سبط ابن جوزی اپنی کتاب تذکرۂ خواص الامۃ مین۔ بذیل ذکر واقعہ دفن حضرت امام حسن علیہ السلام تحریر فرماتے ہین

قال ابن سعد عن ابن سعد (اپنی کتاب طبقات مین) واقدی کی اسناد سے

ایکدن مروان کو خلوت مین بلوا بھیجا۔ جب آئے تو کہنے لگے کہ یہ تمکو کیا ہو گیا ہے کہ تم ابن زبیر کی متابعت کا دم بھرتے ہو۔ تم نہین جانتے ہو کہ ابن زبیر وہی شخص ہے جس نے اہل کوفہ کو عثمان کے خلاف ابھارا اور اونکے قتل کا باعث ہوا اور تم اونکی محافظت و مدافعت مین زخمی ہوئے جس زخم کا نشان تمہاری گردن مین ابھی تک باقی ہے ایسی حالت مین تمکو اوسکے ساتھ رہکر کسی فایدہ کی امید رکھنا محض فضول ہے۔ مروان نے کہا اچھا تو مین کیا کرون۔ خالد ابن یزید ابھی بالکل کمسن ہے اگر کاروبار ملکی اسکے سپرد ہوے تو لہو و لعب مین مشغول ہوکر سلطنت کے نظام خراب کر دیگا۔ ابن زیاد بولا یہ سچ کہتے ہو۔ علاوہ اسکے تم خود سمجھ سکتے ہو اس امر پر بھی غور کرو کہ خالد بھی جوان ہوکر وہی باپ کا رنگ پکڑیگا اور یزید کی طرح جھوٹا ہوگا اور بدعہد ہو جائیگا۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ یزید نے قتل امام حسین علیہ السلام کے متعلق مجھکو بچاس خط لکھے تھے جب مین نے اوسکے حکم کی تعمیل کر دی تو وہ اولٹا مجھی کو الزام دینے لگا۔ اور کہنے لگا کہ ابن زیاد نے بغیر میری اجازت کے حضرت امام حسینؑ کو قتل کیا۔ یزید کی مثال بالکل شیطان کی ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے قران مجید مین فرمایا ہے۔

وقال الشیطان للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العلمین

شیطان کی خاصیت مین داخل ہے کہ انسان سے معصیت کرنیکو کہتا ہے۔ جب انسان معصیت کر چکتا ہے تو شیطان کہنے لگتا ہے کہ مجھے اس نے کیا ہے مین اس سے بری ہون اس لیئے کہ مین تو اپنے خدا سے ڈرتا ہون۔

مروان بولا۔ اب یہ سب طومار جانے دو۔ اب بتلاؤ تمہاری تجویز مین کسکو امیر ہونا چاہیئے۔ ابن زیاد نے تھوڑی سی مونہہ کہا۔ تمکو۔ کیونکہ تم اسوقت بڑھکر کوئی شخص بزرگ نہ قبیلہ قریش مین ہے نہ قوم بنی امیہ مین۔ مروان بولا تم مجھسے استہزا و تمسخر کرتے ہو۔ ابن زیاد نے کہا حاشا وکلا۔ آپ میرے باپ کے برابر ہین۔ مین آپ سے ہنسون گا۔ اپ اپنا ہاتھ بڑھائین۔ مین ابھی ابھی آپ سے بیعت کا شرف حاصل کرتا ہون۔ مروان بولا اگر یہی مرکوز خاطر ہے۔ تو پہلے اہل شام کو اپنی تجویز پر متفق کر لو۔

مروان کی حکومت اور خاندان ابن زبیر کا خاتمہ

ابن زیاد معویہ کے وقت سے شام اور وہاں شام پر پورا ابو رکھتا تہا۔ اوس نے پر لوبے اختیار و اقتدار سے پورا کام لیکر تھوڑے ہی دنون مین تمام اہل شام کو اپنی رائے مین لے لیا اور اون کو بیعاد غبت مروان کی بیعت لے لی۔ اس طائف الملوکی کے زمانہ مین کتنون کی تمنائین پوری ہو گئین عبداللہ ابن زبیر جنگ جمل کے وقت سے خلافت کی ہوا و ہوس مین گرفتار تہے۔ اسوقت انکے لئے بہی کچھ سامان ہو گیا مروان تو ان سے بھی قدیم امیدوارون مین تہے۔ یہ تو حضرت عثمان ہی کے وقت سے اونکی جانشینی کے منتظر تہے برسون کے انتظار کے بعد انکی تمناؤن کے دن بھی پورے ہو گئے اور انکی کہنہ شاخ مراد بھی عالم کہولت مین بار آور ہو گئی۔ شام والون نے مروان کی بیعت کر لی۔ اور اوسی دن یہ تخت خلافت پر بیٹھا کر خلیفۂ وقت تسلیم کر لئے گئے۔ اور انھون نے اوسیوقت ابن زیاد کو اپنا مدار المہام بنا دیا۔ سب سے پہلے ضحاک ابن قیس اور نعمان ابن بشیر انصاری سے مقابلہ اور مقاتلہ ہوا۔ جو ابن زبیر کے ہوا خواہون مین تہے۔ مگر جس کی بننے والی ہوتی ہے

نوبت

توپھر دہنستی ہی چلی جاتی ہے۔ اس معرکہ مین ضحاک ابن قیس مارا گیا اور اوسکی جمعیت منتشر ہوگئی۔ نعمان کی بھی یہی حالت گذری
شام کے چند اوباشون نے ملکر انکا بھی خاتمہ کردیا۔ بعض تاریخون سے مستفاد ہوتا ہے کہ اہل شام نے نہین بلکہ اہل حمص نے انکو مارڈالا
جنکے یہ امیر تھے۔ ان دونون کے تمام ہوتے ہی شام مین ابن زبیر کی امارت کا مسئلہ بھی تمام ہوگیا۔

مروان اور بستر مرگ پر عروسی

ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ خالد بن یزید کو زفر ابن حارث اپنے ساتھ اپنے علاقہ شرق اردن مین لے گیا تھا
جب مروان کی تخت نشینی کی خبر اوسکو ہوئی تو وہ بامید سلطنت خالد کو لیکر شام مین واپس آیا۔ مروان کی
بیدرے افسوس ہوئی تھی کہ خالد کو علاقہ حمص کا عامل مقرر کرکے اوسکی مایوسی کے آنسو پونچھ دیے جائین۔ مگر ابن زیاد اوسکے ساتھ اتنی رعایت
کا بھی روادار نہوا۔ اور کہنے لگا خالد بچہ ہے۔ اوسکی حکومت سے بہت فتنہ وفساد کا احتمال ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم خالد کی مان سے نکاح
کرلو تو تمکو پھر خالد کی طرف سے پورا اطمینان ہوجائیگا اور وہ بھی تمکو اپنا پدر خوانخواہ سمجھکر ادب کرنے لگے گا۔ حقیقت مین
مروان کی پیرانہ سالی کے زمانہ مین عیش وعشرت کے سارے سامان مہیا ہوچکے تھے۔ صرف ایک پہلو خالی رہا وہ بھی آباد ہوگیا
ابن زیاد نے ام خالد کو مروان کے ساتھ عقد کرنے پر راضی کرلیا۔ اور مرتے مرتے مروان ایکبار اور دولہا میان بن گئے۔
زفر ابن الحارث کی کچھ نہ چلی۔ ہر طرف سے عاجز آکر انھون نے مروان کی ہجوین لکھ لکھ کر علانیہ پڑھنی شروع کردین اسکی سزا ابن مروان
نے زفر کو قتل کرڈالے جانیکا حکم دیدیا۔

مروان کی موت

مروان نے کل نو مہینہ یا بقولے چھ مہینہ امارت کی تھی کہ دیوان قضا وقدر کیطرف سے انکی معزولی کا حکم آگیا
اور اوائل ۶۵ھ ہجری مین یہ مرگئے۔ بوڑھی ہوتی کا سایہ انکو نہین رہا۔ اور تخت عروسی انکے لیے تختۂ مرگ ثابت ہوگیا تفصیل یہ ہے
ان کی موت کا سبب بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ ام خالد نے انھین زہر دیدیا۔ اور بعض یہ سبب بتلاتے ہین کہ مروان نے
ابن زیاد سے اس شرط پر سلطنت حاصل کی تھی کہ تا وقتیکہ خالد بالغ نہین ہوتا۔ یہ اونکے ولی بنکر امور سلطنت کو باختیار خود
انجام دیتے رہین۔ جب خالد مین امور سلطانی اور جہانبانی کی صلاحیت آجائے تو کاروبار سلطنت حسب القاعدہ وراثت خالد ابن یزید
کو واپس دیدی جائیگی۔ اسکی خبر پاتے ہی عبدالملک مدینہ سے جھپٹا اور شام مین پہونچا۔ بوڑھے باپ کی خوب لے دے کی
اور بڈھے کو ایسا تنگ پکڑا کہ آخرکار وہ اپنے اس عہد کے توڑنے پر راضی ہوگیا۔ شدہ شدہ یہ خبر ام خالد کو پہونچی تو اونھون نے ایکدن
جب مروان سونے آیا تو اوسکے مونہہ پر تکیہ رکھکر اوسکا مونہہ دابدیا اور اس طرح سلسلۂ تنفس بند ہوجانیسے وہ مرگیا۔ اور بعضون
نے اونکے مارنیکی یہ ترکیب بتلائی ہے کہ مروان جب سوگیا تو ام خالد نے ایک چادر سے اوسکو چھپا کر محل کی خواصون کو حکم دیا
کہ چادر کو چارون طرف سے دباکر اوس پر بیٹھ جائین۔ خواصون نے اسکی پوری تعمیل کی۔ کوئی بھی ترکیب ہو۔ نتیجہ یہی ہوا
جو اوپر لکھا گیا۔ اوپر کا دم اوپر نیچے کا نیچے رکھا اور مروان مرگیا۔ صاحب روضۃ الصفا نے اسکے مرنے کے اسباب مین
یہ تینون سبب داخل کردیے ہین

عمر عاص کے حالات

عمر عاص وزیر معاویہ کے حالات

مروان الحکم کے حالات ابتدا سے لیکر انتہا تک مفصل معلوم ہو چکے - اب عمر عاص وزیر معاویہ کی ابتدا بھی ملاحظہ ہو - مستطرف مین ہے -

ای عمرو بن عاص کان بغیا عند عبد اللہ بن جدعان فوطیہا فی طہر واحد ابولہب وامیہ بن خلف وابو سفیان بن حرب والعاص بن وائل فولدت عمرا فادعاہ کلہ فحکمت فیہ امہ فقالت ہو العاص ہو الذی ینفق علیہا؟

عمر عاص کی ماں آوارہ عورت تھی اور عبد اللہ بن جدعان کے قبضہ مین تھی اوس سے ایک ہی وقت مین - ابولہب بن عبد المطلب - امیہ بن خلف ابو سفیان بن حرب اور عاص بن وائل نے زنا کی - میعاد معینہ کے بعد عمر پیدا ہوئے - تو سب نے ابوت کا دعوی کیا اور اس امر مین اوسکی ماں کو حکم قرار دیا - اوس نے کہا کہ یہ عاص ابن وائل کا ہے - کیونکہ وہ اوسکو نفقہ دیتا ہے -

اصلیت تو ہو گئی - کیفیت یون شروع ہوتی ہے کہ محقق ابو الفدا کے نزدیک جس زمانہ مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرنے کا رواج مکہ مین بڑے زوروں پر تھا آپکے بہت بڑے ہجو کرنے والے بھی تین لوگ تھے - عمر عاص - ابو سفیان ابن حرب اور عبد اللہ ابن الزبعری ابو الفداص ۲۰۷ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے بھی تین آدمی ان ہجووں کے جواب دینے پر مقرر تھے عبد اللہ ابن رواحہ - کعب ابن مالک اور حسان ابن ثابت - حسان کے یہ دو شعر بہت مشہور ہین - جن سے عمر عاص کی اصلیت پر کافی روشنی پڑتی ہے - ہم انکو تہذیب المتین سے ذیل مین نقل کرتے ہین -

ابوک ابو سفیان لاشک قد بدت لنا فیک منہ بینات الدلائل
تیرا باپ ابو سفیان ہے یہ ہم پر دلائل روشن ہے

ففخر بہ ما فخرت فلا تکن تفاخر بالعاص الہجین ابن وائل
اے عمر اگر تجھے فخر کرنا ہے تو ابو سفیان پر فخر کر عاص کے ایسے نامرد اور فرومایہ پر

انکے باپ عاص جبتک زندہ رہے - جناب رسولخدا صلعم کی ہجو کرتے رہے - آیہ شریفہ

انا کفیناک المستہزئین
ہم نے استہزا کرنیوالوں سے تیری حمایت کی

علامہ ابن الحدید معتزلی امام واقدی کی اسناد سے لکھتے ہین کہ ایکروز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ مین نماز پڑہتے تھے نضر بن الحارث عتبہ ابن معیط اور عمر ابن عاص اونٹ کا ایک مشنبہ (اوجھ) اوٹھا لائے اور جناب رسولخدا صلعم کے اوپر ڈالدی اوس حالت میں اوسکی ساری آلائش الدی اور وہ تمام غلاظت اپنی عفونت کے ساتھ سرا آپکے مبارک پر بہ گئی - جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو اوسوقت کمسن تھین - وہ دوڑی آئین - پیاری بیٹی نے مظلوم باپ کے کپڑے دہلائے جسم کی طہارت کی - آنحضرت صلعم نے نہایت حسرت سے آسمان کیطرف دیکھکر فرمایا -

اللہم الیک بقریش رب انی مظلوم فانتصر
پروردگار تو قریش سے سمجھ مین مظلوم ہون - میری مدد کر

مسلمانون کے خلاف — عمرعاص نجاشی کے دربار مین

جسطرح اور مشرکین اسلام کے پیچھے پڑے ہوے تہے اوسیطرح عمرعاص بہی۔ جب غریب مسلمانون نے خدا و رسول کے حکم سی مشرکین مکہ کے ہاتھون تنگ آکر جلاوطنی اور غربت کی صعوبت اختیار کی اور مکہ سے نکلکر حبشہ مین پناہ لی۔ تو مشرکین کیطرف سے جو وفد نجاشی ـ امیر حبشہ کے دربار مین بھیجا گیا تہا اوسکے سرگروہ یہی تہے تفصیلی کیفیت ابن ہشام کی عبارت مین حسب ذیل ہے

عن ام سلمه زوج النبی صلعم قال قالت لما نزلنا ارض الحبشه جاورنا بها خیر جار النجاشی امنا علی دیننا وعبدنا الله تعالی لا نوذی ولا نسمع شیئا نکرهه فلما بلغ ذلك قریشا ائتمروا بینهم ان یبعثوا الی النجاشی فینا رجلین منهم جلدین وان یهدوا للنجاشی هدایا مما یستطرف من متاع مکة وکان من اعجب ما یاتیه منها الادم فجمعوا له ادما کثیرا ولم یترکوا من بطارقته بطریقا الا اهدوا له هدیة ثم بعثوا بذلك عبد الله بن ربیعه وعمرو بن عاص فامروهما بامرهم وقالوا لهما ادفعا الی کل بطریق هدیته قبل ان تکلما النجاشی فیهم ثم قدما الی النجاشی هدایاه ثم سلاه ان یسلمهم الیکما قبل ان یکلمهم قالت فخرجا حتی قدما علی النجاشی ونحن عنده بخیر دار عند خیر جار فلم یبق من بطارقته بطریق الا دفعا الیه هدیته قبل ان یکلما النجاشی وقال لکل بطریق منهم انه قد ضوی الی بلد الملك منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینکم وجاءوا بدین مبتدع لا نعرفه نحن ولا انتم وقد بعثنا الی الملك فیهم اشراف قومهم لیردهم الیهم فاذا کلمنا الملك فیهم فاشیروا علیه بان یسلمهم الینا ولا یکلمهم فان قومهم اعلی بهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فقالوا لهما نعم ثم انهما قدما هدایاهما الی النجاشی فقبلها منهما ثم کلماه فقالا له ایها الملك انه قد ضوی الی بلدك منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینك وجاءوا بدین ابتدعوه لا نعرفه نحن ولا انت وقد بعثنا الیك فیهم اشراف قومهم اعلی بهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فاسلمهم الیهما

حضرت ام سلمہ زوجہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب ہم لوگ ملک حبشہ مین پہونچے تو نجاشی نے ہماری بہترین خاطرداری کی ہم لوگ باطمینان تمام اپنے دین پر قائم رہکر خدا تعالی کی عبادت کرتے تہے۔ نہ ہم لوگون کو کوئی تکلیف پہونچی اور نہ ہم لوگون کو کوئی مکروہات پیش آیے جب ہماری اطمینانی حالت کی خبر قریش کو ہوئی تو اونھون نے ہم لوگون کے بارے مین نجاشی کے پاس دو سفیر بھیجے جانیکا مشورہ کیا۔ یہ دونون سفیر مکہ سے جائین اور نجاشی کے لئے اشیاء مکہ مین عمدہ چیزین تحفہ مین اونکے ہمراہ کردی جائین۔ ان اشیاء مین کوئی چیز سجز رنگے ہوے چمڑے کے بہتر نہ معلوم ہوئی اس بنا پر بہت سا رنگا ہوا چمڑا اونکے ہمراہ کردیا گیا اور اوسکے درباری پادریون کو بہی عمدہ تحفے بھیجے گئے اونمین سے ایک بہی ایسا نہین چہوٹا جسے یہ تحفہ بھیجا گیا ہو چنانچہ اس سفارت کے لئے عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمرو ابن العاص منتخب کئے گئے قریش نے انھین دونون کو اپنے امور کا مختار بنایا اور اون سے کہا کہ تم نجاشی سے ملنے اور گفتگو کرنے سے پہلے اوسکے درباری پادریون کو یہ تحایف پہونچانا پھر اسکے بعد نجاشی سے عرض کرنا کہ وہ مسلمانون کو ہمارے حوالہ کردے۔ حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ یہ ہدایات سنکر عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمرو ابن العاص ملک حبشہ کیطرف چلے اور پہونچے تو وہ زمانہ تہا کہ ہم لوگ نجاشی کے سایہ عاطفت مین ارام و آسائش کے ساتھ اپنے بہترین گھرون مین رہتے تہے حسب ہدایات قریش یہ دونو نجاشی سے ملنے سے پہلے اوسکے تمام درباری پادریون سے ملے۔ اور اون مین سے ہر ایک کو تازہ عمدہ تحفے دیے اور تمام پادریون سے کہا کہ ہمارے چند غلام جو بے عقل اور کم فہم ہین بھاگ کر بادشاہ کے ملک مین چلے آئے ہین اونہون نے اپنی قوم کے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ اب وہ عیسائی دین مین واخل ہین اور نہ ہمارے دین مین بلکہ اونہون نے اپنے لئے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس سے نہ ہم لوگ واقف ہین نہ آپ لوگ اسلئے اونکی قوم کے معزز اور ممتاز لوگون نے ہم کو بادشاہ کی خدمت مین اسی غرض سے بھیجا ہے کہ ان لوگون کو ہمارے حوالہ کردیا جائے کہ ہم اونکے قوم مین اونکو پہونچا دین۔ اسے

فيردهم الى بلادهم وقومهم قالت ولم يكن شی ابغض الى
عبد الله بن ربيعه وعمرو بن العاص من ان يسمع كلامهم النجاشی
ثم قال لا والله اذا لا اسلمهم اليهما ولا يكاد قوم يجاورونی
ونزلوا بلادی واختارونی على من سوای حتى ادعوهم فاسئلهم
عما يقول هذان فی امرهم فان كانوا على غير ذلك منعتهم
منهم واحسنت جوارهم ما جاورونی قالت ثم ارسل الى اصحاب
رسول صلى الله عليه واله وسلم فدعاهم فلما جاءهم رسوله -
اجتمعوا ثم قال بعضهم لبعض ما تقولون للرجل اذا جئتموه
قالوا نقول والله ما علمنا وما امرنا به نبينا كائنا فی ذلك ما هو
كائن فلما جاؤوقد دعا النجاشی اساقفته فنشروا مصاحفهم
حوله سالهم ما هذا الدين الذی قد فارقتم فيه قومكم ولم
تدخلوا فی دينی ولا فی دين احد من هذه الملل قالت فكان
الذی كلمه جعفر ابن ابی طالب

لوگون کو ہمارے حوالہ کر دیا جاوے کہ ہم اونکو اونکی قوم مین پہونچا دین آپ لوگون سے
ہے یہہ مدعا ہے کہ جسوقت ہم بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہو کر اظہار مدعا کرین تو آپ لوگ
مسلمانون سے دریافت کرنیکے پہلے بادشاہ کو یہہ مشورہ دین کہ انلوگون سے کچھہ پوچھا نجاوے
اور یہہ لوگ ہمارے حوالہ کر دیے جاوین۔ اسلئے کہ اونکے تمام ممتاز اور سربرآوردگان
قوم انکے حالات کے بہترین بصیر ہین اور اونکے عیوب کو کامل جاننے والے۔ یہہ سنکر
تمام پادریون نے کہا اچھا ایسا ہی ہوگا اسکے بعد یہہ لوگ نجاشی کے دربار مین حاضر
ہوے اور اپنے تحائف پیش کئے اور وہ قبول کر لیے گئے بعد ازان انلوگون نے عرض
کی کہ اے بادشاہ ہمارے چند نادان اور کم عقل غلام اپنا اور اپنی قوم کا دین چھوڑکر
تیرے ملک مین چلے آئے ہین۔ اور تیرے دین مین بھی داخل نہین ہوئے ہین۔ انلوگون
نے اپنا ایک نیا دین بنایا ہے جسکو نہ ہم واقف ہین نہ حضور۔ اسلئے انکی ممتاز لوگون نے
جو قرابت مین انکے باپ چچا اور بزرگان قبیلہ ہوتے ہین ہمکو آپ کیخدمت مین بھیجا ہے
کہ یہہ لوگ ہمارے ساتھہ اونکے پاس واپس کر دیئے جاوین کیونکہ وہ لوگ انکے حالات
کے بصیر اور انکے عیوب کے بدرجہ اعلی ماہر ہین اسلئے وہ ان سے رنجیدہ خاطر ہین۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ کوئی شے نجاشی کو عبد اللہ بن ربیعہ اور عمرو عاص کی تقریر سے زیادہ رنجیدہ اور ملال انگیز نہین معلوم ہوئی لیکن وہ چپ ہو رہا جب انکی تقریر ختم ہو گئی تو حسب قرارداد
تمام درباری پادریون نے بادشاہ سے عرض کی کہ یہہ بالکل سچ کہتے ہین اور صلاح دی کہ بیشک انکی قوم کے لوگ انکے حالات کے بصیر ہین اور انکے عیوب سے پورے واقف ہین اسلئے انکو
مناسب ہے کہ یہہ لوگ (مسلمان) انکے حوالہ کر دیے جاوین اور انکے بزرگان قوم کو دیدیے جاوین یہہ سنکر نجاشی کو طیش آگیا اور اوس نے فہمل کر کہدیا کہ مین خدا کی قسم
انلوگون کو کبھی انکے حوالہ نکرون گا اور کبھی انلوگون کے ساتھہ دغا نکرون گا۔ جو آپ سے میری محافظت مین آئے اور میرے ملک مین پناہ گزین ہوئے اور سواے اسکے مین اپنا
اس امر مین کوئی اور مختار اختیار نکرون گا سواے اسکے کہ اون لوگون کو بلا بھیجون اور اون سے دونون سفیرون کے بیان کو کہدون اور پھر اون سے اونکے واپس دیے جانے
کی متعلق پوچھونگا اگر وہ مجھسے کہینگے کہ ہان وہ لوگ ان دونون آدمیون کے ہمراہ اپنی قوم کے لوگون کے پاس بھیجدیے جاوین تو مین البتہ بھیجدون گا اور اگر انلوگون نے
انکار کیا تو ہرگز ان لوگون کو نہ جانے دون گا اور ان کے ساتھہ پہلے سے بھی زیادہ سلوک کرون گا۔ یہہ کہکر نجاشی نے اپنا ایک آدمی بھیجا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بلا بھیجا
جب بادشاہ کا قاصد انکے پاس پہونچا تو یہہ لوگ ایک جا اکھٹا ہو گئے اور آپس مین مشورہ کرنے لگے کہ جس نے بلا بھیجا ہے اوسکے پاس جا کر کیا کہا جاوے گا بالاتفاق سب نے کہا
کہ خدا کی قسم ہم تو وہی کہینگے جو ہمکو خدا و رسول نے سکھلایا ہے چاہے جو ہونیوالا ہو سو ہو۔ یہہ مشورہ کر کے وہ اوٹھے اور نجاشی کے دربار مین حاضر ہوئے۔ نجاشی نے اپنے درباری پادریون
کو بھی بلا بھیجا مسلمان اپنے صحیفے کھول کر زمین پر بیٹھ گئے۔ نجاشی نے اون سے پوچھا کہ تم نے کون دین اختیار کیا ہے بیان کرو۔ حضرت جعفر ابن ابیطالب نے تقریر کی۔

جناب جعفر الطیار کی مفصل تقریر کے بیان کرنیکی کچھہ ضرورت نہین۔ ہان اسکے حسن تاثیر کا بقدر ضرورت لکھدینا نہایت ضروری ہے۔

اوسی تاریخ مین مرقوم ہے۔

فقالت (ام سلمه) فقرأ (جعفر) عليه صدرا من كهيعص
قالت فبكى والله النجاشی حتى اخضلت لحيته وبكت اساقفته
حتى اخضلوا مصاحفهم حين ما تلا عليهم ثم قال النجاشی ان هذا

یعنی ام سلمہ فرماتی ہین کہ حضرت جعفر نے سورہ کہیعص مین سے چند آیات پڑھین
اونکو سنکر۔ خدا کی قسم نجاشی اسقدر رویا کہ اوسکی داڑھی آنسوؤن سے تر ہو گئی
اور اوسکے پادری بھی سب کے سب اتنا روے کہ اون کے صحیفے تر ہو گئے اسکے بعد نجاشی

والذی جاء به عیسیٰ لیخرج من مشکاة واحدة انطلقا فلا والله لا اسلمهم الیکما ولا یکادون

دیکھا کہ یہ کلام اور وہ جو عیسیٰ پر نازل ہوا ہے ایک ہی شمع کے نور ہیں خدا کی قسم تم لوگ جاؤ۔ ہم کبھی تم لوگوں کو ان کو نہ دینگے اور کبھی ان سے دغا نہ کرینگے

عمرو عاص اور مسلمانوں کے قتل و استیصال کی کیب

نجاشی کا یہ اعلان و فرمان تو عمرو عاص کی اغراض و مقصد کے بالکل مخالف نکلا اور حضرت جعفر کی تقریر اور کلام الٰہی کی تاثیر نے نجاشی اور تمام عیسائی علما کے قلوب کو تسخیر کر لیا۔ انکو اتنی صلاحیت کہاں سمائی کہ کلام الٰہی کی تنقید میں ایک حرف بھی زبان سے نکالتے۔ یہ خود بت بنے بیٹھے رہے اور مخالفت اسلام کی نسبت ایک نیا حیلہ اور نئی مکاری کی تدبیر سوچتے رہے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں۔

فلما خرجا من عنده قال عمرو بن العاص والله لاٰتینه غدا عنهم بما استأصل به خضراءهم قالت فقال له عبد الله ابن ربیعة وکان اتقی الرجلین فینا لا تفعل فان لهم ارحاما وان کانوا قد خالفونا قال والله لاخبرنه انهم یزعمون ان عیسیٰ بن مریم عبد قالت ثم غدا علیه الغد فقال یا ایها الملک انهم یقولون فی عیسیٰ ابن مریم قولا عظیما

جب قریش نجاشی کے پاس سے آئے تو عمرو عاص نے کہا کہ کل [illegible] وہ ترکیب کرینگے کہ یہ مسلمان جڑ پیڑ سے اکھڑ جائیں۔ عبد اللہ ابن ربیعہ جو عرب میں ایک نرم دل شخص تھا کہنے لگا ایسا نہ کرو آخر یہ لوگ بھی ہمارے قبیلہ میں اور ہمارے تمام قبائل قریبی ہیں اگرچہ ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔ عمرو عاص بولا ہم تو کل نجاشی سے کہینگے کہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کو (خدا کا) بندہ کہتے ہیں چنانچہ صبح ہوئی تو عمرو عاص نے نجاشی سے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کی نسبت قول عظیم کہتے ہیں

اسلام کی صداقت اور قرآن کی روحانی حقیقت کے آگے عمرو عاص کی کیا چل سکتی تھی۔ حضرت جعفر کے استقلال ایمانی اور کلام پاک کی اعجاز بیانی کے آگے یہ مشکل بھی سہل تھی اور یہ دشواری بھی آسانی سے رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ ابن ہشام لکھتے ہیں۔

فارسل الیهم یسألهم عنه فلما دخلوا علیه فقال لهم ماذا تقولون فی عیسیٰ ابن مریم قالت فقال جعفر بن ابی طالب نقول فیه الذی جاءنا به نبینا صلی الله علیه وآله وسلم هو عبد الله ورسوله وروحه وکلمته القاها الی مریم العذراء البتول قالت فضرب النجاشی بیده الی الارض فاخذ منها عودا ثم قال والله ما عدا عیسیٰ بن مریم ما قالت هذا العود قالت فتناخرت بطارقته حوله حین قال ما قال وان نخرتم والله اذهبوا فانتم شیوم بارضی

نجاشی نے مسلمانوں کے پاس طلبی کا آدمی بھیجا (ام سلمہ کا بیان ہے کہ) جب مسلمان آئے تو نجاشی نے اون سے پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت کیا کہتے ہو حضرت جعفر نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ہم کو بتایا ہے [illegible] کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بندہ اور اسکے رسول برحق تھے اور اسکی روح تھے۔ اور کلمہ تھے۔ حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ حضرت جعفر سے یہ بیان سنکر نجاشی نے [illegible] ایک تنکا اوٹھا لیا۔ اور کہا خدا کی قسم جو کچھ کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت ان لوگوں نے بیان کیا ہے [illegible] تنکے کے برابر بھی حضرت عیسیٰ اوس سے زیادہ نہیں ہیں۔ نجاشی کی تقریر کو سنکر اوسکے دربار کے پادری بہت برافروختہ ہوئے اور غصہ میں اپنے نتھنے پھلانے لگے۔ نجاشی اور اونمیں گفتگو ہوئی تو نجاشی نے اون سے ڈانٹ کر کہا کہ تم سب [illegible] اوٹھ جاؤ۔ تم لوگ ہمارے ملک میں بدترین قوم ہو۔

عمرو عاص فطرتی چالاک تھا اور حیلہ ساز۔ اسی کے ساتھ ان اوقات ہونے کا اعتبار سے اپنے مطلب کے وقت اور اپنی ذہنیت کے موقع کو خوب پہچانتے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ ہونے کا مسئلہ عیسائیت کا اصول اول قرار پا چکا تھا۔ اور اسلام کی توحید [illegible]

تعلیم اسکے مخالف تھی اس بنا پر عمر عاص نے بادشاہ کو مسلمانون سے روگردان کرنیکے لئے یہہ ترکیب نکالی اور اس مسئلہ اختلافی کو پیش کرکے بادشاہ کو گویا مسلمانون کے اخراج پر امادہ کرنا چاہا۔ اور حقیقت مین یہہ ایسی ظاہری مخالفت مذہبی تھی جو طرفین سے ناقابل اصلاح تھی اسلئے کہ نہ مسلمان ہی اپنی خالص توحید کو چھوڑ سکتے تھے اور نہ عیسائی اپنی تثلیث کو۔ نتیجہ کیا ہوتا۔ وہی مسلمانون کیطرف سے بادشاہ کی رنجیدگی اور کشیدگی۔ اور عمر عاص کا یہی مدعائے اصلی تھا۔ بہرحال عمر عاص کی یہہ چال بھی نہ چلی۔ ہمکو اس واقعہ کی تفصیل ضروری نہین اسوۃ الرسول جلد دوم اور ذکر الطیار ملاحظہ ہو۔ صرف یہہ دکھلا دینا ضروری ہے کہ عمر عاص کی ان معاندانہ اور مخالفانہ جعلسازیون اور افترا پردازیون کا نتیجہ کیا نکلا۔ ابن ہشام مین ہے۔

فخرجا من عنده مقبوحين مردودا عليهما ما جاءا به و 　 (حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ) یہہ دونو (عبداللہ ابن ربیعہ اور عمر عاص) اوسکے (نجاشی کے)

اقمنا عنده بخير دار مع خير جار 　 پاس سے ذلیل ہوکر چلے آئے اور اون کے اونکے تحفے بھی واپس کر دئے اور ہم لوگ بعافیت تمام مقیم رہے

نجاشی کیساتھ اظہار تشکر 　 عمر عاص کی محرومی اور ناکامیابی کی خبر جب قریش کو ملی تو اونکے غم و غصہ کی انتہا نہ تھی اور عمر عاص تو کسیکو منہ دکھانیکے قابل ہی نہ رہے بخلاف مشرکین قریش گروہ مسلمین کو اطمینان اور نجاشی کے احسانات و التفات خاص سے اظہار امتنان و تشکر کا خاص موقع ملا۔ 　 یعنی حضرت ابیطالب کا شعر 　 چنانچہ ابن ہشام نے اس موقع پر حضرت ابیطالبؑ کے یہہ اشعار خاص نقل کئے ہین جو نجاشی کے مکارم اخلاق اور محاسن اشفاق مین نظم کئے گئے ہین۔

الا ليت شعري كيف في النأي جعفر	میرے یہہ شعار۔ جعفر اور عمر عاص اور اون دشمنون کی مقدار عداوت کو بتلاتے ہین جو اپنون کے بھی دشمن ثابت ہوئے اور یگانون سے بھی اگر اونکے سفر آئے قریش ہے۔ اے نجاشی جعفر اور اونکے ہمراہیون کے ساتھ اونکا فتنہ و فساد کرنا یا اپنے ملک سے نکالدینا تو ہم کیسے اسکو قابل الزام لگائے۔ اے نجاشی ہم تمہاری ملامت کرنیسے انکار کرینگے اس لئے کہ تم بزرگ مرتبہ والے
وعمرو واعداء العدو الاقارب	
وهل نال افعال النجاشي جعفرا	
واصحابه او عاق ذلك شاغب	
تعلم ابيت اللعن انك ماجد	اہل کرم ہو۔ اور کسی طرح شقاوت کرنے والے نہین ہو
كريم فلا يشقى لديك المجانب	
تعلم بان الله زادك بسطة	سمجھ لو کہ خداوند عالم نے تمکو حکم و نظم و بسط شاست فرمایا ہے
واسباب خير كلها بك لازب	اور نیکیون کے تمام اسباب تمہارے پاس جمع کر دئے ہین
وانك فيض ذو سجال غزيرة	اور تمہارا فیض ایسا عام اور عطیہ وسیع ہے کہ اوس سے
ينال الاعادي نفعها والاقارب	دوست اور دشمن دونون یکسان فائدہ اوٹھاتے ہین

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ ایسی بدنامی اور ناکامی کے بعد عمر عاص کو منہ دکھلانا مشکل ہوگیا اسی سبب سے یہہ اسوقت سے لیکر غزوۂ خندق تک اسلامی تاریخ مین بالکل بے نشان ہین مگر اس خاموشی اور مجہولیت والا معلومیت کی لپیٹ مین بھی مخالفت اسلام کو نہ بھولے مجبوری اور مجہولیت ویاس کیوجہ سے اسکو اپنے جگہ پر یا پکا بیڑا اٹھا کر اپنے سینہ مین چھپائے رہے۔ ضرورت اور احتیاج لیے پھرتا ج بنا کر نجاشی بادشاہ حبشہ کے اوسی دربار مین پہنچا جہان سے ایک مرتبہ پہلے ہمراہ عمارہ کے نکلوائے جا چکے تھے چنانچہ ملاحظہ ہو قرآنی خاص اسی کی۔

خاص زبانی لکھتے ہین

عمر عاص بیان کرتے ہین کہ غزوہ خندق کی شکست کے بعد مجھے پورا یقین ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے امور فیر رپسند ہو جاوینگے اور اب کسی قوم وقبیلہ کی طاقت مغلوب نہین ہوتے ۔ یہہ سوچکر مین نے اپنے احباب سے مشورہ کی اور ان سے پوچھا کہ میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائین اور طرفین کے امور کا انتظار کرین اگر ہماری قوم غالب اجائے تو ہم باطمینان تمام مکہ واپس آجائین اور اگر مسلمان غالب آئے تو پہر ہم وہین پناہ گزین ہوجائینگے ۔ میرے احباب نے میری اس تجویز کو پسند کیا ۔ اور پہر مین بادشاہ حبشہ کے لئے بہت سے نفیس اور بیش قیمت تحفے اور ہدیے لیکر اوسکے پاس پہونچا ۔ میرے پہونچنے سے پہلے عمرو بن امیۃ الضمری نامہ رسالت لیکر نجاشی کے پاس پہونچ چکے تہے اور بادشاہ ذاعزاز واکرام سے نامہ مقدس لیکر اوسکو اپنا ایمان کیا تہا ۔ مین نے ایکدن خلوت مین نجاشی سے ملاقات مین کہا کہ عمرو بن امیۃ الضمری کو مجھے حوالہ کر دیجئے کہ مین انہین قتل کر ڈالون کیونکہ اوسکو قتل کر ڈالنے سے قریش مین میری آبرو بڑہ جائیگی ۔ یہہ سنکر نجاشی نے اپنے مونہہ پر طمانچہ مارے اور کہا کہ یہہ مجھسے کیسے ہو سکتا ہے کہ مین کسی شخص کے ایلچی کو دشمن کے ہاتہہ مین قتل ہونیکو دیدون اور اپنے لئے ابدالاباد تک یہہ ننگ وعار قائم کرلون ۔ اور پہر کیسے مقدس بزرگ کا ایلچی اور فرستادہ جسپر ناموس اکبر (جبرئیلؑ) کا نزول ہوتا ہے ۔

نجاشی کے اثر سے عمر عاص اسلام لائے — مین نے کہا اے بادشاہ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے اور آپ کیا اس پر اعتقاد رکہتے ہین ۔ نجاشی بولا حیف ہے عمر عاص تم اتنا قریب رہکر اتنا بہی نہین جانتے ۔ مین تمہین آگاہ کئے دیتا ہون کہ وہ ضرور نبی برحق ہے ۔ اوسکی اطاعت اختیار کرو ۔ اوسکی باتون کو سنو ۔ اور مانو ۔ اور جان لو کہ اوسپر کوئی بہی غالب نہین اسکتا جیسا کہ موسیٰ فرعون اور اوسکے تمام قوم پر غالب ہے ۔ یہہ سنکر مین نجاشی کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور ملک حبش سے واپس آیا ۔ یہان تک لکہکر علامہ زرقانی بطور مطائبہ لکہتے ہین ۔

وفی اسلام عمر عاص علی ید النجاشی لطیفۃ وھی صحابی اسلم علی ید التابعی ولا یعرف مثلہ — نجاشی کے ہاتہہ پر عمر عاص کے اسلام لانے مین ایک لطیفہ خاص ہے وہ یہہ ہے کہ صحابی تابعی کے ہاتہہ پر اسلام لاتا ہے اور اس واقعہ کی کوئی دوسری مثال معلوم نہین ہوتی ۔

بہرحال جیون تیون کرکے سنہ ۸ ہجری مین مشرف باسلام ہوئے ۔ ابن اثیر اپنی تاریخ مین لکہتے ہین

ثم دخلت سنۃ ثمان فیھا خالد بن ولید و عمر عاص و عثمان بن طلحۃ فاسلموا — پہر سنہ ۸ ہجری شروع ہوا اور اسی سال خالد بن ولید ۔ عمر عاص ۔ اور عثمان بن طلحہ حضور نبوی مین آکر اسلام لائے ۔

اس حساب سے کچہہ کم تین برس انکو سلطان رسالت کی صحبت نصیب ہوئی ۔ اس اثنا مین کوئی اسلامی خدمت ان کے متعلق کسی اسلامی تاریخ وسیر مین نہین پائی جاتی ۔ سریہ وادی الرمل مین انکا ناکامیاب ذکر پایا جاتا ہے ۔ اس سریہ کو بہ خلاصہ حالات یون

سریہ وادی الرمل مین عمر عاص کی ناکامیابی — سریہ وادی الرمل مین پہلے حضرت ابوبکر بہیجے گئے ۔ انکے ناکامیاب واپس انے پر عمر عاص روانہ کیے گئے وہ بہی ناکامیاب واپس ہوئے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ ؑ

المرد وانہ فرمایا۔ عمر عاص کو اسکا بڑا رشک وحسد پیدا ہوا۔ سپتہ میں عمر عاص نے لشکر اسلامی میں مخالفت پیدا کرنیکی کوشش کی اور یہہ ہر شخص سے یہہ کہنا شروع کردیا کہ جس راستہ سے تمکو علی مرتضی لیجانا چاہتے ہین وہ مخدوش ہے تم اوس راہ سے بچاؤ۔ ہم جو رستہ بتلاتے ہین وہ اختیار کرو۔ خیریت تہی کہ اہل اسلام نے اوسوقت انکی نہین سنی اور جو راہ اونہون نے اختیار کی تہی وہی راہ چلے اور خدا نے اوسی راہ سے اونکو کامیاب فرمایا۔ روضۃ الصفا ص ۲۱۶ حبیب السیر قلمی ورق ۱۹۲

خلافت کے زمانہ مین عمر عاص کے حالات — رسالت کے ایام نظام تمام ہوکر خلافت کے عہد جدید کا دور شروع ہوگیا تو یہہ جنگی خدمات پر بہیجے جانے لگے اگرچہ یہہ امیر لشکر بناکر بہیجے جاتے تہے مگر اکثر اوقات فوج مخالف کی کثرت کو دیکھکر ایسا گہبرا جاتے تہے کہ دودن کا بہرتی سپاہی بہی ایسا مختل الحواس نہوتا ہوگا۔ اس کا سبب کیا تہا۔ زمانہ نے انہین انکو جری مشہور کر رکہا تہا ورنہ انمین جرأت کہان اور دلاوری کیسی۔ آئندہ صفین کے معرکون مین فاتح مصر کی جرأت وہمت کی پوری قلعی ہوگئی۔ عنقریب تفصیل سے معلوم ہوگا محاصرۂ روم مین رومیون کی کثرت دیکہکر امام واقدی نے اپنی تاریخ مین نہایت تفصیل سے لکہا ہے فتوح الشام واقدی

حضرت عمر اور عمر عاص — جنگی خدمات کے بعد ملکی مناصب بہی انکو ملتے رہے۔ ملکی خدمات مین حضرت عمر ان سے مشکوک ہوگئے۔ امارت لشکر سے معزول کرتے وقت حضرت عمر نے جو کلمات ان سے بیان کئے ہین وہ یہہ ہین

ویحک یا عمرو انت لاتحب الامارۃ واللہ ما تطلب بھذہ الریاسۃ الاشرف الدنیا

افسوس ہے اے عمر تو نے سرداری لشکر اس غرض سے اختیار کی تہی کہ اس سے تجہکو دنیاوی وقار حاصل ہو۔

فوجی خدمات سے ملکی صیغہ مین انکی تبدیلی اس غرض خاص سے ہوئی تہی کہ شاید یہان قناعت وتوکل اختیار کرین مگر عادت والی عادت نہین چہٹتی۔ یہان بہی انکی دست درازیون نے اپنا وہی اصول قائم رکہا۔ دربار خلافت مین جب یہہ امر تحقیق تک پہونچگیا تو ان مین اور حضرت عمر مین اسکے متعلق جو خط وکتابت ہوئی اور اسکا جو نتیجہ نکلا اوسکو ہم شاہ ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا کے ترجمہ سے ذیل مین لکہتے ہین۔

خلیفۂ دوم کا خط عمر عاص کے نام — عمر ابن الخطاب نے عمر ابن العاص کو لکہا کہ تجہکو مال کثیر ہاتھ لگا ہے اور تیرے پاس اونٹ بکریے۔ بہینسے اور حشم خدم فراہم ہوگیا حالانکہ یہ چیزین تجہکو اس سے پہلے میسر نہین تہین۔ تیرا اور تیرے ہمراہیون کا سلام مین اسقدر متمول ہونا کہ اوس سے یہ سامان فراہم کئے جاسکین۔ پہر یہہ سامان کہان سے آگیا۔ ہمارے پاس صحابہ اولین ہجرت کرنیوالے بہت سے لوگ ایسے موجود تہے کہ ہم انکو اس کام پر بہیجتے مگر ہم تجہکو غنی اور مالدار سمجہتے تہے اسوجہ سے ہم نے تجہکو بہیجا۔ تیرا مال تیرے فرمایا ہے اگر تو نے اپنا نفع کیا اور ہمارا نقصان تو پہر ہم تجہکو کب بحال رکہینگے۔ اسکا جواب جلد دے کہ یہہ مال توکہان سے لایا

عمر عاص کا جواب — آپکی تحریر پہنچی سے جو کچہہ ہم ان شہرون مین رہتے ہین جہان چیزین بہت ارزان ملتی ہین اور مال وافر ہے۔ اس لئے ہم نے اپنی وظیفہ مقررہ مین سے انتظام کرکے کچہہ پس انداز کر رکہا تہا اور اوسی سے یہہ حشم وخدم فراہم کیا ہے۔ خدا کی قسم

اے عمر! اگر تمہارے مال مین ہمکو تصرف جائز بھی ہوتا تاہم تمہارے مال مین ہم خیانت نکرتے کیونکہ تم نے ہم پر اعتبار کیا تہا۔ اب تم اپنی رنجش کم کرو۔ باقی صحابہ اولین مہاجرین سابقین کے متعلق جو لکہا ہے کہ کیون اونکو عامل مقرر نہین کیا تو ہم نے اسکے لئے درخواست بہی نہین کی تہی

عمر عاص نے اگرچہ اس مصنوعی تحریری حیلون سے اپنی بہت کچہہ صفائی دکہلائی اور حتی المقدور اپنی برآت ظاہر کی اور اکی طرح سے معافی بہی مانگی مگر وہ امر ایسا کچہہ تحقیق پاچکا تہا کہ خلیفہ وقت کو انکی فرد بیان پر اعتبار نہ آیا اور محمد مسلمہ کو اونکی جگہہ مقرر فرمایا۔ محمد مسلمہ کی معرفت جو عتاب آمیز خط عمر عاص کو لکہا گیا۔ وہ بھی ہم ازالۃ الخفا کا اردو ترجمہ سے ذیل مین نقل کرتے ہین

عمر عاص کی معزولی کا پروانہ

تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا۔ ہمکو تمہاری اس چاپلوسی اور ملائم باتون سے کوئی علاقہ نہین ہے۔ تم لوگ جہان کہین عامل بناکر بہیجے جاتے ہو تو بالعموم مال خدا مین تصرف کرتے ہو اور پہر ہمکو معذرت نامے لکہتے ہو۔ جو کچہہ کہاتے ہو وہ آتش جہنم سے کہاتے ہو اور اپنے وارثون کے لئے ننگ و عار چہوڑ جاتے ہو۔ اب ہم محمد مسلمہ کو بہیجتے ہین کہ تیرا مال نصف تقسیم کر لے

محمد مسلمہ اور عمر عاص

جب محمد مسلمہ یہہ خط لیکر پہونچے تو عمر عاص نے کہانا پکواکر اونکے لئے بہیجا محمد مسلمہ نے کہانا لینے سے انکار کیا عمر نے پوچہا تو جواب دیا کہ یہہ رشوت کا مقدمہ ہے۔ اگر مہمانداری کے طور پر پکواتے تو ہم کہا بھی لیتے۔ اپنا کہانا لیجاو اور مال سجاو دوسرے دن مال حاضر لیا گیا محمد مسلمہ نے اوسکے دو حصے کئے۔ ایک حصہ ضبط ہوکر مدینہ بہیجا گیا دوسرا عمر عاص کو واپس دیا گیا عمر عاص کی انکہون مین یہہ دیکہکر خون اوتر آیا۔ غصہ مین بیتاب ہوکر کہنے لگے۔ خدا لعنت کرے اوس دن پر جسدن ہم عمر ابن الخطاب کے نوکر ہوئے تہے

حضرت عثمان اور عمر عاص

خلافت ثانی مین جو اونکی کیفیت تہی وہ معلوم ہو چکی۔ مصر کی معزولی کے بعد یہہ گہر بیٹہے تو خلافت دوم کے خاتمہ تک گہر ہی بیٹہے رہے۔ پہر اسی بیکاری مین تہے کہ حضرت عثمان کی خلافت کے ایام شروع ہو گئے اور پہر مصر کے قدیم عہدہ نظامت پر مقرر ہو گئے۔ سات برس تک تو پوری آزادی اور خود مختاری سے بسر کرتے رہے لیکن خلیفہ عصر کی پالیسی بدل گئی اور اونکی توجہہ اقربا پروری کے اصول پر قائم ہو گئی۔ اور اسی بنا پر مروان نے حضرت عثمان سے ممالک افریقہ کا خراج اپنے نام ہبہ کرا لیا عمر عاص کو وہان کیطرف سے خلش پیدا ہو گئی۔

مصر کی امارت سے پہر معزولی

جب مروان کو انکی مخالفت کی خبر لگی تو انہون نے حضرت عثمان کے کان انکی شکایتون سے بہر دئے نتیجہ یہہ ہوا کہ مصر سے یہہ معزول کر دیے گئے اور انکی جگہہ پر عبد اللہ ابن ابی سرح امیر مصر بنا کر بہیجے گئے۔

عمر عاص نے مجبور ہو کر عبد اللہ ابن ابی سرح کو چارج تو دیدیا مگر چارج دینے اور معزول ہونے کے دوسرے ہی دن۔ ام کلثوم حضرت عثمان کی چہوٹی بہن کو۔ جو مدت سے انکے حبالہ نکاح مین تہین۔ طلاق دیدی اور خلیفہ عصر کی قرابت کو عداوت

تبدیل کردیا طبری ترجمہ فارسی مطبوعہ لکھنو

محاصرہ عثمان بغاوت کے زمانہ مین جب تمام بلاد اسلامیہ کے لوگ خلیفہ عصر کی مخالفت پر آمادہ ہوکر اونسے توبہ کرانے پر متفق ہوگئے

عمر عاص کا طرز عمل اور اسکی تعمیل و تقدیم کے لئے سب جمع ہوے تو اونمین مصر کا گروہ مخالف بھی تھا اور اوسکے راس الرئیس عمر عاص تھے ہم اس واقعہ کو ازالۃ الخفا کی عربی عبارت مین حسب ذیل نقل کرتے ہین ۔

ان عمرو بن العاص قام الی عثمان وهو يخطب الناس
فقال يا عثمان قد ركبت بالناس من النهابير وركبوها
منك فتب الی الله عز وجل وليتوبوا فالتفت اليه عثمان
وقال ههنا يا ابن النابغة ثم رفع يديه واستقبل القبلة
وقال اتوب الی الله اللهم انی اول من تاب اليك

حضرت عثمان مجمع عام مین خطبہ پڑھ رہے تھے عمر عاص نے کھڑے ہوکر کہا کہ تم نے لوگون کو بہت دق کیا اور وہ لوگ بھی تم سے بہت تنگ آگئے ۔ اب تم خدا کی درگاہ مین توبہ کرو ۔ عثمان نے اونکی طرف متوجہ ہوکر کہا اے زانیہ کے بیٹے تو بھی یہین موجود ہے ۔ پھر قبلہ رو ہوکر دونون ہاتھ اوٹھا کر کہا کہ مین خدا کی درگاہ مین توبہ کرتا ہون اور پروردگار مین پہلے تیری ہی درگاہ مین توبہ کرتا ہون ۔ ازالۃ الخفا ۔ طبری جلد چہارم ص ۴۴۴

عمر عاص اور قتل عثمان پر مسرت جب حضرت عثمان کے معاملات سے اونکو پوری مایوسی ہوگئی تو انہون اپنی قدیم عادت کے موافق موقعہ سے ٹل جانے کو مصلحت سمجھا اور فلسطین چلے گئے ۔ یہہ فلسطین مین اور معویہ شام مین بیٹھے کے بیٹھے رہگئے اور مدینہ مین حضرت عثمان گھر مین گھسکر مار ڈالے گئے ۔ طبری لکھتے ہین کہ باوجود اسکے کہ تمام بلاد اسلامیہ کے لوگ حضرت عثمان کے خلاف ہو رہے تھے مگر کسی شخص نے انکے واقعہ قتل پر اظہار مسرت نہین کیا سوا آپ عمر عاص کے ۔ اونکی اصلی عبارت یہہ ہے ۔

ہیچکس بر قتل عثمان شادی نکرد الا عمرو عاص

"قتل عثمان پر کسی شخص نے خوشی نہین منائی سوا آپ عمر عاص کے ۔"

امام عبد البر نے استیعاب مین اسکو زیادہ تشریح سے یون لکھا ہے ۔

فلما ولاه يعني مصر ثم عزل عمرو بن العاص اجعل عمرو ابن العاص
يطعن علی عثمان ويؤلب عليه ويسعی فی فساد امره فلما بلغه
قتل عثمان وكان معتزلا بفلسطين قال انی اذا نكات قرحة
ادميها او نحو ذلك

جب عمر عاص کو مصر کا والی مقرر بھی کیا اور پھر معزول بھی کردیا تو عمر عاص نے حضرت عثمان پر طعن و تشنیع بھی کی اور اونکو چھوڑ دیا اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کی اور جب حضرت عثمان کے قتل کی خبر اونکو ملی تو یہہ فلسطین مین جاکر عزلت گزین ہو چکے تھے ۔ کہنے لگے کہ ہم جسکو ضرب لگاتے ہین تو خون نکالے بغیر نہین رہتے ۔ اور اسیطرح کی اور باتین بھی کہین

تینون خلافتون تک تو عمر عاص کی یہہ کیفیت تھی جسکو ہم تفصیل سے لکھ چکے ۔ جو کچھ حسن عقیدت ۔ ارادت اور خلوص و محبت اونکو اپنے واجب الاحترام خلفا کے ساتھ تھی وہ انکے طرز عمل سے ظاہر ہوگئی ۔ حضرت عثمان کے ساتھ جو انکے خیالات تھے وہ صاف

صاف بتاتے ہیں کہ انکو اونکے ساتھہ کسی قسم کی مروت اور لحاظ رکھنے کیلئے انکے دل مین جگہہ نہین تھی ۔ مگر زمانہ کا انقلاب طبیعت کا تغیر خیالات کا تبدل اسی کو کہتے ہین کہ سال ڈیرہ سال ہی کے اندر مصر کی امارت کے شوق نے انکو ایسا مجبور کر دیا کہ جنکے خون کرنے پر یہ خود آمادہ تہے ۔ اونہین کے خون کے دعویدار بنکر اور اون بزرگ کے خون بہا لینے پر جنکے قتل پر سوا انکی کوئی دوسرا شخص خوش نہین ہوا تھا ۔ اتنی تندہی اور جانفروشی سے کام لے رہے ہین کہ امیر المومنین خلیفۃ العصر حضرت علی ابن ابیطالب اپنے امام برحق اور خلیفہ رسول مفترض الطاعت سے جنکی بیعت اور اطاعت اسلام کے تمام عمائد و اشراف کر چکے تہے ۔ لڑنیے پر آمادہ ہین اور اونکے بیگناہ قتل پر اپنے ہمراہ ایک لاکھ چبیس ہزار کی جمعیت کو صفین کے میدان مین کھڑا کر رکھا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

خلافت علی مین عمرعاص کی مخالفانہ اور منافقانہ کارروائیے

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ قتل عثمان کے وقت عمر عاص فلسطین مین تہے ۔ اور معویہ شام مین بیعت علی سے لیکر واقعات بصرہ اور جنگ جمل تک یہ دونو اپنے اپنے مقام پر خاموش بیٹھے رہے اور اپنی کشود کار کا انتظار کرتے رہے معویہ جب جنگ صفین کا سامان کرنے لگے اور اپنی ہمراز و ہم آہنگ معین و مددگار کو سمیٹنے لگے ۔ تو عتبہ ابن ابوسفیان کے مشورے سے انکو بہی طلبی کا خط لکہا گیا ۔ عمر عاص ایسے کیا تہے کہ بغیر اپنا اُون گانٹھے کسی کے گانٹھنے مین آسانی سے چلے آئین ۔ اسلئے حسن بیرخی اور زبانی صفائی سے انکے خط کا جواب دیا گیا ہے اوسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرہ خواص الامۃ سے ذیل مین نقل کرتے ہین ۔

واما بعد فانی قرات کتابک وفہمتہ فاما ما دعوتنی الیہ من خلع ربقۃ الاسلام من عنقی والتہور معک فی الضلالۃ واعانتی ایاک علی الباطل واخترط السیف فی وجہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام وہو اخو رسول اللہ صلعم وولیہ ووصیہ ووارثہ وقاضی دینہ ومنجز وعدہ وہو زوج علی سیدۃ نساء العلمین وابو السبطین الحسن والحسین سیدی شباب اہل الجنۃ واما قولک ان امیر المومنین واشار الصحابۃ الی قتل العثمان فہو کذب وزور وغوایۃ ویحک یا معویہ اما علمت ان امیر المومنین بذل نفسہ اللہ تعالی وبات علی فرش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال فیہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ ۔ ع ۔ ذا عقل وذا دین والسلام ۔

تمہارا خط ایا حال معلوم ہوا ۔ تم مجہے اس امر پر ترغیب دیتے ہو کہ مین دین سے خارج ہوجاؤن اور تیرے ساتھ گمراہی و ضلالت مین شریک ہوجاؤن امیر المومنین کے مقابلہ مین باطل کی مدد پر تلوار کہینچون حالانکہ حضرت علی برادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور داماد ہین اور وارث ۔ اور اونکے دین کے ادا کرنیوالے ۔ اونکے وعدون کے پورا کرنیوالے سیدۃ النساء العالمین کے شوہر سبطین رسول اللہ ۔ حضرات حسن و حسین سرداران جوانان جنت کے باپ ہین ۔ باقی رہا تیرا یہ قول کہ امیر المومنین علیہ السلام کی اشتعال سے صحابہ قتل عثمان پر راضی ہوئے ہین ۔ بالکل جھوٹ اور سراپا بہتان ہے اور افترا افسوس ہے تیرا اے معاویہ کیا تجھکو معلوم نہین کہ علی وہ بزرگ ہین جنہون نے اپنی جان خدا کی راہ مین بیچ ڈالی اور فرش رسول پر اونکی جگہہ سو رہے اور آنحضرت صلعم نے اونکی شان مین فرمایا ہے کہ مین جسکا مولا ہون اوسکے علی مولا ہین ۔

یہان تمام ہوتا ہے ایک عقل رکھنے والا (ہوشیار) اور دین رکھنے والا (دیندار) شخص کیسے پہیر سکتا ہے ۔

معویہ اور عمر عاص ایک ہی پاٹ شالے کے پڑہے تہے ۔ جیسے یہ قابو پرست ویسے ہی یہ ابن الوقت ۔ عمر عاص کا یہ خشک جواب پاکر خاموش ہوگئے ۔ مگر اسکی مقدار حقیقت اور نکہنے والی ابتدا طبیعت پر پورا یقین کر کے موقع کا انتظار کرنے لگے ۔ ممکن تھا

معویہ اپنی خودداری تھوڑے دن اور سنبھالتے مگر انکی حاجتمندی اور ضرورت وقتی نے عمر عاص کے آگے انکا سر نیاز جھکوا ہی دیا۔ تفصیل یہہ ہے۔

عمر عاص اور معویہ کی جانبداری کے مسئلہ مین بیٹون سے مشورت

آخر بار حضرت امیر المومنین علیہ السلام کیطرف سے عبداللہ ابن جریر البجلی معویہ کے پاس یہہ رقعہ لیکر خط لیکر آیے جسمین معاویہ سے یہہ استفسار کیا گیا تہا کہ وہ لکھ بھیجے کہ معاملہ بمصالحت طے کیا جایے یا جنگ ہوگی۔

اس نامہ مبارک کی تاکیدی مضامین نے معویہ کو پریشان اور بدحواس کر دیا۔ قاصد کو ٹھہرایا اور عمر عاص کو یہہ خط فوراً لکھوایا

امیر المومنین کا قاصد کوفہ سے آیا ہے۔ ہم نے اوسکو تمہارے انتظار مین ٹھہرایا ہے۔ تم یہان آؤ تو جیسی صلاح ہو ویسا کیا جاوے۔ ... مین ذرا بھی توقف نکرو تعمیل مین تعجیل کرو۔ والسلام

(ترجمہ اعثم کوفی باب الصفین مطبوعہ دہلی ص ۲۵)

یہہ خط پاکر عمر عاص نے اپنے بیٹون سے صلاح لی۔ انکے دو بیٹے تھے محمد اور عبداللہ۔ عمر عاص نے دونون کو بلایا اور معویہ کا خط دکھلایا جب وہ خط پڑھ چکے تو اون سے اونکی رایے پوچھی۔ بڑے بیٹے عبداللہ نے کہا جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو وہ بہی تجہسے ہر طرح راضی و خوشنود تہے۔ اون کے بعد جب دونون خلفا نے رحلت کی تو وہ بھی تجہسے خوشنود تہے۔ اونکے بعد عثمان کا قتل کا واقعہ گذرا تو تم اوسوقت مدینہ مین تہے ہی نہین۔ لہذا اس معاملہ مین تم پر کوئی الزام لگا ہی نہین سکتا۔ ان باتون کے علاوہ خدا نے تمہین فراغت اور اطمینان بخش دیا ہے۔ تم کسی کے محتاج نہین ہو۔ تمکو خلافت کی خواہش بھی نہین ہے اب باعتبار عزت و حرمت کے تمہارے لئے زیبا نہین ہے کہ محض حصول دنیا کے لئے جو ایک گیاہ فانی سے بھی زیادہ بے حقیقت ہے اس بڑہاپے کو تم رنج و مصیبت مین مبتلا کرو اور علی ابن ابیطالب کے ساتھ جو چچازاد بھائی داماد اور وصی حضرت ختم الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین عداوت پیدا کرو اور خدمت و طاعت معویہ ابن ابوسفیان کی قبول کرو۔ تمکو بکمال سعادت اپنے گھر مین خاموش رہنا چاہئے اور بیٹھے بیٹھے دیکھنا چاہئے کہ انجام اسکا کیا ہوتا ہے۔

اسکے بعد عمر عاص کے دوسرے بیٹے محمد نے ... کہا کہ مین ... کی رایے کو پسند نہین کرتا کیونکہ گھر بیٹھ رہنا بوڑھے اور پست ہمتون کا کام ہے اور آج خلیفہ عصر حضرت عثمان ... قتل کر دیے گیے معویہ اونکے قصاص پر آمادہ ہیں۔ اسوقت تمہارا شمار قوم قریش مین افسر اور حاکم کے طبقہ مین ہو رہا ہے اور تمہاری شہرت ... کا چرچا ہے اور تم کسیطرح معویہ سے کم نہین ہو اگر اس کام سے دست بردار ہوجاوگے اور گوشہ نشینی اختیار کروگے تو ظاہر ہے کہ اس معاملہ کے طے ہوجانیکے بعد کوئی عظمت و ہیبت تمکو نہین ملیگی۔ بلکہ تمہاری اس شرافت مین بھی بٹہ لگے گا۔ میری ... یہی ... ہے کہ تمکو شام مین جا کر معویہ ابن ابوسفیان سے ملنا اور حضرت عثمان کے خون کا قصاص طلب کرنا چاہئے۔ تاکہ معویہ کے ... تمہارا ... ہوجائے۔ طبری جلد چہارم ص ۵۲۱

عمر عاص نے عبداللہ اور محمد کی مختلف صلاحون کو بغور سنکر یہہ فیصلہ سنا دیا کہ عبداللہ مجھے آخرت کیطرف کھینچتا ہے اور محمد مجھے دنیا کی طرف گھسیٹتا ہے۔ اور حقیقت حال یہہ ہے کہ بیٹون نے بوڑھے باپ کو دوراہے مین ڈال دیا۔

عیسائی کاہن — صاحب روضۃ الصفا کی تحقیق مین عمرعاص نے اس مسئلہ مین ایک عیسائی کاہن سے بھی رائے لی تھی
گھر کے غلام سے مشورہ — اور امام طبری لکھتے مین اپنے غلام وردان سے بھی مشورہ لیا تھا - اور وردان نے اسکو محمد سے ملتی ہوئی
رائے دی تھی - اور کاہن عیسائی نے بھی کہدیا تہا کہ حضرت علیؑ کی خلافت دیرپا ہوگی اور معویہ کی امارت بہت دنون تک مستقل رہیگی
اسوجہہ سے عمرعاص نے محمد کی رائے کو اختیار کیا - اور فلسطین سے شام مین پہونچگئے -

عمرعاص اور معویہ خلوت مین — سہ آمد آن یارے کہ من میخواستم - عمرعاص کے آجانے سے معویہ بہت کچہہ مطمئن ہوگئے اور بڑی عزت
خلافت کے خلاف مشورت — حرمت سے انکی دعوت وضیافت اور آرام وراحت کے سامان مہیا کئے - اپنے پہلو مین جگہہ دی اپنے تمام
امور کا وزیر مشیر اور مدارالمہام بنایا - یہہ سب باتین معویہ کیطرف سے اعلے پیمانہ پر ہوئین مگران تمام تکلفات سے عمرعاص کی قلبی
تسکین اور دلی اطمینان نہین ہوا اسلئے کہ سہ دیدہ من در تلاش دیگر است - عمرعاص تو اوسی تکر مین تہے جسکا فوری اظہار
وہ کسیطرح پسند نہین کرتے تہے - ابھی تو وہ صرف معویہ کی ضرورتون کی مقدار وزن سمجہہ رہے تہے -

آخر ضبط اظہار کب تک - ایکدن معویہ نے خلوت مین ان سے اپنے دلی راز کو اسطرح بیان کیا کہ مجھکو تین مشکلون نے ایسا گہیر
لیا ہے سمجہہ مین نہین آتا کیا کرون اور انکو کیسے دفع کرون اوّل تو یہہ کہ محمد ابن حذیفہ مصر کا جیلخانہ توڑ کر نکل بھاگا ہے اور وہ وہان
بھی سازش مین لاہا ہے مین اسکی شریر طبیعت سے واقف بھی ہون اور خائف بھی - دوسری یہہ کہ قیصر روم اپنے لشکر عظیم کے
ساتھ شام کے قصد سے نکلا ہے - تیسری علی ابن ابیطالب کوفہ مین بیٹھکر اور افواج کثیر جمع کرکے ملک شام پر چڑہائی کرنیوالے ہین
مین انکے دفع کرنیکی کیا صورت نکالون

تہوڑی دیر تامل کرکے عمرعاص نے جوابدیا کہ اگرچہ یہہ تینون باتین تمہاری پریشانی کا باعث ہین لیکن تمکو مطمئن رہنا چاہئیے محمد ابن حذیفہ
کا معاملہ آسان ہے - اوسکے لئے لشکر بھیجدینا چاہیے اگر وہ بھاگ جاے تو خیر - نہین تو یہہ لوگ اوسے گرفتار کر لائینگے قیصر روم کا معاملہ بھی
چندان دشوار نہین - طرح طرح کے ہدیے - قسم قسم کے چاندی سونے کی چیزین اور اسباب اوسکے پاس بھیجکر اوسے راضی کرلینا چاہئیے اور
اسکے بعد جانبین سے مصالحت طے ہوجانا چاہئیے - مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور صلح کرلیگا اور اوسکا معاملہ بمصالحت طے پاجاے گا -
اب رہا امیرالمومنین کا معاملہ وہ البتہ سخت دشوار ہے - اسلئے کہ تمکو کوئی شخص اونکے برابر نہین سمجھتا اور اونکو تم پر ہر طرح ترجیح
حاصل ہے - معویہ نے کہا کہ علی ابن ابیطالب نے خلیفہ عصر کے ایسے برگزیدہ شخص کے قتل وہلاکت کی فکر وتجویز کی اسوجہہ سے خطا کار ہو
عمرعاص نے اونگلی دانتون مین دبائی اور کہنے لگے - اے معاویہ تمکو ایسا نہین کہنا چاہئیے - علی آج روے زمین پر عالم بے مثل ہے
صد ہا فضائل وکمالات اونکو ایسے حاصل ہین جو کسی دوسرے کو نصیب نہین

معاویہ عمرعاص کی یہہ تقریر جو - من چہ میسرایم وطنبورہ من چہ میسراید - کا مصداق تھی سنکر سخت گھبرا گیے
حقیقت مین عمرعاص اسوقت تک معویہ کی طبیعت کا صرف اندازہ لے رہے تہے اور خالی معویہ کو مرعوب بنانے کے لئے یہہ ظاہری اور
نمائشی تقریر کر رہے تہے - اس اثنا مین معویہ نے کچہہ سوچکر کہا کہ جو حالات واوصاف تم نے علیؑ کے بیان کئے بیشک وہ ایسی ہی ہین

مگر میری دلی خواہش یہہ ہے کہ مین قصاص عثمان کے بہانہ سے علی کے ساتھ جنگ کرون اور اون پر خون عثمان کی تہمت لگاؤن عمر معاویہ کی یہہ تقریر سکر عمر عاص ہنس پڑے اور کہنے لگے پہلی ہمین یہہ بتلادو کہ تمہین اس معاملہ سے کیا مطلب ہے اور تمکو اس سے کیا واسطہ۔ کیونکہ جب عثمان کو لوگون نے محصور کر رکھا تھا اور عثمان نے اپنا خاص آدمی بھیجکر تمہین اپنی حمایت مین بلایا تھا اوسوقت تو تم نہ خود گیئے اور نہ تم نے کوئی مدد بھیجی اور آخر وقت تک تم نے اونکی کوئی مدد نہین کی اور اب اونکے محصور عثمان کی قصاص طلبی کرتے ہے کیسی مضحکہ خیز تجویز ہے۔ یہہ تو تمہارا حال تھا اب ہماری کیفیت سنو۔ جسوقت عثمان محصور ہو چکے تو مین اونکو اسی حالت مین چھوڑکر مدینے سے فلسطین چلا آیا۔ ایسی حالت مین تم ہو یا ہم۔ کس منہ سے عثمان کا قصاص طلب کر سکتے ہین

ولایت مصر کا — عمر عاص نے نہایت صفائی سے کہدیا کہ مجھے ولایت مصر کی خواہش ہے۔ وہ مجھے دیدی جائے تو پھر مین سب کچھ

اقرارنامہ — کر سکتا ہون۔ معویہ نے کہا عراق مصر سے کم نہین ہے۔ عمر عاص نے کہا جب تم نے ملک شام اپنے لئے پسند کرلیا ہے تو ولایت مصر مجھے دیدینے مین کیا عذر ہے۔ معاویہ کو اسمین تامل ہوا۔ مگر آخر مین ضرورت سے مجبور ہوکر ممالک مصر کی ولایت دی جانیکا اقرارنامہ عمر عاص کے نام لکھدیا اور تمام اہل شام کی گواہیان لکھوادین اور مہرین کرادین اعثم کوفی۔ روضۃ الصفا

بھائی بھائی مین لڑائی — عمر عاص نے یہہ اقرارنامہ اپنے چچیرے بھائی کو دکھلایا وہ کہنے لگا کہ تجھکو ہرگز مطمئن نہونا چاہیئے اس امر پر کہ ولایت مصر تجھکو مل گئی کیونکہ مصر والون کا اعتبار ہی کیا ہے ابھی ابھی انھین لوگون نے خلیفہ عثمان کے ساتھ کیا کیا۔ عمر عاص بولے بھائی یہہ سب تقدیری معاملات مین۔ اسمین علیؑ اور معویہ کو کیا دخل ہے۔ ممکن ہے کہ ولایت مصر مجھکو ملجائے اور وہ میرے لئے باعث ثروت و شہرت ہو۔ بھائی نے جوابدیا تم سخت غلطی کر رہے ہو۔ تم نے سمجھ لیا ہے کہ معویہ تمہارا خیر خواہ مند ہے۔ حالانکہ وہ تمہارا دین تو خراب کر چکا ہے اب دنیا بھی خراب کرنا چاہتا ہے۔ رفتہ رفتہ ان دونون بھائیون کی گرفتاری کا تذکرہ معویہ کے کانون تک پہونچا عمر عاص کے چچیرے بھائی کی گرفتاری کا حکم ہوگیا۔ وہ شام سے بھاگکر کوفہ مین پہونچا امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت مین پناہ گزین ہوا اور جو کچھ اسکے اور عمر عاص کے درمیان گفتگو ہوئی تھی مفصل عرض کردی۔ اعثم کوفی ص ۲۴۲ روضۃ الصفا جلد ثانی۔ ابوالفدا ترجمہ ابوالربیع انصاری دہلی ص ۲۶۳

عمار یاسر — جنگ صفین شروع ہوگئی۔ جانبین سے چوتھے مقابلہ کا دن ہے۔ طرفین سے لوگ تیار ہین حملہ کا انتظار ہے اس اثنا مین عمر عاص نے ابوالنوح کو پاس بلاکر کہا کہ عمار یاسر کے پاس جاکر کہو کہ اگر تمکو فرصت ہو اور کوئی شے مانع نہو تو تم میرے پاس چلے آؤ تو ہم تم ملکر جانبین کی مصالحت کرانے کی کوئی فکر کریں اور باہمی اتفاق و اتحاد کی کوئی صورت نکالین چنانچہ ابوالنوح حضرت عمار یاسر کی خدمت مین حاضر ہوا اور عمر عاص کا پیغام کہہ سنایا۔ عمار یاسر نے فرمایا مین ضرور آونگا میرے لئے کوئی مانع نہین ہے اور کوئی وجہ تامل نہین ہے۔ مین عمر عاص کی اس تجویز سے احسانمند ہون گا۔ اسکے بعد معویہ کی لشکرگاہ مین اپنے چند متعلقون کو لیکر حضرت عمار یاسر تشریف لیگئے۔ عمر عاص اور سب اہل شام اہلاً و سہلاً کہتے ہوئے اونکی خدمت مین حاضر ہوئے

حضرت عمار یاسرؓ نے پہلے تو بطور خود عمرو عاص کو بہت کچھہ پند و نصیحت کی۔ پھر اونکو اور تمام حاضرین اہل شام کو مخاطب کر کے یہہ تقریر فرمائی

لشکر شام مین عمار یاسرؓ کا خطبہ

ایہا الناس۔ مجھکو یقین ہے کہ تملوگون نے حضرت عثمان کے واقعہ کی نسبت تمامی حالات مفصل طور پر سنین ہونگے اور یہہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ بعض لوگون نے ان کی رسم و راہ ترک کردی تہی اور بہت سے ایسے لوگ بھی تہے جو اہل بلوا کو ان پر مستعد کرتے تہے۔ اس سبب سے کوئی شخص علم اس سے کہ اوسکا شمار صحابہ مین ہو یا عامۃ المسلمین مین۔ دار الخلافت اسلامی مین انکا معین و مددگار نہ نکلا اور نہ کسی طرح انکی مدد کی۔ محاصرہ مین انلوگون کی یہانتک یہہ حالت رہی کہ وہ گھر سے مسجد تک نہ آتے تہے۔ طلحہ و زبیر کے جو حالات تہے وہ بہی تملوگون نے سنے ہونگے۔ ان دونون نے جیسا عہد و پیمان توڑا وہ بھی تم نے سنا ہوگا۔ مادر مسلمین حضرت عائشہ نے بلوائیون کو جو کچھہ انکے قتل کی نسبت لوگون کو ترغیب و تحریص دلائی وہ بھی تمکو معلوم ہے اور یہہ امر اونکو اسوجہہ سے لاحق ہوا کہ حضرت عثمان نے حضرت عائشہ کا وظیفہ بند کر دیا تہا پھر حضرت عائشہ نے جو کچھہ عثمان کے حق مین فرمایا وہ بھی تم نے سنا۔ اس پر بہی باوجود عثمان نے انہین کا قصاص کیا۔ باوجودیکہ ام المومنین عائشہ کو خدا ے سبحانہ تعالی کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہین تہا۔ اب ان لوگون کے معاویہ ابن ابو سفیان اسی قصاص کے لئے اوٹھے ہین اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے قصاص عثمان طلب کر رہے ہین اور اون سے قاتلان عثمان کو طلب کر رہے ہین حالانکہ یہہ امر اونکو اور ہمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان کے واقعہ مین حضرت علی کی کوئی شرکت نہین تہی۔ اس معاملہ مین تمسے زیادہ تمکو سوچنا چاہیئے۔ اور ان واقعات مین (اے عمرو عاص) تمکو حکم بنانا چاہیئے اور غور و تامل سے کام لینا چاہیئے کہ معویہ کس حق سے امر قصاص مین اپنے آپ کو حقدار سمجھتا ہے۔ اور ہمین بتاؤ کہ اوسکو کون سا منصب اور کون سا حق حاصل ہے اسلیئے کہ نہ تو وہ عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا وصی اور نہ ولیعہد۔

عمرو عاص یہہ تقریر سنکر کہنے لگے کہ اے ابو الیقظان (حضرت عمار یاسرؓ کی کنیت ہے) جو کچھہ تم کہتے ہو سچ ہے واقعات عہد سلطنت ثالثہ یہہ بہی صحیح ہین اور قتل عثمان پر اہل بلوہ کی ترغیب و تحریص بہی ٹھیک ہے اور اسمین حضرت عائشہ بہی شریک تہین اور یہہ بھی صحیح ہے کہ ان امور سے اکثر کو تم نے خود دیکھا ہے اور بعض کو معتمد اور معتبر اشخاص سے سنا ہے۔ اب رہا یہہ امر کہ معویہ خون عثمان طلب کرتا ہے تو معویہ اس معاملہ مین حق پر ہے اس لئے کہ عثمان بھی سلسلہ بنی امیہ مین داخل تہے اور معویہ بھی اونکا رشتہ دار ہے۔ حضرت عثمان کی خاص شفقت معویہ کے حال پر برابر رہتی تھی وہی شفقت آج اونکو اونکے طلب قصاص پر توجہ دلا رہی ہے اور یہہ سب باتین ظاہر ہین جنکے بیان کی کچھہ حاجت نہین۔ ہملوگ یہان حسب و نسب کی تفصیل کرنیکی غرض سے نہین آئے ہین بلکہ ہماری غرض یہہ ہے کہ اس لڑائی کی کیفیت کو جسپر زمانہ گذرتا جاتا ہے پیشین بیان کرین اور اوسکے نیک و بد نتائج پر سوچین اور غور کرین اسلیئے کہ لشکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین تم سب سے بڑھکر ممتاز ہو تمہاری عزت و حرمت بھی بڑھی ہوئی ہے شاید تمہارے ہی وجہہ سے یہہ تمام رنج و تشویش دور ہو جائے اور تمہارے ہی وسیلہ سے کچھہ انتظام ہو جائے اور اس آگ پر پانی پڑ جائے اور یہہ غبار عظیم بیٹھہ جائے اور آدمیون کا خون بہنے سے بچ جائے۔ اے ابو یقظان اول تمکو خیال کرنا چاہیئے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہین جو تم نماز پڑھتے ہو وہی ہم نماز پڑھتے ہین ہم بھی اوسی قرآن ہی کی تلاوت کرتے ہین جسکی تم تلاوت کرتے ہو۔ اور ہم بھی اوسکے اوامر و نواہی کی ویسی ہی تعمیل کرتے ہین جیسی کہ تم

ہمارے تمہارے اتفاق کی تو یہہ صورت ہی۔ مگر با این ہمہ ہمارے تمہارے مخالفت کی یہہ شکل ہے کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے
اور سر اوتار رہا ہے۔

عمار یاسر رض نے جواب دیا۔ اے عمر عاص۔ تو کب تک باتین بناتا رہے گا اور کہان تک یہہ منافقانہ اور متحیرانہ گفتگو کرتا رہے گا
یہہ ظاہر ہے کہ تو نہ گل نرگس کیطرح شوخ رنگ ہے اور نہ گل لالہ کیطرح سرخ پوشاک ہے۔ پہر تجکو گل سوسن کی طرح دوزبان ہونا لازم
نہین ہے تونے جو یہہ کہا کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک ہی قبلہ کیطرف نماز پڑہتے ہین۔ بحمد اللہ یہہ کلمات تیرے
مونہہ پر جاری تو ہوئے۔ مگر تیرے ہمراہیون کو ہمارے رفیقون سے کیا کام۔ خداپرستی۔ قران خوانی (دینداری) اور راستبازی ہمارا شعار
ہو نہ تمہارا نہ تمہارے رفیقون کا۔ ہم خدا و رسول کے دوست ہین۔ ہلوئی سازش اور ریاکاری سے دور ہین۔ تو ال وجاہ پر ایسا
حریص ہو گیا ہے کہ ہدایت و ضلالت کو نہین پہچانتا سعادت و شقاوت کی تمیز نہین کرتا۔ تجکو اس نیلگون اسمان کے نیچے کانٹو
کے ڈہیر پر گلاب کے پہولون کا یقین ہوتا ہے۔ مجہکو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہہ ہے کہ اے عمار رض تم ایک جماعت
سے لڑو گے جو خدا کے اور اپنے عہد و میثاق کے توڑ دینے کو جائز سمجہین گے چنانچہ مین نے تم سے جنگ کی اور مجہسے جہان تک ہو سکا مین نے ارشاد
نبوی کی تعمیل کی مجہسے انحضرت صلعم نے یہہ بہی فرمایا تہا کہ تم ظالمون اور ستمگارون سے ستیزہ کار ہوگے اور فاسقون اور بیداد گرون
سے لڑو گے۔ ظاہر ہے کہ تم لوگ اوسی جماعت مین ہو اور تمہاری یہی صفت ہے جو بیان ہوئی۔ پہر انحضرت صلعم نے قتال مارقین کے بارے
مین بہی خود دین خدا سے اسطرح نکل جاینگے جیسے کمان سے تیر۔ ارشاد فرمایا ہے۔ مگر مین نہین جانتا کہ اوس گروہ کو بہی مین اپنے زمانہ
حیات مین پاون گا یا نہین۔ کیون۔ اے عمر عاص۔ سچ کہہ۔ تونے علی ع کی شان مین انحضرت صلعم کو یہہ کہتے سنا ہے یا نہین کہ
مین خدا کا رسول اور دوست ہون اور علی ع میرا دوست ہے۔ اب تم اپنا حال کہو۔ تم کس کے دوست ہو۔ عمر عاص نے جہنجہلا کر
کہا۔ عمار رض مین تو تم سے بملائمت باتین کرتا ہون اور تم مجہی کو گالیان دیتے ہو۔ ترجمہ اعثم کوفی ص ۲۴۵ مطبوعہ دہلی

حضرت عمار یاسر رض کی
باشہادت کی خبر

عمر عاص کو عمار یاسر رض کی تقریر سے مایوسی ہو گئی وہ لشکر شام مین لوٹ آیا۔ تو اہل شام کے ایک گروہ نے اس سے دریافت
کیا کہ ہم نے نہایت معتبر اور مستند لوگون سے عمار رض کی نسبت انحضرت صلعم کی یہہ حدیث سنی ہے کہ عمار یاسر رض کو حق چارون
طرف سے گہیرے ہے۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کی۔ یہہ سنتے ہی حصین ابن مالک اور حارث ابن عوف لشکر شام سے روانہ ہو کر
حمص کیطرف چلے گئے۔ یہہ دیکہکر عمر عاص نے اپنی تصدیق کی یون تاویل کی کہ ہم عمار سے جدا کب ہین۔ تم نے ابہی نہین دیکہا کہ ہم اور
وہ کس یکدلی اور اطمینان سے باہم گفتگو کر رہے تہے۔ اونکا شمار ہم مین ہے اور ہمارا شمار اون مین۔ عمر عاص کے پاس اوسوقت ذوالکلاع
حمیری بہی تہا بیساختہ بول اوٹہا کہ اے عمر عاص تو انکو کیون فریب دیتا ہے۔ جو کچہہ تیرے اور عمار یاسر رض کے درمیان گذرا اوسکو مین نے
اپنے کانون سے سنا اور اپنی انکہون سے دیکہا۔ عمار یاسر رض نے اپنی سیف زبان سے تجکو ایسا گہایل کر دیا جیسے کوئی کو کاٹ ہل۔ تو
اونکی فصاحت و گویائی کا جواب نہ دے سکا۔ اچہا ہوتا کہ وہ نہ آتے اور تم رسوا نہ ہوتے۔ عبید اللہ ابن سوید ذوالکلاع حمیری سے
کہنے لگا کہ تجہ کو کیا پڑی تہی جو اس صحبت مین شریک ہوا۔ ذوالکلاع بولا صرف اس حدیث۔

وا عمار ستقتلک الفئة الباغیة یدعوهم الی الجنة ۔ اے عمار۔ تمکو ایک گروہ باغی قتل کریگا۔ تم اوسکو جنت کیطرف بلاتے

یدعونک الی النار

ہوگئے اور وہ تمکو دوزخ کی طرف۔

اس جلسہ مین عبداللہ ابن عمر التمیمی بھی تہا وہ بھی ان دونون کی گفتگو سن رہا تہا اور جانبین کی دلیلون پر غور کر رہا تھا۔ اسکی متصل بحث تو نے عمار یاسر کی صدق کلامی کا اعتراف کیا اور وہ رات ہی کو فوج شام سے نکلکر لشکر امیرالمومنین سے جاملا اور یہ اشعار جنکا ترجمہ ذیل مین درج ہے نظم کرکے ذوالکلاع حمیری کے پاس بھیجدیئے۔

سوارون کے جلوس مین زبان تجاصہ ان اشعار کو ۔۔۔ بے شبہ گاین اور ۔۔۔ جو عمر عاص کے لئے بیان ہوئے
کیونکہ وہ مغرور ہے آج مین اوسسے او تجسے جدا ہوتا ہون ۔۔۔ معویہ اور اوسکی فوج کو چھوڑے دیتا ہون
اے میرا ذوالکلاع ہی کہ عمار کی نسبت یہ حدیث سنکر اون کو قتل ۔۔۔ یک نہ لڑون مین جو عمر عاص سے موں موڑ لیا
اور اوسکو چھوڑا اور مین جناب اللہ اوسکے چھوڑنے پر ۔۔۔ مجبور ہون اے ذوالکلاع تو بھلا اب اوسکو چھوڑ دے
اور اونکو سمجھون لئے صریح کفر کیا اس حدیث سے ۔۔۔ انکار کیا یعنی اون آنکھون کے صدقے جائیے
جن مین سنرا کا مطلق خوف نہین۔ اس لیئے ۔۔۔ کہ جناب رسول خدا صلعم کی کسی حدیث مین شبہہ
کرنیکی جگہ نہین ہے۔ اون جناب کے ارشاد کا ۔۔۔ کوئی امتحان نہین ہوسکتا اعثم کوفی ص ۱۹۶

عمرعاص اور معاویہ

معویہ کو عبداللہ ابن عمر التمیمی کے نکل جانیکی خبر معلوم ہوئی تو وہ عمر عاص کو بلاکر نہایت برہم ہوا اور اوس سے کہنے لگا کہ اگر تو دو چار حدیثین ایسی ہی بیان کریگا تو میرا لشکر کا لشکر ہی خالی ہوجائے گا۔ ہم تجہسے زیادہ ان حدیثون کو جانتے ہین مگر ایک مصلحت خاص کی وجہسے جنکو تو خوب جانتا ہے نہ اونکا اقرار کرسکتے ہین اور نہ اظہار۔ تو محض بے موقع ایسی حدیثون کو بیان کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑا لشکر ایک نامی اور بہادر جوان سے خالی ہوگیا۔ دیکہئے تیری ان حرکتون سے کون کون مصیبت مجھے دیکہنی ہوتی ہے۔ عمر عاص تو بہت سمجھدار ہوا تھا ہی معویہ کی ان باتون کو سنکر اوسکے بدن مین آگ لگ گئی نہایت سختی سے بولا کہ مین نے عمار یاسر کے حق مین جو باتین آنحضرت صلعم سے سنی تھین وہی صرف بیان کی ہین جسوقت جناب رسالتماب صلعم نے یہ حدیث حضرت عمار کی نسبت فرمائی تھی اوسوقت نہ یہ لشکر تھا اور نہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی فوج نہ مجھکو علی کے ساتھ مخالفت تھی اور نہ اونکو میرے ساتھ لیکن مین کیا جانتا تھا کہ ۔۔۔ صورت ایسی بات نکلیگی کہ جسکے بعد لاکھون آدمی صفین کے میدان مین جمع ہوجائینگے اور اونمین سے ایک کا سردار تو بنے گا اور ایک جماعت کے علی۔ عمار یاسر تو علی کے رفیق بنینگے اور مین تیرا اور جو باتین مین عمار کے حق مین بیان کرونگا اوسسے تجھکو حرج پہونچیگا اور ایک بزدل اور پست ہمت تیرے لشکر سے نکل بھاگے گا اور علی کی خدمت مین جا ملے گا۔ اور اسیلئے تو مجھسے رنجیدہ ہوگا۔ اگر یہ تمام واقعات وحادثات مجھے معلوم ہوتے تو پھر میری غیب دانی مین کسکو کلام ہوسکتا تہا۔ حالانکہ خدائے سبحانہ تعالی نے اپنے رسول سے ارشاد فرمایا ہے کہ خلائق سے کہدو کہ اگر مین غیب دان ہوتا تو بہت سے کارہائے نیک کرتا۔ اور مجھکو کوئی صدمہ نہ پہونچتا۔ اور اے معاویہ تم نے

بھی تو ہمارا یا غیر کے حق میں چند باتیں بیان کی ہیں۔ اگر میں نے بھی ایک روایت بیان کی تو کیا ہوا۔ وہ ایک معمولی سپاہی تمہاری پچیس ہزار کی جمعیت کو ہلا گیا تو کیا ہوا کیا بگڑا۔ اور یہ جنگ وجدال جو امیر المومنینؑ سے شروع ہے اگر ایک ہی شخص کے قتل جانے پر ختم ہو جائے تو بہتر ہے کہ تم ہی اس کام سے دست بردار ہو جاؤ۔

عمر عاص او حضرت علی سے جنگ میں مقابلہ

مورخ ابو الفدا اپنی تاریخ میں عمر عاص اور حضرت علی سے جنگ میں مقابلہ اور اوسکا نتیجہ ذیل کے الفاظ میں لکھتے ہیں۔

ثم نادى علي يا معوية علام تقتل الناس بيننا هلم احاكمك الى الله فاينا قتل صاحبه استقامت له الامور فقال عمرو انصفك ابن عمك فقال معاوية ما انصفت انك لتعلم انه لم يبرز اليه احد الا قتله فقال عمرو ما يحسن بك ترك مبارزته فقال معوية طمعت في الامر بعدي

پھر حضرت علی نے ندا کی اے معاویہ ہمارے تمہارے درمیان آدمی کیوں قتل ہوں او ہم تم لڑ لیں تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کرے ازروئے انصاف دنیا اوسی کے لئے مستقیم ہو جائے یہ سنکر عمر عاص نے معویہ سے کہا کہ علی نے حسب انصاف کی بات کہی ہے معویہ بولا۔ خاک انصاف کی بات کہی ہے تو جانتا ہے جو شخص علی سے لڑتا ہو وہ یقیناً مارا جاتا ہے۔ عمر عاص نے کہا اگر اسوقت اون سے تمہارا مقابلہ نکرنا سخت نازیبا ہے معیوب سمجھا جائیگا۔ تو چاہتا ہے میں قتل ہو جاؤں تو تو میرے بعد حکومت کرے۔

امام مسعودی اپنی تاریخ (مروج الذہب) میں اس گفتگو کے نتیجہ کو حسب ذیل الفاظ میں لکھتے ہیں۔

ان معوية اقسم على عمرو لما اشار عليه بهذا ان يبرز الى علي فلم يجد عمرو من ذلك بدا فلما التقيا عرفه علي وشال السيف ليضربه به فكشف عمرو عن عورته وقال مكره اخوك لا بطل فحول علي وجهه وقال قبحت ورجع عمرو الى مصافه

جب معاویہ حضرت علی سے لڑنے کو نہیں نکلے تو عمر عاص نے اصرار کیا اور ملامت کی تو معاویہ نے خود عمر عاص کو قسم دیکر کہا کہ تم علی سے لڑنے کو جاؤ۔ یہاں تک کہ عمر عاص نے تعمیل حکم کے بغیر چارہ کار نہیں دیکھا اور مجبوراً بے دلی سے بیچارگی لڑنے کے لیے میدان جنگ میں آئے۔ حضرت علی نے عمر عاص کو دیکھتے ہی تلوار اوٹھائی اور ارادہ کیا کہ اون پر ہاتھ اوٹھائیں اور وار کریں۔ عمر عاص جھٹ ننگے ہو گئے اور بولے کہ بھائی میں سپہ گری کے جوش میں نہیں آیا بلکہ مجبور آیا ہوں۔ حضرت علی نے اپنا مونہہ پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ جا تیرا برا ہو۔ عمر عاص فوراً اپنے لشکر میں بھاگ گئے۔

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں۔

چون حضرت امیر ذوالفقار از نیام بر آوردہ بر عمرو عاص حملہ کرد۔ عمرو از نہیب تیغ ابدار خود را از اسپ انداختہ و یک پای خویش بالا کردہ عورتش برہنہ شد۔ امیر المومنین علی روی بجانب دیگر آوردہ عمرو خلاصی یافت چون بگریخت و بمعاویہ پیوست معاویہ گفت اے پہلوان پر دل خدای تعالی را سپاس دار ...

جب حضرت امیر نے تلوار نکال کر عمر عاص پر حملہ کیا تو عمر نے مارے دہشت کے گھوڑے سے گر کر اپنی ایک ٹانگ اوٹھا دی اور ننگے ہو گئے حضرت علی نے مونہہ پھیر لیا اور عمر عاص بچکر معاویہ کے پاس بھاگ گئے معویہ نے کہا اے پہلوان دلاور اپنے خدا کا شکر کر اور اپنی شرمگاہ کا ممنون ہو اور اوسکی

عمرو عاص قیام نماد از عورت خویش ممنون باش و پیوستہ و بدست او سائی جمیلہ دار کہ سبب برہنگی تو گشت و این مقولہ بنیاد ضحک کرد و عمر مخجل و شرمسار شد

ہمیشہ اوسکی رعایت کیا کرو کہ وہی تمہاری نجات کا باعث ہوئی یہہ جو یہ کہ اس قول سے سب کو ہنسی آئی اور عمرو عاص سخت شرمندہ اور خجل ہوے۔

خواجہ عبید اللہ امرتسری اپنی کتاب سوانح عمری علی علیہ السلام کے صفحہ ۲۴۴ مین اس واقعہ کو کسیقدر زائد تفصیل سے یون لکھتے ہین

ایک روز یہہ اتفاق ہوا کہ دونو لشکر بالمقابل کھڑے ہوئے تھے جناب امیر حسب دستور دونو لشکرون کے درمیان ٹہل رہے تھے عمرو عاص فوج سے باہر نکلا۔ چونکہ آپ تبدیل لباس کئے ہوے تھے اسوجہ سے آپکو نہ پہچان سکا۔ میدان مین نکلا اور یہہ رجز پڑھنے لگا۔

یا قادۃ الکوفۃ یا اہل الفتن
اے کوفہ کے سپہ سالارو اے فتنہ کے جگانیوالو

اضرب بکم ولا اری ابو الحسن
مین تمہین مارونگا اور ابو الحسن کا لحاظ نکرونگا

عمرو عاص کا یہہ دلیرانہ رجز سنکر جناب امیر سامنے آگئے اور جواب ارشاد فرمایا

ابو الحسین واعلمن ابو الحسن
آگاہ ہو جا کہ پدر حسین و حسن یہی ہے

جاءک یقتاد العنان
اپنی گھوڑے کی باگ موڑتا ہوا آپہونچا

جناب امیر علیہ السلام نے اوس پر حملہ کیا اوس نے حضرت کو پہچان لیا او میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگا آپ نے جھپٹ کر نیزہ کا وار کیا نیزہ اوس کی زرہ کے حلقہ مین اولجھ گیا اوسکے نکالنے مین عمرو عاص جھٹکا کھا کر زمین پر گر پڑا اوسکو یہہ خوف ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام اب مجھے زندہ نچھوڑینگے اسلیے اوس نے اپنی دونون ٹانگین اوٹھا کر اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت نے اپنا مونہہ پھیر لیا اور اپنے لشکر کو واپس گئے۔ عمرو عاص وہان سے ہانپتا کانپتا معویہ کے پاس پہونچا معویہ اوسے دیکھکر ہنسنے لگا۔ عمرو عاص کھسیانا ہو کر کہنے لگا تو ہنستا ہے واللہ اگر تو میری جگہ پر ہوتا تو تیری شرمگاہ بھی ایسی ہی ننگی ہو جاتی جسطرح میری ننگی ہو گئی تھی اگر اسوقت جناب امیر الٹے پاس سچا تھے تو تیرے عیال کو فرو یتیم کر جاتے اور تیرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا مین نے تو ہنسی سے یہہ بات کہی تھی اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ تم مذاق کی برداشت نہین کر سکتے تو ہرگز ایسا نکرتا۔ عمرو عاص نے کہا مین تمہارے مذاق سے خفا نہین ہوتا لیکن اصل بات یہہ ہے کہ اگر ایک بہادر دوسرے بہادر سے لڑتا ہو اگر چاہے دوسرا اوسکے ہاتھ سے دستکش ہو کر اوسکو قتل نکرے تو اوس بہادر کی ہمت کے اندر تا ہے۔ معویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کیلئے فضیحت و رسوائی بھی دنیا مین یادگار رہجاتی ہے۔ عمرو عاص نے کہا کہ مین نے اونکو نہین پہچانا تھا اسلیے مقابلہ کو چلا گیا۔ اگر مین نے اونھین پہچان لیا ہوتا تو کبھی اونکیطرف قدم نہ بڑہاتا۔

بسر ابن ارطاۃ کی بے حیائی

یک لخت شد و شد۔ صاحب سوانح عمری علی علیہ السلام اسکے آگے لکھتے ہین۔ پھر معویہ کے شہسوارون مین سے بسر ابن ارطاۃ بھی خوش شجاعت مین مشہور تھا جناب امیر کی فارسی مبارز طلبی کو سنا کہ آپ پھر معاویہ کو مقابلہ

کے لیے طلب فرمانے میں اور معویہ مقابلہ سے جان چراتا ہے اسلئے اون نے اپنے غلام لاحق نامی سے اس امر میں مشورہ کی اور کہا کہ میں تو علیؑ کے مقابلے میں جانا چاہتا ہوں شاید کہ وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیں اور میری وجہ سے عرب سے انکی شہرت گم ہو جائے۔ لاحق نے کہا کہ اگر تم اپنے میں اونکے مقابلہ کا حوصلہ رکھتے ہو تو اس امر کیطرف مبادرت کرو۔ ورنہ اس قصد سے باز آؤ۔ کیونکہ خدا کی قسم یہ شخص بہادروں کو قتل کرنے والا ہے۔ پھر لاحق نے بسر کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھے۔

فانت له یا بسر ان کنت مثله	والا فان اللیث للنسع آکل
اے بسر اگر تو اونکا سا ہے تو اوس سے مقابلہ کر	ورنہ تو جانتا ہے شیر گفتار کا کھاجانیوالا ہے
متے تلقه فالموت فی رمحه	وفی سیفه شغل للنفس شاغل
تو کیا اوس سے مقابل ہوگا۔ اونکے نیزہ کی نوک میں موت ہے	اور اوسکی تلوار میں تیری جان لیتی ہوئی ہے

بسر نے کہا تجھپر افسوس ہے۔ لاحق تیرے کلام میں تو سوائے موت کے کوئی کلام ہی نہیں۔ خیر جو کچھ بھی ہو اب تو میں اونکے مقابلہ کو جاتا ہوں۔ یہ کہکر بسر میدان جنگ میں پہونچا جناب امیرؑ نے اسے دیکھکر نیزے سے حملہ کیا۔ وہ نیزے کی انی سے چت ہوکر زمین پر گر پڑا اور اپنی دونوں ٹانگیں اوٹھا کر اپنی شرمگاہ کو کھول دیا۔ جناب امیرؑ کے لشکر والوں نے اسے پہچان کر جناب امیرؑ کو آواز دی اور عرض کی کہ یہ بسر ابن ارطاۃ ہے۔ اب اسکو زندہ نہ جانے دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگرچہ بسر ابن ارطاۃ ہی سہی۔ مگر یہ اب تو بھاگ ہی جانے دو۔ جس بات کا یہ ارادہ رکھتا ہے وہ اسکو مل گئی۔ بہرحال بسر گرد جھاڑ کر اوٹھا اور معویہ کے پاس چلا گیا معویہ نے ہنسکر کہا کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔ عمر عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آچکا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام کی فوج سے ایک جوان نے زور سے چلا کر کہا کہ ای اہل شام تمکو شرم نہیں آتی۔ تمکو عمر عاص نے اپنا ستر کھول دینا اور جان بچا لینا خوب سکھلا دیا ہے۔ اوسدن سے بسر عمر عاص کو اور عمر عاص بسر کو دیکھکر خوب ہنسا کرتے تھے۔ سوانح عمری علی علیہ السلام مطبوعہ ملک کلب پریس لاہور ص ۲۰۵-۲۰۳

مالک اشترؓ سے بھی مقابلہ میں عمر عاص کی ایسی ہی رسوائی اور مروان کی سامنے تعریض

صفین کی ساتویں جنگ میں مالک ابن اشترؓ کے سخت حملوں سے معویہ بہت گھبرایا تو مروان الحکم سے اہل شام کی مدد کرنیکو کہا مگر عمر عاص پر مروان نے ٹال دیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر مروان نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی آخرکار پھر عمر عاص کو مجبوری اہل عراق سے مقابلہ کی مصیبت کھینچنی ہوئی۔ عمر عاص کو اسوجہ سے کہ حضرت علیؑ سے مقابلہ تو تھا نہیں اسوقت اپنے فاتح مصر ہونیکا جوش شجاعت آہی گیا۔ پانچسو سواروں کے ہمراہ لشکر عراق سے مقابل ہوا۔ مالک بھی سامنے آہی گیا۔ عمر عاص کو بدقسمتی سے آج بھی اوسی ذلت سے سامنا ہوا۔ مالک کے نیزے کی ہمکان انکو کچھ ایسی پہونچی کہ یہ گھوڑے پر کسیطرح سنبھل نہ سکے۔ آخر زمین پر گر پڑے۔ ننگے ہو گئے۔ ناک مونہہ سے خون بہنے لگا۔ انکے ہمراہی انکو اوٹھا کر لشکر میں لے گئے جب یہ کیمپ میں پہونچے تو مروان ابن الحکم جوان پر خار کھائے بیٹھا تھا۔ ان سے پوچھنے لگا کیا ہے۔ عمر عاص بولے کچھ نہیں۔ مروان نے ہنسکر کہا۔ ہاں سچ ہے ایسی تکلیفیں امیر مصر ہونیکے مقابلہ میں آسان ہیں۔ ترجمہ اعثم کوفی کتاب الصفین مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنؤ

حضرت عمار کی شہادت

"خواجہ اعثم کوفی لکھتے ہیں کہ اٹھارہویں دن کی لڑائی میں حضرت عمار یاسرؓ اپنی جان سے ہاتھ دھو کر میدان جنگ میں اہل شام سے مقابل ہوئے اور پے در پے مردانہ وار حملے کیے اپنی شجاعت و دلیری کے ساتھ ہی اپنے ضعیف اور کہن مشق ہاتھوں کے جوہر دکھلائے۔ اونکی صفوں کو توڑتے ہوئے حضرت عمارؓ اوس غول کیطرف بڑھے جو معاویہ کی حفاظت کی غرض سے استادہ تھا۔ اہل شام نے عمارؓ کو اپنے محاصرے میں لے لیا مگر تاہم یہ اپنی شجاعت و قوت کے ہاتھوں اوسے تیغ زنی میں معروف ہوئے۔ نہایت شدت سے خونریزی ہونے لگی اور تلوار پر تلوار گرنے لگی۔ عمار یاسرؓ نے باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے اہل شام کے متعدد جوانوں کو قتل کیا اور آخر میں خود بھی مقتول ہوئے۔ ابن جویر السکونی نے عمار یاسرؓ کو بہت سخت زخم لگایا اور وہیں اونکا کام تمام کر دینا چاہا مگر حضرت عمار یاسرؓ کے استقلال۔ انکی ثبات اور انکی شجاعت نے محاصرہ کے ایسے نازک وقت میں بھی ایسے بیش بہا جوہر دکھلائے جنھوں نے اہل شام کے تمام مردانہ اور جوانانہ عزم و استقلال کو خاک میں ملا دیا اور ونکی اس مستحکم محاصرے کو توڑ کر باہر نکل آئے اور اپنے گھوڑے کو بڑھاتے ہوئے اپنی صف میں آ کھڑے ہو گئے۔ عمار یاسرؓ نے اہل شام کے محاصرے میں بہت بڑی دلیریوں سے کام لیا مگر بایں ہمہ زخم کاری کی شدت اور ضعف و نقاہت نے زیادہ سنبھلنے کی اجازت نہ دی۔ ان کے ایک خادم رشید نامی نے اپنے مخدوم کی یہ حالت دیکھ کر بہت جلد دودھ اور شہد کا شیریں شربت تیار کیا قبل اسکے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ مقدس متبرک اور صحبت یافتہ رفیق زخم کی شدت سے نڈھال ہو کر گھوڑے سے نیچے اوترے اس باوفا خادم نے یہ جام آخر اپنے آقا کی خدمت میں پیش کیا حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے جانثار خادم کے دست کو نہایت حسرت سے دیکھا اور تھوڑی دیر تک سوچ کر کہا

صدقت یا رسول اللہ صلعم اذا قیل علیہ السلام یا عمار	آپ نے سچ فرمایا تھا یا رسول اللہ صلعم کہ اے عمار تمکو ایک فرقہ باغی
تقتلک الفئۃ الباغیہ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونک	قتل کریگا۔ تم اونھیں جنت کیطرف بلاتے ہو گے اور وہ تمہیں دوزخ کیطرف
الی النار واخر زادک اللبن ۔	اور تمہاری آخر غذا دودھ ہوگی

رشید۔ اب میری موت مجھے متیقن ہو چکی ہے اور اب اسکی نسبت مجھے کچھ شبہ نہیں ہے۔ یہ کہکر وہ جام شیر خادم سے لیکر پی لیا مگر وہ تمام شربت زخم کی راہ سے نکل پڑا۔ رشید نے یہ کیفیت دیکھکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنے آقا کو میدان جنگ سے اوٹھا لایا۔ اب حضرت عمار یاسرؓ گھوڑے پر ذرا سنبھل نہ سکے رشید نے ہاتھوں کا سہارا دیکر گھوڑے سے زمین پر اوتارا۔ زمین پر نا تھا کہ عنقائے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون طبری جلد چہارم ص ۵۸۰ ابوالفدا (اردو) ص ۴۲۵ ترجمہ تاریخ ذہبی باب الصفین ص ۵۰ المرتضی با سناد صحیحین

امیر المومنین ؑ عمار کی لاش پر

امیر المومنین علیہ السلام کو انکی شہادت کی خبر ہوئی۔ اصحاب و انصار کے ساتھ فوراً لاش عمار پر تشریف لائے اور نہایت حسرت سے اپنے قدیم رفیق کے مردے کو دیکھکر اور اوسکی افراط محبت اور محاسن حد

کا خیال کر کے تحمل نہ فرما سکے۔ بیساختہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ لاش کے قریب بیٹھ گئے اور ذیل کے اشعار ارشاد فرمائے ؎

الا ایها الموت لیس تارکی	اے موت تو مجھ کو چھوڑنے والی نہیں ہے۔ مجھکو بھی جلد آجا
ارحنی فقد افنیت کل خلیلی	اور مجھکو بھی راحت دیدے جب تو میرے تمام دوستوں کو فنا کر چکی
اراک بصیرا بالذین احبهم	میں دیکھتا ہوں تو میرے دوستوں کو اسطرح دیکھ لیتی ہے کہ گویا
کانک تنحو نحوهم بدلیل	کوئی رہنما ہے جو تجھکو اونکی جانب راہ دکھلاتا ہے۔ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۲۳۹

یہ فرما کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام عمار یاسرؓ کی لاش پر افسوس فرماتے تھے امیر المومنینؑ کے تمام اصحاب و انصار کا اوسوقت لاش عمار پر ہجوم تھا امیر المومنینؑ کے علاوہ ہر شخص اس جلیل القدر صحابی رسولؐ کے دیدار آخری کے لئے بیتاب و بیقرار تھا امیر المومنین علیہ السلام نے بحال حزن و ملال ارشاد فرمایا۔ ایھا المومنین۔ یہ وہ بزرگ و مقدس ہستی تھی جسکی موجودگی اور حاضری سے میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خالی نہیں پایا جب کبھی آپ کی صحبت میں تین آدمی ہوئے تو چوتھے عمار یاسر تھے۔ اسیطرح جب چار آدمیوں کا مجمع آنحضرت صلعم کی خدمت میں موجود ہوتا تو پانچویں یہی بزرگ ہوتے تھے۔ تہذیب المتین

حضرت عمار یاسرؓ کی قدر و منزلت اس حدیث سے ظاہر ہے۔

ان الجنة تشتاق الی ثلثه علی و عمار و سلمان — بہشت میں شخصوں کی اشتاق ہے۔ علی۔ عمار اور سلمان کی بخاری ترمذی

بہرحال جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عمارؓ کی نعش کو فرات کے کنارے غسل دیکر دو بیس ہزار مومنین کی جماعت کثیر کے ساتھ نماز پڑھکر مدفون فرمادیا۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۴۴۰ تہذیب المتین ص ۱۰۰

شہادت عمارؓ سے لشکر شام میں اضطراب — حضرت عمارؓ کے واقعہ شہادت نے اہل عراق کو محزون و مضطر تو بنایا ہی تھا ان سے زیادہ اہل شام کو بیتاب و بیقرار کر دیا۔ ابن جویر سکسکی اور ابو الغادیہ الفزاری دو تو قتل عمارؓ میں شریک تھے ایسے عمار اور ذی اثر مخالف مقابل کو مار کر دونوں انعام و اکرام کی امید میں خوش خوش عمر عاص کے پاس آئے۔ انمیں ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ عمارؓ کو ہم نے مارا ہے۔ عمر عاص انکی بحث کو غور سے سنتا رہا۔ انکی آنکھوں میں واقعہ عمار کے سیتباک اثر نے کچھ ولا سے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کی دنیا تاریک کر دی تھی اور یا عمار تقتلک الفئة الباغیه کی حدیث صحیح نے انکو سراپا انتشار و اضطراب بنا رکھا تھا۔ آخر کار وہ دیر کے سکوت کے بعد اون دونوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم دونو جہنمی ہو۔ خدا کی قسم۔ میں نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ عمارؓ کو فرقہ باغی قتل کرے گا۔ سوانح عمری ص ۷۵ بانساء خصائص نسائی و روضۃ الصفا

ان دونوں نے اپنے دعوے کی اپیل معویہ کے پاس پیش کی اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ معاویہ ایسے کیا تھے جو اپنے دعوے کو بے دلیل کہتے اور قتل عمارؓ کا الزام اپنے سر لیتے۔ مگر دل ہی دل میں جو انکی حالت تھی وہ عنقریب معلوم ہو جائے گی

اوسوقت تو انھون نے ان جاہلون کو اپنے طور پر سمجھا لیا مگر پھر عمرو عاص کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اگر تم ہر شخص کے سامنے اسی طرح اظہار حق سے کام لیا کروگے تو ہمارا کام نکل چکا۔ ولایت شام ہی کی جب امیدین منقطع ہوگئین تو امارت مصر کے موہوم خیال کب قائم رہ سکتے ہین۔

ایک ایسے جلیل القدر اور عظیم الشان صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات تو تھی نہین کہ کوئی اسپر تھوڑا بہت غور نکرتا۔ عمرو عاص نے روکھا جواب سنکر عمار کے قاتل معاویہ کے پاس آیے معاویہ نے اونھین سمجھا دیا کہ فرض کرو یہ حدیث صحیح بھی ہو تو بھی ہمارے سر پر اسکا الزام نہین ہے اسلئے کہ قتل عمار کا باعث وہی ہوگا جو عمار کو اپنے ساتھ لایا ہوگا اور گروہ باغیہ کا خطاب اوسیکو دیا جائیگا کہ جس گروہ مین وہ شریک تھے۔ سوانح عمری ص ۲۸۳

اس حدیث کا ذکر معویہ کی صحبت مین بھی ہوا اوسوقت عمرو عاص۔ ولید ابن عقبہ عبداللہ ابن عمرو عاص اور محمد بن عمرو عاص وغیرہم موجود تھے۔ سب کے سب اس حدیث کی تطبیق اور اوسکی معنی مین متفکر اور متردد تھے معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمار کی نسبت وہی تاویل پیش کی جو معنویانہ طور پر قاتلان عمار کے سامنے پیش کر چکے تھے عبداللہ ابن عمرو عاص سے نرہا گیا بول اوٹھا کہ اے امیر یہ تیری دلیل کیسی فضول اور یہ تیرا دعوے کیسا ضعیف ہے۔ اگر اپنے رفع الزام کیلئے اسوقت تم نے یہ اصول قائم کر لیے تو غزوات رسول مین اون اہل اسلام کا خون کس کے سر جائیگا جو انحضرت صلعم کی رفاقت مین درجہ شہادت پر فائز ہوئے اخر وہ شہداء اسلام بھی انحضرت صلعم کے ساتھ آیے تھے۔ پھر اونکے قتل کا باعث کسے ٹھہراوگے؟ اور یہ خطاب کس کے سر جائیگا؟ اگر میرے باپ کی شرکت اس جنگ مین نہوتی اور باپ کی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرض نہوتی تو مین اسیوقت تیری متابعت چھوڑ دیتا اور ازاد ہوکر گھر کی راہ لیتا۔ معویہ کو انکی تقریر نے مضطرب الحال بنا دیا اور وہ اوس مجمع سے اوٹھکر چلے آیے

خلاصۃ الوفاء اور تاریخ خمیس مین ہے۔

المّا قتل عمار بن یاسر امسک عمرو عاص عن القتال وتابعہ علی ذالک خلق کثیر فقال معوّیہ لم لا تقاتل قال قتلنا ھذا الرّجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیّۃ فدل علے انا نحن بغاۃ فقال معوّیہ اسکت انحن قتلناہ۔ انما قتلہ علی واصحابہ جاؤا بہ حتے القوہ بیننا فبلغ ذالک علیا فقال ان کنت لنا قتلناہ فالنبی صلعم قتل حمزہ حین ارسلہ الی قتال الکفار

جب عمار یاسر قتل ہوگئے۔ تو عمرو عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس بات مین جماعت کثیر نے عمرو عاص کی تقلید کی معویہ نے عمرو عاص سے اسکا سبب پوچھا تو اونھون نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوے سنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم لوگ باغی ہین معویہ بولا چپ رہو۔ عمار کے قاتل ہم نہین ہین بلکہ علی اور اونکے اصحاب ہین جنھون نے عمار کو لاکر ہم مین ڈالدیا۔ حضرت علی کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ جو شخص مجھکو عمار کا قاتل کہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حضرت حمزہ کے قاتل رسول مقبول ہین کیونکہ انحضرت ہی نے تو اونکو (ہمراہ لاکر) کفار سے لڑنیکو بھیجا تھا۔

اسد الغابہ مین ہے

عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابو ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفات المشرکین مع رسول اللہ صلعم ثم جئت تقاتل المسلمین قال امرنی رسول اللہ ص بقتل الناکثین والقاسطین والمارقین وعن ابوسعید الخدری قال رسول اللہ صلعم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلنا یارسول اللہ ص امرتنا بقتال ھولاء فمع من فقال مع علی ومعہ یقتل عمار بن یاسر رض

مخنف بن سلیم نے ابوایوب انصاری سے جو حضرت علی کے لشکر میں تھے کہا کہ تم نے رسول اللہ ص کی ہمراہی میں مشرکین سے قتال کی تھی اور اب مسلمانون کو قتل کرنے آئے ہو - ابوایوب نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا ہے - ہم نے آپ سے پوچھا تھا کہ یارسول اللہ ص ہم کس کے ساتھ ہو کر ناکثین قاسطین اور مارقین سے لڑین گے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکی رفاقت مین عمار بن یاسر بھی شہید ہون گے

ابن اثیر نہایہ مین لکھتے ہین -

الناکثین اھل الجمل والقاسطین اھل الصفین والمارقین الخوارج

ناکثین سے اہل جمل - قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہین -

عمر عاص کی قرآن فروشی.. مورخ مسعودی مروج الذہب مین لکھتے ہین

فکانت لیلۃ الجمعۃ وھی لیلۃ الھریر فکان جملۃ من قتل علی بکفہ فی یومہ ولیلۃ خمس مایۃ وثلاثۃ عشرین رجلا وکان الاشتر فی ھذا الیوم علی میمنۃ علی و قد اشرف علی الفتح ونادت مشیخۃ اھل الشام اللہ اللہ فی الحرمات والنساء والبنات فقال معویۃ ھلم مخباتک یابن العاص فقد ھلکنا وتذکر ولایت مصر فقال عمرو ایھا الناس من کان معہ مصحف فلیرفعہ علی رمحہ فکثر فی الجیش رفع المصاحف ونادوا کتاب اللہ بیننا وبینکم

جب وہ شب جمعہ ہوئی جسے لیلۃ الہریر کہتے ہین تو اوس رات کو اور اوسکی صبح کو حضرت علی نے بنفس نفیس پانچسو تیئس ۵۲۳ آدمی قتل کیے حضرت علی کے میمنہ لشکر پر مالک اشتر تھے اونہون نے جنگ مین اتنی کوشش کی اور دلاوری دکھلائی قریب تھا کہ حضرت علی کا لشکر مظفر و منصور ہو - یہ حالت دیکھکر بزرگان شام چلا اوٹھے کہ خدا ہی ہمارے فرقون اور بچون پر رحم کرے پس معویہ نے مضطرب ہوکر عمر عاص سے کہا کہ اگر مصر کی حکومت مطلوب ہے تو جلد کوئی حیلہ مفر سوچو ورنہ ہم لوگ ہلاک ہونا چاہتے ہین - عمر عاص نے اپنے لشکر والون سے کہا کہ جسکے پاس قرآن ہو وہ اوسے نیزے پر بلند کرے - پس فوج اہل شام نے کثرت سے قرآن مجید نیزون پر بلند کیئے اور ندا کی ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے

مورخ ابوالفدا اسکے آگے لکھتے ہین -

ففعلوا ذلک فلما رای اھل العراق ذلک قالوا العلی لانجیب الاکتاب اللہ فقال علی امضوا علی حقکم وصدقکم فی قتال عدوکم فان عمرو ابن ابی معیط ومعاویہ وابن ابی

جب اہل شام نے قرآن بلند کیئے تو اہل عراق نے (جو حضرت علی کے لشکر مین تھے) کہا کہ اے علی تم کتاب اللہ کیون قبول نہین کرتے - حضرت علی نے جواب دیا کہ تم لوگ دشمن سے مقابلہ کرنے مین اپنے حق پر اور اپنے صدق

شرح والضحاک ابن قیس لیسوا باصحب دین ولا قران وانا اعرف بهم منکم ویحکم والله ما رفعوها الا خدیعة و مکیدة فقالوا تمنعنا ان ندعی الی کتاب الله فتابی فقال علی انما قاتلتهم لیدینوا لحکم کتاب الله فانهم قد عصوا الله فیما امرهم ۔

...پر ثابت قدم ہو۔ عمرعاص۔ ابن معیط معویہ۔ ابن ابی سرح ضحاک ابن قیس نہ اہل دین ہین نہ اہل قران۔ مین اونھین خوب جانتا ہون بخدا اونھون نے قران کو محض مکاری سے بلند کیا ہے۔ اہل عراق بولے کہ تم ہمکو کتاب اللہ کی طرف انے سے کیون روکتے ہو جبکہ ہم اوسکی طرف بلائیے جاتے ہین۔ حضرت علی نے کہا کہ مخالفین کے مقابلہ مین میرا یہہ مقاتلہ محض اسلیئے ہے کہ وہ حکم خدا او کتاب خدا کے مطابق عمل کرین لیکن اوہنون نے توحکم خدا کی صریح نافرمانی کی

تاریخ ابن واضح مین ہے ۔

فقال علی انها مکیدة ولیسوا باصحب القران فاعترض الاشعث بن قیس الکندی وقد کان معویه استماله فقال والله لئن لم تجبهم انصرفت علیک

حضرت علی نے فرمایا یہہ معویہ والون کا فریب ہے جو اونھون نے قران بلند کیئے ہین حالانکہ وہ قران سے کوئی تعلق نہین رکھتے۔ یہہ سنکر اشعث بن قیس کندی جو درپردہ معویہ سے ملا ہوا تھا کہنے لگا کہ اگر تم معاویہ والون کی درخواست منظور نکروگے تو مین بھی تمہارے پاس سے چلا جاؤنگا۔

روضة الاحباب اور حبیب السیر مین یہہ عبارت تحریر ہے

حضرت علی فرمود کہ من سزاوار ترم از ہمہ کس باجابت کتاب خدای تعالی اما این حیلہ ایست کہ اندیشیدہ اند و مکریست کہ پیش آوردہ اند و مقصود مخالف از رفع مصاحف عمل بکتاب خدا نیست بلکہ چون از حرب دلتنگ امدہ اند و از نصرت مایوس شدہ اند و فتح و ظفر ما بعین الیقین دیدہ اند می خواہند کہ باین کید ازین مہلکہ جان بیرون برند من بایشان مقاتلہ خواہم کرد تا بحکم باری تعالی سبحانہ راضی گردند و چون اکثر امرا و اعیان سپاہ امیر المومنین علی رشوتہا از معاویہ گرفتہ بودند گفتند اے امیر المومنینؑ دعوت معاویہ را اجابت کن کہ ترا بکتاب الہی می خوانند ورنہ ترا گرفتہ بخصم سپاریم علی فرمود انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت علی نے کہا مین تم سے زیادہ کتاب اللہ کے قبول کرنیکا سزاوار ہون مگر جانتا ہون کہ رفع مصحف سے مخالفین کا مقصود عمل کتاب اللہ نہین ہے بلکہ وہ لڑائی سے عاجز اگئے ہین۔ اپنی کامیابی سے مایوس ہو چکے ہین اور ہماری فتح کا اونہین یقین کامل ہو چکا ہے لہٰذا اس حیلہ سے اپنی جان بچانا چاہتے ہین مین اون سے قتال کرونگا تاآنکہ وہ حکم خدا پر راضی ہون حضرت علی کی سپاہ والے بہت سے امرا اور اعیان جو معویہ سے رشوتین لے چکے تھے کہنے لگے اے امیر المومنینؑ تم معویہ کی درخواست قبول کرلو کیونکہ وہ کتاب خدا کی طرف ہمین بلاتا ہے ورنہ ہم تمکو دشمن کے حوالہ کردینگے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون

مورخ ابو الفدا اسکے آگے یون لکھتے ہین -

فقال له مسعود التميمی وزيد ابن حصين الطائی
فی عصابة من الذين صاروا خوارج يا علی اجب الی
كتاب الله اذا دعيت اليه والا دفعناك برمتك الی القوم
ونفعل بك ما فعلنا بابن عفان فقال علیؑ ان تطيعونی
فقاتلوا وان تعصونی فافعلوا ما بدا لكم قالوا فابعث
الی الاشتر فليأتك فبعث اليه يدعوه فقال الاشتر
ليس هذه الساعة التی ينبغی لك ان تزيلنی عن
موقفی فرجع الرسول واخبره بالخبر فارتفعت الاصوات
وكثر الرهج من جهة الاشتر فقالوا لعلی ما نراك امرته
بالقتال فقال هل رأيتمونی ساررت رسولی اليه
لياتك والا اعتزلناك فرجع الرسول الی الاشتر فاعلمه
فقال قد علمت والله ان رفع المصاحف يوقع اختلافا
وانها مشورة ابن العاهرة فرجع الاشتر الی علی
فقال خدعتم فانخدعتم وكان غالب تلك العصابة
الذين نهوا عن القتال سألوا معاوية بای شیء رفعت
المصاحف فقال تنصبوا حكما منكم وحكما منا و
نأخذ عليهما ان يعملا بما فی كتاب الله ثم نتبع
ما اتفقا عليه فوقعت الاجابة من الفريقين الی ذلك وقال
الاشعث بن قيس وهو اكبر الخوارج انا قد رضينا بابی
موسی الاشعری فقال علی قد عصيتمونی فی اول الامر
فلا تعصونی الآن لا اری ان اولی ابا موسی فقالوا لا
نرضی الا به فقال علی انه ليس بثقة (الی ان قال)

مسعود تمیمی اور زید بن حصین الطائی جو بالآخر خارجی ہو گئے کہنے لگے اے علیؓ
جب تم کتاب خدا کی طرف بلائے جاتے ہو تو قبول کر لو ورنہ ہم تمکو قوم کے حوالہ
کر دینگے اور تمہارے ساتھ بھی وہین کرینگے جو عثمان کے ساتھ کر چکے ہین -
حضرت علی نے کہا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو جنگ جاری رکھو اور اگر نافرمان ہو تو
پھر جو مناسب سمجھو وہ کرو انھون نے کہا کسی کو بھیجکر اشتر کو بلا بھیجو حضرت
علی نے انکے کہنے کے مطابق اشتر کو بلایا تو انھون نے کہلا بھیجا کہ یہ وقت ایسا
نہین ہے کہ مین اپنی جگہ سے ہٹ آجاون اس اثنا مین جہان اشتر لڑ رہے تھے
شور و غل بڑھ گیا تو لوگون نے حضرت علی سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے انکو
جنگ ہی کا حکم دیا ہے ۔ روکا نہین ہے حضرت علیؓ نے کہا کیا تم نے مجھکو قاصد
سے سرگوشی کرتے دیکھا ہے؟ اور کیا تم نے پیامبر سے جو بات ہم نے کہی تھی وہ
نہین سنی تھی؟ انھون نے کہا اچھا پھر اشترؓ کو بلوا بھیجو ورنہ ہم تم
سے منحرف ہو جائینگے حضرت علیؓ نے اشتر سے دوبارہ کہلا بھیجا کہ چلے آو -
یہ حکم سنکر اشتر کہنے لگے کہ مین سمجھ گیا کہ پسر نابغہ (عمرو عاص) نے قرآن بلند
کر کے اختلاف ڈالدیا پس اشتر نے میدان جنگ سے واپس آکر اپنے لشکر والون
سے کہا کہ افسوس تم دشمنون کے فریب مین آگئے ورنہ ہماری فوج جو اسوقت قتال
سے روکدی گئی ہے وہ ہر طرح غالب آگئی تھی اور جب حضرت علیؓ کے لشکر والون نے
قتال سے ہاتھ روک دیا تو معاویہ سے رفع مصاحف کا سبب پوچھا گیا
معاویہ نے کہا مین چاہتا ہون کہ فریقین کی طرف سے حکم مقرر ہون اور ان سے
عہد کر لیا جائے کہ موافق حکم کتاب خدا عمل کرینگے پھر جس امر پر وہ اتفاق
کرینگے ہم اور تم اوسی کے پابند رہینگے اہل عراق اور اہل شام نے اسے قبول کر لیا
اہل عراق مین سے اشعث ابن قیس نے جو اکابر خوارج سے تھا کہا کہ ہم ابو
موسی الاشعری کو حکم مقرر کرتے ہین حضرت علیؓ نے کہا دیکھو امر اول مین تم

ولكن ابن عباس اولى منه فقالوا ابن عباس ابن عمك ولا
نرضى الا رجلا منك ومن معوية سواء فقال علي فالاشتر
فابوا وقالوا هل اسعرها الا الاشتر فاضطر علي الى اجابتهم
واخرج ابو موسى واخرج معوية وعمرو ابن عاص ابن وائل
واجتمع الحكمان عند علي وكتب بحضرته كتاب القضية
وهو بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما تقاضى عليه امير المومنين
ع فقال عمرو عاص هو اميركم واما اميرنا فلا فقال الاحنف
لا تمح اسم امير المومنين فقال الاشعث بن قيس امح
هذا الاسم فاجاب علي ومحاه وقال علي والله اكبر
سنة بسنة والله اني لكاتب رسول الله يوم الحديبية
فكتب محمد رسول الله فقالوا لست برسول الله ولكن اكتب
اسمه واسم ابيه فامرني رسول الله صلعم بمحوه فقلت لا
استطيع فقال فارنيه فاريته فمحاه بيده وقال لي انك
ستدعى الى مثلها فتجيب فقال عمرو عاص سبحان الله اتشبهنا
بالكفار فقال علي يا ابن النابغة ومتى لم تكن للفاسقين
وليا وللمومنين عدوا فقال عمرو والله لا يجمع بيني وبينك
مجلس بعد اليوم فقال علي اني لارجو ان يطهر الله مجلسي
منك ومن اشباهك وكتب الكتاب

میں تم نے میری بات نہیں مانی اور میری نافرمانی کر چکے ہو اب تو یکرو میں ابو موسی
کو بہتر نہیں جانتا اونہوں نے کہا ہم سوے ابو موسی اشعری کے اور کسی دوسرے کی حکم ہونے
پر راضی نہیں ہیں حضرت علیؑ نے کہا میں ابو موسی کو ثقہ نہیں جانتا ابن عباس
اون سے بہتر ہیں اصحاب معاویہ نے اس تجویز کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ ابن عباسؓ
تمہارے چچیرے بھائی ہیں حکم ایسا ہونا چاہیئے جس کا تعلق تمہارے اور معویہ کے ساتھ
برابر ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ اچھا مالک ابن اشتر کو حکم مقرر کرو مخالفین نے
اس تجویز کو بھی نامنظور کیا۔ اور حضرت علی کو مجبور ہونا پڑا چنانچہ حضرت علی کی
طرف سے ابو موسی اور معویہ کی طرف سے عمرو عاص حکم قرار پائے اور دونوں نے حضرت
علی کے پاس جمع ہوکر کتبہ لکھنا شروع کردیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ اقرار نامہ ہے
جسکو امیر المومنین علیؑ۔ ہنوز اتنا ہی لکھا گیا تھا کہ عمرو عاص بولا علی تمہارے امیر ہیں
ہمارے امیر نہیں۔ اس لفظ کو مٹادو۔ احنف کاتب عہدنامہ نے کہا میں امیر المومنین
کا لفظ نہیں مٹا سکتا۔ اشعث بن قیس نے کہا ضرور مٹانا چاہیئے۔ حضرت علیؑ
نے وہ کاغذ لیکر اپنے ہاتھ سے لفظ امیر المومنینؑ مٹا ڈالا۔ اور فرمایا کہ اللہ اکبر۔ یہ
معاملہ بھی مطابق سنت نبویؐ ہے جسکی خبر مخبر صادقؐ نے مجھکو دی تھی قسم خدا کی
جب روز حدیبیہ میں نے صلحنامہ میں لفظ محمد رسول اللہ لکھا تھا تو کفار قریش نے
لفظ رسول اللہ کے متعلق ایسے ہی قیل وقال کیا تھا جیسا تم کرتے ہو اور رسول اللہ
نے خود کاغذ اپنے ہاتھ میں لیکر لفظ رسول اللہ کو محو کردیا تھا اور مجھسے فرمایا تھا کہ ایسے
ہی تمکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا اور تمکو قبول کرنا ہوگا۔ یہ سنکر عمرو عاص کہنے لگا۔
سبحان اللہ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہو۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اے ابن باغیہ تو فاسقین کا دوست اور مومنین کا دشمن کب نہ تھا عمرو عاص نے کہا کہ اب
آئندہ میں تمہارے ساتھ کبھی یکجا نہوں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری مجلس کو تجھسے اور تیرے جیسے لوگوں سے پاک رکھیگا۔

اسکے بعد اقرارنامہ تحریر ہوا۔ جسکا خلاصہ مضمون بقول صاحب حبیب السیر یہ تھا۔

علیؑ واتباع او ومعویہ واشیاع او قبول نمودند کہ بحکم کتاب الہی
قیام نمایند لوا آیات بینات بادشاہی مگذرند وعلیؑ وشیعہ

علیؑ اور اونکے متبعین معویہ اور اونکے موافقین نے قبول کیا کہ
حکم خدا اور کتاب اللہ کے موافق عمل کرینگے اور احکام خداوندی سے

دعلی و شیعہ او راضی شدند کہ عبد اللہ ابن قیس یعنی ابوموسی اشعری ازین جانب حکم باشد و معویہ و معاونان او رضا دادند کہ از قبل الشان عمرو عاص حکم کند

متجاوز نہوں گیے۔ اور حضرت علی اور اونکے شیعہ بھی اس بات پر راضی ہوئیے کہ اونکی جانب سے ابوموسی اشعری حکم ہوں اور معویہ اور اونکے گروہ کیطرف سے عمرو عاص حکم مقرر ہویے

اس کے آگے کے حالات تاریخ ابن الوردی مین یون لکھے ہوئیے مین۔

وا جلا القضاء الی رمضان من هذه السنة وان اختار ان یوخرا ذالت اخراء (الی ان قال) ثم سار علی الی العراق وقدم الی الکوفه ولم تدخل الخوارج معه الی الکوفه واعتزلوا عنه

ابوموسی او عمرو عاص نے فیصلہ کا زمانہ ماہ رمضان سنہ روان مقرر کیا نیز اسکے ساتھ یہہ بھی لگادی کہ اگر وہ دونوں حکم چاہین تو میعاد مقررہ مین تاخیر کر سکتے ہین اور جب یہہ معاملہ طے ہوگیا تو حضرت علی مع ہمراہیون کے کوفہ چلے گئے البتہ اونہین سے ایک گروہ (جو خارجی ہوگیا) وہ حضرت علی کی رفاقت ترک کرکے اونکے ساتھ واپس نہ گیا۔

عمرو عاص کی ایمان فروشی اور ابوموسی کی بے وقوفی

اجماع حکمین کا جب زمانہ قریب ہوا تو جانبین کے حکم (مقام دومۃ الجندل مین) جمع ہوئیے۔ تاریخ ابن خلدون میں ہے۔

فلما انقضی الاجل وحان وقت الحکمین بعث علی ابا موسی الاشعری فی اربعة مائة رجلا (الی ان قال) و بعث معویه عمرو ابن العاص فی اربعمائة من اهل الشام والتقوا باذرح من دومة الجندل

جب میعاد منقضی ہوئی اور محاکمہ کا وقت آگیا تو حضرت علی کیطرف سے ابوموسی اشعری مع چارسو ہمراہیون کے اور معویہ کی جانب سے عمرو عاص مع چارسو شامیون کے مقام اذرح واقعہ دومۃ الجندل مین وارد ہوئیے

اس بے ایمان فیصلے اور ایمان فروش حکمین کی بے ایمانیون کی کیفیت تفصیل سے تاریخ ابوالفدا مین یون مرقوم ہے

والتقی الحکمان فدعی عمرو ابا موسی ان یجعل الامر الی معویة فابی ودعی ابا موسی عمرو ان یجعل الامر الی عبد الله بن عمر بن الخطاب فابی ثم قال وما تری انت فقال تری ان نخلع علیا ومعاویه ونجعل الامر شوری بین المسلمین فاظهر له عمرو ان هذا هو الرای ووافقه علیه ثم اقبلا الی الناس فقد اجتمعوا فقال ابوموسی ان رأینا قد اتفق علی رای نرجو به صلاح هذه الامة فقال عمرو

جب میعاد منقضی ہوئی اور دونوں حکم جمع ہوئیے تو عمرو عاص نے ابوموسی اشعری کو بلاکر کہا کہ وہ معویہ کو خلیفہ قبول کرلیے مگر ابوموسی نے انکار کیا اسی طرح ابوموسی نے عمرو عاص سے مستدعا کی کہ وہ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کو خلیفہ تجویز کریے لیکن عمرو عاص نے اسکو نہ مانا۔ ابوموسی سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے ابوموسے نے کہا ہماری تو یہہ رائے ہے کہ علی اور معویہ دونوں معزول کردیئے جاوین اور خلافت کا معاملہ مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیا جایے۔ عمرو عاص نے اس رائے کی تحسین کی

وصدّق بقلبه فتكلم يا ابا موسى فلما تقدم لحقه عبد
الله ابن عباس فقال له ويحك والله لقد اظن انه
خدعك ان كنتما فقد اتفقتما على امر فقدّمه قبلك
فاني لآمن ان يخالفك فقال ابا موسى انا قد اتفقنا
فحمد الله واثنى عليه وقال يا ايها الناس انا لم نر
اصلح الامر هذه الامة قد اجتمع عليه رأيي ورأي
عمرو وهو ان نخلع عليا ومعوية ونستقبل هذه الامة
هذا الامر فيولوا منهم من احبّوا واني قد خلعت عليا
ومعوية واستقبلوا امركم وولوا عليكم من رأيتموه
لهذا الامر اهلا ثم تنحّى واقبل عمرو فقام مقامه
فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان هذا قد قال
ما سمعتم وخلع صاحبه وانا اخلع صاحبه كما
خلعه واثبت صاحبي فانه ولي عثمان والطالب
بدمه واحق الناس بمقامه فقال له ابو موسى
مالك لا وفقك الله غدرت وفجرت فركب ابو موسى
ولحق بمكة حياء من الناس

اور کہا کہ مجھکو تمہاری آپس کی اتفاقی ہے یہہ گفتگو کرکے دونوں شخص
فریقین کے مجمع میں آئے ابوموسی نے لوگوں کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ ہم
دونوں آدمیوں کی رائیں ایک ایسے امر پر متفق ہوئی ہیں جو صلاحیت امت پر
مبنی ہیں۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کرکے ابوموسی سے کہا کہ جو رائے تم نے
قائم کی ہے بیان کرو۔ ابوموسی آگے بڑھے تو عبداللہ ابن عباس نے ان سے
کہا کہ اگر عمر عاص نے تم پر یہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے
تو واللہ میں خیال کرتا ہوں اونے تمکو دھوکا دیا ہے اس لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ پہلے عمر عاص کو تقریر کرلینے دو ورنہ پچھتاؤ گے ابوموسی نے اس بات پر
اعتنا نہیں کی اور کھڑے ہوکر بعد حمد وثنائے الہی کہا کہ ایہا الناس میں
مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر صلح کی کوئی بات نہیں سمجھتا ہوں جس پر
میری اور عمر عاص کی رائے متفق ہو چکی ہے وہ یہہ ہے کہ علی اور معاویہ دونو
علحدہ کردیئے جائیں اور مسلمانوں کا گروہ غور کرنیکے بعد جسکو چاہے
خلیفہ مقرر کرے لہذا میں نے علی اور معویہ دونوں کو علحدہ کیا اب تم لوگ
غور کرکے جسکو امر خلافت کے لیے موزوں سمجھو خلیفہ مقرر کرو یہہ کہکر ابوموسی
پیچھے ہٹے اور عمر عاص انکی جگہ پر کھڑے ہوئے اور بعد حمد وثنائے ایزدی
کہا کہ جو کچھہ ابوموسی نے کہا تم لوگوں نے سن لیا پس جونکہ ابوموسی نے علی کو خلافت
سے معزول کیا جس سے مجھکو بھی اتفاق ہے لہذا میں بھی علی کو علحدہ کرتا ہوں اور معاویہ کو خلیفہ قرار دیتا ہوں کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور انکے خون کے طالب
اور انکے مقام کے مستحق ہیں۔ یہہ سنکر ابوموسی نے عمر عاص سے کہا کہ خدا تجھے توفیق نہ دے تو نے سخت غداری اور بدکاری کی۔ یہہ کہکر اوسیوقت ابوموسی سوار
ہوئے اور شرم کے مارے مکہ چلے گئے۔

ابوموسی اور عمر عاص میں - تو تو - میں میں
ابوموسی کو صحابہ کی ایسے

خواجہ سید احمد صاحب دہلوی ارجح المطالب (سوانح عمری علی علیہ السلام) میں لکھتے ہیں
عمر عاص یا نیت کھیل کھیلا ابوموسی نے کہا اے عمر عاص یہہ کیا ہو گیا ہے۔ خدا تجھے مارے تو نے
بڑی بیوفائی کی ہے۔ اور بڑا فجور کیا ہے۔ تیری مثال ایسی کتے کی ہے جسکا ذکر خدائے پاک نے اپنے کلام پاک میں کیا ہے کہ
جو اسپر بوجھ لادو تو دم ہلاتا ہے اور یونہی چھوڑ دو تو بھی دم ہلاتا ہے۔ ابن عاص نے کہا تیری مثال اوس گدھے کی سی ہے جسپر کتابیں
لدی ہوں جیسا قرآن مجید میں مرقوم ہے۔

تکملہ میں ہے سعد ابن ابی وقاص نے ابوموسی سے کہا کہ عمر عاص نے تجھے اپنے مکر سے کسقدر ضعیف کردیا ہے۔ ابوموسی نے کہا

میں

مین کیا اگر دون اس نے اول ایک بات پر مجھ سے اتفاق کیا پھر مجھ سے بد عہدی کی - ابن عباسؓ کہنے لگے یہ تیرا قصور نہین ہے بلکہ اوسکا قصور ہے جس نے تجھے اس مقام پر پیش کیا - عبدالرحمن ابن ابی بکر کہنے لگے - اگر اشعری اج کے دن سے پہلے دنیا سے نابید ہو جاتا تو بہتر تہا - شریح ابن ہانی نے ابن عاص پر کوڑے لگایے - عمر عاص نے شریح پر عصا اوٹھایا - لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا - اکثر شریح کہا کرتے تھے مین کسی بات پر اسقدر نہین پچہتاتا ہون اور افسوس کرتا ہون جیسا اس امر پر کہ مین نے اوسدن عمر عاص پر کوڑے کے عوض تلوار کیون نہ چلائی کہ اوسکا خاتمہ ہی ہو جاتا - ارجح المطالب طبع لاہور ص ۵۲ - ۵۳ -

ابوموسی کی ندامت

قصۂ تحکیم کے بعد لوگون نے ابوموسی کو تلاش کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ چلدیے - ابوموسی کہا کرتے تہے کہ مجھے ابن عباس نے ابن عاص کے فریب سے پہلے ہی ڈرا دیا تھا اور آگاہ کر دیا تھا لیکن مین نے ابن عاص کی باتون پر اطمینان کر لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ غدار مسلمانون کی مصلحت اور امت کی خیر خواہی مین کسطرح سے اپنی نمود کا اثر ظاہر نہین کریگا مگر افسوس سے خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم - لَا فِطْرَةَ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا

عمر عاص کی حکومت مصر اور محمد ابن ابوبکر کی شہادت

یہ سب کچھ ہوتا رہا - ذلت بھی حقارت بھی شرم بھی ندامت بھی - لیکن عمر عاص حکومت مصر لے ہی مرے - مورخ ابوالفدا لکھتے ہین

ثم دخلت سنة ثمان وثلاثين فيها بعث معويه عمر عاص بعسكر الى مصر وكتب محمد بن ابى بكر يستنجد عليا فارسل اليه الاشتر فلما وصل الاشتر الى القلزم سقاه رجل عسلا مسموما فمات منه

پھر ۳۸ھ شروع ہوا معاویہ نے عمر عاص کو لشکر دیکر مصر بھیجا جہان کے عامل حضرت علیؑ کی طرف سے محمد بن ابی بکر تھے - جب محمد ابن ابوبکر کو عمر عاص کے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو اونھون نے حضرت علی کو خبر دی اور مدد مانگی حضرت علی مالک ابن اشتر کو اونکی مدد کیلیے روانہ فرمایا - اشترؓ قلزم تک پہنچے تھے کہ اونکو ایک شخص نے شہد مین زہر دیکر مار ڈالا اور وہین اونھون نے وفات پائی -

اسکے آگے امام المورخین طبری لکھتے ہین -

فاقبل الذى سقاه الى معويه فاخبره بهلاك الاشتر فقام معويه فى الناس خطيبا فحمد الله واثنى عليه و قال اما بعد فانه كانت لعلى ابن ابى طالب يدان يمينان قطعت احدهما فى صفين يعنى عمار بن ياسرؓ وقطعت الاخرى اليوم الاشتر

جس شخص نے اشتر کو زہر دیا تہا اوس نے معویہ کو اشتر کے انتقال کی خبر دی تو معاویہ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑہا خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا اما بعد علی ابن ابیطالب کے دو داہنے ہاتھ تھے اونمین سے ایک جنگ صفین مین کٹ گیا یعنی عمار ابن یاسرؓ - دوسرا آج قطع ہو گیا - یعنی مالک ابن اشترؓ

تاریخ ابن وردی مین محمد ابن ابی بکر کی تفصیلی کیفیت شہادت یون مرقوم ہے -

ووصل عمرو ابن عاص مصر وقاتله اصحب محمد بن ابی بکر فهزمهم عمرو فتفرق عن محمد اصحابه فمشی محمد یمشی حتی انتهی الی خربة فقبض علیه واتوابه الی معویة بن خدیج فقتله۔

جب عمرو عاص نے مصر پہنچکر محمد ابن ابوبکر سے جنگ کی تو محمد ابن ابی بکر کا لشکر شکست کھاکر منتشر ہوگیا محمد ابن ابی بکر بھاگے اور افتاں و خیزاں ایک خرابے تک پہنچے تو لوگ اونھیں پکڑکر معاویہ ابن خدیج کے پاس لیگئے اور اوس نے اونھیں قتل کردیا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے۔

فلما بلغ عائشة قتل اخیها محمد جزعت علیه وقنتت دبر کل صلوة تدعوا علی معاویة وعمرو ابن العاص ولما بلغ علیا قتله جزع علیه

جب حضرت عائشہ کو محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر پہونچی تو وہ نہایت رنجیدہ ہوئین اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کو قنوت مین بددعا اور نفرین کرتی تھین اور جب حضرت علی کو خبر لگی تو آپ بھی نہایت ملول ہوئے

تاریخ مروج الذہب مین مرقوم ہے

وبلغ معویة قتل محمد فاظهر الفرح والسرور

معویہ کو محمد کے قتل کی خبر پہونچی تو بہت شاد و مسرور ہوئے

عمرو عاص کی موت　　ابوالفدا مین ہے۔

ثم دخلت سنة ثلاثین واربعین سنة ثلاث واربعین فیها توفی عمرو ابن العاص

پھر سنہ ۴۲ھ و سنہ ۴۳ھ کا دور شروع ہوا اور سال آخر الذکر مین عمرو عاص کی وفات ہوئی تھی

زیاد ابن سمیہ

معاویہ صاحب خود بڑے اصیل تھے اور اونکے نورتن بھی جب کہ چوٹی والے اصیلون سے بھری پڑی تھی معویہ صاحب کی اصالت معلوم ہوچکی ہے مروان علیہ کی اصلیت مذکور ہوچکی۔ عمرو عاص کی مجہولیت معروف ہوچکی اب زیاد ابن سمیہ کی حقیقت نسبی کا انکشاف حسب ذیل ہے۔

زیاد ابن سمیہ　اونکے قانونی باپ تو عبید رومی غلام حارث ابن کلدۂ ثقفی تھے۔ اور عارضی والد ماجد ابوسفیان بن حرب کی ولدیت۔ طرفہ تر یہ ہے کہ اپنی تمام عمر تک خود ابوسفیان کو اپنے اس فرزند کی ولدیت نہ معلوم ہوسکی۔ اور نہ اس بیٹے ہی کو کامل پچاس برس تک اپنے ابا جان ابوسفیان کی ابوّت کی کوئی خبر ہوسکی۔ غرضکہ پچاس برس کی مدت تک اونکی ولدیت اور اونکی ابوت صیغہ راز مین رہی۔ مورخ ابوالفدا اس عجیب الخلقت ترکیب نسبی کی تفصیل حسب ذیل عبارت مین لکھتے ہین۔

استلحق معاویة زیاد ابن سمیة وکانت سمیة جاریة للحارث بن کلدة الثقفی فزوجها لعبد له رومی

معویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے نسب مین داخل کرلیا اور اوسکو اپنا بھائی بنالیا سمیہ مذکورہ حارث بن کلدۂ ثقفی کی لونڈی تھی اور حارث نے

اونکی

یقال له عبید فولدت سمیة زیادا علے فراشه وکان
ابوسفیان قد سار فے الجاهلیة الی الطائف فنزل علی
انسان یبیع الخمر یقال له ابو مریم فقال له ابوسفیان
قد اشتهیت النسآء فقال ابو مریم هل لک سمیة
فقال ابوسفیان هاتها علے ذمیها وفر بطنها فوقع
علیها فیقال انها علقت منه زیاد (الی ان قال) واستلحق
معویة زیادا فاحضر الناس وحضر من یشهد لزیاد
بالنسب وکان ممن حضر لذلک ابو مریم الخمار الذی
احضر سمیة الی ابی سفیان بالطائف وشهد بنسب زیاد
من ابی سفیان وقال رایت اسکتی سمیة یقطران من
منی ابوسفیان فاستلحقه معویة وهذا اول واقعة
خولفت فیها الشریعة علانیة

اوسکی شادی اپنے ایک غلام رومی عبید نامی سے کردی تھی جس سے زیاد
پیدا ہوا۔ زمانہ جاہلیت مین ابوسفیان طائف کو گئے تو ابومریم شراب فروش
کے ہان اترے اور ابومریم سے کہنے لگے کہ مین اسوقت عورت کی خواہش مین
پیچین ہون ابومریم بولا اگر تم سمیہ کو پسند کرو تو مین اوسکو بلا دون -
ابوسفیان نے ہیجان خواہش مین کہا کہ اوسی کو بلادو باوجود یکہ وہ دراز پستان
اور قبیح البطن ہے- ابومریم نے سمیہ کو بلوایا- ابوسفیان اوس سے ہم بستر ہوا
اور سمیہ اوس سے حاملہ ہو گئی چنانچہ کہا جاتا ہے زیاد ابوسفیان ہی کے نطفہ
سے پیدا ہوا تہا جب معاویہ نے زیاد کو اپنے سلسلہ نسب مین داخل کرنا چاہا تو لوگون
کو اس باب مین گواہی دینے کیلئے طلب کیا منجملہ او لوگون کے ابو مریم
شراب فروش نے بہی گواہی دی جو سمیہ کو طائف مین ابوسفیان کے لئے
بلا لایا تہا اس نے بیان کیا کہ مین نے اپنی آنکھون سے سمیہ کے اندام نہانی
سے ابوسفیان کے مادہ منوی کو ٹپکتے ہوئے دیکھا ہے- پس معاویہ نے
زیاد کو اپنے نسب مین شامل کرلیا اور یہ پہلا واقعہ ہے جسمین علانیہ طور پر شریعت کی مخالفت کی گئی۔

شریعت ہو یا طریقت۔ خلوص ہو یا طریقت یہ سب معویہ کی خود غرضی اور نفسانیت پر نثار تہین اور ان سب
کو وہ اپنے حصول مطلب پر قربان کرنیوالے تھے۔ پہر اونکو مخالف شرع ہونیکی کیا پروا جس ضرورت و غرض کیلئے زیاد بنی
ثقیف کی خیل غلامان سے نکال کر بنی امیہ کے سلسلہ خاندان مین ملا لیا گیا تہا وہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے معلوم ہوگی
زیاد کا وجود عالم وجود مین جسطرح قائم ہوا معلوم ہوچکا ہے۔ خلافت اولی تک اسکا کوئی حال تاریخ اسلام
مین پایا نہین جاتا۔ خلافت ثانی کے دور مین عمال ملکی کی طول و طویل فہرست مین انکا نام بہی دکھائی دیتا ہے اور علاقہ
فارس کے تازہ فتحشدہ صوبجات مین سے بعض صوبون کی ولایت پر انکا تعین بہی پایا جاتا ہے اور پہر عراق کو خیدلمو کی
درستی کیلئے فارس سے بلا لیے جاتے ہین اور ام جمیل والے مقدمہ زناکاری مین کو فہ سے گواہ استغاثہ سفر انہی مین مگر
حضرت عمر کی اشارت اور تعلقات ملازمت کی وجہ سے انکو حقیقت حال پر نقاب افگنی کرنی ہوئی۔ دیکھو تاریخ طبری جلد چہارم
خلافت ثالث مین جب تمام ممالک پر مسلمان قابض ہوجاتے ہین تو یہ تمام قلمرو فارس کے عامل بنا دیے جاتے ہین اور یہ اپنی فطرتی
ذہانت اور خلقی متانت کی وجہ سے ممالک ایران کا ایسا کامل انتظام کرلیتے ہین کہ باوجود اسکے کہ تمام بلاد اسلامیہ مین

خلیفہ عصر کے خلاف غدر ہوتے ہین ۔ بغاوتین عمل مین لائی جاتی ہین مگر ممالک ایران مین کسی کو کانون کان خبر نہین ہوتی اور وہان اس عالمگیر پراشوبی کے زمانے مین بھی تمام امن و امان قائم رہتا ہے خلافت چہارم کے عہد مین بھی انکے کارنامون پر نظر رکھکر حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ نے بھی انکو انکی جگہہ پر بحال رکھا ۔ اور اسمین بھی کلام نہین کہ انھون نے پوری دیانتداری سے کام کیا اور انکی شہادت تک اوسی دیانت و امانت پر قائم رہے ۔ اس اثنا مین معاویہ کیطرف سے انکے بہکانے اور سازش مین لانے کی بہتیری کوششین عمل مین لائین گئین لیکن ایک بھی کارگر نہوئی معویہ نے اپنی مفسدہ پردازیون سے قریب قریب تمام ممالک اسلامیہ مین فساد پھیلا دیئے سوا ئے قلمرو ایران کے کہ وہان زیاد کی وجہہ سے انکی کوئی ترکیب نہ چلی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بعد سے حضرت امام حسنؑ کے آغاز خلافت تک زیاد کی فرمانبرداری اور وفاداری کی بھی قصور قائم رہی اور تحریر صلحنامہ تک زیاد اپنی راسخ الاعتقادی پر قائم رہا ۔ اور معاویہ اوسکی پاداری اور استقلال طبعی سے بہت خائف تھا مگر سوچتے سوچتے اصل مدعا تک پہونچگیا اور زیاد کی اوس حقیقی کمی کو سمجھ گیا جسکی وجہہ سے وہ اپنے تمام اقتدار و اختیار کو بالکل ہیچ سمجھتا تھا اور حقیقت مین زیاد کے رام کرنیکی اس سے بڑھکر کوئی دوسری ترکیب بھی نہین تھی ۔ چنانچہ سرور چمن خلافت حضرت امام حسنؑ مین بیان ہو چکا ہے ۔

زیاد حضرت امام حسن علیہ السلام کے زمانہ صلح تک راسخ العقیدہ رہا مگر حقیقت مین اوسکو اپنی مجہول النسبی کا عرب کے ایسے ملک مین ضرور خیال تھا اور اوسکا یہ خیال ہر دم و ہر لحظہ پہلو کا نیش تھا جو اسکے موجودہ اقتدار و اختیار کو اوسکی نگاہون مین بالکل خاک کئے ہوئے تھا ۔ معاویہ چونکہ اسکی خوش عقیدگی اور راسخ الاعتقادی سے واقف تھا اسلئے اس سے اپنی کسی سازش کی ترکیب پر چلنے کی جرات بھی نہین کرتا تھا ۔ یہان تک کہ جب زمانہ کی بداعمالیون نے بلاد اسلامی کی عنان حکومت معویہ کی گردن مین ڈالدی تو اوسکو اپنی اس تحریک کے پیش کرنیکا پورا موقع ملگیا ۔ اس نے اسی ضرورت سے زیاد کو اپنا بھائی بنایا اور اوسکو مذکورہ بالا طریقہ سے علے رؤس الاشہاد اپنی اخوت کا یقین و اعتماد دلوا دیا ۔ پھر تو سلامتی سے زیاد اپنے بڑے بھائی صاحب کے ایسے مطیع و منقاد اور شیدائی ہو ئے کہ اگلے پچھلے تمام تعلقات و معتقدات کو فراموش کر گئے اور اونہین کے قدم بقدم چلنے لگے شیعون کی غریب جانون کی وہ بربادی پھیلائی کہ تمام عراق مین واویلا مچگئی ۔ انکے مظالم کی کیفیت اعثم کوفی یون لکھتے ہین

اشیاع و دوستان امیر المومنینؑ را بقتل رسانید و در پی آن بود که هر کجا از آن جماعت می یافت می کشت و دست و پای ایشان را می برید و چشمہا را برمی کند و معویہ ہمیشہ بر صلاح دید او می رفت

زیاد نے عراق مین امیر المومنینؑ کے شیعون کو قتل کرایا اور اونلوگون مین سے جس شخص کو جہان پاتا تھا قتل کراتا تھا ۔ اوسکے ہاتھ پاون کاٹ ڈالتا تھا آنکھین نکلوا لیتا تھا اور معویہ ہمیشہ اوسی کی صلاح و مصلحت پر چلتا تھا ۔

کتاب ہدایت مین امام ویسی اسکی حسب ذیل تفصیل کرتے ہین

فاشتد البلاء حینئذ باھل الکوفہ لکثرۃ من بھا ۔ پھر شیعیان علی علیہ السلام پر سخت ترین بلا و مصیبت ٹوٹ پڑی ۔

من الشيعة فاستعمل عليه زياد بن سمية وهو بهم عارف لانه كان منهم في ايام علي عليه السلام فقتلهم تحت كل حجر ومدر واخافهم وقطع الايدي والارجل وسمل العيون وصلبهم على جذوع النخل وشردهم عن العراق فلم يبق بها معروف منها

معویہ نے زیاد ابن سمیہ کو کوفہ کا عامل کیا وہ شیعان کوفہ کے بچہ بچہ کو جانتا تھا اسلئے کہ حضرت علیؑ کے وقت مین یہ بھی شیعون مین داخل تھا اس نے شیعون کو تمام خشکی و تری مین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا۔ اونکو خوب خوب ڈرایا اور دھمکایا۔ اونکے ہاتھ پاؤن کو کٹوایا۔ اونکی آنکھون مین سلائی پھروا کر اندھا کر دیا۔ اونکو کھجورون کی شاخون مین لٹکا کر سولی دلوائی اونکو حدود عراق سے باہر نکلوا دیا۔ یہانتک کہ ممتاز شیعون مین سے ایک متنفس بھی وہان باقی نرہا۔

حجر ابن عدی صحابی اور زیاد ابن سمیہ

مورخ ابو الفدا لکھتے ہین

وكان معوية وعماله يدعون لعثمان في الخطبة يوم الجمعة ويسبون عليا ويقعون فيه فلما كان المغيرة متولي الكوفة كان يفعل ذلك طاعة لمعوية فكان يقوم حجر وجماعة معه فيردون عليه سبه لعلي وكان المغيرة يتجاوز عنهم فلما ولي زياد دعى لعثمان وسب عليا فقام حجر وقال كما كان يقول من الثناء على علي فغضب زياد وامسكه واوثقه بالحديد وثلاثة عشر نفرا معه وارسلهم الى معوية فارسل معوية من قتلهم بعذراء وكان حجر اعظم الناس دينا وصلواة وروي عن الشافعي انه اشار الى الربيع انه لا يقبل شهادة اربعة من الصحابة وهم معوية وعمرو ابن العاص والمغيرة وزياد

معویہ اور اونکے عمال جمعہ کے دن خطبہ مین حضرت عثمان کو دعا دیتے تھے اور حضرت علی کو برا کہتے تھے چنانچہ جب مغیرہ ابن شعبہ والی کوفہ معاویہ کے حکم سے حضرت علی کو برا کہتا تھا تو حجر ابن عدی مع اپنی جماعت کے کھڑے ہوکر اوسکا رد کیا کرتے تھے اور مغیرہ حجر کی کچھ مزاحمت نکرتا تھا مگر جب زیاد نے عامل کوفہ ہوکر حضرت علی کو برا کہا اور حجر ابن عدی نے حسب المعمول اوسکے مقابلہ مین حضرت علی کی مدح و ثنا کی تو زیاد نے غضبناک ہوکر حجر ابن عدی کو مع اونکے تیرہ رفیقون کے گرفتار کر لیا اور معویہ کے پاس بھیجا معویہ نے اون سب کو مقام عذرا مین بھیجکر قتل کرا ڈالا۔ حالانکہ حجر ابن عدی بزرگان اسلام مین بڑے دیندار اور نمازگذار شخص تھے اور امام شافعی نے بطور وصیت ربیع سے کہا کہ صحابہ مین چار صحابیون کی گواہی قابل اعتبار نہین۔ وہ معاویہ۔ عمرو ابن العاص۔ مغیرہ ابن شعبہ اور زیاد ابن سمیہ ہین۔

زیاد کی موت بعذاب

معویہ کی عزت افزائی کچھ کام نہ آئی صحابی بھی بنایا اور بقول صاحب تسریح کافیہ حضرت ام المومنین ام حبیبہ کا حاجب شرعی بھی ٹھہرایا مگر حدود عرب مین کسی نے بھی اونکو زیاد ابن سمیہ چھوڑ زیاد ابن ابوسفیان نہ خود کہا نہ کہلوایا۔ بقول صاحب روضۃ الصفا اس شقی ترین کے مظالم ایسے ہی ناقابل عفو تھے کہ منتقم حقیقی نے بہت جلد اسکو اسکے کیفر دار کی سزا تک پہونچایا۔ ظاہرا پاؤن پر ایک دانہ نکلا اور اوسمین خارش پیدا ہوئی اور وہ اتنی جلد جلد بڑھی کہ کمر تک آماس آگیا۔ رات بھر اوسی کرب و اضطراب مین کٹی۔ صبح

ہوتے ہی اوسکی سمیت سی زیاد ابن سمیہ ٹھنڈے ہو گیے۔ انکی موت بلا اختلاف ۵۳ھ مین واقع ہوئی ابوالفدا

ولید ابن عقبہ

حضرت عثمان کے اخیافی بھائی تھے۔ سن ولادت معلوم نہو سکا۔ مگر اکثر واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ معویہ ابن ابوسفیان کے ہمعمر تھے۔ بنی امیہ ہونیکی تمام اوصاف خصوصی سے موصوف اور اخلاق ذمیمہ اور عادات رذیلہ مین مشہور و معروف تفضیل یہہ ہی کہ انکے ابتدائی حالات تو پردے ہی مین ہین جس سے صحیح طور پر اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ اون ایام مین انکی کوئی حالت قابل ذکر نہین تھی سبقت اسلام کے شرف خاص سے بالکل محروم۔ جب بنی امیہ کا تمام قبیلہ اس شرف سے محروم نظر آتا ہی تو پھر انکی محرومی کیون حیرت انگیز ہونے لگی۔ فتح مکہ کے بعد ۸ھ مین جبکہ اور بنی امیہ مجبوراً ہر طرف سے مایوس ہوکر مسلمان ہوے وہان یہہ بھی اور اپنے تمام قبیلہ کیطرح یہہ بھی گروہ مؤلفۃ القلوب مین داخل ہوئے۔ دربار رسالت سے انکو کوئی ملکی۔ مالی اور فوجی خدمت یا عہدہ نہین دیا گیا۔ ہان اور بنی امیہ کیطرح اگر انکا نام بھی صدقات و زکوۃ کی تحصیلی خدمتون مین لکھا گیا ہو تو کوئی تعجب نہین۔ مگر سیرۃ النبی مین شبلی صاحب کی داخل کردہ فہرست محصلین زکوۃ و صدقات انکے نام سے خالی دکھلائی دیتی ہے۔

ولید اور حضرت عمر

رسالت کے بعد ایام خلافت مین بھی۔ خلافت اولی تک انکا نام کہین نہین پایا جاتا۔ ہان۔ خلافت ثانیہ کے بنی امیہ نواز زمانے مین جبکہ اس تمام خاندان کی ایک ضرورت خاص سے پرورش و سرپرستی فرمائی گئی۔ وہان انکی بھی۔ حضرت عمر کے یہہ مربیانہ اخلاق و اشفاق انپر وقت وفات تک قائم رہے۔ جبکی وجہہ سے وہ حضرت عمر کیخدمت مین بہت بیباکی سے باتین کرتے تھے۔ چنانچہ ہم کنز العمال سے ذیل کا واقعہ نقل کرتے ہین۔ جس سے ہمارے بیان پر کافی روشنی پڑتی ہے

عن ابی مجلز قال قال عمر من تستخلفون بعدی فقال رجل من القوم الزبیر ابن العوام فقال اذاً تستخلفونہ شحیحا غلقا یعنی سئی الاخلاق فقال رجل نستخلف طلحۃ بن عبید اللہ فقال کیف تستخلفون رجل کان اول شئی نحلہ رسول اللہ صلعم ارضا نحلہا ایاہ فجعلہا فی رھن یھودیۃ فقال رجل من القوم نستخلف علیا فقال انکم لعمری لا تستخلفونہ والذی نفسی بیدہ لو استخلفتموہ لاقامکم علی الحق وان کرھتم فقال الولید ابن عقبہ قد علمنا الخلیفۃ من بعدک فقال من قال عثمان بن عفان۔

ابو المجلز سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے (اپنی وفات کے قریب) لوگون سے پوچھا کہ میرے بعد تم کسکو خلیفہ بناؤ گے ایک شخص نے کہا زبیر ابن العوام کو حضرت عمر بولے کہ ایسے آدمی کو کیونکر خلیفہ کرو گے جو بخیل اور بدخلق شخص ہے پھر دوسرے شخص نے کہا کہ ہم طلحہ کو خلیفہ کرینگے۔ حضرت عمر نے کہا واہ ایسے آدمی کو کیا خلیفہ بناؤ گے جس نے رسول اللہ صلعم کی عطا کی ہوئی زمین کو ایک یہودیہ کے پاس رہن کر ڈالا ہے۔ مگر ایک تیسرے شخص نے کہا کہ ہم تو علی کو خلیفہ کرینگے۔ حضرت عمر نے کہا مجھکو قسم ہے اپنی جان کی تم علی کو خلیفہ مکرنا بخدا اگر علی کو تم خلیفہ کرو گے تو چاہے تم خوش ہو یا ناخوش۔ وہ تمکو امر حق پر قائم کیے بغیر نہ رہینگے۔ یہہ سنکر ولید ابن عقبہ بول اوٹھے۔ ہم سمجھ گیے آپ جسکو خلیفہ کرنا چاہتے ہین۔ حضرت عمر نے کہا کسکو؟ ولید نے کہا عثمان ابن عفان کو۔

حضرت عثمان کی خلافت تو گھر کی دولت تھی۔ حضرت عثمان کے اس کنبہ نے کہ

واللہ لوان مفاتیح الجنۃ بیدی لاعطیتہا بنی امیۃ

خدا کی قسم اگر بہشت کی کنجیان میرے پاس ہوتین تو مین اونکو بنی امیہ کو دیدیتا تمام بنی امیہ کو خوشحال ۔ فارغ البال اور ضرورت سے زائد مالا مال کر دیا ۔ غنائم افریقیہ مین سے پانچ لاکھ درم نقد کی رقم ولید ابن عقبہ کو بھی ہاتھ لگی اور اوسکے ساتھ کوفہ کی امارت نفع مین ۔

کوفہ مین ولید کی آمد

دربار خلافت سے پروانہ ولایت لیکر ولید ابن عقبہ کوفہ پہونچے ۔ اور دار الامارۃ کی شاہی عمارت مین بیٹھکر داد عیش و عشرت دینے لگے کیسا نظم ملکی اور کہان کا انتظام مالی ۔ امام علی بن برہان الدین شافعی ۔ لسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون مین انکے روزانہ مشاغل اور طور و اطوار کا پورا نقشہ ذیل کے الفاظ مین کھینچتے ہین ۔

وکان الولید شاعرا ظریفا حلیما شجاعا کریما یشرب الخمر کل لیلۃ من اول اللیل الی الفجر فلما اذن المؤذن الصلوٰۃ الفجر خرج الی المسجد وصلی باھل الکوفۃ الصبح اربعۃ رکعات وصار یقول فی رکوعہ وسجودہ اشرب واسقنی ثم قاء فی المحراب ثم سلّم وقال ھل ازید کم فی الصلوٰۃ فقال لہ ابن مسعود لا زادک اللہ خیرا ولا من بعثک علینا

ولید مرد شاعر تھا ۔ ظریف تھا ۔ حلیم تھا اور شجاع و کریم تھا ۔ شرابی تھا ۔ ہر شب کو ابتداے شام سے طلوع فجر تک شراب پیا کرتا تھا ۔ ایکبار موذن نے نماز صبح کی اذان دی تو مسجد مین آیا مگر اسقدر نشہ مین بدحواس تھا کہ دو رکعتون کی جگہہ چار رکعتین پڑہ گیا اور رکوع و سجدہ مین ذکر تسبیح کے عوض "اشرب" "واسقنی" "پیو اور مجھے پلاو" کہتا جاتا تھا ۔ یہانتک کہ وہین محراب مین قے کردی ۔ جب ہوش ہوا تو لوگون سے پوچھا کیا مین نے تملوگون کو زیادہ نماز پڑہادی ۔ عبد اللہ ابن مسعود سا جلیل القدر صحابی جو خصوصا علم القرآن مین مسلم ہے اپنا نظیر رکھتا تھا ایسے ناپاک امام کا مقتدی بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ خدا تجھی تیرے لئے کبھی نیکی زیادہ نکرے ۔ اور نہ اوسکے لئے جسنے تجھے ہم پر امیر بناکر بھیجا ہے ۔ ہم نے تو ہمیشہ تیرے پیچھے زیادہ نماز پڑہا ہی کی ہے ۔

یہی واقعہ ایک دوسرے مورخ کی زبانی

مورخ مسعودی اپنی تاریخ مروج الذہب مین اس واقعہ کو زیادہ تفصیل سے حسب ذیل عبارت مین لکھتے ہین ۔

وکان من عمالہ جماعۃ منھم الولید ابن عقبہ بن ابی معیط (اخو عثمان لامہ) علی الکوفہ وھو من اخبر النبی صلعم انہ من اھل النار (قال المسعودی) ان الولید بن عقبہ کان یشرب مع ندمائہ ومغنیہ من اول اللیل الی الصباح فلما اذنہ المؤذن بالصلوات خرج منفصلا فی غلائلہ فتقدم الی المحراب فی صلوٰۃ الصبح فصلی لھم اربعا قال اتریدون ان ازیدکم وقیل انہ قال فی سجودہ وقد اطال

جو عمال حضرت عثمان نے مقرر کیے تھے اونمین کی جماعت مین ولید ابن عقبہ بھی تھے جو حضرت عثمان کے اخیافی (ماںجایے) بھائی تھے جسکے جہنمی ہونیکی خبر جناب رسولخدا صلعم نے دی تھی ۔ ولید ابن عقبہ تمام رات اپنے مصاحبین و ارباب نشاط کے ساتھ شراب نوشی مین مشغول رہتا تھا اور ہرشام سے طلوع صبح تک شراب پیا کرتا تھا اور جب موذن نماز کے لئے اوسکو بلانے کیلئے آتے تھے تو وہ اوسی طرح (مخمور) مسجد مین جاکر لوگون کو نماز صبح پڑہایا کرتا تھا اور بجاے دو رکعت کے چار رکعت پڑہا کر کہے کہا کرتا تھا کہ اگر کہو تو دو رکعتون کو اور زیادہ کردون

اشرب واسقی وقال بعض من کان خلفه فی الصف الاوّل واللہ لااعجباً الا من بعثك الینا والیاً وعلینا امیراً (الی ان قال) فظهر فسقه ومداومته شرب الخمر فهجم علیه جماعة من المسجد منهم ابو زینب بن عوف و ابو جندب بن زهیر وغیرهما فوجدوه سکران مضطجعاً علی سریره لایعقل فایقظوه من رقدته فلم یستیقظ فانتزعوا خاتمه من یده وخرجوا من فورهم الی المدینة فاتوا عثمان بن عفان فشهدوا عنده علی الولید انه شرب الخمر التی کنا نشربها فی الجاهلیة و اخرجا خاتمه فدفعاه الیه فزجرهما ودفع فی صدورهما وقال تنحیا عنی فخرجا

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید مذکور جب مسجد میں جاتا تھا تو یہ بک پڑتا اور کہتا تھا "پی اور مجھکو پلا" چنانچہ ایکبار جو لوگ اوسکے پیچھے صف اول میں تھے اونمیں سے کسی نے کہا کہ [illegible] ہم تجھے تعجب نہیں کرتے بیان [illegible] شعبی نے جسنے تجھے ہمارا والی اور امیر کرکے یہاں بھیجا ہے جب ولید ابن عقبہ کے فسق اور دائم الخمری کی خبر مشہور ہوئی تو مسلمانوں کے ایک گروہ نے جسمیں ابو جندب اور ابو زینب بھی تھے مسجد میں اکر ولید پر ہجوم کیا دیکھا کہ ولید مسند حکومت پر مست شراب میں بیہوش پڑا ہے۔ لوگوں نے اوسے ہشیار کرنا چاہا۔ جب وہ کسی طرح سے ہوش میں نہ آیا تو اوسکی اونگلی سے انگوٹھی اوتار لی اور فوراً مدینہ میں اکر حضرت عثمان سے ولید کی شراب نوشی کا تمام ماجرا بیان کیا حضرت عثمان نے ابو زینب اور ابو جندب سے پوچھا کہ تم لیکر کہتے ہو کہ ولید نے شراب پی۔ انھوں نے ولید کی مخموری کے ثبوت میں اوسکی انگشتری پیش کرکے کہا کہ اوس نے شراب پی جو ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں پیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے اونکو ڈانٹا اور سینہ پر دھکا دیکر فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ یہ سنکر وہ دونوں اوٹھے اور وہاں سے باہر نکل پڑے۔

حضرت عثمان کی برادر نوازیاں انکو کوفہ میں اپنی زمانہ خلافت تک سنبھالے رہیں لیکن حضرت علیؑ کے وقت میں یہ خود علیحدہ ہوکر معویہ کے پاس شام میں چلے گئے۔ اور اوس وقت تک وہیں رہے۔ صفین کے معرکوں میں انکی کسی جنگی خدمت کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔ نہیں معلوم صاحب لسان العیون نے انکو "کان شجاعاً" کس اعتبار پر لکھدیا۔ اسی طرح نظام ملکی میں بھی کوئی خدمت انکے متعلق نہیں لکھی ہے۔ صاحب سرّ الشہادتین کو امام حسین علیہ السلام اور بیعت یزید کے ابتدائی معاملات میں ان پر والی مدینہ ہونیکا شبہہ ہوا ہے اس لئے اونھوں نے اپنی عبارت میں ولید ابن عقبہ کو عامل مدینہ لکھدیا ہے لیکن صاحب روضة الاحباب محدث شیرازی نے صاف صاف اس واقعہ کی تفصیل میں لکھدیا ہے۔ کہ ولید ابن عتبہ ابن ابو سفیان عامل مدینہ بعبد اللہ ابن عمر بن عثمان را طلب امیر المومنین حسین و عبد اللہ ابن زبیر فرستاد۔ " یہ صحیح ہے کہ معویہ نے اپنی ریاست کے قرب مروان کو والیت مدینہ سے معزول کر کے ولید کو والی مدینہ مقرر کیا تھا مگر وہ ولید ابن عقبہ نہیں تھا بلکہ وہ ولید ابن عتبہ تھا جو معاویہ کا بھتیجا تھا جیسا کہ محدث شیرازی نے تشریح کردی ہے۔ جناب شاہ صاحب کو عقبہ اور عتبہ کی تجنیس خطی نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔

بہرحال ولید ابن عقبہ کے مذکورہ بالا حالات سے زاید کوئی حال قابل ذکر نہیں ہے۔ نہ ان سے کوئی اسلامی خدمت متعلق معلوم ہوتی ہے نہ کوئی ملکی اور نہ مالی نہ فوجی۔ اسی سے اندازہ کرلیا جاسکتا ہے کہ معاویہ کی دربارداری اور حاضرباشی کے سوا انکے کوئی اور مشاغل نہیں تھے بشرب الخمر ہونیکی وجہ سے تمام مسلمان ان سے متنفر تھے اسلئے اسلامی کتب سیر و تاریخ میں انکا اس سے زاید ذکر نہیں پایا جاتا۔ یہاں تک

کہ انکے مرنیکا سال بھی کسی نے لکھکر نہ بتلایا۔

مغیرہ ابن شعبہ

عرب کے مشہور شاطر عیاری اور مکاری مین عمر عاص کے ردیف اور ہموزن۔ ابن الوقتی اور ذوجہتی مین مشہور۔ قبل اسلام قریش مین انکی کوئی حیثیت معلوم نہین ہوتی۔ اسلئے تاریخ وسیر کی کتابین انکے ابتدائی حالات سے خالی ہین۔ اسی وجہ خاص سے کوئی انکا سال ولادت بھی لکھکر نہ بتلاسکا

فتح مکہ کے بعد یہ اسلام لائے۔ معرکہ حنین مین شریک تھے۔ مگر خالد ابن ولید والے رسالے مین۔ جو سب سے پہلے میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ رسالت کے باقیماندہ ڈہائی برس کی مدت مین کوئی اسلامی خدمت ان سے متعلق نہین پائی جاتی خلافت اول کے ڈہائی برس مین بھی انکو کوئی ملکی مالی اور فوجی عہدہ نہین دیا گیا۔ حضرت عمر کے زمانہ مین خلافت کی پالیسی بدلی۔ اور حضرت عمر کو خلافت کی نئی اسکیم کی مجوزہ کی مشین چلانیکے لئے۔ عمر عاص مغیرہ ابن شعبہ معویہ ابن ابوسفیان اور زیاد ابن سمیہ ایسے لوگون کی ضرورت ہوئی جو بقول شبلی صاحب کے اونکی نظام ملکی کے کل پرزے تھے۔ الفاروق

مصلحت وقتی اور حصول مطلب کی غرض خاص سے دربار خلافت کی یہہ نورتن تیار کی گئی۔ اور خزینہ عصر لئے نہین سے ہر ایک فرد واحد کی وہ جاہ بیجا قدر ومنزلت کی جو کبھی انکے خواب وخیال مین بھی نہ آئی تھی۔ ہر قسم کی مراعات ہر طرح کی خاطرداری۔ ہر طریقہ سے انکی تائید اور جانبداری خلافت اور خلیفہ کا نصب العین قرار پاچکا تھا۔ یہان تک کہ مغیرہ ابن شعبہ کی کھلی بدکاری پر بھی اپنی روا داری کا دامن ڈالا اور اونکے صحیح وصریح جرم کو چھپا ڈالا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔ تاریخ کامل مین ہے۔

ام جمیل امرأة من بنی هلال بن عامر وكان لها زوج من ثقيف هلك قبل ذلك يقال له الحجاج بن عبيد وكان المغيرة وهو امير البصرة يختلط اليها سرًا فبلغ ذلك اهل البصرة

ام جمیل اصل مین قبیلہ بنی ہلال بن عامر کی ایک عورت تھی اوسکی شادی قبیلہ ثقیف مین حجاج ابن عبید کے ساتھ ہوئی تھی جو اس واقعہ سے قبل مرچکا تھا۔ مغیرہ ابن شعبہ امیر بصرہ تھے اور وہ خفیہ طور سے ام جمیل کے ساتھ آلودہ تھے۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر تمام اہل بصرہ کو ہوگئی تھی۔

اکثر تاریخون مین اسکے سلسلہ بیان حسب ذیل ہے۔

ایکدن ابوبکرہ شبل بن معبد نافع اور زیاد ابن سمیہ ایک مکان مین بیٹھے تھے اور وہ مکان ام جمیل کے مکان کے مقابل واقع تھا۔ اتفاق وقت سے ہوا چلی تو ام جمیل کے گھر کی کھڑکی کا دروازہ کھل گیا اور ابوبکرہ اور اسکے ہمراہیون نے دیکھا کہ مغیرہ ام جمیل کے ساتھ زنا کر رہا ہے۔ انھون نے دونون کو غور وتامل سے دیکھا تو دونون کو پورے یقین کے ساتھ پہچان لیا اور اس واقعہ کو پوری تفصیل سے لکھکر دربار خلافت مین اطلاع بھیجدی۔ حضرت عمر نے بنظر ضابطہ کے مطابق تحقیقات کو اوسکے استغاثہ

کیے گواہون کے ساتھ طلب فرمایا۔ مدعی اپنے گواہان ثبوت کے ہمراہ دربار خلافت مین حاضر ہوا مقدمہ کھلا۔ شہادتین گذرین۔ گواہون مین سے ابوبکرہ۔ سہل بن معبد اور نافع نے حسب المشاہدہ حضرت عمر دار المحکمہ مین اپنی اپنی شہادتین قلمبند کرائین۔ ان تینون گواہون نے بلا اختلاف اپنے بیانات اور چشم دید واقعات بیان کیے اور مجرم کا جرم ثابت کر دیا۔ مگر اونکی بدقسمتی سے خود خلیفہ عمر کو اونکی یہہ راست گوئی اور انصاف جوئی مغیرہ ابن شعبہ کے خلاف ناگوار گذری۔ اسلیئے وہ جادہ انصاف سے ہٹکر۔ اپنے معتمد علیہ خاص مغیرہ ابن شعبہ کی پوری پوری جانبداری کرنے لگے۔ چوتھی گواہی زیاد بن سمیہ کی تھی جو انکا دوسرا معتمد علیہ افسر تھا اور ہر طرح سے انکے اختیار اور قابو مین۔ چنانچہ شہادت کے لئے جب زیاد ابن سمیہ انکے سامنے لایا گیا تو اوسکے اظہار لینے سے پہلے اوس سے اپنی یہہ تمہیدی تقریر بیان کی۔

میرے سامنے اب وہ شخص ہے جسکے متعلق مجھے یہہ یقین ہے کہ وہ اپنی زبان سے کسی مرد مسلمان کو رسوا نکرے گا۔ | می بینم مردے را کہ رسوا نخواہد کرد زبان او مردے را از مسلمین

طبری فارسی جلد چہارم مطبوعہ نولکشور لکہنو۔

زیاد کو اتنی چشمک کافی ہوگئی۔ انھون نے ذرا پردہ ڈالکر یون بیان کیا۔

مین نے دونون کو اکٹھا دیکھا۔ دونون کی نشستین جڑی تھین اور مغیرہ ابن شعبہ کو میں نے ام جمیل کو پیٹ کے بل لٹائے اور خود اوسکی ٹانگون کے درمیان بیٹھا ہوا دیکھا۔ | رأیت مجلسا و نفسا حثیثا و انبہارا و رأیتہ مستبطنہا و رجلین کانھما حمار

یہہ سنکر حضرت عمر دوڑے کہ یہہ بھی مغیرہ کو کھانا ہی چاہتا ہے۔ فوراً قلم انصاف کو روک کر اور گواہ کو ٹوک کر کہنے لگے

ارے کیا تو نے مغیرہ کو سلائی اور سرمہ دانی والے عالم (عورت کے ساتھ) دیکھا | ھل رأیتہ کالمیل فی المکحلۃ

یہہ سوال خلیفہ صاحب کا ہر گواہ سے ہوا تہا مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ تینون خلیفہ اور خلافت سے آزاد تھے اور قطعی نے سرو کار۔ اسلئے خلیفہ کے اس سوال پر تینون گواہون نے صاف کہدیا تہا۔

ہان۔ ہم نے ایساہی دیکھا | نعم اشہد علی ذالک

زیاد اتنا آزاد کہان۔ وہ خلیفہ صاحب کا مدعا پہلے ہی سمجھا تہا اور اب تو اور خاطر خواہ سمجھ گیا۔ فوراً کہنے لگا لا۔ نہین سے عاقلان را اشارہ کافیست۔ صرف ایک گواہ کے ذرا سے اختلاف پر اون تینون گواہون کے متفقہ بیانات ناکافی اور غلط سمجھے گئے۔ استغاثہ مسترد اور مدعا علیہ رہا کر دیا گیا۔

لیکن حقیقت پہر حقیقت ہے وہ کسی سے نہ مٹائے مٹتی ہے اور نہ چھپائے چھپتی ہے۔ جب فریقین اور حاضرین سے حضرت عمر دار القضا خالی ہوگیا اور صحبت مین صرف خاص خاص لوگ رہگئے تو حضرت عمر نے مغیرہ کو خطاب کر کے حقیقت کا خود ان الفاظ مین اقرار فرمایا۔

خدا کی قسم مجھے گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ نے تجھپر جھوٹ باندھا ہو | بخدا گمان نمی کنم کہ ابوبکرہ بر تو دروغ بستہ باشد و گاہے

وگابے بینم ترا گر اینکہ خوف دارم کہ از آسمان سنگباران شوم ۔ اور اب جب تو میرے سامنے آیا ہی تو مجھی یہہ خوف ہوتا ہے کہ کہین تیری جنبہ داری کے لیے مجھ پر آسمان سے پتھر نہ گرایا جاوے ۔

سبحان اللہ کیا فیصلہ خلافت ہے اور کیا خلیفہ صاحب کی معاملہ فہمی اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ

مغیرہ ابن شعبہ — طبری مین ہے

حضرت علی کو نصیحت — جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے قبول خلافت فرماتے ہی حضرت عثمان کے مقرر کردہ عاملوں کی تبدیلی اور انکی جگہہ پر صحابۂ کبار البقین رسول صلعم کی تقرری کی تجویز کا اعلان فرمایا تو مغیرہ ابن شعبہ نے جو مدینہ مین معویہ کی طرف سے محض جاسوسی کے لیے ٹھہرا گیا تھا تو اوسکو سب سے پہلے معویہ کے انجام کا ۔ کا خیال آیا اور اپنے دل مین یہہ سوچا کہ امیر المومنینؑ کا مزاج لینا چاہیے اور معویہ کیطرف سے اونکے خیالات دریافت کرنے چاہئین ۔ یہہ سوچکر امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور تھوڑی ۔ گفتگو کے بعد عرض کرنے لگا کہ چند امور بنظر اصلاح پیش کرتا ہون وہ یہہ ہے چونکہ بنائے سلطنت ابھی استوار نہین مناسب ہے کہ عاملان عثمان کی معزولی یا تبدیلی مین جلدی نفرمائی جاے خصوصاً معاویہ کی نسبت جو مدت سے ملک شام مین حکومت کر رہا ہے اسکی حکومت اسی پر مستقل رکھی جاے اور عمرو عاص کو چونکہ مرد تیز فہم ۔ چالاک ۔ صاحب حیلہ و تدبیر ہے ۔ بہتر ہے کہ حکومت مصر کے وعدے پر رضامند کر کے اپنی اطاعت مین لایا جاوے کہ استحکام سلطنت کے واسطے بغیر انکے چارہ نہین ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے غور سے مغیرہ کی باتون کو سُنا ۔ معویہ کیطرف سے جو شکایتین اہل اسلام او باقیماندہ اصحاب رسول اللہ کو خلافت گذشتہ کے زمانے مین پیدا ہوئی تھین وہ اسوقت تک سینون مین محفوظ تھین ۔ جاریہ والا معاملہ غنیمت جزیرہ قبرس ۔ سرقہ یاقوت سرخ ۔ حضرت ابوذرؓ کی جلاوطنی کا حکم وغیرہ وغیرہ ایسی ایسی باتین تھین جنہون نے اہل اسلام کو معویہ ابن ابوسفیان کیطرف سے بہت مشکوک کر دیا تھا ۔ مگر مروان کا ایسا گہرا اثر تھا کہ انلوگون کی کچھہ نہ چلی اور انکی تمام شکایتین ایسی ہی رہگئین ۔ اس خلافت کے زمانہ مین تو معویہ خلافت سے باغی اور اجماع امت سے منکر ہو گئے اور اس خلافت کو کسی طرح تسلیم نکر سکے اور شام کے علاقہ مین خودمختارانہ مسلط ہو بیٹھے ۔ اب بغیر کسی چشم نمائی کے وہ ملک کا ملک یونہی چھوڑ دینا یا اون کے رعب و دہشت سے مرعوب ہوکر خاموش ہوجانا ۔ مروان او شاہ مروان کے فیصلہ تدبیر مین بہت کم فرق باقی چھوڑتا ۔ ان تدبیرون سے تو سوا اسکے کہ اسلام سے دیانت و اصابت رائے اوٹھہ جاے ۔ اسکی صداقت اور راست بازی کا خاتمہ ہو جائے ۔ حسد کینہ مخالفت حرص دولت طمع دنیاوی کی بنیادین مضبوط کیجاوین اور کچھہ حاصل نہین ۔ اسلام جسکی غرض ہی فقط اخلاق کی اصلاح تھی اور دینداری ۔ اخلاق کی شائستگی ۔ اخلاص و اتحاد کی تعلیم تربیت اور ان تعلیمات کا مدعا تھا کہ سابق شریعتون کے اون ناتمام ادھوری ضروریات کی پوری تکمیل ہو جائے ۔ جو ابھی تک ناقص اور ادھورے

تھے۔ اسلام کا پہلا فرض تہا کہ وہ دنیا کو صداقت کی تعلیم دیے اور راستبازی سے کام لیکر ایک کو دوسرے کا شریک و ہمدرد بنائے
امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام انھین اصول سے خلافت کا کام کرنیوالے تہے مغیرہ ابن شعبہ کی تجویز کو امیر المومنین
کے اس حسن تدبیر سے کیا علاقہ۔ اس اصول مین اسلام کی سچائی تہی اور دنیاداری۔ اولیومین چالاکی اور عیاری۔ اگرچہ یہہ امور سیاست
ملکی کے جزو خاص بھی قرار دیے جائین مگر تاہم اوس ملک اور تخت کے شایان نہین ہو سکتے جہان اسلام کے نام سکہ جاری
اور مخبر صادق کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تہا۔ اس بنا پر امیر المومنین علیہ السلام مغیرہ کی اس تجویز کو ایک ساعت کے لئے بہی سن نہ
سکے اور نہایت متانت و استقامت کے ساتھ اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا۔

مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۔ مین گمراہون کو اپنا مددگار بنانا نہین چاہتا

اب ایسی صریح و صحیح انکار کے بعد مغیرہ کو کسی اور امر کی کہان گنجائش باقی ہی یہہ سنکر اوٹھے اور اپنے گھر واپس گیے۔ اب مغیرہ ابن
شعبہ کی آیندہ چال غور کے قابل ہے۔ انکی مشورت تو مفت بیکار گئی۔ نتیجہ بالکل خلاف امید نکلا تو دوسرے دن مغیرہ پہر
امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوے۔ اس غرض سے کہ چلکر کل کی تقریر کا اثر آپکے دل سے نکال دین۔ نہین تو آپ کو ضرور
شک ہوگا کہ مغیرہ معویہ کی سازش مین ہے۔ اور اوسکی جانبداری کرتا ہے۔ امیر المومنین اوسوقت تنہا تھے اور اپکی صحبت
بالکل خالی تہی۔ مغیرہ نے موقع پاکر نہایت آہستگی سے عرض کی کہ مین نے شب کو اپنی تجویز اور اپکی تدبیر سیاسی پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت
کا تجویز نظم عمل نہایت مناسب ہے۔ اسلئے کہ اس عزل و نصب سے یہہ فائدہ ہوگا کہ مخالف سے موافق کی اور سرکش سے مطیع کی
تمیز کامل ہو جایے گی۔ امیر المومنین مغیرہ کی ذو جہتی کو خوب سمجھتے تھے۔ اور انکی مفویانہ ترکیبون کو خوب جانتے تھے اسلئے
سوا اسکے سکوت کے کچھہ نہ بولے۔ مغیرہ بھی انتظار جواب کر کے واپس گئے۔ عبد اللہ ابن عباس بھی اتفاقاً اوسیدن مکہ سے
واپس آیے امیر المومنین کے پاس آے تو اپنے اون سے مغیرہ کی دونون مشورت کی تفصیلی کیفیت بیان کردی۔ تو عبد اللہ ابن عباس
نے کہا

لقد صدق بالاول وكذب بالاخر ۔ اوسکی پہلی تجویز صحیح تہی اور اخر غلط

یہہ سنکر امیر المومنین نے اونکو سمجھایا کہ مین اسکی مصلحت کو خوب سمجھتا ہون مگر اسمین سوا ایے دنیاوی فائدے کے اسلام کا کوئی نفع نہین
ہے مین دنیا کے فلسفے پر اہل اسلام کو حریص بنانا نہین چاہتا۔ مین اسلام کا امیر بہی ہون اور امین بہی۔ مجھکو سب سے پہلے وہی
طریقے اختیار کرنے ہون گے جو ابتدا سے اسکے اصول قرار پا چکے ہین۔ مین اون اصول کو غیر مستقل اور ناکامل نہین چہوڑ سکتا
اور نہ امت اسلام پر ایسے لوگون کو مسلط کرنا چاہتا ہون جو ان اصول کی پابندی نہین کرتے اور نہ اونکو حکومت اور رعایا کے ساتھ
اپنی خودغرضی کے اگے کوئی ہمدردی ہے۔ ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم اہل اسلام کو جو بیشک خدا کی امانتین ہین ایسے ظالم حیلہ جو
اور خودغرض کی متابعت مین سپرد نکرین۔ جو نہ اونکے ہمدرد ہین اور نہ اونکو اصول اسلامی کی تعلیم دے سکتے ہین

مغیرہ اور حضرت عائشہ ۔ شکست بصرہ کی ہزار خرابیون کے بعد جب حضرت عائشہ باعزاز تمام و باکامل احترام مدینہ منورہ مین

تشریف لائین تو مغیرہ ابن شعبہ اونکی مزاج پرسی کو گیے۔ اپس مین حسب ذیل گفتگو ہوئی ۔

حضرت عائشہ ۔ جنگ جمل مین تم نے تو دیکھا تھا میرے ہودج مین کسطرح تیر لگے تھے ۔ اونمین سے چند تیر تو میرے جلد بدن مین چبھ گیے تھے ۔

مغیرہ ابن شعبہ ۔ میری تو تمنا تھی کہ تم انھین تیرون سے قتل ہو جاتین ۔

حضرت عائشہ ۔ یہ تم کیون کہتے ہو ۔

مغیرہ ابن شعبہ ۔ اسلئے کہ قتل عثمان مین جو تم نے سعی و کوشش کی تھی شاید اونکا کفارہ ہو جاتا ۔ عقد الفرید جلد دوم مصری ص ۲۴

لطف تو یہ ہے کہ خود بدولت حضرت عائشہ ہی کے جانبدارون مین تھے ۔ اب ان سے کون پوچھے کہ جب آپ انکے قتل ہی کے خواہان تھے تو انکی جانبداری کیا کرنے گیے تھے ۔ نہین ۔ آپ تو اپنی فطرت کے موافق اپنی خود غرضی کے خیال و تمنا مین اس ارادے کیساتھ شریک ہو گئے تھے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد شاید انکے اور انکے ولی نعمت معویہ کے لئے کامیابی کا کوئی رستہ کھل جائے ۔ ہم کہتے ہین کہ مغیرہ ابن شعبہ کے ایسے مدبر کا یہ خیال انکی سیاسی حماقت تھی اسلئے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد عبداللہ ابن زبیر سد راہ تھے اور اونکے مقابلے مین حضرت عائشہ نہ معاویہ کا کوئی وجود سمجھتی تھین اور نہ مغیرہ کی کوئی ہستی ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

کواتھ ضلع آرہ
شریف العمارت
۹ ربیع الثانی
سنہ ۵۰ھ

المؤلف
عبدہٗ احقر
(خان بہادر) سید اولاد حید بلگرامی
عفی عنہ

منقول عنہ ۲۶ صفر سنہ ۱۳۵۱ ہجری